مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی
مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد دوم

پیش لفظ

انسانی تمدن ومعاشرت اور باہمی تعلقات میں خطوط کوایک خاص مقام حاصل ہے۔تقاریراورتصنیفات بھی اگرچہ دوسروں پراپنے خیالات وجذبات کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں لیکن خطوط میں اور خصوصاً ان خطوط میں جو انسان اپنے دوستوں کولکھتا ہے بغیر کسی تکلّف کے اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار پایا جاتا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خاص محبّوں کے درمیان خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔آپؑ کے اپنے دوستوں کو لکھے گئے یہ خطوط جہاں ان خوش قسمت رفقاء کے لئے انمول خزانہ تھے وہاں جماعت کے لئے بھی ایک قیمتی سرمایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان خطوط سے جہاں ان صحابہ کی عظمت اور عالی مرتبت کا اظہار ہوتا ہے وہاں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کی پاکیزہ سیرت پر بھی روشنی پڑتی ہے اورآپ کے دل میں اپنے رفقاء کے لئے قدراور محبت کے جذبات کا پتہ چلتا ہے اور بہت سے ایسے اموراور مسائل کا بھی علم ہوتا ہے جو انسانی زندگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں اور زندگی کے نشیب وفراز میں گراں قدر رہنمائی کا موجب بنتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام عمومی رنگ میں اپنے صحابہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’کئی وجوہ سے اِس جماعت کوصحابہ رضی اللہ عنہم سے مشابہت ہے۔ ...... وہ خدا کا گروہ ہے جن کو خدا آپ سنبھال رہاہےاوردن بدن اُن کے دلوں کو پاک کررہاہےاوران کے سینوں کوایمانی حکمتوں سے بھر رہاہےاورآسمانی نشانوں سے اُن کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے۔جیسا کہ صحابہؓ کو کھینچتا تھا۔غرض اس جماعت میں وہ ساری علامتیں پائی جاتی ہیں جو **اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ** کے لفظ سے مفہوم ہورہی ہیں۔اورضرور تھا کہ خداتعالیٰ کا فرمودہ ایک دن پُورا ہوتا۔‘‘ (ایام الصلح ۔روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

مکتوبات کی یہ جلد جومکتوبات احمد جلد دوم کے نام سے موسوم ہے،حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ السلام کے چار جلیل القدر صحابہ کے نام خطوط پر مشتمل ہے۔ان صحابہ کبار کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) مکتوبات بنام حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاولؓ

اگر چہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ذکر فرمایا ہے، آپ کے تمام صحابہ ’’آخرین منھم‘‘ کے مصداق تھے اور اپنے صدق و وفا میں اپنی مثال آپ تھے۔ لیکن جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ ’’اصحابی کالنجوم‘‘ کی مثال تھے اور اپنے صدق و وفا میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام میں ایک منفرد اور ممتاز شان کے مالک تھے۔ اسی طرح حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ کو اپنے صدق و وفا اور محبت و خدمت کے لحاظ سے اپنے آقا مہدی دوراں کی نظر میں وہ مقام حاصل ہوا جو سب سے بلند تر اور ارفع شان کا حامل ہے۔ آپ نے اپنے آقا سے ان الفاظ میں اپنی دعا اور دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اپنے لئے دعا کی درخواست کی۔

’’عالی جناب میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امام زمان سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدد کیا گیا وہ مطالب حاصل کروں۔...... مجھے آپ سے نسبت فاروقی ہے اور سب کچھ اس راہ میں فدا کرنے کے لئے طیّار ہوں۔ دعا فرماویں کہ میری موت صدّیقوں کی موت ہو۔‘‘ (فتح اسلام۔ روحانی خزائن جلد۳ صفحہ ۳۶)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آپ کے لئے دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ کو مقام صدیقیت پر فائز فرما دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’اس کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نورالدین ہے...... جب وہ میرے پاس آ کر مجھ سے ملا تو میں نے اسے اپنے رب کی آیتوں میں سے ایک آیت پایا اور مجھے یقین ہو گیا کہ یہ میری اس دعا کا نتیجہ ہے جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے مجھے بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے......وہ ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتا ہے جیسے نبض کی حرکت تنفّس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔

(ترجمہ از عربی عبارت مندرجہ ’’آئینہ کمالات اسلام‘‘ روحانی خزائن جلد۵ صفحہ ۵۸۱ تا ۵۸۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کو آپ کی جانشینی کا عظیم الشان مرتبہ عطا ہوا اور آپ قدرت ثانیہ کے مظہر اول قرار پائے۔

اس جلد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحب کے نام ۹۴ خطوط شامل ہیں جن میں سے چار مکتوب (مکتوب نمبر ۱۳، ۸۸، ۹۳ اور ۹۴) نئے شامل کئے گئے ہیں جو اس سے قبل مکتوبات احمدیہ میں شائع نہیں ہوئے تھے۔

(۲) مکتوبات بنام حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب مالیر کوٹلہ کے رئیس خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو امام الزمان کی پہچان کی توفیق عطا فرمائی اور وہ اپنے صدق وصفا کے باعث اپنے وطن وریاست کو چھوڑ کر قادیان میں ہی آباد ہو گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاص احباء میں شامل ہو کر آپ کی صحبت اور آپ کی خاص دعاؤں سے حصہ پانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام حضرت نواب محمد علی صاحب کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں۔

میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دُعا کرتا ہوں کہ اس جہاں کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھاوے............ آپ اوّل درجہ کے محبوں اور مخلصوں میں سے ہیں۔ جن کی روز بروز ترقیات کی امید ہے۔ (مکتوب نمبر۱۰)

ایک اور موقع پر آپ فرماتے ہیں:۔

’’میں نے ان دنوں میں آپ کے لئے بہت بہت دعا کی ہے اور دعا کرنے کا ایسا موقعہ ملا کہ کم ایسا ملتا ہے۔ الحمدللہ۔ امید کہ جلد یا کسی دیر سے ان دعاؤں کا ضرور اثر ظاہر ہو جائے گا‘‘ (مکتوب نمبر۶۹)

آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دامادی کا شرف حاصل ہوا اور آپ کی صاحبزادی حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ آپ کے عقد میں آئیں۔

اس جلد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت نواب محمد علی خاں صاحبؓ کے نام ایک سو خطوط درج ہیں۔

(۳) مکتوبات بنام حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسیؓ

آپ تجارت پیشہ اور کاروباری طبقے سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام آپ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبار تجارت میں مشغول ہے ان میں سے ایک حبی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقع ثواب کے حاصل کئے ہیں۔ وہ اس قدر پُر جوش محبّ ہیں کہ اتنی دور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ وہ ایک سَو روپیہ ماہواری بلا ناغہ بھیجتے ہیں اور آج تک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے ہیں اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے''۔ (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۰۹)

اس جلد میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کے نام ۹۶ خطوط شامل ہیں۔

۴۔ مکتوبات بنام حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

''حبی فی اللہ منشی رستم علی ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریلوے۔ یہ ایک جوان صالح اخلاص سے بھرا ہوا میرے اوّل درجہ کے دوستوں میں سے ہے۔ اُن کے چہرے پر ہی علامات غربت و بےنفسی و اخلاص ظاہر ہیں۔ کسی ابتلاء کے وقت میں نے اس دوست کو متزلزل نہیں پایا۔ اور جس روز سے ارادت کے ساتھ انہوں نے میری طرف رجوع کیا اس ارادت میں قبض اور افسردگی نہیں بلکہ روز افزوں ہے۔''

آپ کی مالی قربانی اور خدمات کا اندازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آپ کے نام اس مکتوب سے ہوتا ہے۔

''تمام جماعت میں ایک آپ ہی ہیں جو اپنی محنت اور کوشش کی تنخواہ کا ایک ربع ہمارے سلسلہ کی امداد میں خرچ کرتے ہیں۔ آپ کو اس صدق و ثبات کا خدا تعالیٰ بدلہ دیوے۔ آمین۔'' (مکتوب نمبر ۲۴۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے چوہدری رستم علی صاحبؓ کے نام خطوط کی تعداد ۲۷۸ ہے۔

اس جلد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چار صحابہ کبار کے نام خطوط کی کل تعداد ۵۶۸ ہے۔

مکتوبات احمد یہ جلد سوم میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان خطوط کو شائع کیا جا رہا ہے جو آپ نے دیگر صحابہ کو تحریر فرمائے تھے۔

جناب حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے انتہائی نامساعد حالات، مالی دشواریوں اور مصروفیت کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ گرانقدر خطوط پہلے اپنے اخبار الحکم میں اور پھر کتابی صورت میں جمع فرمائے۔

اس سلسلہ میں جناب ملک صلاح الدین صاحب بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنے دورِ درویشی میں مکتوبات احمد یہ جلد ہفتم مرتب کی اور اس میں متفرق صحابہ کرامؓ کے نام خطوط کو جمع کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جن خطوط کے عکس دستیاب ہو سکے ہیں انہیں بھی تبرکاً اس جلد میں شامل کیا جا رہا ہے۔ جن خطوط کے عکس اس جلد میں شامل ہیں ان کے مکتوب نمبر کے سامنے سٹار ''۞'' کا نشان دے دیا گیا ہے۔

مکتوبات کے اس انتہائی نازک کام یعنی خطوط کی ترتیب، نئے خطوط کی تلاش اور پروف ریڈنگ میں عزیز محترم حبیب الرحمٰن صاحب زیروی نائب ناظر اشاعت نے بہت محنت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ ان کے ساتھ مکرم رانا محمود احمد صاحب، مکرم مبارک احمد صاحب نجیب، مکرم سلطان احمد شاہد صاحب، مکرم کلیم احمد طاہر صاحب اور مکرم فہیم احمد خالد صاحب نے کام کیا ہے۔ احباب ان سب واقفین زندگی کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ والسلام

سیّد عبدالحی

ناظر اشاعت

۲۲/اپریل ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکتوباتِ احمد جلد دوم

ترتیب

۞۞۞

حضرت مولانا

حکیم نورالدین صاحب بھیروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

نام خطوط

سابقہ جلد پنجم حصہ دوم

مرتبہ
حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

صفحہ ۱ تا ۱۳۸

فہرست مکتوبات بنام
حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاول

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عرض حال

میں اپنی زندگی کا یہ بھی ایک مقصد سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر قسم کی پرانی تحریروں کو، جو کبھی شائع نہیں ہوئی ہیں یا نایاب ہو چکی ہیں اور لوگوں کو خبر بھی نہیں، تلاش کروں اور جمع کر کے شائع کرتا رہوں۔ اس سلسلہ میں اب تک بہت کچھ شائع ہو چکا ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ مکتوباتِ احمدیہ کے سلسلہ میں پانچویں جلد (جو حضرت کے اُن مکتوبات پر مشتمل ہے جو آپ نے اپنے دوستوں کو لکھے) کا دوسرا نمبر شائع کر رہا ہوں۔ یہ مکاتیب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کے نام ہیں اور ۱۸۸۵ء سے لے کر ۱۸۹۲ء تک کے ہیں۔ ممکن ہے آپ کے نام کے اور خطوط بھی ہوں مگر مجھے جو مل سکے ہیں میں نے جمع کر دیئے ہیں اور اگر اور مکتوبات میسر آئے تو وہ اس نمبر کے ضمیمہ کے طور پر شائع کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق

مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ افسوس ہے ابھی تک جماعت میں ایسے قدر دانوں کی تعداد بہت کم ہے جو اِن بیش قیمت موتیوں کی اصل قدر کریں۔

بہر حال میں اپنا کام جس رفتار سے ممکن ہے کرتا رہوں گا جب تک خدا تعالیٰ توفیق دے۔ تاہم دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں میرے مددگار رہوں۔

والسلام

خاکسار

عرفانی

کنج عافیت قادیان دارالامان

۱۸/ دسمبر ۱۹۲۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکتوب نمبر۱

نوٹ: یہ پہلا خط ہے جو حضرت حکیم الامت کے نام مجھے ملا ہے۔ قیاس چاہتا ہے کہ اِس سے پہلے بھی چند خطوط ہوں۔ اس خط کا بھی اصل مسودہ نہیں ملا۔ بلکہ حضرت حکیم الامت کی نوٹ بک سے لیا گیا تھا اور ۳۱؍اگست ۱۹۰۷ء کے الحکم میں میں نے اِسے شائع کر دیا تھا۔ اس خط کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے مسیح ناصری کے قدم پر مبعوث اور مامور ہونے کا دعویٰ مارچ ۱۸۸۵ء میں کر دیا تھا لیکن آپ نے بیعت کا اعلان اُس وقت تک نہیں کیا جب تک صریح فرمانِ ربّانی نازل نہیں ہوگیا۔ (عرفانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عاجز (مؤلف براہین احمدیہ) حضرت جلّ جلالہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی مسیح کی طرز پر کمال مسکینی اور فروتنی اور غربت اور تذلّل اور تواضع سے اصلاح خلق کیلئے کوشش کرے اور ان لوگوں کو جو راہ راست سے بے خبر ہیں صِرَاطَ مُسۡتَقِیۡمَ (جس پر چلنے سے حقیقی نجات حاصل ہوتی ہے) اور اِسی عالم میں بہشتی زندگی کے آثار اور قبولیت اور محبوبیت کے انوار دکھائی دیتے ہیں، دکھاوے۔

خاکسار

غلام احمد　　　۸؍مارچ ۱۸۸۵ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مکرم ومخدوم حکیم نورالدین صاحب سلّمۂ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ حال صدمہ وفات دولخت جگر آں مخدوم وعلالت طبیعت پسر سوم سُن کر موجب حزن واندوہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلّشانہٗ آپ کو صدمہ گزشتہ کی نسبت صبر عطا فرماوے اور آپ کے قرۃ العین فرزند سوم کو جلد تر شفا بخشے۔ انشاء اللہ القدیر یہ عاجز آپ کے فرزند کی شفا کیلئے دعا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ مجھ کو اپنے فضل وکرم سے ایسی دعا کی توفیق بخشے جو اپنی جمیع شرائط کی جامع ہو۔ یہ امر کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے صرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اسی کی مرضات حاصل کرنے کیلئے اگر آپ خفیہ طور سے اپنے فرزند دلبند کی شفا حاصل ہونے پر اپنے دل میں کچھ نذر مقرر کر رکھیں تو عجیب نہیں کہ وہ نکتہ نواز جو خود اپنی ذات میں کریم ورحیم ہے آپ کے اس صدق دلی کو قبول فرما کر ورطۂ غموم سے آپ کو مخلصی عطا فرماوے۔ وہ اپنے مخلص بندوں پر ان کے ماں باپ سے بہت زیادہ رحم کرتا ہے۔ اس کو نذروں کی کچھ حاجت نہیں مگر بعض اوقات اخلاص آدمی کا ایسی راہ سے متحقق ہوتا ہے۔ استغفار اور تضرع اور توبہ بہت ہی عمدہ چیز ہے اور بغیر اس کے سب نذریں ہیچ اور بے سُود ہیں اپنے مولیٰ پر قوی امید رکھو اور اس کی ذات بابرکات کو سب سے زیادہ پیارا بناؤ کہ وہ اپنے قوی الیقین بندوں کو ضائع نہیں کرتا اور اپنے سچے رجوع دلانے والوں کو ورطۂ غموم میں نہیں چھوڑتا۔ رات کے آخری پہر میں اُٹھو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور دردمندی اور عاجزی سے یہ دعا کرو۔

اے میرے محسن اور میرے خدا! میں ایک تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اَب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بیباکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین

مگر مناسب ہے کہ بروقت اس دعا کے فی الحقیقت دل کامل جوش سے اپنے گناہ کا اقرار اور اپنے مولیٰ کے انعام اکرام کا اعتراف کرے کیونکہ صرف زبان سے پڑھنا کچھ چیز نہیں جوش دلی چاہیئے اور رقت اور گریہ بھی ۔ یہ دعا معمولات اس عاجز سے ہے اور درحقیقت اسی عاجز کے مطابق حال ہے ۔ ☆

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۰ ر اگست ۱۸۸۵ء

نوٹ نمبر ا: اس مکتوب پر حضرت حکیم الامت کا نوٹ ہے ۔ یہ لڑکا اس وقت اس مرض سے بچ گیا تھا ۔ پھر دوبارہ سُعال وام الصبّیان میں انتقال کر گیا ۔ **اِنَا بِفِرَاقِہٖ لَمَحْزُوْنَ وَ اَدْعُوا اللّٰہَ بَدْلَہٗ**

نورالدین ۔ ۲ر اسوج ۱۹۴۳ بکرمی

نوٹ نمبر ۲: اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا مرقوم ہے جو آپ کے معمولات سے تھی اور نیز آپ نے قبول ہونے والی دعا کا راز بتایا ہے ۔ اس دعا کو پڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اندرون خانہ لائف پر ایک قسم کی روشنی پڑتی ہے اور یہ ان ایام کی بات ہے کہ آپ دنیا میں شہرت یافتہ نہ تھے ۔ آپ کا کوئی دعویٰ نہ تھا ۔ کسی سے بیعت بھی نہ لیتے تھے بلکہ ایک گوشہ گزین کی طرح زندگی بسر کرتے تھے ۔ خدا تعالیٰ پر کس قدر یقین اور قبولیت دعا پر کس قدر بھروسہ تھا ۔ اور آپ کے اعمال شب کی حقیقت بھی عیاں ہے نیز حضرت حکیم الامت کا نوٹ بتاتا ہے کہ وہ بچہ اس وقت بچ گیا اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کا نتیجہ تھا ۔ خدا تعالیٰ نے اس وقت تقدیر کو ٹال دیا ۔ یہ لڑکا فضل الٰہی نام حضرت حکیم الامت کی پہلی بیوی میں سے تھا ۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

☆ الحکم ۲۴ر فروری ۱۹۰۰ء صفحہ ۵، ۶

مکتوب نمبر ۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم سلّمہٗ　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے مخلصانہ کلمات سے بے شک خوشبو بلکہ جوش راست گفتاری محسوس ہوتا ہے۔ جزاکم اللّٰہ خیرًا آمین ثم آمین! آپ کی دختر صالحہ کے لئے بھی دعا کی گئی ہے۔ قرآن شریف کا حفظ کرنا یہ آپ کی ہی برکات کا ثمرہ ہے۔ ہمارے ملک کی مستورات میں یہ فعل شاید کرامت میں تصور کیا جاوے۔ کیا خوش نصیب والدین ہیں اور نیز وہ لوگ جو تعلق جدید پیدا کریں گے جن کو اس صاحبِ شرف سے علاقہ ہے۔　　　والسلام علٰی من اتبع الھدٰی

خاکسار

۱۱؍مارچ ۱۸۸۶ء　　　غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی ومکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اس وقت ایک اشتہار در بارہ ازالہ اوہام مخالفین آپ کی خدمت میں مرسل ہے۔ چونکہ آپ تشبّہ فاروقی کے مدعی ہیں اور یہ عاجز بھی بغائت درجہ آپ پر حسن ظن رکھتا ہے اور اپنا مخلص اور دوست جانتا ہے۔ اس لئے آپ کی طرف تعلق خاطر رہتا ہے۔ جو عنایات خداوند کریم جلّشانہٗ کی اس عاجز کے شاملِ حال ہیں ان کے بارے میں ہمیشہ یہی دل چاہتا ہے جو اپنے دوستوں سے کچھ اس میں سے بیان کرتا رہوں اور بحکم وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (الضّحٰی:۱۲) تحدیثِ نعمت کا ثواب حاصل کروں۔ سو آج آپ سے بھی جو میرے مخلص دوست ہیں ایک واقعہ پیشگوئی کا بیان کرتا ہوں۔ شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا ہے کہ اس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین، کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جاوے گا۔ اس کا نام بشیر ہوگا۔ سو اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ

شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔ اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہو رہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب الٰہی میں یہ بات قرار پا چکی ہے کہ ایک پارسا طبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی، وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔ اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب یہ الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے تین ان میں سے تو آم کے پھل تھے۔ مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔ وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔ اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں۔ مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے، وہی مبارک لڑکا ہے کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے اور جبکہ ایک طرف پارسا طبع اہلیہ کی بشارت دی گئی ہے اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار پھل دئے گئے جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے۔ سو یہی سمجھا جاتا ہے۔ **واللّٰہ اعلم بالصواب**

ان دنوں میں اتفاقاً نئی شادی کیلئے دو شخصوں نے تحریک کی تھی۔ مگر جب ان کی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قسمت میں ذلّت و محتاجگی و بے عزتی ہے اور اس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہو۔ اور دوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحب صورت و صاحب سیرت لڑکا جس کی بشارت دی گئی ہے۔ وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارسا طبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ **واللّٰہ اعلم بالصواب**

اب مخالفین آنکھوں کے اندھے اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں اب کی دفعہ لڑکا پیدا نہیں ہوا؟ ان کے ابطال میں ایک دوست نے اشتہارات شائع کئے ہیں۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولّد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہو جاوے کیونکہ اس تیسری شادی میں اولاد ہونے کے اشارات پائے جاتے ہیں۔ غالباً اس تیسری شادی کا وقت نزدیک ہے۔ اب دیکھیں کہ کس جگہ ارادہ ازلی نے اس کا ظہور مقدر کر رکھا ہے۔ الہامات اس بارہ میں کثرت سے ہو رہے ہیں اور ربّانی ارادہ میں کچھ جوش سا پایا جاتا ہے۔ **وَاللّٰہُ یَفْعَلُ مَایَشَآءُ وَھُوَعَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ**۔ اپنی خیر و عافیت سے اطلاع بخشیں ☆۔ والسلام

از قادیان ۸؍جون ۱۸۸۶ء
خاکسار
غلام احمد عفی عنہ

☆ اخبار الحکم ۱۷؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶

نوٹ: یہ خط نہایت اہم ہے اور بعض عظیم الشان پیشگوئیاں اس کے اندر موجود ہیں۔سب سے اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ آپ کو چار بیٹے دے گا اور ایک ان میں عظیم الشان ہوگا۔اس خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کسی الہام الٰہی سے نہیں بلکہ خود حضرت کا یہ خیال تھا کہ شاید وہ موعود لڑکا تیسری بیوی سے ہو جس کو واقعات نے بتایا کہ وہ دراصل اسی پہلی اہلیہ سے، جس کو خدا تعالیٰ نے اُمّ المؤمنین ہونے کا شرف اور عزت بخشی، پیدا ہونے والا تھا۔

جہاں تک واقعات نے ثابت کیا ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کا نہ تھا۔اس سے مراد دراصل یہ تھی کہ ایک لڑکا تو پیدا ہوگا مگر وہ فوت ہو جائے گا جیسا کہ صاحبزادہ مبارک احمد صاحب۔**اللھم اجعلهُ لَنَا فرطًا و شافعاً**[1] سبز رنگ کا پھل آپ کو دکھایا گیا تھا۔اس سے سبز اشتہار کی حقیقت بھی ظاہر ہوگئی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے سبز رنگ پر کیوں شائع کیا تھا۔پھر ایک اور امر نہایت صفائی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فی الحقیقت خدا کی جانب سے مامور ہوکر آئے تھے اور آپ کے الہامات خدا کا کلام ہی تھے۔آپ کو ان پر کامل یقین تھا اور یہ بھی کہ انبیاء جس طرح الہامات اور پیشگوئیوں کی تعبیر اور تعین میں قبل از وقت خطاء اجتہادی کر جاتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہ تھے۔آپ کو فرزند موعود کے متعلق اوائل میں یہ اجتہادی غلطی لگ رہی تھی کہ وہ شاید تیسرے نکاح سے پیدا ہوگا۔مگر واقعات نے بتایا کہ ایسا نہیں مقدر تھا۔اور اس التباس کو دور کرنے کیلئے خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو ہی منسوخ کر دیا اور قضائے معلّق کو بھی مبرم بنا دیا۔پھر اس خط کی بنا پر اور واقعات کی تائید سے حضرت اُمّ المومنین کا مقام شرف ظاہر ہوتا ہے۔غرض یہ مکتوب گونا گوں امور مہمہ پر مشتمل ہے اور ہمارے ایمانوں کو تازہ کرنے والا ہے۔(عرفانی)

[1] بخاری کتاب الجنائز

مکتوب نمبر ۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز نے جو آپ کی طرف لکھا تھا وہ صرف دوستانہ طور پر بعض اَسرارِ الہامیہ پر مطلع کرنے کی غرض سے لکھا گیا تھا کیونکہ اس عاجز کی یہ عادت ہے کہ اپنے احباب کو ان کی قوتِ ایمانی بڑھانے کی غرض سے کچھ کچھ امورِ غیبیہ بتلا دیتا ہے اور اصل حال اس عاجز کا یہ ہے کہ جب سے اس تیسرے نکاح کیلئے اشارہ غیبی ہوا ہے تب سے خود طبیعت متفکر ومتردّد ہے اور حکمِ الٰہی سے گریز کی جگہ نہیں۔ مگر بالطبع کارہ ہے اور ہر چند اوّل اوّل یہ چاہا کہ یہ امرِ غیبی موقوف رہے لیکن متواتر الہامات وکشوف اس بات پر دلالت کررہے ہیں کہ یہ تقدیر مبرم ہے۔ بہرحال عاجز نے یہ عہد کرلیا ہے کہ کیسا ہی موقعہ پیش آوے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے صریح حکم سے اس کے لئے مجبور نہ کیا جاؤں تب تک کنارہ کش رہوں۔ کیونکہ تعدّدِ ازدواج کے بوجھ اور مکروہات از حد زیادہ ہیں اور اس میں خرابیاں بہت ہیں اور وہی لوگ ان خرابیوں سے بچے رہتے ہیں جن کو اللہ جلّشانہٗ اپنے ارادہ خاص سے اور اپنی کسی خاص مصلحت سے اور اپنے خاص اعلام والہام سے اس بارگراں کے اُٹھانے کیلئے مامور کرتا ہے۔ تب اس میں بجائے مکروہات کے سراسر برکات ہوتے ہیں۔ آپ کے نوکری چھوڑنے سے بظاہر دل کو رنج ہے مگر آپ نے کوئی مصلحت سوچ لی ہوگی۔ والسلام باقی خیریت ہے☆۔ والسلام

۲۰ /جون ۱۸۸۶ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک تیسرے نکاح کے متعلق بعض بشارات ملی تھیں۔ یعنی ان سے پایا جاتا تھا کہ ایک تیسرا نکاح ہوگا۔ چنانچہ اس کے متعلق ایک تحریک بھی ہوئی۔ وہ نکاح کی تحریک اور پیشگوئی دراصل ایک نشان تھا جو ایسے خاندان کیلئے مخصوص تھا جو آپ کے ساتھ تعلقات

☆ الحکم ۱۷ /جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۵، ۱۶

قرابت بھی رکھتے تھے۔مگر خدا تعالیٰ سے دور ہی نہ تھے، گو نہ منکر تھے۔اس لئے خدا تعالیٰ نے اس ذریعہ سے ان پر اتمام حجت کیا۔حضرت حکیم الامت کو آپ نے بشارات سے اطلاع دی۔ جہاں تک میرا علم ہے۔حضرت حکیم الامت اس امر پر آمادہ تھے کہ اپنی لڑکی حضرت کو دے دیں بشرطیکہ وہ قابل نکاح ہوتی۔حضرت اقدس نے اس خط کے ذریعہ تصریح فرمائی کہ آپ اپنے احباب کو قبل از وقت بعض الہامات سے اطلاع کیوں دیتے ہیں اور وہ ایک ہی غرض ہے کہ **ان کی ایمانی قوت ترقی کرے**۔دوسرے اِس خط سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ذاتی طور پر تیسرے نکاح کو پسند نہ کرتے تھے بلکہ کارہِ ہونا صاف لکھا ہے اور یہ بھی کہ آپ نے عہد کر لیا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ صریح حکم مجبور نہ کیا جاؤں، نکاح نہیں کروں گا۔اس سے ان لوگوں کے تمام اعتراضات دور ہو جاتے ہیں۔جونعوذ باللہ آپ پر نفس پرستی کا اسی طرح الزام لگاتے ہیں جس طرح آریہ اور عیسائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر لگاتے ہیں۔(عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔یہ بات عین منشاء اس عاجز کے مطابق ہوئی کہ آپ کا استعفیٰ منظور نہیں ہوا۔انشاء اللہ کسی موقعہ پر ترقی بھی ہو جائے گی۔امید ہے کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں☆۔والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

از قادیان

۷؍جولائی ۱۸۸۶ء

☆ الحکم ۱۷؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶

مکتوب نمبر ۷

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ استماع واقعہ وفات فرزند دلبند آں مخدوم سے حزن واندوہ ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيۡهِ رَاجِعُوۡنَ ۔خداوند کریم بہت جلد آپ کو نعم البدل عطا کرے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے۔انسان کے لئے اس کے گوشۂ جگر کا صدمہ بڑا بھارا زخم ہے۔اس لئے اس کا اجر بھی بہت بڑا ہے۔اللہ جلّشانہٗ آپ کو جلد تر خوش کرے۔آمین ثم آمین

سرمہ چشم آریہ میری بار بار کی علالت کے توقف سے چھپا اور اب پانچویں دن تک اس کی جلدیں یہاں پہنچ جاویں گی۔تب بلاتوقف آپ کی خدمت میں ایک جلد بھیجی جائے گی۔ چونکہ اس کے بعد رسالہ سراج منیر چھپنے والا ہے اور جو اس کے لئے روپیہ جمع تھا وہ سب اس میں خرچ ہو گیا ہے اس لئے آں مخدوم بھی اپنے گردونواح میں دلی توجہ سے کوشش کریں کہ دست بدست اس کے خریدار پیدا ہو جائیں۔اس پر پانچ سو روپیہ کا کاغذ قرضہ لے کر لگایا گیا ہے۔منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ نے یہ پانچ سو روپیہ قرضہ دیا۔ چارسو روپیہ اور تھا جو اسی پر خرچ ہوا۔ یہ موقعہ نہایت محنت اور کوشش کرنے کا ہے تا سراج منیر کے طبع میں توقف نہ ہو۔اس رسالہ سرمہ چشم کی قیمت ایک روپے بارہ آنے ہے۔اگر آپ کی محنت سے سَو رسالہ بھی فروخت ہو جاوے تب بھی ایک حق نصرت آپ کے لئے ثابت ہو جائے گا۔ومن ینصر اللّٰہ ینصرہ ۔اللہ جلّشانہٗ آپ پر رحمت کی بارش کرے اور اپنی خاص توفیق سے ایسے کام کرائے جن سے وہ راضی ہو جاوے۔ولا توفیق الا باللّٰہ۔والسلام

۲۰؍ستمبر ۱۸۸۶ء

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ایک نوٹ پچاس روپیہ کا آں مخدوم کی جانب سے میاں کریم بخش صاحب نے سیالکوٹ سے بھیجا ہے۔ **جزاکم اللّٰہ خیرًا** ۔ چونکہ رسالہ سراج منیر کے چھپنے میں اب کچھ زیادہ دیر نہیں معلوم ہوتی اور اس کے سرمایہ کے لئے روپیہ کی بہت ضرورت ہوگی۔ اس لئے اگر آں مخدوم بقیہ قیمت پچاس نسخہ یعنی ستاسی روپے آٹھ آنے بھی جلد تر بھیج دیں تو سرمایہ کتاب کی طبع کیلئے عین وقت میں کام آجاسکے۔ میں نے مبلغ پانسو روپیہ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ سے قرض لیا تھا اور تین سَو روپیہ اور میرے پاس تھا وہ سب اس رسالہ پر خرچ آ گیا۔ ماسوا اس کے ایک سَو یہ رسالہ مفت ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں کو تقسیم کیا گیا۔ اگرچہ ایک روپیہ بارہ آنے اس کی قیمت مقرر ہوئی مگر اس کے مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے یہ قیمت کم درجہ کی رہی۔ اکثر قریب کل کے مسلمانوں کا خیال دین کی طرف سے بکلّی اُٹھ گیا ہے۔ ہمدردی، غمخواری، نیک ظنی یہ سب عمدہ صفتیں روز بروز رُو بہ کمی ہیں۔ **واللّٰہ خیر وابقٰی**

آپ کی ملاقات خدا جانے کب ہوگی۔ ہر ایک بات اُس قادر مطلق کے ارادہ پر موقوف ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد

از صدر انبالہ

۴؍نومبر ۱۸۸۶ء

نوٹ: اس مکتوب میں جس رسالہ کی قیمت کیلئے حضرت حکیم الامت کو یاددہانی کرائی گئی ہے وہ سرمہ چشم آریہ ہے اور اس مکتوب سے ظاہر ہے کہ اس کتاب کی سَو جلدیں اس وقت تک آپ مفت تقسیم کر چکے تھے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ جلشانہٗ آپ کو دنیا و دین میں آرام دلی بخشے کہ ہر ایک بخشش و بخشایش اُسی کے فضل پر موقوف ہے۔ نظر بر فضل ایک لذت بخش امر ہے۔ وَلَا تَايۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ[1]

رسالہ مؤلفہ آں مخدوم جو امرتسر بھیجا گیا ہے، کچھ ظاہر نہیں ہوا کہ اس کا کیا بندوبست ہوا۔ آج کل دیانت کم ہے اور لاف و گزاف زبانی ہرگز لائق اعتماد نہیں۔ کسی کو بجز تحریری شرائط کے رسالہ نہیں دینا چاہئے تا پیچھے سے کوئی خراب نتیجہ نہ نکلے۔ یہ امور مفصلہ ذیل ضرور صاحبِ مطبع سے طے کر لینے چاہئیں اور اقرار نامہ لے لینا چاہئے۔

اوّل: فلاں نمونہ کے مطابق کام چھپائی صاف اور عمدہ ہوگا۔

دوم: اگر ایسا صاف نہ ہوا تو استحقاق چار آنے فی داب میں رہے گا۔

سوم: اتنے ماہ میں کام ختم نہ ہوا تو ہرجہ دینا ہوگا۔

چہارم: کل کتابوں کے حوالے کرنے کے بعد اور اُن کی پڑتال صحت کے بعد روپیہ اُجرت کا دیا جائے گا۔

پنجم: کاغذ کی عمدگی کا ذمہ دار خود مطبع والا ہوگا۔

دوا جس میں مروارید داخل ہیں جو کسی قدر آپ دے گئے تھے اس کے استعمال سے بفضلہٖ تعالیٰ مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ قوتِ باہ کو ایک عجیب فائدہ یہ دوا پہنچاتی ہے اور مقوی معدہ ہے اور کاہلی اور سُستی کو دور کرتی ہے اور کئی عوارض کو نافع ہے۔ آپ ضرور اس کو استعمال کر کے مجھ کو اطلاع دیں۔ مجھ کو تو یہ بہت ہی موافق آ گئی۔ **فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک**

خاکسار

غلام احمد

۳۰ر دسمبر ۱۸۸۶ء

[1] یوسف: ۸۸

مکتوب نمبر۱۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دَوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلّی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ **واللّٰہ اعلم و عِلۡمُہٗ اَحۡکَم** ۔ اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں **شکرگزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمدللّٰہ علی احسانہ۔** مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی؟ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں سے کوئی معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سیدھا طریق یہ ہے کہ قانونی طور پر کارروائی کی جائے۔ اللہ جلّشانہٗ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب کوئی دادستد تم کرو تو اس معاملے کے بارے میں تحریر ہونی چاہئے۔ مطبع ایسا ہونا چاہئے جن کے پریس میں استاد

ہوں اور عمدہ اور اوّل درجہ کی سیاہی استعمال کی جاتی ہو اور سب شرائط اسٹامپ کے کاغذ پر لکھے جاویں۔ جہاں تک ممکن ہو۔ مطبع والوں کو اوّل روپیہ نہ دیا جاوے اور کاغذ اُن کی ذمہ داری سے خریدا جاوے مگر اپنا کاغذ اور کاتب بھی اپنا ہو۔ میری دانست میں امام الدین کاتب بہتر ہے۔ کاپی خود غور سے ملاحظہ کرنی چاہیئے۔ امرتسر میں ایک ہندو کا مطبع بھی ہے اور وہ مالدار ہیں اور امید ہے کہ یہ شرائط وہ منظور کر لیں گے اور بغیر صفائی شرائط اور تحریری اقرار نامہ لکھانے کے کسی مطبع کو ہرگز کام نہیں دینا چاہیئے۔ کہ آج کل دیانت اور ایفاء عہد مفقود کی طرح ہو رہی ہے۔ اگر میں امرتسر میں آؤں اور ایک دن کیلئے آپ بھی آ جاویں تو اسی جگہ کوشش کی جاوے۔ مگر آپ نے آج کل کے مسلمانوں پر اعتماد کر کے کچا کام ہرگز نہ کرنا، بلکہ ہر ایک بات میں مجھ سے مشورہ لے لیں، رسالوں کی چھپائی میں تین چار سَو روپیہ کا خرچ ہے۔ نہ ایسی کفایت شعاری کرنی چاہیئے کہ رسائل مثل ردّی کے چھپیں اور نہ ایسا اسراف کہ جس میں بیہودہ خرچ ہو۔ کاپیوں کا ملاحظہ دوسروں کے سپرد ہرگز نہ کریں۔ آپ محنت اُٹھالیں۔ خرید کاغذ میں بھی کوئی اپنا دانا آدمی ساتھ چاہیئے اور کاغذ کا حساب رکھنا چاہیئے۔ آپ کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے۔ اللہ جلّشانہٗ جلد کوئی تقریب پیدا کر دے۔

از قادیان	والسلام
۱۴؍ ربیع الثانی ۱۳۰۴ھ	خاکسار
۱۹؍ جنوری ۱۸۸۷ء	غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج عنایت نامہ پہنچا۔اس عاجز کی یہی رائے ہے کہ آپ نوکری نہ چھوڑیں ۔اگر اِس سے بھی کم تنخواہ ہو جو آپ کو دیتے ہیں تب بھی اس کو قبول کریں اور ہر ایک کے ساتھ اخلاق اور بُردباری سے معاملہ کریں ۔مومن پر یہی لازم ہے کہ بغیر مشورہ کے کوئی امر عجلت سے نہ کر بیٹھے ۔سو میں آپ کو یہی مشورہ دیتا ہوں کہ آپ علیحدگی ہرگز اختیار نہ کریں ۔ مجھے اس بات سے افسوس ہوا کہ آپ نے استعفٰی کیوں دیا حالانکہ آپ نے لکھا تھا کہ میرا اس علیحدگی میں دخل نہیں ۔اب بہرحال جہاں تک ممکن ہے ۔ایسے ارادہ کیلئے کوشش کریں کہ آپ اپنی نوکری پر قائم رہیں ۔والسلام

نعم المولٰی ونعم الوکیل

خاکسار

غلام احمد

ازقادیان

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے مگر ظن غالب یہی ہے کہ یہ ۱۸۸۷ء کا ہی ہے ۔(عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

واللّٰہ معکم اینما کنتم صفحہ ۹۹ سرمہ چشم آریہ میں سہو کاتب سے غلطی ہوگئی ہے یعنی تیرہ سطر کے اخیر میں بجائے ''کو'' کے ''سے'' لکھا گیا ہے اور چودہویں سطر کی ابتداء میں بجائے ''سے'' کے ''کو'' درج ہوگیا ہے۔ اور سترہ سطر کے اخیر میں لفظ ''اس کا'' رہ گیا ہے یعنی بجائے اس عبارت کے کہ ضروریہ مطلقہ سے، یہ چاہئے تھا، ضروریہ مطلقہ اس سے

غرض یہ تین لفظ کی غلطی کو، سے اور اس، کے موجب اختلال عبارت ہے۔ جیسا کہ قرینہ سے خود سمجھا جاتا ہے اور ایسی غلطیاں اتفاقاً کہیں نہ کہیں رہ جاتی ہیں۔ بشریت ہے شاید کاپی نویس سے یا دوسرے کاتب سے ایسی غلطی وقوع میں آئی۔ لیکن یہ عاجز آں مخدوم کے کارڈ کی عبارت سے پڑھ کر اور بھی حیران ہوا ہے۔

آں مخدوم لکھتے ہیں کہ حضرت نے (یعنی اس عاجز نے) قضیہ ضروریہ مُطلقہ سے قضیہ دائمہ مطلقہ کو اخص مُطلق قرار دیا گیا ہے۔ یہ عبارت سمجھ میں نہیں آئی کیونکہ قضیہ ضروریہ مطلقہ کو دائمہ مطلقہ سے اخص سمجھنا سچ اور صحیح ہے، جو سہو کاتب سے بالعکس لکھا گیا۔ چنانچہ منطقیین کا یہی قول ہے۔ **والنسبة بين الدائمة والضرورية ان الضرورية اخص من (الدائمة) مطلقا لان مفهوم الضرورية امتناع انفكاك النسبة عن الموضوع ومفهوم الدوام شمول النسبة فى جميع اللازمة والاوقات مع جواز امكان انفكاكها**

اصل کارڈ مرسل ہے اگر اس میں کچھ سہو تو اطلاع بخشیں کیونکہ مجھ کو بوجہ استغراق جانب ثانی ان علوم میں توغل نہیں رہا۔

علاج کسل **مرض کسل اور حزن** اگر عوارض اور اسباب جسمانی میں سے ہو، تو آپ تدبیر اور علاج اس کا مجھ سے بہتر جانتے ہیں اور اگر اسباب روحانی سے ہے تو اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔ جو اللہ جلّشانہٗ نے فرمایا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ. نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِی الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ. نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ.[1]

سو خدا تعالیٰ کو اپنا متولّی اور متکفّل سمجھنا اور پھر لازمی امتحانوں اور آزمائشوں سے متزلزل نہ ہونا اور مستقیم الاحوال رہنا بھی خوف اور حزن کا علاج ہے۔

حکم جاناں چو نیست زخم مدوز　　جاں اگر بسوزدت گو بسوز

والسلام

خاکسار

غلام احمد

آپ کی ملاقات کا ازبس شوق ہے۔ اگر وطن جانے کا اتفاق پیش آ جاوے تو ضرور مجھ کو مل کر جاویں۔

نوٹ: اس خط پر بھی کوئی تاریخ درج نہیں ہے مگر سرمہ چشم آریہ کی بعض اغلاط کی اصلاح کے متعلق ذکر بتاتا ہے کہ یہ خط سرمہ چشم آریہ کی اشاعت کے بعد کا ہے اور یقیناً ۱۸۸۷ء کا ہے۔ اس خط کے مطالعہ سے بعض خاص باتوں پر روشنی پڑتی ہے۔

اوّل: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت میں کامل درجہ کی انکساری اور صاف باطنی ہے۔

دوم: حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت میں کمال درجہ کا ادب حضرت کیلئے ہے۔ انہوں نے جو کارڈ ایک علمی امر کی دریافت کے متعلق لکھا ہے اسے واپس منگوا لیا کہ مبادا وہ ادب کے خلاف نہ ہو اور معترضانہ رنگ اس میں نہ پایا جاوے۔ اور ایسی یادگار ایک قبیح یادگار ہوگی۔

سوم: یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس وقت اپنی تمام تر توجہ الی اللہ رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر دُکھ اور تکلیف کو پوری لذت اور ذوق سے برداشت کرنے کی اہلیت حاصل کر چکے تھے اور اسی لئے ہر قسم کے حزن اور کسل کے مقام سے نکل کر آپ جنت میں تھے۔ (عرفانی)

---

[1] حٰمٓ السَّجدہ: ۳۱ تا ۳۳

مکتوب نمبر۱۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّی

مخدومی مکرم اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب۔ سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے استفسار کے جواب میں لکھا جاتا ہے کہ اصل علاج حزن کا ترقی معرفت ....
اللہ جلّشانہٗ کا یہی قانون قدرت ہے کہ عسر یسر دونو متبادل وارد ہوتے رہتے ہیں۔ سو یسر تو خود موافق خواہش نفس انسانی ہے لیکن عسر بھی بحالت موافقت باللہ وانشراح قلب ورضا بقضا ومحبت ذاتیہ مولیٰ برنگ یسر ہی دکھائی دیتا ہے اور ایلام بصورت انعام نظر آتا ہے۔ پانی درزنجیر پیش دوستان کی کیفیت سروری وہ شخص بآسانی سمجھتا ہے جو کسی ایک آدھ جرعہ محبت چار کسی قدر رستی حاصل کرتا ہے۔ غرض ہمیشہ خوش رہنے کے لئے اختیار نامرادی جیسی کوئی چیز نہیں۔ جب انسان ایک ذات کامل کو اختیار کرکے اپنے دل میں ترک مرادات کا اصول قائم کر لیتا ہے تو عجیب راحتیں پاتا ہے۔ بشرطیکہ اس اصول کے اختیار کرنے میں خود ناقص نہ ہو۔ سو یہی حقیقت اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا[1] کی ہے۔ استقامت یہی ہے کہ کسی ظاہری یا باطنی جنبش دہندہ سے اپنی موافقت بالمولیٰ میں ذرا جنبش نہ آوے۔ خدا تعالیٰ ہم کو اور آپ کو یہ استقامت عطا کرے۔ آمین ثم آمین

۱۳؍فروری ۱۸۸۷ء

---

[1] حٰمٓ السجدۃ: ۳۱

مکتوب نمبر۱۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا اور میں نے کئی بار توجہ سے اس کو مطالعہ کیا اور ہر ایک دفعہ مطالعہ کے بعد آپ کے لئے دعا بھی کی کہ اللہ جلشانہٗ ایسی قدرت ربوبیت سے جس سے اس نے خلقِ عالَم کو حیران کر رکھا ہے آپ کو حزن اور خوف اور اندوہ سے مخلصی عطا فرماوے اور اپنی رحمتِ خاصہ سے دنیا و دین میں کامیاب کرے۔ آمین

افسوس کہ مجھے آپ کے حزن و اندوہ کی تفاصیل پر اطلاع نہیں ملی اور نہ شدتِ مرض سے مطلع ہوں جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اگر مناسب تصور فرمادیں تو کسی قدر اس عاجز کو اپنے ہموم وغموم کا ہمراز کردیں۔ نوکری قبول کرنے میں آں مخدوم نے بہت ہی مناسب کیا۔ اللہ تعالیٰ اسی قدر میں برکت بخشے۔

الہام

آج مجھے فجر کے وقت یوں القا ہوا۔ یعنی بطور الہام، **عبدالباسط**، معلوم نہ تھا کہ یہ کس کی طرف اشارہ ہے۔ آج آپ کے خط میں عبدالباسط دیکھا۔ شاید آپ کی طرف اشارہ ہو۔ واللہ اعلم۔ میں آپ کا دلی غمخوار ہوں اور دل سے آپ سے محبت ہے۔ **ولکل امر مستقر۔ والسلام**

خاکسار

۱۳؍فروری ۱۸۸۷ء غلام احمد از قادیان

نوٹ: نمبر ا و ۲ کے مقام سے خط پھٹا ہوا ہے۔

حضرت حکیم الامۃ نے بارہا فرمایا کہ میرا الہامی نام عبدالباسط[1] ہے۔ مگر انہوں نے کبھی یہ تشریح نہ کی تھی کہ کس کو الہام ہوا۔ اس خط سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ الہام آپ کا نام **عبدالباسط** بتایا گیا تھا۔ (عرفانی)

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۱۷۔ ایڈیشن چہارم

مکتوب نمبر۱۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

از طرف عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اس کو غور سے پڑھا۔ جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی ان کریمانہ قدرتوں کو، جن کو میں نے بذاتِ خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اُسے معلوم ہو جاوے کہ کیونکر وہ نومیدی سے امید پیدا کر سکتا ہے۔ غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر و کریم و رحیم ہے۔ البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے۔ جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو۔ جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جلّشانہٗ نے اس دعا کو قبول فرمایا۔ اور ضعف قلب تو اب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کر سکتا۔ **خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں۔** ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکمے اور بے ہُنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں۔ سو اگر آپ مجھے بشرط صبر وشکیب کہنے کی اجازت دیں تو میں اسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا۔ بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں۔ طلبگار باید صبور و حمول۔

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صائب بھی تب ہی سوجھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بند سے رہا کرنا چاہتا ہے۔ مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں اس طرح کہ جس طرح کوئی نہایت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر و کریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیج دی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے۔ والسلام ☆

۲۲؍فروری ۱۸۸۷ء　　　خاکسار۔ غلام احمد از قادیان

☆ الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر۱۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عاجز بباعث شدت دردسر جو کئی دن سے لاحق رہی اور آج کچھ تخفیف ہے مگر ضعف بہت، تحریر جواب سے قاصر رہا ہے۔

حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا آپ پر بہت ہی فضل وکرم ہے جس کا غور سے مطالعہ کرنے کے بعد آپ اس کا شکرادا نہیں کرسکیں گے۔ رہی جزئیات فکروتردّد۔ سو وہ بھی کسی بڑی مصلحت کیلئے جس کی حقیقت تک انسان کو رسائی نہیں ایک وقت مقررہ تک لگائے گئے ہیں اور وقت مقررہ کے آنے سے دور بھی ہو جائیں گے۔ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [1] اس احقر ناچیز کی دعا بھی انشاءاللہ منقطع نہیں ہوگی جب تک کشود کار پیدا نہ ہو۔

وَلَمۡ اَکُنۡ بِدُعَائِہٖ شَقِیًّا اور دینی امور میں اگر کچھ قبض ہو یا اعمال صالحہ سے بے رغبتی ہو تو پھر بھی مقام شکر ہے کہ اس نقصان حالت کیلئے دل جلتا ہے اور کباب ہوتا ہے۔ یہ بھی تو ایک بڑی نیکی ہے کہ نیکی کے حصول کیلئے دل غمگین رہے۔ ہم لوگ بکلّی اپنے اختیار میں نہیں۔ علّت العلل ہمارے سر پر جو مدبّر وحکیم ہے بمقتضائے مصلحت وحکمت جو چاہتا ہے ہم سے معاملہ کرتا ہے۔ فرض کیا اگر وہ ہمیں دوزخ میں ڈالے تو وہ دوزخ ہمیں بہشت سے اچھا ہے۔ ہم کیسے ہی نالائق ہوں مگر پھر اس کے ہیں۔

گر نہ باشد بدوست راہ بُردن شرط عشق است درطلب مردن

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲؍مارچ ۱۸۸۷ء

---

[1] البقرۃ: ۱۰۷

مکتوب نمبر۱۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حکیم مولوی نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دنیا جائے تردّد وحزن ومصیبت وغم ہے۔ نہ ایک کے لئے بلکہ سب کے لئے جس کی ابتداء میں طفلی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی وشیخوخیت (اگر عمر طبعی تک نہ پہنچی) اور سب سے آخر موت (بانگ برآید فلاں نماند) اس میں پوری پوری خوشی و راحت کا طلب کرنا غلطی ہے۔ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اصل حصہ دنیا میں میرے لئے غم ومصیبت ہے اور اگر کبھی خوشی پہنچ جاوے تو یہ ایک زائد امر ہے جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی۔ سو مومن کو مردِ میدان بن کر اس دارِ فانی سے تلخیاں ترشیاں سب اُٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود انبیاء اور اماموں سے کچھ انوکھا نہیں بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ لذت واُنس وشوق وراحت، طلبِ الٰہی میں تب ہی محسوس ہوتی ہے کہ جب حضرت ایوب کی طرح مصیبتوں پر صابر ہو کر یہ کہیں کہ میں **''ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤں گا''**۔

مفلس شدیم و دست از ہر مایہ فشاندیم دُزدِ خبیث شیطاں از مفلساں چہ خواہد

فَفِرُّوۡا اِلَی اللّٰہِ کُوۡنُوۡا لَہٗ مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ۔

والسلام علٰی من اتبع الھدٰی ☆

خاکسار

غلام احمد

☆......☆......☆

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ میں اسے ۱۸۸۷ء کا سمجھتا ہوں۔ (عرفانی)

☆ الحکم ۱۰؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کارڈ پہنچا۔ خدا تعالیٰ آپ کو جلد تر شفا بخشے۔ مجھ کو آپ کی بار بار علالت سے دل کو صدمہ پہنچتا ہے اور بمقتضائے بشریت قلق وکرب شامل ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ بہت جلد وہ دن لائے کہ آپ کی کلّی صحت کی میں بشارت سنوں۔ اب موسم ربیع ہے۔ یقین ہے کہ آپ نے کسی قدر مناسب حال تنقیہ بدن کیا ہوگا اور اگر نہیں کیا اور کوئی عارضہ بدنی مانع نہ ہو تو اس طرف غور کریں کہ آیا کوئی مناسب ہے یا نہیں۔ اگر مناسب ہو تو پھر توقف نہ کریں۔ کسی قدر شیر خشت وغیرہ سے تلئین طبع ہو جائے تو شاید مناسب ہو۔ کبھی کبھی دیکھا گیا ہے کہ انواع دردسر کیلئے **ایارج فیقرا** بہت مفید ہوتا ہے اور اس عاجز نے اپنے دردسر کیلئے کہ جو دَوری طور پر تخمیناً تیس سال سے شامل حال ہے، استعمال کیا ہے اور مفید پایا ہے۔ ایک اور متوحش خبر سنی گئی ہے کہ گیاراں سَو روپیہ کا اور نقصان آپ کا ہو گیا۔ چنانچہ ایک خط میں جو ارسال خدمت ہے یہ حال لکھا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡهِ رٰجِعُوۡنَ [1] مصیبت پہنچنے والی تو ضرور پہنچ جاتی ہے مگر کسی قدر رعایت انتظام ظاہر مسنون ہے۔ جس نے دیا اُس نے لیا۔ لیکن آئندہ بے احتیاطی کے طریقوں سے مجتنب رہنا ضروری ہے **لَایُلۡدَغُ الۡمُؤۡمِنُ مِنۡ جُحۡرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَیۡنِ** ۔[2] پرسوں میری طرف سے آپ کے نام گھوڑے کی سفارش کیلئے ایک خط روانہ ہوا تھا۔ وہ خط میرے اقارب میں سے مرزا امام الدین، میرے چچا زاد بھائی نے بالحاح مجھ سے لکھوایا تھا۔ ہر چند میں جانتا تھا کہ اس کا لکھنا غیر موزوں وغیر محل ہے مگر چونکہ مرزا امام الدین صاحب دراصل میرے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان کی ایمانی حالت خدا تعالیٰ درست کر دے اور خیالات فاسدہ سے چھڑا دے۔ اس لئے اُن کی دلجوئی کی غرض سے لکھا گیا ہے۔ لودہانہ کا معاملہ اب بالکل پختہ ہے۔ آپ کے ارادہ کا توقف ہے۔ خیریت مزاج سے جلد اطلاع بخشیں۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۵؍ مارچ ۱۸۸۷ء

---

[1] البقرۃ: ۱۵۷ [2] بخاری کتاب الادب

مکتوب نمبر ۱۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج عنایت نامہ موصول ہوکر موجب خوشی ہوا۔ میں نے آپ کے اس خط کو بھی اپنی یادداشت میں رکھ لیا ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلّشانہٗ ابوابِ خیر وخوبی دَارین آپ پر منکشف کرے۔ یہ سچ ہے کہ آپ کے لئے میری دعا محدود نہیں اور نہ بے جوش ہے مگر ترتب آثار وقت پر موقوف ہے۔ کارشادی کیلئے استخارہ مسنونہ عمل میں لاویں پھر اگر انشراح صدر سے میل خاطر جلدی کی طرف ہو تو جلدی سے اس کارخیر کو سرانجام دیویں ورنہ بعد فراغت سفر پونچھ۔ پانچ نسخہ شحنۂ حق اور ایک حصہ رگوید آج رجسٹری کرا کر معرفت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ارسال خدمت کیا گیا۔ یہ وید بطور مستعار ارسال خدمت ہے۔ اس سے جس قدر مطلب نکلتا ہو ایک یا دو ماہ میں نکال کر پھر بذریعہ رجسٹری واپس فرمادیں کہ مجھ کو اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ والسلام ☆

خاکسار

۱۴؍اپریل ۱۸۸۷ء غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

☆ الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴

مکتوب نمبر۲۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔

عنایت نامہ پہنچ کر باعث ممنونی ہوا مجھ کو آں مخدوم کے ہر ایک خط کے پہنچنے سے خوشی پہنچتی ہے کیونکہ میں جانتا ہوں خالص دوستوں کا وجود کبریت اَحمر سے عزیز تر ہے اور آپ کا دین کیلئے جذبہ اور ولولہ اور عالی ہمتی ایک فضل الٰہی ہے جس کو میں عظیم الشان فضل سمجھتا ہوں اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلشانہٗ آپ سے اپنے دین میں پہلے درجہ کی خدمتیں لیوے۔ حکیم فضل دین صاحب بھی بہت ہی عمدہ آدمی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر بخشے۔ اگر ملاقات ہو تو آپ سلام مسنون پہنچا دیں۔

خاکسار

۲۵؍اپریل ۱۸۸۷ء غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی ومکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج آپ کا عنایت نامہ پہنچ کر مضمون مندرجہ معلوم ہوا۔ مجھ کو بندوبست مطبع و دیگر مصارف کے بارے میں بہت کچھ فکر اور خیال تھا جو آپ کے اس مبشر خط سے سب رفع دفع ہوا۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرَ الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی واذھب عنکم الحزن و رضی عنکم و أَرۡضٰی۔ آمین

چند روز ہوئے میں نے اس قرضہ کے تردّد میں خواب میں دیکھا تھا کہ میں ایک نشیب گڑھے میں کھڑا ہوں اور اوپر چڑھنا چاہتا ہوں۔ مگر ہاتھ نہیں پہنچتا۔ اتنے میں ایک بندہ خدا آیا اُس نے اوپر سے میری طرف ہاتھ لمبا کیا اور میں اُس کے ہاتھ کو پکڑ کر اوپر کو چڑھ گیا اور میں نے چڑھتے ہی

کہا کہ خدا تجھے اس خدمت کا بدلہ دیوے۔

آج آپ کا خط پڑھنے کے ساتھ میرے دل میں پختہ طور پر یہ جم گیا کہ وہ ہاتھ پکڑنے والا جس سے رفع تردّد ہوا، آپ ہی ہیں کیونکہ جیسا کہ میں نے خواب میں ہاتھ پکڑنے والے کیلئے دعا کی۔ ایسا ہی برقت قلب خط کے پڑھنے سے آپ کیلئے منہ سے دلی دعا نکل گئی۔ فَمُسْتَجَابٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تعالیٰ

اگر یہ ممکن ہو میری تحریر پہنچنے پر ماہ بماہ تین سَو تک آپ بھیج سکیں یہاں تک کہ چودہ سَو پورا ہو جاوے تو یہ نہایت عمدہ بات ہے۔ مگر اوّل دفعہ میں پانسو روپیہ بھیجنا ضروری ہے تا ضروری انتظام کیا جاوے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ کام ماہ رمضان میں جاری ہو جاوے۔ ایک شخص منشی رستم علی نام نے تین سَو روپیہ ڈیڑھ سال کی میعاد پر قرضہ دینا کیا ہے اور بابو الٰہی بخش صاحب بھی کچھ دینا چاہتے ہیں۔ سو جس قدر روپیہ دوسروں کی طرف سے بطور قرضہ آئے گا اُسی قدر آپ کو کم دینا ہوگا۔ مگر اصل مدار اس قرضہ کا آپ کے نام پر رہا۔ میں نے آپ کا خط بابو الٰہی بخش صاحب کے پاس لاہور میں بھیج دیا ہے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے انشراحِ صدر اور علوِ ہمت اور خلوص اور صدق سے میرے دوسرے دوست مطلع ہوں۔

کل ایک خط بابو الٰہی بخش صاحب کا کسی شخص کی سفارش کے بارہ میں آیا ہے۔ سو وہ خط ارسال خدمت ہے۔ آپ بپابندی مصلحت جیسا کہ مناسب ہو، ہمدردی کام میں لاویں۔ اگر آپ کے اشارہ سے کسی مسلمان کی خیر اور بہتری متصوّر ہو اور خود وہ اشارہ خیر محض ہو۔ فتنہ سے خالی ہو تو بلاشبہ موجبِ ثواب ہے کہ خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

۲؍ مئی ۱۸۸۷ء غلام احمد از قادیان

میری لڑکی دو ماہ سے بعارضہ تپ و اسہال وورم وغیرہ عوارض وشدت عطش مبتلا ہے۔ تین سَو کے قریب دست آ چکے ہیں اور تین مسہل بھی دئے گئے اور جونکیں لگائی گئیں۔ چونکہ تپ محرقہ تھا زبان سیاہ ہوگئی تھی۔ اس لئے ایک نسخہ شیخ کے موافق چھ سات دفعہ کافور بھی سکنجبین اور شیرہ خیارَین کے ساتھ دیا گیا اور شربت بنفشہ ونیلوفر ودیگر برودات بہت دئے گئے۔ اب تپ تیز تو نہیں اور ورم میں بھی تخفیف ہے لیکن پھر بھی کسی قدر تپ اور پیاس باقی ہے۔ بدن بہت دبلا ہو رہا ہے میرا ارادہ ہے کہ سفوف ست گلو شربت دینار کے ہمراہ دوں مگر ست گلو عمدہ نہیں ملتی اور نہ ریوند چینی خالص ملتی ہے۔ لڑکی کی عمر ایک برس اور دو ماہ کی ہے۔ اس عمر میں اس غضب کی حرارت پیدا ہوگئی کہ دس بوتلیں بیدمشک کی اور قریب بوتل کے سکنجبین اور لعاب اسبغول اور شیرہ خیارین اور چھ سات دفعہ کافور دیا گیا۔ مگر ابھی حرارت باقی ہے۔ دو بوتل شربت بنفشہ اور نیلوفر بھی پلایا۔ ورم میں اب خفت ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ عارضی تھی۔ مگر اب علامات حرارت غالب ہیں۔ اگر تازہ ست گلو اور ایک تولہ ریوند چینی دستیاب ہو سکے تو ضرور ارسال فرما دیں۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش وخرم رکھے۔ میں پروردگار جلّشانہٗ کا شکر ادا نہیں کر سکتا جس نے ایسے صادق اور کامل الوداد دوست میرے لئے میسر کئے۔ **فالحمدللّٰہ علی احسانہ۔**

پانچ رسالہ **شحنۂ حق** خدمت شریف میں روانہ کئے گئے ہیں۔ کتنی مجبوریوں کے پیش آنے کی وجہ سے میرا ارادہ ہے کہ اپنا مطبع تیار کر کے **سراج منیر** وغیرہ کتب اس میں چھپواؤں۔ سو اگر خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے سرمایہ میسر کر دیا تو جلد پریس وغیرہ کا سامان ضروری خرید کر کتابوں کا چھپوانا شروع کیا جائے۔ اس طرف اب بشدت گرمی پڑتی ہے۔ امید ہے کشمیر میں خوب بہار ہوگی۔ کشمیر کا تحفہ کشمیر کے بعض عمدہ میوے ہیں جیسے گوشہ بگو کی لوگ بہت تعریف کرتے ہیں مگر وہ میوہ ذخیرہ خور نہیں ہیں۔ امید رکھتا ہوں کہ جلد جلد حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور خوشی خورمی سے لاوے اور آپ کے ساتھ رہے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ از قادیان

۱۱؍مئی ۱۸۸۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۳

نوٹ از مرتب: یہ خط حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ کے نام ہے جو ان ایام میں کریم بخش کہلاتے تھے اس لئے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کا نام ان کے والدین نے کریم بخش ہی رکھا تھا۔ میں نے آپ کے والد ماجد چوہدری محمد سلطان صاحب کو دیکھا کہ وہ ہمیشہ کریم بخش ہی کہا کرتے تھے۔ حضرت حکیم الامت کے مکتوبات کے ضمن میں اس مکتوب کو میں نے اس لئے درج کر دیا ہے کہ یہ خط حضرت حکیم الامت ہی کے متعلق ہے۔ اس مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم الملۃ مولانا عبدالکریم رضی اللہ عنہ کے تعلقات اور مراسلات کا سلسلہ بھی حضرت اقدس علیہ السلام سے آپ کے دعویٰ اور بیعت سے پہلے کا ہے اور یہ سلسلہ دراصل براہین احمدیہ کے اعلان اور اشاعت کے بعد قائم ہوا تھا۔ پھر اس خط سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ ان ایام میں حضرت مولوی صاحب (حکیم الامت) پر کوئی ابتلا تھا جیسا کہ حضرت حکیم الامت کی عام عادت تھی۔ انہوں نے خود حضرت اقدس کو اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا بلکہ خود حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے اس تعلق اور محبت کی بنا پر جو انہیں حضرت حکیم الامت سے تھا، براہِ راست حضرت اقدس کو اطلاع دی ہے جس پر حضرت نے یہ تسلی نامہ مولوی عبدالکریم صاحب کو لکھا اور انہوں نے حضرت حکیم الامت کو دکھایا اور حضرت حکیم الامت نے اسے اپنے خطوط میں منسلک کر لیا۔ (عرفانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم میاں کریم بخش صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ جو محبت اور اخلاص سے بھرا ہوا تھا پہنچا۔ جس قدر آپ نے خلوص اور محبت سے خط لکھا ہے میں اس کا شکرگزار ہوں۔ خداوند کریم آپ کو اس کا اجر بخشے۔ بیشک اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نہایت قابل تعریف اخلاق سے متخلّق ہیں اور مجھ کو ان کے ہر ایک خط کے دیکھنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ بفضلہٖ تعالیٰ ان نادر الوجود مَردوں میں سے ہیں کہ جو دنیا میں

بہت ہی کم ہیں ۔صفت جوانمردی اور یک رنگی اور خلوص اور وفا اور روبحق ہونے کے اور بایں ہمہ انشراح صدر اور غربت اور فروتنی اور تواضع ایسی ان میں پائی جاتی ہے کہ جس پر درحقیقت ہر ایک مومن کو رشک کرنا چاہئے۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ[1] میں خوب جانتا ہوں اور مجھے بہت کامل تجربہ ہے کہ اللہ جلّشانہٗ پر کوئی شخص اپنی صفائی میں سبقت نہیں لے جا سکتا اور وہ محسنین کا ہرگز اجر ضائع نہیں کرتا۔ ہاں یہ بات ہے کہ درمیانی زمانوں میں ابتلا کے طور پر کشف خیر میں کچھ توقف ہوتی ہے مگر آخر رحمت الٰہی دستگیری کرتی ہے اور مومن کو چشم گریاں کے ساتھ اس بات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ ربّانی نیکی اور رحمت اور مروت اس کی نیکی سے بڑھ کر ہے۔ سو میں دلی اطمینان سے مولوی حکیم نورالدین صاحب کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ ہر ایک بات میں امیدوار رحمت الٰہی رہیں۔ خدا تعالیٰ اُن کو ضائع نہیں کرے گا۔ وہ جس کے ہاتھ میں سب قدرتیں ہیں نہایت ہی غفورٌ الرحیم ہے۔ وفادار بندے آخر اس سے اپنی مرادیں پاتے ہیں۔ اس کا قدیم سے اپنے خالص بندوں کیلئے یہی قانونِ قدرت ہے کہ درمیان میں کچھ کچھ تکلیف اور خوف اور حزن اُٹھا کر انجام کار فائز المرام ہوتے ہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۴؍ مئی ۱۸۸۷ء

☆......☆......☆

[1] الحدید: ۲۲

مکتوب نمبر۲۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی ومکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔

عنایت نامہ موصول ہوکر موجب خوشی وشکر وممنونی ہوا۔ پادری صاحب کی نکتہ چینی کے جواب میں جو کچھ آپ نے لکھا ہے نہایت ہی خوب ہے۔ جزاکم اللّٰہُ خیراً جزاکم اللّٰہ خیرًا ۔ دین اسلام منجانب اللہ ہے۔ یہی ایک حکیمانہ مذہب ہے جو حکمت کے قواعد پر مبنی ہے۔ اس دین میں یہ بات نہیں کہ ہمیشہ ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری بھی پھیر دیا کریں۔ بلکہ جو مناسب وقت (ہو) اس کے کرنے کی تاکید ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ جَادِلۡھُمۡ بِالَّتِیۡ ھِیَ اَحۡسَنُ[1] یہ نہیں فرمایا جَادِلۡھُمۡ بِالۡحِلۡمِ ۔ اِنۡشَاءَ اللّٰہُ الۡقَدِیۡرُ ٹھاکرداس کیلئے دعا کروں گا اور مصارف مطبع کیلئے چند اور دوستوں کو بھی لکھا ہوا ہے ان کے جواب آنے پر اطلاع دوں گا۔☆

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ مگر اس پر یکم جون کی ڈاکخانہ کی مہر ہے اور قادیان کی مہر ۳۱؍مئی ۱۸۸۷ء کی ہے۔ یہ ایک پوسٹ کارڈ ہے۔ (عرفانی)

---

[1] النحل: ۱۲۶   ☆ الحکم ۳۱؍مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴

مکتوب نمبر ۲۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی و مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج عنایت نامہ پہنچ کر موجب خوشی و اطمینان ہوا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ اس عاجز نے بموجب تحریر ثانی، جو مولوی کریم بخش صاحب کے خط کے لفافہ پر تھی، بلاتوقف کتابیں بھیج دیں تھیں لیکن رجسٹری نہیں کرائی گئی تھی۔ اگر اب تک نہ پہنچی ہوں تو مکرر بھیج دی جائیں۔ میں نے مطبع کے بندوبست کیلئے بہت سی فکر کے بعد یہ قرین مصلحت سمجھا کہ بعض دوستوں سے بطور قرضہ کچھ لیا جائے۔ جس میں سے کچھ پریس اور پتھروں کی قیمت پر خرچ آوے اور کسی قدر کاغذ خریدا جائے اور کچھ اُجرت وغیرہ کیلئے جمع رکھا جائے۔ تو ایسے بااخلاق آدمیوں کے انتخاب کیلئے جب فہرست خریداران پر نظر ڈالی گئی تو ہزار آدمی میں سے صرف چھ آدمی پر نظر پڑی جن میں سے بعض قوی الاخلاق ہیں اور بعض کا حال کماحقہٗ معلوم نہیں۔ ناچار دردِ دل سے یہ دعا کرنی پڑی۔

رَبِّ اَعۡطِنِیۡ مِنۡ لَّدُنۡکَ اَنۡصَارًا فِیۡ دِیۡنِکَ وَاذۡھَبۡ عَنِّیۡ حُزۡنِیۡ وَاَصۡلِحۡ لِیۡ شَانِیۡ کُلَّہٗ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اَنۡتَ۔

امید ہے کہ قرین باجابت ہو۔ اب میں آپ کی خدمت میں مفصل ظاہر کرتا ہوں کہ میرا ارادہ تھا کہ چودہ آدمی منتخب کر کے سَو سَو روپیہ بطور قرضہ بوعدہ میعاد ایک سال بعد طبع سراج منیر اُن سے لیا جاوے۔ یعنی ابتدا میعاد کی اس تاریخ سے ہو جب چھپ چکے۔ کیونکہ طبع سراج منیر کیلئے چودہ سَو روپیہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ اگر یہ صورت انجام پذیر ہو سکے۔ تو کسی ذی مقدرت دوست پر بوجھ نہیں ہوتا لیکن افسوس کہ فہرست خریداران کے دیکھنے سے صرف چھ آدمی ایسے خیال میں آئے جو اس کام کے لئے انشراح دل سے متوجہ ہو سکتے ہیں اور میرا ارادہ ہے کہ یہ کام بہرحال رمضان شریف میں شروع ہو جائے اور میں یہ روپیہ لینا صرف قرضہ کے طور پر چاہتا ہوں کہ دوستوں پر تھوڑا تھوڑا بار ہو جو سَو روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ سو اگر ایسا ہو سکے کہ بعض بااخلاص آدمی جو آپ کی نظر میں ہوں اس قرضہ کے دینے میں شریک ہو جائیں تو بہت آسانی کی بات ہے ورنہ مالک خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ[1]

---

[1] المنٰفقون: ۸

کافی ہے۔ جواب سے جلد مطلع فرماویں کیونکہ میں نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ رسالہ قرآنی طاقتوں کا جلوہ جون کے ماہ میں شائع ہوگا۔ سو میں چاہتا ہوں کہ اپنے ہی مطبع میں وہ رسالہ چھپنا شروع ہو جائے۔ مجھے اس قرضہ کے بارہ میں کوئی اضطراب نہیں۔ میں اپنے دل میں نہایت خوشی اور اطمینان اور سرور پاتا ہوں **اور میں جانتا ہوں کہ میری دعائیں کرنے سے پہلے ہی مستجاب ہیں۔**

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

یہ عاجز اس ہندو لڑکے کے لئے انشاء اللہ القدیر دعا کرے گا۔

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں مگر خطوط کے سلسلہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی ۱۸۸۷ء کا خط ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سَو روپیہ پہنچ گیا۔ چونکہ موسم برسات ہے اگر براہ مہربانی دوسرا ٹکڑا رجسٹری شدہ خط میں ارسال فرماویں تو انشاء اللہ کسی قدر احتیاط سے پہنچ جاوے۔ آج کی تاریخ جو ۱۸ شوال ہے اس جگہ خوب بارش ہوگئی اور اب ہو رہی ہے۔ کل یہ حال تھا کہ گویا لوگ بوجہ شدت حرارت اور گذر جانے ایک حصہ برسات کے نومید ہو چکے تھے۔ سبحان اللہ! کیا شان اُس قادر مطلق کی ہے کہ نومیدی کے بعد اُمید پیدا کر دیتا ہے۔

اسی وجہ سے جو عارف ہیں۔ اگرچہ مصائب و شدائد کے صدمات کی کوفتوں سے غارت بھی ہو جائیں تب بھی ان پر یاس کی دل آزار حالت طاری نہیں ہوتی کیونکہ وہ پکے یقین سے سمجھتے ہیں کہ وہ مولا کریم مجیب الدعوات ہے اور قادر مطلق۔ اور درحقیقت انسان کو (اسی وقت تسلی نصیب ہوتی ہے کہ جو قوی یقین رکھتا ہے کہ وہ رحمٰن ہے اور قادر مطلق ہے[1]) اور اپنے خدا کو کریم اور رحیم جانتا ہے۔ اے خدائے برتر و بزرگ! ہم سب کو قویٰ یقین بخش۔ جس سے ہم ہر دم اور ہر لحظہ سرور میں رہیں۔ آمین ثم آمین

گجرات سے دس روپے اور پہنچ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ صاحب مرسل کا نام عطا محمد ہے اور وہ ضلع گجرات میں مختار ہیں۔ اب انشاء اللہ ساٹھ روپے کی رسید ان کی خدمت میں بھی بھیجی جاوے گی۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

۱۱؍جولائی ۱۸۸۷ء　　غلام احمد از قادیان

---

[1] (یہ سطر اُڑ گئی ہے۔ میں نے قیاس سے بعض الفاظ کو دیکھ کر لکھی ہے۔ عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج نصف قطعہ نوٹ پانسو روپیہ بذریعہ رجسٹری شدہ پہنچ گیا۔ اب آں مخدوم کی طرف سے پانسوساٹھ روپے پہنچ گئے اس ضرورت کے وقت جس قدر آپ کی طرف سے غمخواری ظہور میں آئی ہے اس سے جس قدر مجھے آرام پہنچا ہے اس کا اندازہ نہیں کر سکتا۔ اللہ جلشانہٗ دنیا وآخرت میں آپ کو تازہ تازہ خوشیاں پہنچاوے اور اپنی خاص رحمتوں کی بارش کرے۔

میں آپ کو ایک ضروری امر سے اطلاع دیتا ہوں کہ حال میں لیکھرام نام ایک شخص نے میری کتاب براہین کے ردّ میں بہت کچھ بکواس کی ہے اور اپنی کتاب کا نام تکذیب براہین احمد یہ رکھا ہے۔ یہ شخص اصل میں غبی اور جاہل مطلق ہے اور بجز گندی زبان کے اور اس کے پاس کچھ نہیں۔ مگر معلوم ہوا ہے کہ اس کتاب کی تالیف میں بعض انگریزی خواں اور دنی استعداد ہندوؤں نے اس کی مدد کی ہے۔ کتاب میں دو رنگ کی عبارتیں پائی جاتی ہیں۔ جو عبارتیں دشنام دہی اور تمسخر اور ہنسی اور ٹھٹھے سے بھری ہوئی ہیں اور لفظ لفظ میں توہین اور ٹوٹی پھوٹی عبارت اور گندی اور بدشکل ہیں۔ وہ عبارتیں تو خاص لیکھرام کی ہیں اور جو عبارت کسی قدر تہذیب رکھتی ہے اور کسی عملی طور سے متعلق ہے وہ کسی دوسرے خواندہ آدمی کی ہے۔ غرض اس شخص نے خواندہ ہندوؤں کی منت سماجت کر کے اور بہت سی کتابوں کا اس نے خیانت آمیز حوالہ لکھ کر یہ کتاب تالیف کی ہے۔ اس کتاب کی تالیف سے ہندوؤں میں بہت جوش ہو رہا ہے۔ یقین ہے کہ کشمیر میں بھی یہ کتاب پہنچی ہوگی۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ لالہ لچھمن داس صاحب ملازم ریاست کشمیر نے تین سَو روپیہ اس کتاب کے چھپنے کیلئے دیا ہے۔ شاید یہ بات سچ ہو یا جھوٹ ہو لیکن اس پُر افتراء کتاب کا تدارک بہت جلد از بس ضروری ہے اور یہ عاجز ابھی ضروری کام سراج منیر سے، جو مجھے درپیش ہے بالکل عدیم الفرصت ہے اور میں مبالغہ سے نہیں کہتا اور نہ آپ کی تعریف کی رو سے بلکہ قوی یقین سے خدا تعالیٰ نے میرے دل میں یہ جما دیا ہے کہ جس قدر اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کیلئے آپ کے دل میں جوش ڈالا ہے اور میری ہمدردی پر

مستعد کیا ہے۔ کوئی دوسرا آدمی ان صفات سے موصوف نظر نہیں آتا۔ اس لئے میں آپ کو یہ بھی تکلیف دیتا ہوں کہ آپ اوّل سے آخر تک اس کتاب کو دیکھیں اور جس قدر اس شخص نے اعتراضات اسلام پر کئے ہیں۔ ان سب کو ایک پرچہ کاغذ پر بیاد داشت صفحہ کتاب نقل کریں اور پھر ان کی نسبت معقول جواب سوچیں اور جس قدر اللہ تعالیٰ آپ کو جوابات معقول دل میں ڈالے وہ سب الگ الگ لکھ کر میری طرف روانہ فرماویں اور جو کچھ خاص میرے ذمہ ہوگا، میں فرصت پا کر اس کا جواب لکھوں گا۔ غرض یہ کام نہایت ضروری ہے اور میں بہت تاکید سے آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ بہمہ جدوجہد جانفشانی اور مجاہدہ سے اس طرف متوجہ ہوں اور جس طرح مالی کام میں آپ نے پوری پوری نصرت کی ہے اس سے یہ کم نہیں ہے کہ آپ خداداد طاقتوں کی رُو سے بھی نصرت کریں۔

آج ہمارے مخالف ہمارے مقابلہ پر ایک جان کی طرح ہو رہے ہیں اور اسلام کو صدمہ پہنچانے کے لئے بہت زور لگا رہے ہیں۔ میرے نزدیک آج جو شخص میدان میں آتا ہے اور اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے فکر میں ہے وہ پیغمبروں کا کام کرتا ہے۔ بہت جلد مجھ کو اطلاع بخشیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ رہے اور آپ کا مددگار رہو۔ آپ اگر مجھے لکھیں تو میں ایک نسخہ کتاب مذکور کا خرید کر آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۶؍جولائی ۱۸۸۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ جلّشانہٗ آپ کو جمیع مطالب پر کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین! کتاب لیکھرام پشاوری ارسال خدمت کی گئی ہے۔ امید کہ غایت درجہ کی توجہ سے اس کا قلع قمع فرمائیں گے تا مخالف بدطینت کی جلد تر رسوائی ظاہر ہو۔ اس طرف بکثرت بارش ہوئی ہے اور کوئی دن خالی جاتا ہے جو بارش نہیں ہوتی۔ پانی چاروں طرف سمندر کی طرح کھڑا ہے اس لئے ابھی کاغذ نہیں منگوایا گیا۔ دس پندرہ دن تک جب یہ دن کثرت بارش کے گزر جائیں گے تب انشاء اللہ القدیر، کاغذ منگوا کر کام شروع کیا جائے گا۔

ناطہ کی نسبت جو آں مخدوم نے مجھ سے استفسار کیا ہے میرا دل ہرگز فتویٰ نہیں دیتا کہ ایسے شخص کی لڑکی سے نکاح کیا جاوے۔ ہر چند میں نے اس بارہ میں توجہ کی ہے مگر میرا دل یہی فتویٰ دیتا ہے کہ اس سے کنارہ کشی ہو۔ اللہ جلّشانہٗ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا نَنۡسَخۡ مِنۡ اٰیَۃٍ اَوۡ نُنۡسِہَا نَاۡتِ بِخَیۡرٍ مِّنۡہَاۤ اَوۡ مِثۡلِہَا اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔[۱]

برہمن کا لڑکا جس کا آپ نے کئی خطوط میں ذکر کیا ہے اس کے لئے بھی انشاء اللہ القدیر، میں دعا کروں گا۔ اگر کچھ حصہ سعادت اس کے شامل حال ہے تو آخر وہ رجوع کرے گا اور اگر اس گروہ میں سے نہیں تو پھر کچھ چارہ نہیں۔

امید کہ آں مخدوم لیکھرام کی طرف بہت جلد توجہ فرمائیں گے۔ اوّل تمام اعتراضات اس کے علیحدہ پرچہ پر انتخاب کئے جاویں اور پھر مختصر و معقول و دندان شکن جواب دیا جاوے۔ اللہ جلّشانہٗ آپ پر ہمیشہ سایہ لطف و رحمت و نصرت رکھے اور آپ کا مؤید و ناصر ہو۔ آمین

والسلام۔ خاکسار

۵؍اگست ۱۸۸۷ء　　　　غلام احمد از قادیان

---

[۱] البقرۃ: ۱۰۷

نوٹ: یہ ہندولڑکا جس کا ذکر حضرت کے خطوط میں آتا ہے۔ **شیخ محمد عبداللہ صاحب** وکیل علی گڑھ ہے۔ حضرت خلیفہ اوّل کی خدمت میں وہ رہتے تھے اور کشمیر سٹیٹ کے بعض بڑے بڑے ہندو عہدہ دار اس کی مخالفت میں منصوبے کر رہے تھے کہ مولوی صاحب کے پاس سے اس لڑکے کو نکالا جاوے۔ مگر وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ ایک موقعہ اس لڑکے کے مسلمان ہونے کے بعد اس پر ارتداد کا بھی آیا اور قریب تھا کہ وہ مرتد ہو جاوے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اسے بچایا اور اب وہ علی گڑھ کے ایک کامیاب وکیل اور تحریک علی گڑھ کے پُر جوش مؤید ہیں اور کارکنوں میں سے ہیں۔ خصوصیت سے تعلیم نسواں کے متعلق انہوں نے نہایت قابلِ قدر کام کیا ہے۔ (عرفانی)

☆☆☆

مکتوب نمبر ۲۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مدتِ مدید ہوگئی کہ آں مخدوم کے حالات خیریت آیات سے بے خبر ہوں۔ اللہ جلّشانہٗ آپ کو بہت خوش رکھے۔ اس طرف بشدت بارش ہوئی یہاں تک کہ بڑے بڑے معمر بیان کرتے ہیں کہ ایسی برسات ہم نے اپنی مدت عمر میں نہیں دیکھی۔ اسی وجہ سے ابھی کام طبع کتاب کا شروع نہیں ہوسکا۔ کیونکہ ایک تو کاغذ منگوانے میں بڑی دِقّت ہے اور دوسرے ہر روزہ بارش میں عمدہ چھپائی میں بہت کچھ حرج ہوگا۔ سو یقین ہے کہ بیس بائیس روز کے بعد جب بارش کچھ تھمتی ہے، دہلی سے کاغذ منگوایا جاوے گا۔ تب بفضلہٖ تعالیٰ کتاب کا چھپنا شروع ہوگا۔ اب میں ایک کام کیلئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص نہایت درجہ مخلص ہے جس کا دل خلوص سے بھرا ہوا ہے۔ اس کا نام فتح خاں ہے۔ فتح خاں، بوجہ ان انقلابات کے جو مصلحت ایزدی نے ہر ایک فرد بشر کیلئے اس کے حسبِ حالت مقرر کئے ہیں، بہت سے قرضہ کی زیر باریوں میں مبتلا ہے اور بایں ہمہ اس کا دل کچھ ایسے طور پر واقعہ ہے کہ ہم وغم دنیا کی نسبت ہم وغم دین کا اس پر بہت غالب ہے مگر میں جو اس کے

اندرونی تردّدات پر واقف ہوں اس لئے مجھے اس کی حالت پر بہت رحم آتا ہے اور اس کا چھوٹا بھائی عبداللہ خان نام بھی نیک بخت اور جوان بیس بائیس سالہ مستعد آدمی ہے۔ چونکہ فتح خاں پر دین کی ہمدردی اور غمخواری کا اس قدر غلبہ ہورہا ہے کہ وہ دنیوی معاشات کو بہ سختی و جدوجہد طلب کرنے کے قابل نہیں لیکن بھائی اس کا اس قابل ہے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ آں مخدوم کی سعی اور کوشش اور سفارش سے جموں میں کسی جگہ دس بارہ روپیہ کی نوکری عبداللہ خاں کو مل جاوے۔ مجھے اس شخص کیلئے دردِ دل سے خیال ہے۔ سو آپ محض لِلّٰہ ایک دو جگہ سفارش کریں۔ عبداللہ خاں بہت مضبوط آدمی ہے کسی امیر کی اَردَل میں کام دے سکتا ہے اور پولیس میں عمدہ خدمت دینے کے لائق ہے۔ کسی قدر فارسی بھی پڑھا ہوا ہے۔ امید کہ آں مخدوم نہایت تفتیش فرما کر جواب سے ممنون فرمائیں گے اور اپنی خیروعافیت سے جلد تر مطلع فرمادیں۔ باقی بفضلہٖ تعالیٰ سب خیریت ہے۔

والسلام

۱۷؍اگست ۱۸۸۷ء　　　　خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ: فتح خاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس خادم تھا اور قریباً چار پانچ سال تک یہاں رہا ہے۔ وہ رسولپور متصل ٹانڈہ کا رہنے والا تھا۔ قوم کا افغان تھا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں محض اخلاص و ارادت سے رہتا تھا۔ اس کا بھائی عبداللہ خاں بھی یہاں ڈیڑھ سال تک رہا تھا۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سفارش فرمائی ہے۔ اگرچہ وہ محض اخلاص سے رہتا تھا اور اس کی کوئی تنخواہ مقرر نہ تھی۔ مگر مرزا محمد اسماعیل بیگ کو حضرت اقدس فرمایا کرتے تھے کہ اس کے کپڑے وغیرہ بنوا دو اور کچھ نقدی بھی وقتاً فوقتاً دے دیا کرتے تھے چونکہ نقدی اور حساب کتاب مرزا صاحب کے پاس رہتا تھا اس لئے ان کو ہی یہ حکم دیا جاتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خادموں کی ضروریات کا کس قدر احساس رکھا کرتے تھے۔ اور یہ خط اور بھی اس پر روشنی ڈالتا ہے کہ آپ نے حضرت حکیم الامت کو سفارش فرمائی۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ میں بہت شرمسار ہوں کہ صرف ایک خیال سے آں مخدوم کی خدمت میں اپنا نیاز نامہ ارسال نہیں کرسکا اور وہ یہ ہے کہ مجھے خیال رہا کہ جب تک آں مخدوم جموں میں نہ پہنچ جاویں اور جموں سے خط نہ آ جائے تب تک کوئی پتہ ونشان پختہ نہیں ہے جس کے حوالہ سے خط پہنچ سکے۔ اگر یہ میری غلطی تھی تو امید ہے کہ معاف فرمائیں گے۔ بقیہ نصف قطعہ نوٹ دوسَو چالیس روپے بھی پہنچ گئے تھے۔ اب آں مخدوم کی طرف سے کل آٹھ سَو روپیہ قرضہ مجھ کو پہنچ گیا ہے اور میں نہایت ممنون (ہوں) کہ آنمکرم بَرَوِشِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سچے دل سے اور پورے جوش سے نصرت اسلام میں مشغول ہیں کہ آپ نے میرے تغافل ارسال خط کی وجہ سے اپنی روا رکھی۔ یہ کیوں کر ہو سکے کہ آپ کے اخلاص ومحبت پر میں سوءظن کروں۔ سچ تو یہ ہے کہ میں نے اس زمانہ میں یہ خلوص ومحبت وصدق قدم براہِ دین کسی دوسرے میں نہیں پایا۔ اور آپ کی عالی ہمتی کو دیکھ کر خداوند کریم جلّشانہٗ کے آگے خود منفعل ہوں۔ خداوند کریم عظیم الشان رحمتوں کی بارش سے آپ کے پودۂ آمال دنیا وآخرت کو بارآور کرے۔ جس قدر میری طبیعت آپ کی لِلّٰہی خدمات سے شکرگزار ہے۔ مجھے کہاں طاقت ہے کہ میں اس کو بیان کرسکوں۔ امید تھی کہ بعد واپسی سفر کشمیر آپ کی ملاقات میسر ہو۔ نہ معلوم پھر خلاف امید کیوں ظہور میں آیا۔ میں بہت مشتاق ہوں، اگر وقت نکل سکے تو ملاقات سے ضرور مسرور فرمائیں۔ میں بباعث تعلقات مطبع جن سے شاید چھ ماہ تک مخلصی ہوگی، اس جگہ سے علیحدہ نہیں ہوسکتا۔ ورنہ میری خواہش تھی کہ اب کی دفعہ خود جا کر آپ سے ملاقات کروں اور اگر آپ کو جلد تر فرصت نہ ہووے اور مجھے چند روز کی کسی وقت فرصت نکل آوے تو کیا

عجب ہے کہ اب بھی میں ایسا ہی کروں۔ آپ کو میں یگانہ دوست سمجھتا ہوں اور آپ کے لئے میرے دل و جان سے دعائیں نکلتی ہیں۔

والسلام

خاکسار

۳۱/ اکتوبر ۱۸۸۷ء

غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج نصف قطعات نوٹ دوسَو چالیس روپے مرسلہ آں مخدوم پہنچ گئے۔ امید کہ باقی قطعات بھی بذریعہ رجسٹری ارسال فرماویں میں نے السلام علیکم آں مخدوم بشیر احمد کو پہنچا دیا۔ پہلے تو مجھے یہی خیال ہو رہا تھا کَیۡفَ نُکَلِّمُ مَنۡ کَانَ فِی الۡمَھۡدِ صَبِیًّا لیکن تعمیل ارشاد آں مخدوم کی گئی۔ اُس وقت طبیعت اس کی اچھی تھی۔ بار بار تبسم کر رہا تھا۔ چنانچہ السلام علیکم کے بعد بھی یہی اتفاق ہوا کہ دو تین مرتبہ اس نے تبسم کیا اور انگشت شہادت منہ پر رکھ لی۔ اگر کشمیر میں یعنی سری نگر میں یہ خط مل جائے تو بیشک ایک مہر کھدوا کر لے آویں۔ چاندی کی ایک سُبک جیسی انگشتری ہو جس پر یہ نام لکھا ہو کہ بشیؔر۔

امید کہ اب ملاقات میسر آئے گی لیکن قبل از ملاقات ایک ہفتہ مجھ کو اطلاع بخشیں کہ بابو محمد صاحب کی طرف سے بہت تاکید ہے کہ اگر آپ آویں تو مجھ کو بھی اطلاع دی جاوے۔ امید کہ آں مخدوم نے کتاب لیکھرام کی طرف توجہ فرمائی ہوگی۔ اس کی بیخ کنی نہایت ضروری ہے لیکن حتی الوسع یہ مدنظر رہے کہ عام خیال کے آدمی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور واضح اور

سریع الفہم خیالوں میں بیان ہو۔

میں نے آگے بھی ایک خط میں اطلاع دی تھی کہ ایک صاحب فتح خاں نامی میرے پاس رہتے ہیں اور میری خدمت میں ملازموں کی طرح مشغول ہیں۔ نیک بخت اور دیندار آدمی ہے۔ ان کا چھوٹا بھائی عبداللہ خاں نام بیکار ہے۔ قرضداری بہت ہے۔ وہ بھی مضبوط معمر بست سالہ اور خوب ہوشیار اور کارکن آدمی اور سپاہیانہ کاموں کیلئے بہت مناسبت رکھتا ہے۔ مجھے فتح خاں کے حال پر بہت رحم آتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ یہ چھوٹا بھائی اس کا عبداللہ کسی سات آٹھ روپے تنخواہ پر نوکر ہو جائے، قرضہ کی بلا سے کچھ تخفیف ہو۔ اگر آں مخدوم کوشش فرماویں تو یقین ہے کہ کسی امیر معزز عہدہ دار کی اردل میں یا ایسی ہی کسی اور جگہ نوکر ہو جاوے۔ مگر تنخواہ سات آٹھ روپے سے کم نہ ہو۔ فارسی بھی پڑھا ہوا ہے۔ اچھا بدن کا مضبوط ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد

۲۰؍دسمبر ۱۸۸۷ء

مکرر یہ کہ مجھے یاد آیا ہے کہ یہ دوسَو چالیس روپے ایک حساب سے پورا تین سَو ہو گیا ہے کیونکہ پہلے علاوہ پانسو روپیہ کے ساٹھ روپے آپ کے زیادہ آ گئے ہیں۔ پس ساٹھ روپیہ ملانے سے پورا تین سَو ہو گیا اور کل روپیہ جو آج تک آپ کی طرف سے آیا۔ آٹھ سَو روپیہ ہوا۔

کشمیر کا تحفہ زیرہ عمدہ اور دو تولہ زعفران اگر ملے تو ضرور آں مخدوم لے آویں۔ زیرہ کی اس جگہ نہایت ضرورت رہتی ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۳۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

دو روز سے میں نے شخص معلوم کیلئے توجہ کرنا شروع کیا تھا۔مگر افسوس کہ اس عرصہ میں میرے گھر کے لوگ یکدفعہ سخت علیل ہوگئے ۔یعنی تیز تپ ہوگیا جس کی وجہ سے مجھے ان کی طرف توجہ کرنی پڑی ۔کل ارادہ ہے کہ ان کو مسہل دوں ۔ بعد ان کی صحت کے پھر توجہ میں مصروف ہوں گا ۔اب مجھے محض آپ کے لئے اس طرف بشدت خیال ہے ۔اگرچہ مجھے صحت کامل نہیں تاہم افاقہ میں آپ نے جو فتح محمد کے ہاتھ دوا بھیجی تھی وہی کھا تا رہا ہوں ۔معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم ، کہ اس دوا نے کچھ فائدہ پہنچایا ہے ۔ پیراں دتا کے ہاتھ کوئی دوا نہیں پہنچی اور پیراں دتا کہتا ہے کہ مجھے مولوی صاحب نے کوئی دوا نہیں دی ۔یعنی اس عاجز کیلئے آپ نے جو کچھ لکھا تھا کہ پیراں دتا کے ہاتھ دوا بھیجی ہے، شاید یہ غلطی سے لکھا گیا ہو ۔ میر عباس علی شاہ صاحب قادیان میں آپ کی دوا کے منتظر ہیں ۔ براہ مہربانی ضرور توجہ فرما کر دوا بھیج دیں ۔آپ کو یہ عاجز دعا میں یاد رکھتا ہے اور امید وارِ اثر ہے گو کسی قدر دیر کے بعد ہو۔انسان کے دل پر آزمائش کے طور پر کئی قسم کی حالتیں وارد ہوتی رہتی ہیں آخر خدا تعالیٰ سعید روح کی کمزوری کو دور کر دیتا ہے اور پاکیزگی اور نیکی کی قوت بطور موہبت عطا فرما دیتا ہے ۔ پھر اس کی نظر میں وہ سب باتیں مکروہ ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کی نظر میں مکروہ ہیں اور وہ سب راہیں پیاری ہو جاتی ہیں جو خدا تعالیٰ کو پیاری ہیں ۔تب اس کو ایک ایسی طاقت ملتی ہے جس کے بعد ضعف نہیں ، اور ایک ایسا جوش عطا ہوتا ہے جس کے بعد کسل نہیں ، اور ایسی تقویٰ دی جاتی ہے جس کے بعد معصیت نہیں ۔اور ربّ کریم ایسا راضی ہو جاتا ہے جس کے بعد سُخط نہیں ۔مگر یہ نعمت دیر کے بعد عطا ہوتی ہے ۔اوّل اوّل انسان اپنی کمزوریوں سے بہت سی ٹھوکریں کھاتا ہے اور اسفل کی طرف گرتا ہے ۔مگر آخر اس کو صادق پا کر طاقت بالا کھینچ لیتی ہے ۔اسی کی طرف اشارہ ہے جو اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے ۔وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا[1] یعنی نُثَبِّتُهُمْ عَلَى التَّقْوٰى

[1] العنکبوت:۷۰

وَالْاِیْمَانِ وَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَ الْمَحَبَّۃِ وَالْعِرْفَان وَسَنُیَسِّرَ ھُمْ لِفِعْلِ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکِ الْعِصْیَانِ ۔کتاب خطبات احمد یہ پیراں دتا کے ہاتھ پہنچ گئی ۔بعض ادویہ بھی ۔مگر اس عاجز کیلئے کوئی دوانہیں پہنچی ۔زیادہ خیریت ہے ۔☆

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

نوٹ :اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ۔قیاس چاہتا ہے کہ ۱۸۸۷ء کا خط ہے ۔(عرفانی)

☆......☆......☆

☆ الحکم ۱۷؍جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱

مکتوب نمبر۳۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عین حالت انتظار میں عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کو صحتِ کاملہ عطا فرمائے۔ اگرچہ ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے مگر خاص طور پر آپ کی صحت کیلئے میں نے آج سے دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے آپ کے اخلاقِ فاضلہ کہ گویا اس زمانہ کی حالت موجودہ پر نظر کر کے خارقِ عادت ہیں، نہایت اطمینان قلبی سے یقین دلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا اور آپ کو اپنی رحمت خاصہ سے حظّ وافر بخشے گا۔ آپ کو خدا نے **ذوی الایدی والابصار** کا مرتبہ عطا کیا ہے۔ اب لوازم اس مرتبہ کے بھی وہی دے گا۔

آپ کی ملاقات کو دل چاہتا ہے اور بعض احباب بھی آپ کی ملاقات کے بہت شائق ہیں جیسے بابو محمد صاحب کلرک دفتر انبالہ چھاؤنی اور بابو الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ۔ سو بابو محمد صاحب سے اقرار ہو چکا ہے کہ جس وقت آپ تشریف لانا چاہیں تو دس پندرہ روز پہلے اُنہیں اطلاع دی جائے گی۔ تب وہ رخصت لے کر عین موقعہ پر آ جائیں گے اور بابو الٰہی بخش صاحب کو بھی اطلاع دے دیں گے۔ اس لئے مکلّف ہوں کہ آں مخدوم عزم بالجزم کر کے بیس روز پہلے مجھے اطلاع دیں اور کم سے کم تین روز یا چار روز تک قادیان میں رہنے کا بندوبست کر کے مفصل اطلاع بخشیں کہ کس تاریخ تک پہنچ سکتے ہیں تا اسی تاریخ کے لحاظ سے وہ لوگ بھی آ جاویں۔

مجھے یہ بات سن کر نہایت خوشی ہوئی کہ تکذیب براہین کا ردّ آپ نے تیار کر لیا ہے۔ **الحمدللّٰہ والمنۃ** اس ردّ کے شائع ہونے کیلئے عام طور پر مسلمانوں کا جوش پایا جاتا ہے۔ شاید ڈیڑھ سَو کے قریب ایسے خط آئے ہونگے جنہوں نے اس کتاب کے خریدنے کا شوق ظاہر کیا ہے۔ میں نے ابھی کام ہر دو رسالہ کا شروع نہیں کیا اب شاید بیس بائیس روز تک شروع کیا جائے۔

عوام کو اس تاخیر سے جس قدر غصہ و بدظنی عائدِ حال ہوئی ہے میں امید کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ وہ سب دور کر دے گا۔ اصل بات یہی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ راضی ہو تو انجام کار خلقت بصد ندامت خود

راضی ہو جاتی ہے۔ اس خط کو رجسٹری کرا کر اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ آپ مکرّر اپنی صحت و عافیت سے بہت جلد اطلاع بخشیں اور نیز اپنی تشریف آوری کے بارہ میں جس وقت چاہیں اطلاع دے دیں، مگر پندرہ یا بیس روز پہلے اطلاع ہو۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۴؍جنوری ۱۸۸۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج رجسٹری شدہ خط کے روانہ کرنے کے بعد اخویم حکیم فضل دین صاحب کا خط جو بلف خط ہذا روانہ کیا جاتا ہے، آپ کی علالت طبع کے بارے میں پہنچا۔ اس خط کو دیکھ کر نہایت تردّد ہوا۔ اس لئے میں نے پختہ ارادہ کرلیا ہے کہ آپ کی عیادت کیلئے آؤں اور میں خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو من کُل الوجوہ تندرست دیکھوں۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ [1] سو ہفتہ کے دن یعنی ساتویں تاریخ جنوری ۱۸۸۸ء میں روانہ ہونے کا ارادہ ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ سو اگر ہفتہ کے دن روانہ ہوئے تو انشاء اللہ اتوار کے دن کسی وقت پہنچ جائیں گے۔ اطلاع دہی کیلئے لکھا گیا ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

پنجم جنوری ۱۸۸۸ء روز پنجشنبہ

[1] ھود: ۵

مکتوب نمبر ۳۵

از طرف عاجز عائذ باللہ غلام احمد

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

عنایت نامہ پہنچا اور کئی بار میں نے اُس کو غور سے پڑھا جب میں آپ کی ان تکلیفوں کو دیکھتا ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی اُن کریمانہ قدرت کو جن کو میں نے بذاتِ خود آزمایا ہے اور جو میرے پر وارد ہو چکی ہیں تو مجھے بالکل اضطراب نہیں ہوتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم قادر مطلق ہے اور بڑے بڑے مصائب شدائد سے مخلصی بخشتا ہے اور جس کی معرفت زیادہ کرنا چاہتا ہے ضرور اُس پر مصائب نازل کرتا ہے تا اُسے معلوم ہو جاوے کہ کیوں کر وہ ناامیدی سے امید پیدا کرسکتا ہے غرض فی الحقیقت وہ نہایت ہی قادر وکریم ورحیم ہے البتہ صبر چاہیے کہ ہر ایک چیز اپنے وقت سے وابستہ ہے جس قدر ضعف دماغ کے عارضے میں یہ عاجز مبتلا ہے مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی عارضہ ہو جب میں نے نئی شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یہی یقین رہا کہ میں نامَرد ہوں آخر میں نے صبر کیا اور دعا کرتا رہا تو اللہ جلّشانہٗ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اَب بھی مجھے اس قدر ہے کہ میں بیان ہی نہیں کرسکتا خدا تعالیٰ سے زیادہ تر کامل معالج اور کوئی بھی نہیں ہماری سعادت اسی میں ہے کہ ہم بالکل اپنے تئیں نکمے اور بے ہنر سمجھیں اور ہر طرف سے قطع امید کر کے ایک ہی آستانہ کے منتظر رہیں سو اگر آپ مجھے بشرط صبر وشکیب رکھنے کی اجازت دیں تو میں اُسی کامل معالج سے آپ کے علاج کی درخواست کرتا رہوں گا بشرطیکہ آپ عجلت نہ کریں۔

طلب گار بائد صبور و حمول

اب مجھے کسی تدبیر ظاہری پر اعتقاد نہیں رہا۔ میں جانتا ہوں کہ تدبیر صائب بھی تبھی سوجھتی ہے کہ جب خود قادر مطلق بند سے رہا کرنا چاہتا ہے مگر میں اس بات سے بہت ہی خوش ہوں۔ اس طرح کہ جس طرح کوئی نہائت راحت بخش نشاط میں ہوتا ہے کہ ہم ایسا قادر وکریم اپنا مولا رکھتے ہیں کہ جو قدرت

بھی رکھتا ہے اور رحم بھی۔ آج میں نے چار کتابیں سیالکوٹ میں رجسٹری کرا کر بھیج دی ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا۔

والسلام

۲۲؍جنوری ۱۸۸۸ء خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۳۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہر دو عنایت نامے پہنچ گئے۔ خدائے قادر ذوالجلال آپ کے ساتھ ہو اور آپ کو اپنے ارادات خیر میں مدد دیوے۔ اس عاجز نے آں مخدوم کے نکاح ثانی کی تجویز کیلئے کئی جگہ خط روانہ کئے تھے۔ ایک جگہ سے جو جواب آیا ہے وہ کسی قدر حسبِ مراد معلوم ہوتا ہے یعنی میر عباس علی شاہ صاحب کا خط جو روانہ خدمت کرتا ہوں۔ اس خط میں ایک شرط عجیب ہے کہ حنفی ہوں، غیر مقلد نہ ہوں۔ چونکہ میر صاحب بھی حنفی اور میرے مخلص دوست منشی احمد جان صاحب (خدا تعالیٰ ان کو غریقِ رحمت کرے) جن کی بابرکت لڑکی سے یہ تجویز درپیش ہے۔ پکے حنفی تھے اور ان کے مرید جو اس علاقہ میں بکثرت پائے جاتے ہیں سب حنفی ہیں۔ اس لئے حنفیت کی قید بھی لگا دی گئی۔ یوں تو حَنِیۡفًا مُّسۡلِمًا میں سب مسلمان داخل ہیں لیکن اس قید کا جواب بھی معقولیت سے دیا جائے تو بہتر ہے۔

اب میں تھوڑا سا حال منشی احمد جان صاحب کا سناتا ہوں۔ منشی صاحب مرحوم اصل میں متوطن دہلی کے تھے۔ شاید ایام مفسدہ ۱۸۵۷ء میں لودہانہ آ کر آباد ہوئے۔ کئی دفعہ میری ان سے ملاقات ہوئی۔ نہایت بزرگوار، خوبصورت، خوب سیرت، صاف باطن، متقی، باخدا اور متوکل آدمی تھے۔ مجھ سے اس قدر دوستی اور محبت کرتے تھے کہ اکثر ان کے مریدوں نے اشارتاً اور صراحتاً بھی سمجھایا کہ آپ کی اس میں کسر شان ہے۔ مگر انہوں نے ان کو صاف جواب دیا کہ مجھے کسی شان سے غرض نہیں اور نہ مجھے مریدوں سے کچھ غرض ہے۔ اس پر بعض نالائق خلیفے ان کے منحرف بھی ہو گئے مگر انہوں

نے جس اخلاص اور محبت پر قدم مارا تھا اخیر تک نبھایا اور اپنی اولاد کو بھی یہی نصیحت کی۔ جب تک زندہ رہے خدمت کرتے رہے اور دوسرے تیسرے مہینے کسی قدر روپے اپنے رزق خداداد سے مجھے بھیجتے رہے اور میرے نام کی اشاعت کیلئے بدل و جان ساعی رہے اور پھر حج کی تیاری کی اور جیسا کہ انہوں نے اپنے ذمہ مقدر کر رکھا تھا، جاتے وقت بھی پچیس روپے بھیجے اور ایک بڑا لمبا اور دردناک خط لکھا جس کے پڑھنے سے رونا آتا تھا اور حج سے آتے وقت راہ میں ہی بیمار ہو گئے اور گھر آتے ہی فوت ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اس میں کچھ شک نہیں کہ منشی صاحب علاوہ اپنی ظاہری علمیت و خوش تقریری و وجاہت کے جو خداداد انہیں حاصل تھی۔ مومن صادق اور صالح آدمی تھے جو دنیا میں کم پائے جاتے ہیں۔ چونکہ وہ عالی خیال اور صوفی تھے اس لئے ان میں تعصب نہیں تھا۔ میری نسبت وہ خوب جانتے تھے کہ یہ حنفی تقلید پر قائم نہیں ہیں اور نہ اسے پسند کرتے ہیں لیکن پھر بھی یہ خیال انہیں محبت و اخلاص سے نہیں روکتا تھا۔ غرض کچھ مختصر حال منشی احمد جان صاحب مرحوم کا یہ ہے اور لڑکی کا بھائی صاحبزادہ افتخار احمد صاحب بھی نوجوان صالح ہے جو اپنے والد مرحوم کے ساتھ حج بھی کر آئے ہیں۔ اب دو باتیں تدبیر طلب ہیں۔

اوّل یہ کہ انکی حنفیّت کے سوال کا کیا جواب دیا جائے۔

دوسرے اگر اسی ربط پر رضامندی فریقین کی ہو جائے تو لڑکی کے ظاہری حلیہ سے بھی کسی طور سے اطلاع ہو جانی چاہئے۔

بہتر تو بچشم خود دیکھ لینا ہوتا ہے مگر آج کل کی پردہ داری میں یہ بڑی قباحت ہے کہ وہ اس بات پر راضی نہیں ہوتے۔ مجھ سے میر عباس علی صاحب نے اپنے سوالات مستفسرہ خط کا بہت جلد جواب طلب کیا ہے۔ اس لئے مکلّف ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو جلد تر جواب ارسال فرماویں۔ ابھی میں نے تصریح سے آپ کا نام ان پر ظاہر نہیں کیا۔ جواب آنے پر ظاہر کروں گا۔

ہندو پسر کے بارہ میں مجھے خیال ہے۔ ابھی میں نے توجہ نہیں کی کیونکہ جس روز سے میں آیا ہوں میری طبیعت درست نہیں ہے۔ علالت طبع کچھ نہ کچھ ساتھ چلی آتی ہے اور کثرت مشغولی علاوہ۔ لیکن اگر میں نے کسی وقت توجہ کی اور آپ کی رائے کے موافق یا مخالف کچھ ظاہر ہوا جس کی مجھے ہنوز کچھ خبر نہیں۔ تو بہر حال آپ پر اس کے موافق عمل کرنا واجب ہو گا۔

ایک میرے دوست سامانہ علاقہ پیٹالہ میں ہیں۔جن کا نام مرزا محمد یوسف بیگ ہے انہوں نے کئی دفعہ ایک معجون بنا کر بھیجی ہے جس میں کچلہ مدبّر داخل ہوتا ہے۔ وہ معجون میرے تجربہ میں آیا ہے کہ اعصاب کیلئے نہایت مفید ہے اور امراض رعشہ اور فالج اور تقویت دماغ اور قوتِ باہ کیلئے اور نیز تقویت معدہ کیلئے فائدہ مند ہے۔ مدت سے میرے استعمال میں ہے اگر آپ اس کو استعمال کرنا قرینِ مصلحت سمجھیں تو میں کسی قدر جو میرے پاس ہے بھیج دوں۔

چھ سَو روپے کیلئے جو آں مخدوم نے لکھا ہے اس کی ضرورت تو بہر حال درپیش ہے مگر بالفعل اپنے پاس ہی بطور امانت رکھیں اور مناسب ہے کہ وہ آپ کے مصارف سے الگ پڑا رہے تا جس وقت مجھے ضرورت پڑے، بلاتوقف آپ بھیج سکیں۔مگر ابھی نہ بھیجیں جس وقت مطالبہ کیلئے میرا خط پہنچے اس وقت ارسال فرماویں۔

لیکھرام کی کتاب کے متعلق اگر جلد مسودہ تیار ہو جاوے تو بہتر ہے۔لوگ بہت منتظر ہیں اور اگر آپ کی کتاب جو دہلی میں چھپتی ہے تمام وکمال چھپ چکی ہو تو ایک جِلد اس کی بھی عنایت فرماویں۔

منشور محمدی میں جو آں مخدوم نے مضمون چھپوایا ہے وہ سب پرچے پہنچ گئے وہ مضمون نہایت ہی عمدہ ہے۔ جزاکم اللہ خیراً۔

خاکسار

۲۳؍جنوری ۱۸۸۸ء غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا ۔بجسنہٖ میر صاحب کی خدمت میں ارسال کیا گیا ۔ پہلے سے میں نے بھی ایسا ہی لکھا تھا جیسا آپ نے تحریر فرمایا ہے مگر میں مکرر لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ضرور ایک امینہ وصادقہ عورت بھیج کر سب حال براہ راست دریافت کر لیں کیونکہ یہ ساری عمر کا معاملہ ہے اس میں اگر در پردہ کوئی خرابی نکل آوے تو پھر لاعلاج امر ہے ۔ میر عباس علی شاہ صاحب اگر چہ نہایت مخلص اور صادق آدمی ہیں مگر میر صاحب کی طبیعت میں نہایت سادگی ہے ۔ میرے نزدیک ازبس مناسب وضروری ہے کہ شکل وصورت وغیرہ کے بارہ میں قابل اطمینان آپ کو حال معلوم ہو جائے ۔ اس میں ہرگز تساہل نہ کریں کہ یہ معاملہ نازک ہے ۔ اگر بیوی مرغوب طبع ہو تو وہ بلا شبہ اسی جہان میں ایک بہشت ہے اور تقویٰ اللہ پر کامل معین ۔ اگر خدانخواستہ مکروہ الشکل نکل آوے تو وہ اسی جگہ میں ایک دوزخ ہے ۔ مناسب ہے کہ ایک عاقلہ وامینہ عورت اپنی طرف سے روانہ کریں تب ساری کیفیت کھل جاوے گی ۔ اس میں ہرگز سستی نہ کریں ۔ نکاح کرنے میں جو غلطی لگ جائے اس جیسی دل کو دکھ دینے والی دنیا میں اور کوئی غلطی نہیں ۔ آئندہ آپ خوب سمجھتے ہیں ۔ اور ہندو لڑکے کے لئے انشاءاللہ اس امر کے فیصلہ کے بعد توجہ کروں گا ۔

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ۔ مگر اس کے مضمون سے معلوم ہوتا ہے یہ خط یا تو اواخر جنوری ۱۸۸۸ء کا ہے ۔ یا اوائل فروری ۱۸۸۸ء کا ہے ۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مخدومی اخویم مجذوب الحق وموردِ احسانات الٰہیہ سلّمہٗ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب سے یہ خاکسار آپ کی ملاقات کر کے آیا ہے تب سے مجھے آپ کے ہموم وغموم کی نسبت دن رات خیال لگا ہوا ہے اور میرا دل بڑے یقین سے یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر نکاح ثانی کا دلخواہ انتظام ہو جاوے تو یہ امر موجب برکات کثیرہ ہوگا اور میں امید کرتا ہوں کہ اس سے تمام کسل وحزن بھی دور ہوگا اور اللہ جلشانہٗ اپنے فضل وکرم سے اولاد صالح صاحبِ عمر وبرکت بھی عطا کرے گا۔ لیکن اہلیہ ایسی چاہئے جس سے موافقت تامّہ کا پہلے سے یقین ہو جائے۔

نہایت نیک قسمت اور سعید وہ آدمی ہے کہ جس کو اہلیہ صالحہ محبوبہ میسر آجائے کہ اس سے تقویٰ طہارت کا استحکام ہوتا ہے اور ایک بزرگ حصہ دین اور دیانت کا مفت میں مل جاتا ہے۔ اسی وجہ سے تقریباً تمام نبیوں اور رسولوں کی توجہ اسی بات کی طرف لگی رہی ہے کہ انہیں جمیلہ، حسینہ، صالحہ بیوی میسر آوے جس سے گویا انہیں ایک قسم کا عشق ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا ایک مشہور واقعہ ہے اور لکھا ہے کہ **اسلام میں پہلے وہی محبت ظہور میں آئی**۔ سو میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں کہ سب سے پہلے اللہ جلشانہٗ آپ کو یہ نعمت عطا کرے۔ میرے نزدیک یہ نعمت اکثر نعمتوں کی اصل الاصول ہے اور چونکہ مومن اعلیٰ درجہ کے تقویٰ کا طالب وجویاں بلکہ عاشق وحریص ہوتا ہے اس لئے میری رائے میں مومن کیلئے یہ تلاش واجبات میں سے ہے۔ اور میری رائے میں وہ گھر بہشت کی طرح پاک اور برکتوں کا بھرا ہوا ہے جس میں مرد اور عورت میں محبت واخلاص وموافقت ہو۔ اب قصہ کوتاہ یہ کہ اس نعمت کیلئے جلد جلد فکر کرنا چاہئے اور جو آپ نے زبانی فرمایا تھا کہ اپنی برادری میں ایک جگہ زیر نظر ہے، اس کی آپ اچھی طرح تحقیق وتفتیش کریں اور بچشم خود دیکھ لیں اور پھر مجھ کو اطلاع دیں۔ اور اگر وہ صورت قابل پسند نہ نکلے تاہم اطلاع بخشیں کہ تا جابجا اپنے دوستوں کی معرفت تلاش کی جاوے۔ دوسرے ایک یہ امر بھی قابل انتظام ہے کہ آپ کے اخراجات ایسے حد سے بڑھے ہوئے ہیں کہ جن کے سبب سے ہمیشہ آپ کو

تہی دست رہنا پڑتا ہے۔ یہاں تک کہ میں نے مولوی کریم بخش صاحب کی زبانی سنا ہے کہ جو آٹھ سَو روپیہ مجھ کو آپ نے بھیجا تھا وہ بھی قرضہ لے کر ہی بھیجا تھا۔ (سوامن)[1] سے لَاتَبْسُطْ كُلَّ الْبَسْطِ کی طرف خیال رکھنا چاہئے اور اپنے نفس سے ایک مستحکم عہد کر لیں کہ تیسرا یا چوتھا حصہ تنخواہ میں سے خرچ کریں اور باقی کسی دوکان وغیرہ میں جمع کرا دیں۔ امید کہ ان امور سے آپ مجھ کو اطلاع دیں گے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

۲۲رفروری ۱۸۸۸ء غلام احمد از قادیان

☆☆☆

[1] غالباً ''سوآئندہ سے'' کے الفاظ ہیں۔ ناشر

مکتوب نمبر ۳۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔　　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔ ابھی وہ خط میں نے نہیں کھولا تھا کہ بابو الٰہی بخش صاحب کے کارڈ کے پڑھنے سے کہ جو ساتھ ہی اسی ڈاک میں آیا تھا۔ نہایت تشویش ہوئی کیونکہ اس میں لکھا تھا کہ آپ لاہور میں علاج کروانے کیلئے تشریف لے گئے تھے اور ڈاکٹروں نے کہا کہ کم از کم پندرہ دن تک سب ڈاکٹرمل کر معائنہ کریں تو حقیقت مرض معلوم ہو۔ مگر آپ کے خط کے پڑھنے سے کسی قدر رفع اضطراب ہوا مگر تاہم تردّد باقی ہے کہ مرض تو بکلّی رفع ہوگئی تھی صرف ضعف باقی تھا۔ پھر کس لئے ڈاکٹروں کی طرف التجا کی گئی۔ شاید بعض ضعف وغیرہ کے لحاظ سے بطور دور اندیشی مناسب سمجھا گیا ہو۔ میری دانست میں جہاں تک ممکن ہے آپ زیادہ ہم وغم سے پرہیز کریں کہ اس سے ضعف بڑھتا ہے اور نہایت سرور بخشنے والی یہ آیت مبارکہ ہے اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔[1]

میرے نزدیک یہ امر نہایت ضروری ہے کہ آپ نکاح ثانی کے امر کو سرسری نگاہ سے نہ دیکھیں بلکہ اس کو کسل وحزن کے دور کرنے کے لئے ضروری خیال کریں اور اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے امید ہے کہ آپ کو نکاح ثانی سے اولاد صالح بخشے۔ میرا اس طرف زیادہ خیال نہیں ہے کہ کوئی اہلیہ پڑھی ہوئی ملے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر مرد ہو یا عورت مگر پاکیزہ ذہن اور فطرت سے عمدہ استعداد رکھتا ہوتو اُمیّت اس کے لئے کوئی بڑا سدِّ راہ نہیں ہے۔ جلدی صحبت سے ضروریات دین ودنیا سے خبردار ہوسکتا ہے۔ ضروری یہ امر ہے کہ عفیفہ ہو اور حسن ظاہری بھی رکھتی ہو، تا اس سے موافقت ومحبت پیدا ہو جاوے۔ آپ اس محل زیرنظر میں اس شرط کی اچھی طرح تفتیش کرلیں۔ اگر حسب دلخواہ نکل آوے تو الحمدللہ۔ ورنہ دوسرے مواضع میں تمام تر جدوجہد سے تلاش کرنا شروع کیا جائے۔ بندہ کی طرف سے صرف کوشش ہے اور مطلوب کو میسر کردینا قادر مطلق کا کام ہے۔ بہرحال اس عالَمِ اسباب میں جدوجہد پر نیک ثمرات مل جاتے ہیں۔ میں نے اب تک کسی دوست کی طرف اس تلاش کیلئے

---

[1] البقرة: ١٠٧

نہیں لکھا کیونکہ ابھی تک آپ کی طرف سے قطعی اور یک طرفہ رائے مجھ کو نہیں ملی اس لئے مکلّف ہوں کہ درمیانی خیالات کا جلد تصفیہ کر کے اگر جدید تلاش کی ضرورت پیش آوے تو مجھے اطلاع بخشیں۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی لکھا تھا آپ اپنے مصارف کی نسبت ہوشیار ہو جائیں کہ انہیں اموال سے قوام معیشت ہے اور دینی ضروریات کے وقت بھی موجب ثواب عظیم ہو جاتے ہیں سو جیسا کہ آپ نے عہد کر لیا ہے کسی حالت میں ثلث سے زیادہ خرچ نہ کریں۔

انگریزی خوانوں کی نسبت جو آپ نے لکھا ہے، یہ نہایت عمدہ صلاح ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی اس نیت عالیہ میں برکت ڈالے۔ نبیوں کے پاس دو ہتھیار تھے جن کے ذریعہ سے وہ فتح یاب ہوئے۔ ایک ظاہری طور پر قول موجّہ جو ہر یک مخالف کو ملزم و ساکت کرتا تھا۔ دوسری باطنی توجہ جو نورانی اثر دلوں پر ڈالتی تھی۔ اوائل میں جو نبیوں کے وعظوں میں کم اثر ہوا بلکہ طرح طرح کے دُکھ اُٹھانے پڑے اور طرح طرح کی نالائق تہمتیں ان کی شان میں کی گئیں تو اس کا یہ باعث ہے کہ اوّل اوّل میں ان کی ہمت قول موجّہ کے پھیلانے اور مخالفوں کے ساکت کرنے میں مصروف رہی۔ پھر جب اس طریق پر کوئی فائدہ مترتب نہ ہوا اور دل ٹوٹ گیا۔ بقول حضرت سعدیؒ

به همت نمایند مردی رجال

عقدِ ہمت اور توجہ سے کام لیا گیا۔ یہ عقد ہمت اور توجہ شمشیر تیز سے زیادہ تر اثر رکھتی ہے۔ میری رائے میں نبیوں کی تمام کامیابی کا بڑا بھارا موجب یہی توجہ باطنی تھی اور نیز یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حکم خواتیم پر ہے۔ خدا تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ[1] سنت اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ صادق لوگ اپنے انجام سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ یہ عاجز خوب جانتا ہے کہ جس کام کو میں نے اُٹھایا ہے ابھی وہ لوگوں پر بہت مشتبہ ہے اور شاید اس بات میں کچھ مبالغہ نہ ہو کہ ہنوز ایسی حالت ہے کہ بجائے فائدہ کے آثار و علامات نقصان کے نظر آتے ہیں۔ یعنی بجائے ہدایت کے ضلالت و بدظنی پھیل گئی ہے۔ مگر جب میں ایک طرف آیات قرآنی پڑھتا ہوں کہ کیونکر اوائل میں نبیوں پر ایسے سخت زلازل آئے کہ مدتوں تک کوئی صورت کامیابی کی دکھلائی نہ دی اور پھر انجام کار نسیم نصرت الٰہی کا چلنا شروع ہوا اور دوسری طرف مواعید صادقہ حضرت احدیت سے بشارتیں

[1] الاعراف: ۱۲۹

پاتا ہوں تو میرا غم و درد بالکل دور ہو جاتا ہے اور اس بات پر تازہ ایمان آتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ[1]

میرا یقین ہے کہ زمانہ حال کے اجزہ ردیہ و مواد فاسدہ کا استیصال صرف خشک اور ظاہری دلائل سے ممکن نہیں۔ تاریکی ہمیشہ نور سے دور ہوتی رہتی ہے اور اب بھی ایمانی انوار اس تاریکی کو دور کریں گے۔ ایسے معرکہ میں وہ لوگ کام نہیں کر سکتے کہ لیکچر یا تقریر کرنے میں نہایت فصیح ہوں اور ایمانی وفاداریوں اور صدقوں کی بُو تک نہ پہنچی ہو۔

ہاں اگر فضل و احسان الٰہی سے کسی انگریزی خوان میں یہ دونوں باتیں جمع ہو جائیں تو پھر وہ نورٌ علی نور ہوگا اور اگر ایسے انگریزی خوان ہمیں میسر نہ آ جائیں تو پھر بھی ہم ہرگز نا اُمید نہیں۔ اور کیوں نا اُمید ہوں۔ ہمارے پاس مواعید صادقہ حضرت اصدق الصادقین کا ایک ذخیرہ ہے اور ہماری تسلی کیلئے یہ آیات قرآن کریم کافی ہیں جن کو ہم پڑھتے ہیں۔ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَأْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ[2]۔ اب ہمیں انصاف کرنا چاہئے کہ ابھی تک ہم نے کیا دُکھ اُٹھایا اور کون سے زلازل ہم پر آئے، کس قدر صبر کرتے کرتے زمانہ گزرا۔ یہ تو سوءِ ادب ہے کہ ہم روزِ اوّل سے اپنے خداوند کریم پر افسوس کریں کہ اس نے ہماری محنت کا کوئی نتیجہ نہیں دیا۔ ہمیں مستقل رہنا چاہئے۔ بلاشبہ نتائج خیر ظہور میں آویں گے۔ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ[3]

اس لڑکے کا حال آپ نے خوب یاد دلایا۔ میں بالکل بھول گیا تھا۔ حافظہ ناقص و ہجومِ کار اَز ہر طرف۔ انشاء اللہ اب اس خیال میں لگوں گا اور اگر اس کے لئے وقت ملا تو توجہ کروں گا۔ خواہ جلدی یا کسی قدر دیر سے، کیونکہ امر اختیاری نہیں۔ **وَمَاتنزّل الامر بامر ربّک** ☆

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۹؍فروری ۱۸۸۸ء

---

[1] المجادلة: ۲۲ [2] البقرة: ۲۱۵ [3] یونس: ۶۵ ☆ الحکم ۱۷؍مارچ ۱۸۹۹ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر ۴۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس خط کی تحریر سے مطلب آپ کو ایک تکلیف دینا ہے اور وہ یہ ہے کہ مرزا امام دین صاحب جو میرے چچا زاد بھائی ہیں ایک بیش قیمت گھوڑا ان کے پاس ہے جو خوش رفتار اور راجوں رئیسوں کی سواری کے لائق ہے ۔ اب وہ اس کو فروخت کرنا چاہتے ہیں چونکہ ایسے گراں قیمت گھوڑوں کو عام لوگ خرید نہیں سکتے اور رئیس خود ایسی چیزوں کی تلاش میں رہتے ہیں لہٰذا مُکلّف ہوں کہ آپ براہ مہربانی رئیس جموں یا اس کے کسی بھائی کے پاس تذکرہ کر کے جدوجہد کریں کہ تا مناسب قیمت سے وہ گھوڑا خرید لیں ۔ اگر خریدنے کا ارادہ ان کی طرف سے پختہ ہو جائے تو گھوڑا آپ کی خدمت میں بھیجا جاوے ۔ ضرور کوشش بلیغ کے بعد اطلاع بخشیں ۔

والسلام

۳ / مارچ ۱۸۸۸ء خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ : باوجودیکہ میرزا امام الدین صاحب سخت معاند ومخالف تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی سپارش کرنے میں مضائقہ نہیں فرمایا اور یہ مودّت فی القربیٰ کا ایک ثبوت ہے ۔ اور دشمنوں پر کرم ورحم کا ایک نمایاں نمونہ ۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا بجنسہٖ کچھ مناسب کلمات ساتھ لکھ کر پیر صاحب کی خدمت میں بھیج دیا گیا۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب جن کی ہمشیرہ سے تجویز نسبت ہے۔ نہایت سعادتمند اور اہل دل آدمی ہیں۔ ان کو آپ کی ذات سے کوئی پرخاش نہیں۔ صرف آج کل کے شور وغوغا کے لحاظ سے انہوں نے تحریر کیا تھا۔ امید کہ حکیم فضل دین کے پہنچنے پر بلا تامل بات پختہ ہو جائے گی۔ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ رسالہ سراج منیر اور اشاعۃ القرآن کی تکمیل میں چند طرح کی مشکلات درپیش تھیں۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ وہ سب طے ہوگئی ہیں اور امید کی جاتی ہے کہ ماہ مبارک رمضان میں یہ کام شروع ہو جاوے۔ صرف ترتیب ظاہری عبارت کی کسی قدر باقی ہے۔ سو یہ کام فقط دس پندرہ روز کا ہے۔ اگر صحت اور فرصت رہی تو یکم رمضان میں یہ کام طبع کا بفضلہٖ تعالیٰ شروع ہو جائے گا۔ باقی بفضلہٖ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ بشیر احمد خیر وعافیت سے ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۶؍اپریل ۱۸۸۸ء

☆……☆……☆

مکتوب نمبر۴۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

مخدومی حضرت مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بٹالہ میں عنایت نامہ آں مخدوم مجھ کو ملا۔ اللہ جلشانہٗ آپ کو سلامت رکھے اور بخیرو عافیت واپس لاوے۔ آپ کی طرف بہت خیال رہتا ہے۔ میاں محمد عمر کے معاملہ میں بہت تردّد دامنگیر ہے۔ خدا تعالیٰ احسن تدبیر سے اس امر مکروہ کو درمیان سے اُٹھاوے۔ بشیر احمد کی طبیعت اب کسی قدر روبصحت ہے مگر میرا ارادہ یہی ہے کہ اخیر رمضان تک اسی جگہ بٹالہ میں رہوں کہ دوا وغیرہ کے ملنے کی اس جگہ آسانی ہے اور کسی قدر ڈاکٹر کا علاج بھی شروع ہے۔ معلوم نہیں کہ حکیم فضل دین صاحب کب بارادہ لودہانہ تشریف لاویں گے۔ بہر حال اب مناسب ہے کہ بعد رمضان شریف لاویں۔ آپ براہ مہربانی جلد جلد اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں یہ عاجز بمقام بٹالہ نبی بخش ذیلدار کے مکان پر اُترا ہوا ہے۔

والسلام

از بٹالہ   خاکسار

۲۸؍مئی ۱۸۸۸ء   غلام احمد

مکتوب نمبر۴۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگرچہ آنمکرم کی طبیعت میں عجزونیاز اور انکسار کامل طور پر ہے اور یہی ضروری شرط عبودیت کی ہے لیکن بحکم آیۃ کریمہ وَاَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ[1] نعماء الٰہی کا اظہار بھی ازبس ضروری ہے۔ اللہ جلّشانہٗ نے آپ کو علم دین بخشا ہے۔ عقل سلیم عطا کی ہے۔ انشراح صدر جو ایک خاص نعمت ہے

[1] الضّحٰی:۱۲

عطا فرمایا ہے، اپنی طرف توجہ دی ہے۔ یہ تمام نعمتیں شکر کے لائق ہیں۔ عنایت نامہ پہنچا۔ معلوم نہیں۔ کب تک آپ جموں میں تشریف لانے والے ہیں۔ اللہ جلّشانہٗ آپ کو بخیر و عافیت اپنے سایۂ رحمت میں رکھے اور سفر اور حضر میں اس کا فضل واحسان آپ کے شاملِ حال رہے۔ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔☆

والسلام

۲۲؍جون ۱۸۸۸ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۴۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللّٰہ والمنۃ کہ کل کے خط سے بخیر وعافیت آپ کی واپس تشریف آوری کی خوشخبری معلوم ہوئی۔ بشیر احمد عرصہ تین ماہ تک برابر بیمار رہا۔ تین چار دفعہ ایسی حالت نازک تک پہنچ گیا ہے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ شاید دو چار دم باقی ہیں۔ مگر عجیب قدرت قادر ہے کہ ان سخت خطرناک حالتوں تک پہنچا کر پھر ان سے رہائی بخشتا رہا ہے۔ اب بھی کسی قدر علالت باقی ہے۔ مگر بفضلہٖ تعالیٰ آثار خطرناک نہیں ہیں۔ بے شک ایسے اوقات بڑے ابتلا کے وقت ہوتے ہیں اور ایسے وقتوں کی دعا بھی عجیب قسم کی دعا ہوتی ہے۔ سوالحمد للّٰہ والمنۃ کہ آپ ایسے وقتوں میں یاد آ جاتے ہیں۔☆☆

والسلام

از قادیان خاکسار

۲؍جولائی ۱۸۸۸ء غلام احمد

☆ الحکم ۱۷؍جون ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۶ ☆☆ الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر۴۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک خط روانہ خدمت کر چکا ہوں اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ بشیر احمد میرا لڑکا جس کی عمر قریب برس کے ہو چلی ہے۔ نہایت ہی لاغر اندام ہو رہا ہے۔ پہلے سخت تپ محرقہ کی قسم چڑھا تھا۔ اس سے خدا تعالیٰ نے شفا بخشی پھر بعد کسی قدر خفت تپ کے یہ حالت ہوگئی کہ لڑکا اس قدر لاغر ہو گیا ہے کہ استخوان ہی استخوان رہ گیا ہے۔ سقوط قوت اس قدر ہے کہ ہاتھ پیر بیکار کی طرح معلوم ہوتے ہیں یا تو وہ جسیم اور قوی ہیکل معلوم ہوتا تھا اور یا اب ایک تنکے کی طرح ہے۔ پیاس بشدت ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بقیہ حرارت کا اندر موجود ہے۔ آپ براہِ مہربانی غور کر کے کوئی ایسی تجویز لکھ بھیجیں جس سے **اگر خدا چاہے بدن میں قوت ہو اور بدن تازہ ہو**۔ اس قدر لاغری اور سقوط قوت ہو گیا ہے کہ وجود میں کچھ باقی نہیں رہا۔ آواز بھی نہایت ضعیف ہوگئی ہے۔ یہ بھی واضح کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ دانت بھی اس کے نکل رہے ہیں۔ چار دانت نکل چکے تھے کہ یہ بیماری شیر کی طرح حملہ آور ہوئی۔ اب بباعث غایت درجہ ضعف قوت اور لاغری اور خشکی بدن کے دانت نکلنے موقوف ہوگئے ہیں اور یہ حالت ہے جو میں نے بیان کی ہے۔ براہِ مہربانی بہت جلد جواب سے مسرور فرماویں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از قادیان

۱۲؍ جولائی ۱۸۸۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۶

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ　　　　نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ بشیر احمد بکلّی تندرست ہے۔ میں نے صرف اس حالت میں تشریف آوری کیلئے تکلیف دینا چاہا تھا کہ جب وہ سخت بیمار تھا لیکن اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے کامل تندرستی بخش دی ہے، سو اب کچھ تردّد نہ کریں۔ انشاء اللہ القدیر کسی اور وقت ملاقات ہو جائے گی اور حکیم فضل دین صاحب کو تاکیداً تحریر فرماویں کہ اب وہ بلا توقف لودہانہ جانے کیلئے تشریف لے آویں کہ اب زیادہ تاخیر کرنا اچھا نہیں۔ فضل احمد نے جو آں مخدوم کو اپنے رشتہ داروں کو پہنچانے کے لئے روپیہ دیا تھا۔ اب اس جگہ اس کے رشتہ داروں کی ایسی حالت ہے کہ ناگفتہ بہ۔ ان لوگوں کا مفصل حال انشاء اللہ کسی اور موقعہ پر گزارش خدمت کروں گا۔ وہ نہ صرف مجھ سے ہی **عداوت رکھتے ہیں بلکہ علانیہ اللہ اور رسول سے برگشتہ ہیں**۔ اس لئے روپیہ پہنچانے کے لئے آپ کا یا میرا واسطہ بننا ہرگز مناسب نہیں۔ بلکہ کسی وقت فضل احمد ملے تو اس کا روپیہ اس کے حوالہ کریں کہ وہ اپنے طور پر جس طرح چاہے پہنچاوے۔ غرض آپ اس روپیہ کو اپنی معرفت ہرگز نہ پہنچاویں۔ کسی وقت جب ملے تو وہ روپیہ اس کے حوالہ کر دیں اور عذر ظاہر کر دیں۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

۱۸؍اگست ۱۸۸۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنمکرم کا ایک خط جو بابو محمد بخش صاحب کے نام آپ نے بھیجا تھا انہوں نے بجنسہٖ وہ خط میرے پاس بھیج دیا ہے۔اس لئے آپ کی خدمت میں ظاہر کرتا ہوں کہ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اس عاجز کی نصرت کے لئے محبت اور ہمدردی کا آپ کو جوش بخشا ہے وہ تو ایک ایسا امر ہے جس کا شکر ادا نہیں ہوسکتا۔اَلۡحَمۡدُلِلّٰہِ الَّذِیۡ اَعۡطَانِی مُخۡلِصًا کَمِثۡلِکُمۡ مَحِبًّا کَمِثۡلِکُمۡ نَاصِرًا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ کَمِثۡلِکُمۡ وَھٰذَا کُلُّہٗ فَضۡلُ اللّٰہِ۔

لیکن بابو محمد بخش کی نسبت جو کچھ آپ نے سنا ہے یہ خبر کسی نے غلط دی ہے۔ بابو محمد بخش بھی مخلص آدمی ہے اور اس عاجز سے ارادت اور محبت رکھتا ہے اور وہ بہت عمدہ آدمی ہے۔اس کے مال سے ہمیشہ آج تک مجھ کو مدد پہنچتی رہی ہے۔ مجھ کو آپ یہ بھی لکھیں کہ لودھیانہ کے معاملہ میں کس مصلحت سے توقف کی گئی ہے۔میرے نزدیک بہتر تھا کہ یہ معاملہ جلد پختہ کیا جاتا۔زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

ازقادیان

۱۲؍ستمبر ۱۸۸۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرا لڑکا بشیر احمد تئیس روز بیمار رہ کر آج بقضائے ربّ عزّوجلّ انتقال کر گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اس واقعہ سے جس قدر مخالفین کی زبانیں دراز ہونگی اور موافقین کے دلوں میں شبہات پیدا ہوں گے، اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ وَاِنَّا رَاضُونَ بِرِضَائِہٖ وَصَابِرُوۡنَ عَلٰی بَلَائِہٖ یَرۡضِی عَنَّا ھُوَ مَوۡلَانَا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَھُوَ اَرۡحَمُ الرَّاحِمِیۡنَ۔

۴؍نومبر ۱۸۸۸ء　　　　والسلام

خاکسار

نوٹ: یہ مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے رضا بالقضاء کا کامل اظہار ہے۔ آپ کو اس ابتلاء شدید میں اگر غم ہے تو صرف یہ کہ مخالفین اپنی مخالفت میں خدا سے دور جا پڑیں گے اور بعض موافقین کو شبہات پیدا ہوں گے مگر آپ ہر حال میں خدا کی رضا کے طالب ہیں اور خدا تعالیٰ کے اس فعل کو بھی کمال رحم کا نتیجہ سمجھتے ہیں اور اس کی رضا کے حاصل کرنے کے لئے ہر بلاء پر صبر کرنے کے لئے بانشراح صدر تیار ہیں۔ اس کے بعد حضرت نے ایک مبسوط خط مولوی صاحب کو وفات بشیر پر لکھا تھا جس کا وہی مضمون تھا جو حقانی تقریر میں شائع ہوا اس لئے اس خط کو چھوڑ دیا ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

ایک گشتی مکتوب

یہ ایک مکتوب ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بظاہر حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے نام بشیر اوّل کی وفات پر لکھا تھا مگر اس مکتوب کی متعدد نقول میاں شمس الدین ساکن قادیان (جو حضرت اقدس کے استاد اوّل میاں فضل الٰہی کے بیٹے تھے۔ ابتداً اور عموماً حضرت اقدس کے مسوّدات کو خوشخط صاف کیا کرتے تھے) نے کی تھیں اور حضرت اقدس نے ایک نقل لودہانہ کپورتھلہ کے احباب اور بعض اخص احباب کو روانہ فرمائی تھی۔ اس مکتوب میں حضرت نے بعض احباب کے اخلاص خاص کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے کہ **''یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفّارہ ہے جن کو اس کے مرنے پر للہ غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی اور بشیر جیتا رہتا تو ہمیں کچھ رنج نہ تھا۔''**

یہ بزرگ جس نے اس اخلاص کا اظہار کیا وہ حضرت منشی محمد خان صاحب افسر بگھی خانہ کپورتھلہ رضی اللہ عنہ تھے۔ نوّر اللہ مرقدہ۔

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ ہمیشہ حضرت منشی محمد خان صاحب کے اس اخلاص پر رشک فرمایا کرتے تھے اور بارہا فرمایا کہ بشیر اوّل کی وفات پر جو شخص ہم سب سے آگے نکل گیا وہ محمد خان تھا رضی اللہ عنہ۔ حقیقت میں یہ بڑا فضل اور بڑا اکرم ربّ کریم کا ان پر تھا اور اس اخلاص وعقیدت کا ایک بیّن ثبوت دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کی وفات پر اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بشارت دی کہ اولاد سے نیک سلوک کیا جائے گا چنانچہ سب کے سب معزز وخوشحال ہوئے اور اپنے اپنے رنگ میں اخلاص کا بہترین نمونہ ہیں۔ اب میں اس مکتوب کو درج کر دیتا ہوں۔ غور سے پڑھو اور مصلح موعود (جس کو خدا نے اب ظاہر کر دیا ہے) کے مقام اور شان کو سمجھو۔ (عرفانی کبیر)

مکتوب نمبر۴۹

ایک عام مکتوب

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔

بخدمت اخویم مخدوم ومکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔

بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ پہنچا۔آپ کا لفظ لفظ قوت ایمانی پر شاہدناطق ہے۔عادۃ اللہ قدیم سے جاری ہے کہ وہ اپنے بندوں کو بغیر آزمائش کے نہیں چھوڑتا اور ایسے ایمان کو قبول نہیں کرتا جو آزمائش سے پہلے انسان رکھتا ہے۔اگر بشیر احمد کی وفات میں ایک عظیم الشان حکمت نہ ہوتی تو خدا تعالیٰ ایسا رحیم وکریم تھا کہ اگر بشیر عظم رمیم بھی ہوتا تب بھی اس کو زندہ کر دیتا۔مگر اللہ جل شانہ نے یہی چاہا تا اس کے وہ سب کام پورے ہوں جن کا اس نے ارادہ کیا ہے۔بشیر احمد کی وفات کا حادثہ ایسا امر نہیں ہے کہ جو ایک صاف باطن اور دانا انسان کے ٹھوکر کھانے کا باعث ہو سکے۔جب بشیر پیدا ہوا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط پنجاب اور ہندوستان سے اس مضمون کے پہنچے کہ آیا یہ لڑکا وہی ہے جس کے ہاتھ پر لوگ ہدایت پائیں گے۔تو سب کو یہی جواب دیا گیا کہ اس بارہ میں صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا۔ ہاں گمان غالب ہے کہ یہی ہو کیونکہ اس کی ذاتی بزرگی الہامات میں بیان کی گئی ہے۔ایسے جوابات کی یہ وجہ تھی کہ خدا تعالیٰ نے اس پسر متوفی کے استعدادی کمالات اس عاجز پر کھول دیئے تھے اور اس بناء پر قیاسی طور پر گمان کیا گیا تھا کہ غالباً یہی مصلح موعود ہے۔کیونکہ اس کی ذاتی استعداد اور مقدّس اور مطہر ہونے کی حالت جو اس کی پیدائش کے بعد الہامات میں بیان کی گئی، وہ مصلح موعود کے برابر بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر تھی۔مگر پیدائش کے بعد کوئی ایسا الہام نہیں ہوا کہ یہی مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے اور اسی تصفیہ اور تفتیش کی غرض سے سراج منیر کے چھاپنے میں توقف در توقف ہوتی گئی۔

الہامات جو اس پسر متوفی کی نسبت اس کی پیدائش کے بعد ہوئے ان سے خود مترشح ہوتا تھا کہ وہ خلق اللہ کے لئے ایک ابتلائے عظیم کا موجب ہوگا۔جیسا کہ یہ الہام ہوا۔ **اِنَّآ اَرْسَلْنَاهُ شَاهِدًا**

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَآءِ فِيْهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ[1] پس اس الہام میں صاف فرما دیا کہ وہ اَبر رحمت ہے مگر اس میں سخت تاریکی ہے۔ اس تاریکی سے وہی آزمائش کی تاریکی مراد ہے جو لوگوں کو اس کی موت سے پیش آئی اور ایسے سخت ابتلاء میں پڑ گئے جو ظلمات کی طرح تھا۔ یہ سچ ہے اور بالکل سچ کہ یہ عاجز اجتہادی غلطی سے اس خیال میں پڑ گیا تھا کہ غالباً یہ لڑکا مصلح موعود ہوگا جس کی صفائی باطنی اور روشنی استعداد اور تطہر اور پاکیزگی کی اس قدر تعریف کی گئی ہے مگر اجتہادی غلطی کوئی ایسا امر نہیں ہے کہ نفس الہام پر کوئی دھبہ لگا سکے۔ ایسی غلطیاں اپنے مکاشفات کے سمجھنے میں بعض نبیوں سے بھی ہوتی رہی ہیں۔ بایں ہمہ جب لوگ پوچھتے رہے کہ کیا یہ لڑکا مصلح موعود ہے تو ان کو یہی جواب دیا گیا کہ ہنوز یہ امر قیاسی ہے۔ چونکہ خداوند تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا کہ لوگوں کو ابتلائے عظیم میں ڈالے اور سچوں اور کچوں میں فرق کر کے دکھلا دے۔ اسی وجہ سے یہ عاجز کہ ایک ضعیف بشر ہے اس ارادہ کا مغلوب ہو گیا اور یوں ہوا کہ اس لڑکے کی پیدائش کے بعد اس کی طہارت باطنی اور صفائی استعداد کی تعریفیں الہام میں بیان کی گئیں اور پاک اور **نُوْرُ اللّٰهِ** اور **يَدُ اللّٰهِ** اور **مقدس** اور **بشیر** اور **خدا با ماست** اس کا نام رکھا گیا۔ سو ان الہامات نے یہ خیال پیدا کر دیا کہ غالباً یہ وہی مصلح موعود ہوگا مگر پیچھے سے کھل گیا کہ مصلح موعود نہ تھا۔ مگر مصلح موعود کا بشیر تھا اور روشن فطرتی اور کمالات استعداد یہ میں بہت بڑھا ہوا تھا اور وہ ہزاروں مومنوں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں شریک ہوئے بطور فرط کے ہوگا۔ پس یہ نہیں کہ وہ بے فائدہ آیا بلکہ خدا تعالیٰ نے ظاہر کر دیا کہ اس کی موت جو عظیم الشان ابتلاء کا ایک بھاری حملہ تھا۔ وہ ان کو جو اس حملہ کی برداشت کر گئے عنقریب ایک تازہ زندگی بخشے گی اور اپنی حالت میں وہ ترقی کر جائیں گے۔ یہ بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفّارہ ہے جن کو اس کے مرنے پر محض للہ غم ہوا۔ یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ **اگر ہماری ساری اولاد مر جاتی اور بشیر جیتا رہتا تو ہمیں کچھ بھی غم نہ تھا**۔ پس کیا ایسے لوگوں کا کفارہ نہ ہوگا؟ کیا ایسوں کے لئے وہ پاک معصوم شفیع نہیں ٹھہرے گا؟ ضرور ٹھہرے گا۔ اور اس کی موت نے ایسے مومنوں کو زندگی بخشی ہے۔ غرض وہ مومنوں اور ثابت قدموں کے لئے جو اس کی موت کے غم میں محض للہ شریک ہوئے ایک ربّانی مبشر تھا۔ اللہ جل شانہ کے انزال رحمت اور روحانی برکت کے بخشنے کے لئے کئی طریقے ہیں۔

[1] تذکرہ صفحہ ۱۱۹۔ ایڈیشن چہارم

سو بشیر کی موت مومنوں کو برکت دینے کے لئے ان طریقوں میں سے ایک عمدہ طریقہ ہے۔ گو کوئی شخص اس عاجز پر اعتقاد رکھے یا نہ رکھے اور اس ضعیف کو ملہم سمجھے یا نہ سمجھے مگر بشیر کی موت سے اگر محض للہ اس کو غم پہنچا ہے تو بلاشبہ بشیر اس کے لئے **فرط** اور **شفیع** ہوگا۔

یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کو اشتہار میں کہ جو بظاہر ایک لڑکے کی بابت پیشگوئی سمجھی گئی تھی۔ وہ درحقیقت دو لڑکوں کی بابت پیشگوئی تھی۔ یعنی اشتہار مذکور کی پہلی یہ عبارت (کہ **خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان** آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ وہ رجس سے (یعنی گناہ سے) پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے) یہ تمام عبارت اسی پسر متوفی کے حق میں ہے۔ اور **مہمان** کا وہ لفظ جو اس کے حق میں استعمال کیا گیا ہے یہ اس کی چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہوجاوے۔ اور بعد کا وہ فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اور اخیر تک اس کی تعریف ہے۔ چنانچہ آپ کو اور اجمالاً سب کو معلوم ہے کہ بشیر کی موت سے پہلے ۱۰ رجولائی ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں یہ پیشگوئی شائع ہو چکی ہے کہ ایک اور لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو **اولوالعزم** ہوگا اور ۸ راپریل ۱۸۸۸ء کے اشتہار میں وہ فقرہ الہامی کہ ''انہوں نے کہا کہ **آنے والا یہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں**''۔ اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے اور بشیر کی موت سے پہلے جب آپ قادیان میں ملاقات کے لئے تشریف لائے تو زبانی بھی اس آنے والے لڑکے کے بارہ میں آپ کو الہام سنا دیا گیا تھا۔ یعنی یہ کہ ایک اولوالعزم پیدا ہوگا۔ **یَخْلُقُ مَایَشَآءُ**۔ وہ حسن اور احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ سو اس الہام الٰہی نے پہلے سے ظاہر کر دیا کہ لڑکا ایک نہیں بلکہ دو ہیں۔ ہاں کسی مدت تک یہی اجتہادی غلطی رہی کہ لڑکا ایک ہی سمجھا گیا۔ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء (کی) پیشگوئی جو لڑکے کی بابت تھی۔ وہ درحقیقت دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ جو غلطی سے ایک سمجھی گئی اور پھر بعد میں بشیر کی موت سے پہلے خود الہام نے اس غلطی کو رفع کر دیا۔ اگر الہام اس غلطی کو بشیر کی موت سے پہلے رفع نہ کرتا تو ایک غبی کو شبہات پیدا ہونے ممکن تھے مگر اب کوئی گنجائش شبہ کی نہیں۔ حضرت مسیح نے اجتہادی طور پر بعض اپنی پیشگوئیوں کو ایسے طور سے سمجھ لیا تھا کہ اس طور سے وقوع میں نہیں آئیں اور حضرات حواریان بھی جو عیسائیوں کے نزدیک نبی کہلاتے ہیں، کئی دفعہ پیشگوئیوں کے سمجھنے میں غلطی

کرتے رہے حالانکہ ان غلطیوں سے ان کی شان میں کچھ فرق نہیں آتا۔ اجتہادی غلطی جیسے کبھی علماء ظاہر کو پیش آجاتی ہے۔ ایسے ہی علماء باطن کو بھی پیش آجاتی ہے اور پاک دل آدمی ان امور سے ذرا بھی متغیر نہیں ہوتے۔ خدا تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو ایسی حالت میں کب چھوڑتا ہے اور اپنے انوار کو صرف اسی حد تک کب ختم کر دیتا ہے بلکہ بعض وقت کی یہ اجتہادی غلطی خلق اللہ کے لئے موجب نفع عظیم کے ہوتی ہے اور جب فرستادہٗ الٰہی کی سچائی کی کرنیں چاروں طرف سے کھلنی شروع ہوتی ہیں تب سالک کے لئے یہ اجتہادی غلطی ایک دقیق معرفت کا نکتہ معلوم ہوتا ہے۔ جس شخص کو خدا تعالیٰ سے کچھ غرض نہیں اور معرفت الٰہی سے کچھ واسطہ نہیں اور اس کا دین محض ہنسی اور ٹھٹھا ہے اور اس کا مَبْلَغِ علم صرف موٹی باتوں اور سطحی خیالات تک محدود ہے۔ ایسے شخص کی نکتہ چینی اور اعتراضات کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ وہ حباب کی طرح جلد گم ہو جاتے ہیں اور نور حقانیت اور برہان صداقت جب پورا پورا پرتو وہ دکھلاتے ہیں تو ایسے ظلماتی اعتراضات کہ ایک غبی اور مُردہ دل کے منہ سے نکلتے ہیں، ساتھ ہی ایسے معدوم ہو جاتے ہیں کہ گویا کبھی ظہور پذیر نہیں ہوئے تھے۔ محجوب لوگ جیسے خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کر سکتے ویسے ہی اس کے خالص بندوں کی شناخت کرنے سے قاصر ہیں اور ایسوں کو اپنے ایمان اور اپنی معرفت کو پورا کرنے کی پرواہ بھی نہیں ہوتی۔ وہ کبھی آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اصلی کمال کیا ہے جس کو ہمیں حاصل کرنا چاہئے۔ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر مذہب کے پابند رہتے ہیں اور صرف رسمی جوش سے قوم کے حامی یا مذہب کے ریفارمر بن بیٹھے ہیں۔ وہ کبھی اس طرف خیال بھی نہیں کرتے کہ سچا یقین حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا چاہئے اور کبھی اپنی حالت کو نہیں ٹٹولتے کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور تعجب یہ ہے کہ وہ آپ تو حق کے بھوکے اور پیاسے نہیں ہوتے۔ بایں ہمہ یہ مرض ایسی طبیعت ثانی کا حکم ان میں پیدا کر لیتی ہے کہ وہ اس مرض کو صحت سمجھتے ہیں اور ایسا اس کی تائید میں زور دیتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی اپنی اس حالت کی طرف کھینچ لائیں۔ سو ایسوں کے اعتراضات کچھ چیز نہیں ہوتے۔ ہمارے نزدیک اگر وہ مسلمان بھی کہلاویں بلکہ مولوی اور عالم کے نام سے بھی موسوم کئے جائیں تب بھی ان کا ایمان ایک ایسی حقیر چیز ہے جس سے ہر ایک طالب عالی ہمت بالطبع متنفر ہوگا۔ ہم ایسے لوگوں سے جھگڑنا نہیں چاہتے اور ان کا اور اپنا تصفیہ فیصلہ کے دن پر چھوڑتے ہیں

اور لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ [1] کہہ کران کورخصت کرتے ہیں۔

یہ سچ اور بالکل سچ ہے کہ سچا رجوع اور سچا یقین بجز سچی معرفت کے، کہ جو آسمان سے نازل ہوتی ہے، بالکل غیرممکن ہے اور یہ کام مجرد عقلی دلائل سے ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ وہ اتم اور اکمل مرتبہ معرفت جو مدارِ نجات ہے فقط عقلی دلائل سے ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ فقط عقلی طور پر اپنے خصم کو ساکت کرنا ایک ناقص اور ناتمام فتح ہے۔ ہمیشہ حقیقی فائدہ خلق اللہ کے ایمان کو اکابر کی برکات روحانیہ سے ہوتا رہا ہے۔ اور اگر کبھی ان کی کوئی پیشگوئی کسی کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہوئی بھی، تو دراصل خود اسی کا قصور تھا جس نے بوجہ قلت معرفت عادات الٰہیہ ٹھوکر کھائی۔ یہ بات ہر ایک وسیع المعلومات شخص پر ظاہر ہے کہ اپنے مکاشفات کے متعلق اکثر نبیوں سے بھی اجتہادی غلطیاں ہوئی ہیں اور ان کے شاگردوں سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر نے بضع کے لفظ کو جو آیت سَيَغْلِبُوْنَ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ [2] میں داخل ہے۔ تین برس میں محدود سمجھ لیا تھا اور یہ غلطی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو متنبہ کیا اور اسرائیلی نبیوں کی اجتہادی غلطیاں [3] تو خود ظاہر ہیں جن سے عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتے۔ پس کیا بمجرد ظہور کسی اجتہادی غلطی کے ان پاک نبیوں کے وفادار اور روشن ضمیر پیرو انہیں یہ صلاح دے سکتے تھے کہ آپ اپنے وعظ اور پند کو صرف عقلی طریق تک محدود رکھیں اور دعوٰے نبوت اور پیشگوئیوں کے بیان کرنے سے دستکش ہو جائیں کہ یہ حق کے طالبوں کیلئے فائدہ مند چیز

---

[1] الکافرون: ۷　[2] الروم: ۴، ۵

[3] بنی اسرائیل کے چار سَو نبی نے ایک بادشاہ کی فتح کی نسبت خبر دی، اور وہ غلط نکلی یعنی بجائے فتح کے شکست ہوئی، دیکھو سلاطین اوّل باب ۲۲ آیت ۱۹۔ مگر اس عاجز کی پیشگوئی میں کوئی الہامی غلطی نہیں، الہام نے پیش از وقوع لڑکا پیدا ہونا ظاہر کیا کہ جو انسان کے اختیار سے باہر تھا۔ سو لڑکا پیدا ہو گیا اور الہام نے اس لڑکے کی ذاتی فضیلتیں تو بیان کیں مگر کہیں نہیں بتلایا کہ وہ ضرور بڑی عمر پائے گا بلکہ یہ بھی بتلایا کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہونگے۔ دیکھو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء۔ ہاں الہام نے پیش از وفات بشیر یہ بھی کھول دیا کہ ایک دوسرا بشیر دیا جائے گا جس کا نام **محمود** ہے۔ دیکھو اشتہار ۱۰ جولائی ۱۸۸۸ء۔ سو اگر ابتداء میں دو لڑکوں کو ایک لڑکا سمجھا گیا تو حقیقت میں یہ کچھ غلطی نہیں کیونکہ اس غلطی کو پہلے لڑکے کی موجودگی میں ہی الہام نے رفع کر دیا۔ منہ

نہیں۔ان بزرگوں نے ہرگز ایسا نہیں کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ بمقابل ان روحانی برکات کے کہ جو خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں سے صادر ہوتی ہیں۔ایک آدھ اجتہادی غلطی کوئی چیز نہیں۔ میں قطعاً و یقیناً کہتا ہوں اور علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں کہ مجرد عقلی دلائل کا ذخیرہ اس شیریں اور اطمینان بخش معرفت تک نہیں پہنچا سکتا جس سے انسان بکلّی خدا تعالیٰ کی طرف منجذب ہو جاتا ہے۔ بلکہ اس مرتبہ کے حاصل کرنے کے لئے فقط آیات آسمانی و مکالمات ربّانی ذریعہ ہیں۔اس ذریعہ کو وہی مجنون الرحمٰن ڈھونڈتا ہے جو اپنے اندر سچی آگ تلاش کی پاتا ہے اور اپنے تئیں رسمی ایمان پر اکتفا کر کے دھوکہ دینا نہیں چاہتا۔فقط رسمی ایمان پر خوش ہونا ان لوگوں کا طریق ہے جن کے دل محبت دنیا میں پھنسے ہوئے ہیں اور جو کبھی دن کو یا رات کو اور چلتے یا پلنگ پر لیٹے ہوئے اپنے ایمان کی آزمائش نہیں کر سکتے کہ کس قدر اس میں قوت ہے اور زبان کی چالاکی اور شعلہ منطق نے کہاں تک ان کے دلوں کو منور کر کے سیدھی راہ پر لگا دیا ہے اور کس درجہ تک جامِ یقین پلا کر محبت مولیٰ بخش دی ہے؟ شاید بعض لوگ میری تقریر مندرجہ بالا کو پڑھ کر جو میں نے صفائی استعداد اور عالی فطرتی پسرِ متوفی کی بابت لکھا ہے اس حیرت میں پڑیں گے کہ جو بچہ صغرسنی میں مر جاوے اس کے علوِ استعداد کے کیا معنی ہیں؟ سو میں ان کی تسکین کے لئے کہتا ہوں کہ کمال استعدادی اور پاک جوہری کے لئے زیادہ عمر پانا کچھ ضروری نہیں۔اور یہ بات عندالعقل بدیہی ہے کہ بچوں کی استعدادات میں ضرور باہم تفاوت ہوتا ہے۔گو بعض ان میں سے مریں یا زندہ رہیں۔ وہ اندرونی قوتیں اور طاقتیں جو انسان اس مسافر خانہ میں ساتھ لاتا ہے وہ سب بچوں میں کبھی برابر نہیں ہوتیں۔ایک بچہ دیوانہ سا اور غبی معلوم ہوتا ہے اور منہ سے رال ٹپکتی ہے اور ایک ہوشیار دکھائی دیتا ہے۔بعض بچے جو کسی قدر عمر پاتے ہیں اور مکتب میں پڑھتے ہیں۔نہایت ذہین اور فہیم معلوم ہوتے ہیں مگر عمر وفا نہیں کرتی اور صغرسنی میں مر جاتے ہیں۔پس تفاوت استعدادات میں کس کو انکار ہو سکتا ہے۔اور جس حالت میں صدہا بچے فہیم اور ذہین اور ہوشیار مرتے نظر آتے ہیں تو کون کہہ سکتا ہے کہ کمالات استعدادیہ کے لئے عمر طبعی تک پہنچنا ایک ضروری امر ہے۔سیّدنا و مولانا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابراہیم اپنے لختِ جگر کی نسبت بیان کرنا کہ اگر وہ جیتا رہتا تو صدیق یا نبی ہوتا،بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔سو اسی طرح خدائے عزوجل نے مجھ پر کھول دیا ہے کہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے کمالات استعدادیہ میں اعلیٰ درجہ

کا تھا اور اس کے استعدادی کمالات دوسرے عالم میں نشو ونما پائیں گے۔

قصیر العمر ہونا اس کے علوِ جوہر کے لئے مضر نہیں بلکہ اس کا پاک آنا اور پاک جانا اور گناہ سے بکلی معصوم رہنا اس کے شرف پر ایک بدیہی دلیل ہے۔ اور جیسا کہ الہام نے بتلایا تھا کہ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اور وہ گناہ سے پاک ہے۔ ایسا ہی وہ مہمان کی طرح چند روز رہ کر پاکی اور معصومیت کی حالت میں اٹھایا گیا اور موت کے وقت بطور خارق عادت اس کا چہرہ چمکا اور اپنے ہاتھ سے اپنی آنکھیں بند کرلیں اور سو گیا۔ یہی اس کی موت تھی جو معمولی موتوں سے دُور اور نہایت پاک وصاف تھی۔

اس جگہ یہ بھی تحریر کے لائق ہے کہ اس کی موت سے پہلے اللہ جل شانہ نے اس عاجز کو پوری بصیرت بخش دی تھی کہ یہ لڑکا اپنا کام کر چکا ہے اور اب فوت ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے اس کی موت نے اس عاجز کی قوتِ ایمانی کو بہت ترقی دی اور آگے قدم بڑھایا۔ اس موت کی تقریب پر بعض مسلمانوں کی نسبت یہ الہام ہوا۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَایُفْتَنُوْنَ ۔ قَالُوْا تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا تَذْکُرُیُوْسُفَ حَتّٰی تَکُوْنَ حَرَضًا اَوْتَکُوْنَ مِنَ الْھَا لِکِیْنَ ۔ شَاھَتِ الْوُجُوْہُ فَتَوَلَّ عَنْھُمْ حَتّٰی حِیْنٍ ۔ اِنَّ الصَّابِرِیْنَ یُوَفّٰی اَجْرُھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۔[1] اب خدا تعالیٰ نے ان آیات میں صاف بتلا دیا کہ بشیر کی موت لوگوں کی آزمائش کے لئے ایک ضروری امر تھا۔ جو کچے تھے وہ مصلح موعود کے ملنے سے ناامید ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ تو اسی طرح اس یوسف کی باتیں ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ قریب مرگ ہو جائے گا یا مر جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ ایسوں سے اپنا منہ پھیر لے جب تک وہ وقت پہنچ جائے۔ اور بشیر کی موت پر جو ثابت قدم رہے ان کے لئے بے اندازہ اجر کا وعدہ ہوا۔ یہ خدا تعالیٰ کے کام ہیں اور کوتاہ بینوں کی نظر میں حیرت ناک۔

کوتہ بین لوگ یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ جس حالت میں اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی شائع کی گئی تھی کہ بعض لڑکے کم عمری میں فوت ہوں گے، تو کیا یہ ضرور نہ تھا کہ وہ پیشگوئی پوری ہوتی۔ فی الحقیقت بشیر کی خوردسالی کی موت نے ایک پیشگوئی کو پورا کیا جو اس کی موت سے تین سال پہلے کی گئی تھی۔ سو دانا کے لئے زیادہ معرفت کا محل ہے نہ انکار اور حیرت کا۔

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔ ایڈیشن چہارم

اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے پسر متوفی کے اپنے الہام میں کئی نام رکھے۔ ان میں سے ایک **بشیر** اور ایک **عمو ائیل** اور ایک **خدا باما ست** و **رحمت حق** اور ایک **ید اللّٰہ بجلال و جمال** ہے اور اس کی تعریف میں ایک یہ الہام ہوا۔ **جَآءَ کَ النُّوْرُ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْکَ**[1] یعنی کمالات استعدادیہ میں وہ تجھ سے **افضل** ہے اور چونکہ اس پسر متوفی کو اس آنے والے فرزند سے تعلقات شدید تھے اور اس کے وجود کے لئے یہ بطور **ارہاص** تھا۔ اس لئے الہامی عبارت میں جو ۲۰رفروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں درج تھی۔ ان دونوں کے ذکر کو ایسا مخلوط کیا گیا کہ گویا ایک ہی ذکر ہے۔ ایک الہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا۔ یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام **محمود** ہے جس کی نسبت فرمایا۔ وہ **اولوالعزم** ہوگا اور **حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا**۔ **یَخْلُقُ مَایَشَآءُ** یہی حقیقت حال ہے جو میں نے آپ کے لئے لکھی۔ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ[2]

الراقم

۴ دسمبر ۱۸۸۸ء خاکسار

غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور ☆

مُلک پنجاب۔ ۲۹ ربیع الاوّل ۱۳۰۶ھ

نوٹ: اس خط کی نقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ اور کپورتھلہ کے بعض احباب اور بعض اخص صحابہ کو بھجوائی تھیں۔ اور محترم عرفانی صاحب نے خط مکتوبات جلد پنجم حصہ پنجم میں شامل فرمایا تھا۔ (ناشر)

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۲۰۔ ایڈیشن چہارم ☆ تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۱۱ تا ۴۴۰

[2] المومن: ۴۵

مکتوب نمبر ۵۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کی ڈاک میں عنایت نامہ پہنچا۔ جو کچھ پرچہ تکمیل تبلیغ میں تاریخ لکھی گئی ہے وہ فقط انتظامی امر ہے تا ایسی تقریب میں اگر ممکن ہو تو بعض اخوان مومنین کا بعض سے تعارف ہو جاوے کوئی ضروری امر نہیں ہے۔ آپ کے لئے اجازت ہے کہ جب فرصت ہو اور کسی طرح کا ہرج نہ ہو تو اس رسم کے پورا کرنے کیلئے تشریف لے آویں بلکہ تقریب شادی پر جو آپ تشریف لاویں گے وہ نہایت عمدہ موقع ہے اور شرائط پر پابند ہونا باعتبار استطاعت ہے۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَہَا[1]۔ میرے دوسرے خط کے جواب سے جلد مطلع فرماویں تا لدھیانہ میں اطلاع دی جاوے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپ بماہ مارچ کشمیر کی طرف روانہ ہوں۔ پس اگر یہی ضرورت ہو تو بماہ فروری کاروبار شادی بخیر و عافیت اہتمام پذیر ہونا چاہئے۔ منشی عبدالحق صاحب و بابو الٰہی بخش صاحب لاہور سے تشریف لائے تھے۔ منشی عبدالحق صاحب نے تقریر کی تھی کہ ردّ تکذیب کو عام پسند بنانے کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ دیباچہ کتاب میں کھول کر لکھا جائے کہ ہمارا ایمان تو خدا تعالیٰ کی قدرتوں پر ایسا قوی اور وسیع ہے کہ جس طرح اہل سنت والجماعت تسلیم کرتے ہیں مگر بعض نادر طور کے جواب صرف مخاطبین کی تنگ دلی اور قلت معرفت کے لحاظ سے ان کے مذاق کے موافق لکھے گئے ہیں تا انہیں معلوم ہو کہ قرآن شریف پر اعتراض کرنے سے کسی معقولی اور منقولی کو مجال نہیں۔ اس عاجز کی دانست میں بھی ایسا لکھنا نہایت ضروری ہے تا عوام الناس فتنہ سے بچ جائیں۔ زیادہ خیریت ہے۔☆

والسلام

۲۰ ؍فروری ۱۸۸۹ء　　　خاکسار غلام احمد

از قادیان

---

[1] البقرۃ: ۲۸۷　　☆ الحکم ۱۷؍جولائی ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۱

مکتوب نمبر ۵۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچ کر بہت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ آپ میں اور آپ کی نئی بیوی میں اتحاد اور محبت زیادہ سے زیادہ کرے اور اولاد صالح بخشے۔ آمین ثم آمین

اگر پرانے گھر والوں نے کچھ نا مناسب الفاظ منہ سے نکالے ہیں تو آپ صبر کریں۔ پہلی بیویاں ایسے معاملات میں بباعث ضعف فطرت بدظنی کو انتہا تک پہنچا کر اپنی زندگی اور راحت کا خاتمہ کر لیتی ہیں۔

واحدہ لاشریک ہونا خدا کی تعریف ہے۔ مگر عورتیں بھی شریک ہرگز پسند نہیں کرتی ہیں۔ ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میرے ہمسایہ میں ایک شخص اپنی بیوی سے بہت کچھ سختی کیا کرتا تھا اور ایک مرتبہ اس نے دوسری بیوی کرنے کا ارادہ کیا تب اس بیوی کو نہایت رنج پہنچا اور اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے تیرے سارے دکھ سہے مگر یہ دکھ مجھ سے نہیں دیکھا جاتا کہ تو میرا خاوند ہو کر اب دوسری کو میرے ساتھ شریک کرے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ان کے اس کلمہ نے میرے دل پر نہایت دردناک اثر پہنچایا۔ میں نے چاہا کہ اس کلمہ کے مشابہ قرآن شریف میں پاؤں، سو یہ آیت مجھے ملی۔ وَیَغۡفِرُ مَادُوۡنَ ذٰلِکَ [1]

یہ مسئلہ بظاہر بڑا نازک ہے، دیکھا جاتا ہے کہ جس طرح مرد کی غیرت نہیں چاہتی کہ اس کی عورت اس میں اور اس کے غیر میں شریک ہو۔ اسی طرح عورت کی غیرت بھی نہیں چاہتی کہ اس کا مرد اس میں اور اس کے غیر میں بٹ جاوے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی تعلیم میں نقص نہیں ہے اور نہ وہ خواص فطرت کے برخلاف ہے۔ اس میں پوری تحقیق یہی ہے کہ مرد کی غیرت ایک حقیقی و کامل غیرت ہے جس کا انفکاک واقعی لاعلاج ہے۔ مگر عورت کی غیرت کامل نہیں بالکل مشتبہ اور زوال پذیر ہے۔ اس میں وہ نکتہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا تھا نہایت معرفت بخش نکتہ ہے کیونکہ جب حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی درخواست نکاح

[1] النساء: ۱۱۷

پر عذر کیا کہ آپ کی بہت بیویاں ہیں اور آئندہ بھی خیال ہے اور میں ایک عورت غیرت مند ہوں جو دوسری بیوی کو دیکھ نہیں سکتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تیرے لئے دعا کروں گا کہ تا خدا تعالیٰ تیری یہ غیرت دور کر دے اور صبر بخشے۔ **سو آپ بھی دعا میں مشغول رہیں۔** نئی بیوی کی دلجوئی نہایت ضروری ہے کہ وہ مہمان کی طرح ہے۔ مناسب ہے کہ آپ کے اخلاق اس سے اوّل درجہ کے ہوں اور ان سے بے تکلف مخالطت اور محبت کریں اور اللہ جلّشانہٗ سے چاہیں کہ اپنے فضل وکرم سے ان سے آپ کی صافی محبت و تعشق پیدا کر دے کہ یہ سب امور اللہ جلّشانہٗ کے اختیار میں ہیں۔ اب اس کے نکاح سے گویا آپ کی نئی زندگی شروع ہوئی ہے اور چونکہ انسان ہمیشہ کے لئے دنیا میں نہیں آیا۔ اس لئے نسلی برکتوں کے ظہور کے لئے **اب اسی پیوند پر امیدیں ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے لئے یہ بہت مبارک کرے۔** میں نے اس محلّہ میں خاص صاحب اسرار و واقف لوگوں سے اس لڑکی کی بہت تعریف سنی ہے کہ بالطبع صالحہ، عفیفہ و جامع فضائل محمودہ ہے۔ اس کی تربیت تعلیم کے لئے بھی توجہ رکھیں اور آپ پڑھایا کریں کہ اس کی استعدادیں نہایت عمدہ معلوم ہوتی ہیں اور اللہ جلّشانہٗ کا نہایت فضل اور احسان ہے کہ یہ جوڑ بہم پہنچایا۔ ورنہ اس قحط الرجال میں ایسا اتفاق محالات کی طرح ہے۔ خط سے کچھ معلوم نہیں ہوا کہ ۲۰/مارچ ۱۸۸۹ء تک رخصت ملے گی یا نہیں۔ اگر بجائے بیس کے بائیس مارچ کو آپ تشریف لاویں یعنی یوم یکشنبہ میں اس جگہ ٹھہریں تو بابو محمد صاحب بھی آپ سے ملاقات کریں گے۔ یہ عاجز ارادہ رکھتا ہے کہ ۱۵/مارچ ۱۸۸۹ء کو دو تین روز کے لئے ہوشیارپور جاوے اور ۱۹/مارچ ۱۸۸۹ء یا ۲۰/مارچ کو بہرحال انشاءاللہ واپس آجاؤں گا۔ والسلام۔

صاحبزادہ افتخار احمد اور ان کے سب متعلقین بخیر و عافیت ہیں۔ کل سات روپیہ اور کچھ پارچہ میرے لئے دیئے تھے جو ان کے اصرار سے لئے گئے۔☆

خاکسار

غلام احمد

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ نہیں۔ مگر مضمون خط سے مارچ ۱۸۸۹ء کے پہلے ہفتہ کا معلوم ہوتا ہے۔ (عرفانی)

☆ الحکم ۳۱/مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۴

مکتوب نمبر ۵۲

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت اخویم مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچا۔ موجب خوشی وخرمی ہوا۔ خداتعالیٰ آپ کو بہت جلد لاوے اور خیروعافیت سے پہنچا دے۔ آمین ثم آمین۔ اس عاجز کے گھر کے لوگوں کی طرف سے یہ درخواست بصد آرزو ہے کہ جس وقت آپ کے گھر کے لوگ لودہیانہ سے آپ کے ساتھ آویں تو دو تین روز تک اس جگہ قادیان میں ان کے پاس ٹھہر کر جاویں۔ اس عاجز کی دانست میں کچھ مضائقہ نہیں بلکہ انشاء اللہ موجب خیروبہتری ہے۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب اور ان کے تمام اَعزہ ومتعلقین کے دل پر تقلید حنفی کا بڑا رعب طاری ہے اور مدت دراز کی عادت جو طبیعت ثانی کا حکم پیدا کر لیتی ہے اگر خداتعالیٰ چاہے تو تدریجاً دور ہوسکتی ہے۔ یکدفعہ تبدیلی گویا انقلاب ماہیت میں داخل ہے۔ اس موقعہ میں تمام تر حکمت، عملی حلم ورفق ودرگذر وزیادت محبت ومودّت وغائبانہ دعا میں ہے۔ فقل لہ قولاً لیّناً لعلہ یتذکرا و یخشی۔ میرے نزدیک یہ قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ اوّل آپ جموں میں پہنچنے کے بعد براہِ راست لدھیانہ میں تشریف لے جائیں۔ پھر اپنے گھر کے لوگوں کو ساتھ لے کر دو تین روز کے لئے قادیان میں ٹھہر جائیں۔ میرے گھر کے لوگوں کے خیالات موحدین کے ہیں۔ اوّل تو خیالات میں خشک موحدین کی طرح حد سے زیادہ غلو تھا مگر اب میں نے کوشش کی ہے کہ اس ناجائز غلو کو کچھ گھٹا دیا جائے۔ چنانچہ میرے خیال میں وہ کسی قدر گھٹ بھی گیا ہے۔ میرے گھر کے لوگوں نے ذکر کیا تھا کہ انہوں نے یعنی آپ کے گھر کے لوگوں نے لودھیانہ میں کسی تقریب سے یہ ذکر کیا تھا کہ اب تک تو مولوی صاحب کا حنفیوں کا طریق معلوم ہوتا ہے۔ مگر میں ڈرتی ہوں کہ کہیں وہابی نہ ہوں اور اب تک تو میں نے وہابیوں کی بات ان میں کوئی دیکھی نہیں۔ انہوں نے اس کے جواب میں مناسب نہ سمجھا کہ اپنی کچھ رائے ظاہر کریں …… چونکہ

عورتوں کی باتیں عورتوں کے دلوں پر بڑا اثر ڈالتی ہیں اس لئے آپ کے گھر کے لوگوں کی بشیر کی والدہ سے ملاقات منتج حسنات ہوسکتی ہے۔ **واللّٰہ اعلم و علمہ احکم۔**

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از قادیان

۶ر جون ۱۸۸۹ء

مکتوب نمبر ۵۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ موجب تسلّی ہوا۔ چند روز سے آنمکرم کی بہت انتظار تھی اور تشویش تھی کہ کیا باعث ہوا۔ اب معلوم نہیں کہ آپ کو کب فراغت ہوگی۔ آپ کی ملاقات کو بہت دل چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ بخیر و عافیت آپ کو جلد ملاوے۔ انجمن حمایت اسلام کی طرف سے تین سوال جو کسی عیسائی نے کئے تھے۔ اس عاجز کے پاس بھی آئے۔ اس غرض سے تا ان کا جواب لکھا جاوے۔ شاید جو آپ کی خدمت میں بھیجے تھے وہی سوال ہیں یا اور ہیں۔ ہر چند مجھے فرصت نہ تھی اور طبیعت بھی اچھی نہ تھی۔ مگر پھر بھی کسی قدر فرصت نکال کر دو سوال کا جواب میں نے لکھ دیا تھا اور زیادہ تر رجوع طبیعت کا اس وجہ سے بھی نہیں ہوتا کہ یہ انجمن اپنی مرضی پر چلتی ہے جو اپنے پسند ہو۔ وہ کام کر لیتے ہیں۔ نہیں تو نہیں۔ پہلے اشتہار بیعت شائع کرنے کی غرض سے بھیجا گیا تھا انہوں نے چھاپا نہیں۔ اب میرا ارادہ نہیں تھا کہ ان سوالات کا جواب لکھ کر انجمن کو بھیجوں۔ یہ نامہ نگاروں کا کام ہے کہ اپنا وقت ضائع کر کے پھر چھپنا نہ چھپنا مضمون کا دوسرے کی مرضی پر چھوڑ دیں۔ جب مضمون ردّی کی طرح پھینکا گیا تو اپنا وقت گو ایک گھنٹہ ہی ہو، ضائع گیا۔ لیکن میں نے محض محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جوش سے دو سوالوں کا جواب لکھ دیا۔ تیسرے کے لئے ابھی فرصت نہیں مگر مجھے امید نہیں کہ وہ چھاپیں کیونکہ خود پسندی اس انجمن کی عادت ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے انہیں سوالات شک

وغیرہ کا جواب لکھا ہے یا وہ اور سوال تھے۔

والسلام

۲۹؍جون ۱۸۸۹ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ بلاشبہ کلام الٰہی سے محبت رکھنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات طیّبات سے عشق پیدا ہونا، اہل اللہ کے ساتھ حب صافی کا تعلق حاصل ہونا یہ ایک ایسی بزرگ نعمت ہے جو خدا تعالیٰ کے خاص اور مخلص بندوں سے ملتی ہے اور دراصل بڑی بڑی ترقیات کی یہی بنیاد ہے۔ اور یہی ایک تخم ہے جس سے بڑا ایک درخت یقین اور معرفت اور قوتِ ایمانی کا پیدا ہوتا ہے اور محبت ذاتیہ اللہ جلّشانہٗ کا پھل اس کو لگتا ہے۔ **فالحمدللّٰہ ثم الحمدللّٰہ**۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ نعمت جو رأس الخیرات ہے، عطا فرمائی ہے پھر بعد اس کے جو کسل اور قصور بجا آوری اعمالِ حسنہ میں ہو وہ بھی انشاء اللہ القدیر ان حسناتِ عظیمہ کے جذبہ سے دور ہو جائے گا۔ **اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡہِبۡنَ السَّیِّاٰتِ**[۱]

آپ کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ جیسے آپ کے اخلاص نے بطور خارق عادت اس زمانہ کے ترقی کی ہے۔ ویسا ہی یہ جوش حب لِلّٰہِ کا آپ کے لئے اور آپ کے ساتھ بڑھتا گیا اور چونکہ خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ اس درجہ اخلاص میں آپ کے ساتھ کوئی دوسرا بھی شریک ہو۔ اس لئے اکثر لوگوں کے دلوں پر جو سے دعویٰ تعلق رکھتے ہیں خدا تعالیٰ نے قبض وارد کئے اور آپ کے دل کو کھول دیا۔ **ھذا فضل اللّٰہ و نعمتہ یعطی من یشاء و یھدی من یشاء ویضل من یشاء** ۔ حامد علی سخت بیمار ہو گیا تھا۔ خدا تعالیٰ نے اس کو دوبارہ زندگی بخشی ہے۔ جس وقت آپ تشریف لاویں اگر

۱؎ ھود: ۱۱۵

حکیم فضل دین صاحب اور مولوی عبدالکریم صاحب بھی ساتھ تشریف لے آویں تو بہت خوب ہوگا۔ آں مخدوم اپنی طرف سے ان دونوں صاحبوں کو اطلاع دیں کیونکہ گاہ گاہ ملاقات کا ہونا ضروری ہے۔ زندگی بے اعتبار ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔☆

والسلام
خاکسار
غلام احمد عفی عنہ

۹؍جولائی ۱۸۸۹ء

مکتوب نمبر ۵۵

مخدومی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

دنیا جائے تردّد وحزن ومصیبت وغم ہے نہ ایک کے لئے بلکہ سب کے لئے جس کے ابتداء میں طفلی و بیچارگی اور آخر میں پیرانہ سالی وشیخوخیت (اگر عمر طبعی تک نہ پہنچی) اور سب سے آخر موت (نانگ برآمد فلاں نہ ہاند) اس میں پوری پوری خوشی وراحت کا طلب کرنا غلطی ہے رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے اپنے لئے یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ اصل حصہ دنیا میں میرے لئے غم ومصیبت ہے۔ اور اگر کبھی خوشی پہنچ جائے تو یہ ایک زائد امر ہے جس کو میں اپنا حق نہیں سمجھتی۔ تو مومن کو مردِ میدان بن کر اس دارِ فانی سے تلخیاں اور ترشیاں سب اُٹھانی چاہئیں۔ ہمارا وجود اپنا اور اماموں سے کچھ انوکھا نہیں بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ لذّت واُنس وشوق وراحت طلبِ الٰہی میں تب ہی محسوس ہوتی ہے کہ جب حضرت ایوبؑ کی طرح منتون وصابر ہو کر یہ کہیں کہ میں ننگا آیا اور ننگا ہی جاؤں گا۔

مفلس شدیم دوست از برایہ نشاندیم
درد خبیث شیطان از مفلساں چہ خواہ

فَفِرُّوا اِلَی اللّٰہِ کُوْنُوْا لَہٗ مَنْ کَانَ اللّٰہُ۔ والسلام علی من اتبع الھدٰی

تاریخ ندارد

☆ الحکم ۳؍فروری ۱۸۹۹ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر ۵۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی احبّ الاخوان ای مولوی حکیم نور الدین صاحب، کان اللہ معکم ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آنمکرم کی طرف سے دیر کر کے پرسوں تار پہنچی۔ خط کوئی نہیں پہنچا۔ یہ عاجز ایک روز سخت بیمار ہو گیا۔ مگر اللہ جلشانہٗ کے فضل ورحم سے اب مجھے صحت ہے۔ مجھے اپنی ذاتی ضرورت کیلئے ایک سَو روپیہ کی حاجت ہے۔ اگر حرج نہ ہو اور بآسانی میسر آ سکے تو ارسال فرماویں۔ مولوی خدا بخش صاحب کے خط آتے ہیں کہ قرضہ کے طور پر ہی کچھ مل جاوے۔ معلوم نہیں آپ کی ملاقات کب تک ہوسکتی ہے۔ اکثر لوگوں کو پراگندہ اور سرد مہر دیکھتا ہوں۔ ایک آپ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ذوق محبت بخشا ہے۔ **فالحمدللّٰہ علی ذالک**

میں نے پہلے آپ سے نوسَو روپیہ لیا تھا۔ اب اس کے ساتھ ایک ہزار روپیہ ہو جائے گا۔ چار سَو روپیہ آپ سے پھر دوسرے وقت میں انشاء اللہ القدیر لوں گا۔ دوستوں اور مخلصوں کو تکلیف دینا میرا کام نہیں۔ بالخصوص آپ جیسے دوست مخلص یک رنگ کو۔ سوجیسا کہ مسنون ہے۔ یہ ہزار روپیہ اور جو باقی لوں بطور قرضہ کے ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ بہت آسانی سے ادا ہو جائے گا۔ وَمَا عِنۡدَ اللّٰہِ بَاقٍ[1] کی رو سے آنمکرم کو ثواب حاصل ہوگا۔ دماغ اس عاجز کا بباعث سخت بیماری بہت کمزور ہو گیا ہے۔ شاید بیس روز تک قوت ہو۔ اس لئے ابھی کسی محنت کے لائق نہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام
خاکسار
غلام احمد عفی عنہ

۲۰؍نومبر ۱۸۸۹ء

☆......☆......☆

---

[1] النحل: ۹۷

مکتوب نمبر ۵۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل عنایت نامہ پہنچا۔ مبلغ سَو روپیہ پہلے اس سے پہنچ گیا تھا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ اس عاجز کا دماغ نہایت ضعیف ہوگیا ہے۔ کوئی محنت کا کام نہیں ہوسکتا۔ ایک خط کا لکھنا مشکل ہے۔ اللہ جلّشانہٗ غیب سے قوت عطا فرماوے۔ مولوی محمد حسین بہت دور جا پڑے ہیں۔ جو شخص اس دنیا سے دل نہ لگاوے اور اپنی حالت پر نظر کرے اور اپنے قصوروں کا تدارک چاہے خدا تعالیٰ اس کو بصیرت بخش دیتا ہے۔ ورنہ بَلۡ رَانَ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ مَّا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ [1] کا مصداق ہو جاتا ہے۔ مولوی محمد حسین ایک مقام اور ایک رائے پر ٹھہر گئے ہیں اور وہ مقام اور وہ رائے انہیں پسند آ گیا ہے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں اگر اُسی پر ان کی موت ہو تو انہیں اس طبقہ میں جانا پڑے گا جس میں محجوبین جایا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ صدق اور صادقین کی طلب ان میں پیدا کرے اور زنگ موجودہ سے انہیں نجات دے۔ ورنہ ان کی خطرناک حالت ہے۔ منقولی طور پر معلومات کی وسعت یا معقولی طور پر کچھ قیل وقال کا مادہ ایک ملحد میں بھی پیدا ہوسکتا ہے، جائے فخر نہیں۔ اور نہ اس سے وہ قدوس خوش ہوسکتا ہے جس کی دلوں پر نظر ہے۔ سچائی اور راستبازی اور انقطاع الی اللہ میں انسان کی نجات ہے۔ ورنہ علم بھی ہو تو کیا فائدہ؟ چار پائے بُرد کتابے چند۔ محمد حسین کی حالت نہایت نازک ہے اور انہیں اس کی خبر نہیں۔☆ والسلام علی من اتبع الھدٰی۔

خاکسار غلام احمد

۷؍ دسمبر ۱۸۸۹ء　　از قادیان

☆......☆......☆

---

[1] المطفّفین: ۱۵　☆ الحکم ۱۷؍ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر ۵۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی۔   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنائت نامہ پہنچا۔ موجب ممنونی ہوا۔ نہایت خوشی کی بات ہے اگر اخویم مکرم عبدالواحد صاحب معہ سب عزیزوں کے تشریف لاویں۔ اگر دو تین روز پہلے اطلاع دی جاوے تو کوئی آدمی واقف بٹالہ کے سٹیشن پر بھیج دیا جائے۔ میرے گھر کے لوگ تاکید سے آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ ضرور صغریٰ کو ساتھ بھیج دیں۔ اس صورت میں ان کے لئے تبدیلی آب و ہوا بھی ہو جائے گی۔ انہوں نے بہت مرتبہ کہا ہے اور تاکید سے کہا ہے۔ اس لئے تکلیف دیتا ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو منظور محمد کو ساتھ بھیج دیں۔ اس تقریب سے وہ بھی ساتھ آ جائے گی اور جو دوا آپ نے ان کیلئے ارسال فرمائی ہے۔ اس کے کھانے کی ترکیب کوئی نہیں لکھی۔ مفصل اطلاع بخشیں۔ اور یہ دوا کشتہ کی قسم ہے یا کوئی اور دوا ہے۔ اور ان ایام میں اس کو کھا سکتے ہیں یا نہیں۔ قبض از حد ہے کوئی قابض یا حار دوا موافق نہیں ہوتی۔ نرم اور معقول درجہ کی دوا جو قابض نہ ہو، موافق آتی ہے۔ اخویم مولوی غلام علی صاحب کی طبیعت کا بہت خیال ہے اب کی دفعہ آپ نے ان کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ خدا تعالیٰ ان کو شفا بخشے۔ اگر جموں میں ہوں تو میری طرف سے السلام علیکم۔ دعا کی جاتی ہے خدا تعالیٰ قبول فرماوے۔

خاکسار

غلام احمد

نوٹ: اس خط پر تاریخ موجود نہیں۔ مگر مولوی غلام علی صاحب کی علالت کے ذکر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خط ۱۸۸۹ء کا ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۵۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی۔　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میر عباس علی نہایت اخلاص مند آدمی ہیں۔ آپ براہِ مہربانی توجہ کر کے کشتہ مرجان، موتی یا جو کچھ مناسب ہو ان کی مرض نفث الدم کے لئے ضرور ارسال فرما دیں اور میں آج لکھتا ہوں کہ تا وہ تبدیلی ہوا کی غرض سے ہفتہ عشرہ تک میرے پاس آ جائیں۔ میری طبیعت آپ کے بعد پھر بیمار ہوگئی۔ ابھی ریزش کا نہایت زور ہے۔ دماغ بہت ضعیف ہوگیا ہے۔ آپ کے دوست ٹھاکر رام کے لئے ایک دن بھی توجہ کرنے کیلئے مجھے نہیں ملا۔ صحت کا منتظر ہوں۔ اگر وہ اخلاص مند ہے تو اس کے اخلاص کی برکت سے وقت صفا مل جائے گا اور صحت بھی۔ میرے دماغ کے لئے اگر کچھ آپ کے خیال میں احسن تدبیر آوے تو ارقام فرماویں۔ سب کام پڑے ہوئے ہیں۔ وَ اللّٰہُ خَیۡرٌ حٰفِظًا وَّ ھُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِیۡنَ۔[1]

والسلام

یکم جنوری ۱۸۹۰ء　　خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

---

[1] یوسف: ۶۵

مکتوب نمبر ۶۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد ۔ بخدمت مولوی نور الدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ طبیعت اس عاجز کی بفضلہٖ تعالیٰ اب کسی قدر صحت پر ہے ۔ گھر میں بھی طبیعت اصلاح پر آ گئی ہے ۔ محمود کو بخار آ تا ہے ۔ میرا ارادہ تھا کہ اسی حالت میں آپ کے دوست کیلئے چند روز بجدّ وجہد جیسا کہ شرط ہے، توجہ کروں مگر افسوس کہ بباعث آمد قاضی غلام مرتضٰی کے میں مجبور ہو گیا ۔ وہ برابر دس روز تک اس جگہ رہیں گے ۔ چونکہ بہت حرج اُٹھا کر آئے ہیں اور دور سے خرچ کثیر کر کے آئے ہیں اس لئے بالکل نامناسب ہے کہ ان کی طرف توجہ نہ ہو ۔ پھر ان کے ساتھ ہی سیّد امیر علی شاہ صاحب لاہور سے آنے والے ہیں وہ برابر پندرہ روز تک رہیں گے ۔ ان کے جانے کے بعد انشاء اللہ القدیر، توجہ کامل کروں گا ۔ صرف ایک اندیشہ ہے کہ لدھیانہ میں ایک شخص نے محض نادانی سے ایک خون کے مقدمہ میں میری شہادت لکھا دی ہے کہ جو کمیشن کے سامنے ادا کی جائے گی ۔ شاید دو چار روز اس جگہ بھی لگ جاویں ۔ آپ کے دوست نے اگر بے صبری نہ کی جیسی کہ آج کل لوگوں کی عادت ہے تو محض للہ ان کے لئے توجہ کروں گا ۔ مشکل یہ ہے کہ انسان دنیا میں منعم ہو کر بہت نازک مزاج ہو جاتا ہے ۔ پھر ادنیٰ ادنیٰ انتظار میں نازک مزاجی دکھاتا ہے اور خدا تعالیٰ پر احسان رکھنے لگتا ہے اور حسن ظن سے انتظار کرنے والے نیک حالت میں ہیں ۔ وقلیل منھم

اس خط سے میری اصل غرض یہ ہے کہ میر عباس علی صاحب بیس دن سے آنمکرم کی دوا کی انتظار کر رہے ہیں ۔ کل سے بخار آتا ہے ۔ نہایت شکستہ خاطر ہیں ۔ کل رقعہ لکھ کر مجھے دیا تھا کہ دوا تو آتی نہیں، مجھے اجازت دیجئے تا میں لودہانہ میں چلا جاؤں ۔ مگر پھر میں نے دو چار دن کیلئے ٹھہرا لیا ہے ۔ آپ براہِ مہربانی ضرور بمجرد پہنچنے اس خط کے کوئی عمدہ دوا نفث الدم کی ارسال فرماویں اور اس شخص پر میرے عذرات معقولی طور پر منکشف کر دیں ۔

والسلام

خاکسار غلام احمد

۲۵ / جنوری ۱۸۹۰ء

مکتوب نمبر ۶۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ آپ کے گھر کے آدمیوں کو شفاءِ کُلّی عنایت فرماوے۔ بہت تردّد و تفکر پیدا ہوا۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [۱] مولوی غلام علی صاحب کی نسبت بھی دل غم اور تردّد سے بھرا ہوا ہے۔ سب کے لئے دعا کرتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ انگلستان میں ایک انگریز ڈاکٹر نے مسلولوں کے لئے اشتہار دیا ہے اور کوئی نسخہ جو اس مرض کیلئے مفید ہو تجربہ میں آ گیا ہے۔ معلوم نہیں کہ یہ خبر کہاں تک صحیح ہے۔ مولوی محمد حسین صاحب نے پختہ ارادہ مخالفانہ تحریر کا کر لیا ہے اور اس عاجز کے ضالّ ہونے کی نسبت زبانی طور پر اشاعت کر رہے ہیں۔ مرزا خدا بخش صاحب جو محمد علی خان صاحب کے ساتھ آئے ہیں، ذکر کرتے ہیں کہ میں نے بھی ان کی زبانی ضالّ کا لفظ سنا ہے۔ کل بمشورہ مرزا خدا بخش و محمد علی خان صاحب ان کی طرف خط لکھا گیا ہے کہ **پہلے ملاقات کر کے اپنے شکوک پیش کرو۔** معلوم نہیں کیا جواب لکھیں۔ میں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ اگر آپ نہ آ سکیں تو **میں خود آ سکتا ہوں۔** مگر ان کے اس فقرہ سے سب کو تعجب آیا کہ میں **عقلی طور پر مسیح کا آسمان سے اُترنا ثابت کر دوں گا۔** غرض ان کی طبیعت عجیب جوش میں ہے اور ایک قسم کا ابتلاء ہے جو انہیں پیش آ گیا ہے۔

غزنوی صاحبوں کا جوش اس قدر ہے کہ ناگفتہ بہ۔ ایک صاحب محی الدین نام لکھو کے میں ہیں، انہوں نے اس بارے میں اپنے الہامات لکھے ہیں اور اِذَا تَمَنّٰۤی اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِہٖ [۲] کا نمونہ دکھایا ہے۔ درحقیقت ان الہامیوں نے اپنی پردہ دری کی ہے اور ان کی یعنی محی الدین اور عبدالحق کے الہامات کا یہی خلاصہ ہے کہ یہ شخص ضالّ ہے، جہنمی ہے اور میں نے سنا ہے کہ ان لوگوں نے کچھ دبی زبان سے کافر کہنا شروع کر دیا ہے۔ **اس سے معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ ایک بڑے امر کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔** ایک شخص محمد علی نام شاید گوجرانوالہ کا رہنے والا ہے۔ مولوی تو

---

[۱] الِ عمران: ۳۰ [۲] الحج: ۵۳

نہیں مگر خوش الحان واعظ ہے۔ اس نے سنا ہے کہ بٹالہ میں بڑی بدزبانی شروع کی ہے۔ مولوی محمد حسین بدزبانی نہیں کرتے مگر ضالّ کہے جاتے ہیں اور تعجب یہ کہ بعض لوگ کافر کہتے ہیں۔ وہ اپنے خط میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ بھی لکھ دیتے ہیں حالانکہ کفار کو ایسے لفظ لکھنے نہیں چاہئے۔ سنا گیا ہے کہ مولوی محمود علی شاہ صاحب جو محمد علی کی طرح واعظ ہیں۔ لودہانہ میں پانچ سال کی قید ہو گئے ہیں۔ یہ عاجز ہفتہ عشرہ تک لودہانہ میں جانے والا ہے۔

والسلام

۱۵؍جولائی ۱۸۹۰ء   خاکسار

غلام احمد

نوٹ: اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے دعویٰ کی ابتدا میں مخالفت کی آگ کس طرح پھیلنی شروع ہوئی ہے اور حضرت کو اتمام حجت کا کس قدر جوش اور خیال تھا کہ خود مولوی محمد حسین صاحب کے گھر جانے کو تیار تھے اور اس کے شکوک اور اعتراضات کے رفع کرنے کیلئے آمادہ۔ غزنویوں، لکھوکے والوں کی مخالفت نے آپ کو کسی تعجب میں نہیں ڈالا بلکہ آپ نے اس کو **خدا تعالیٰ کی طرف سے کسی امر عظیم کا پیش خیمہ سمجھا** ہے اور یہی یقین آپ کو تھا۔ چنانچہ اس کے بعد تائیداتِ سماوی اور ربّانی نصرت کے جو نظارے نظر آتے ہیں وہ ایک مومن کے ایمان کو بڑھانے والے ہیں اور حضرت حجۃ اللہ کی صداقت پر آسمانی اور ربّانی شہادت ہیں۔ ان الہامیوں کی ناکامی اور ان کے شیطانی وساوس کو خدا تعالیٰ نے پاش پاش کر دیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک ایسی جماعت عطا فرمائی جو اشاعت اسلام اور عزت حضرت خیرالانام کیلئے اپنے دل میں جاں نثاری کا جوش رکھتی ہے۔ **ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِیْمِ**۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر۶۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی ۔ اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جس بیمار کے لئے آنمکرم کو تکلیف دینی چاہی تھی وہ بقضائے الٰہی کل ۱۲؍ ربیع الاوّل روز دوشنبہ کو گزر گئیں ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ۔ میر عباس علی صاحب جو ایک پُرانے مخلص ہیں ۔ نہایت التجا اور تاکید سے لکھتے ہیں کہ میرا لڑکا مڈل تک پڑھا ہوا ہے ۔ انگریزی میں گزارہ کے موافق تحریر کرسکتا ہے ۔ حساب وغیرہ جانتا ہے ۔ منشی محمد سراج الدین صاحب جو افسر ڈاکخانہ جات ریاست جموں ہیں، آپ کی سفارش سے توجہ فرما کر اس کو اپنے سلسلہ میں کہیں نوکر رکھ لیں ۔ اس لئے آپ کی خدمت میں سفارش کرتا ہوں کہ آپ خاص اپنی طرف سے اور نیز اس عاجز کی طرف سے سفارش تحریر فرماویں ۔ اور جس وقت وہ بلاویں اس لڑکے کو روانہ کر دیا جاوے ۔ زیادہ خیریت ہے ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۸؍ اکتوبر ۱۸۹۰ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی ۔ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی خدا بخش حامل ہذا جو مجھ سے تعلق بیعت رکھتے ہیں ۔ بہت نیک سرشت اور صاف باطن اور محبّ صادق ہیں ۔ مجھے ان کی تکالیف معلوم ہوگئی ہیں وہ شاید تیس آدمیوں سے زیادہ کے قرضدار ہیں اور نہایت تلخی میں ان کا زمانہ گزرتا ہے ۔ وطن میں جانا ان کا ترک ہو گیا ہے اور میں نے دریافت کیا ہے کہ یہ سب تکالیف محض دینی ہمدردی کی وجہ سے جس میں آج تک وہ مشغول ہیں ان کو

پہنچ رہی ہیں اور کوئی ان کے حال کا پرساں نہیں ۔ لہٰذا آں مخدوم کو محض اس وجہ سے کہ آپ ہمدرد خلائق ہیں اور لِلّٰہی امور میں پورا جوش رکھتے ہیں، تکلیف دیتا ہوں کہ اس بے چارہ بے سروسامان کے لئے کچھ بندوبست فرمایئے ۔ **اگر چندہ ہو تو میں بھی اس میں شامل ہونے کو تیار ہوں** بلکہ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ کی تحریک اور انتظام سے اور آپ کی پوری اور کامل توجہ سے چندہ کے لئے احسن تدبیر کی جاوے اور میں اسی خط میں اپنے تمام مخلصوں کی خدمت میں محض للہ اس بات کا اظہار کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب حتی الوسع اپنے اس چندہ میں شریک ہو۔ سب کے ایک ایک لقمہ دینے سے ایک کی غذا نکل آئے گی اور کسی کو تکلیف نہ ہوگی ۔ میں نے سنا ہے کہ فری میسن کا گروہ اپنے ہم تعلقوں کے ساتھ قرضہ وغیرہ کے امور میں بہت ہمدردی کرتا ہے ۔ **پس کیا مسلمانوں کا یہ پاک گروہ فری میسن کے پُر بدعت اور ملحد گروہ سے ہمدردی میں کم ہونا چاہئے ؟**

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۱۴؍دسمبر ۱۸۹۰ء

نوٹ : مولوی خدا بخش صاحب جالندھری نہایت مخلص آدمی تھے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہادت ہے۔ انہوں نے ۱۸۸۹ء میں ہی بیعت کی تھی اور کبھی کوئی ابتلا ان پر نہیں آیا۔ وہ اشاعت اسلام کے لئے بڑا جوش رکھتے تھے۔ ہمارے مکرم اور مخلص بھائی سردار مہر سنگھ حال ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی اے، ان کی ابتدائی تربیت اسلام مولوی صاحب ہی کے ہاتھوں ہوئی ہے۔ وہ اس تلاش میں رہتے تھے کہ کسی غیر مسلم کو داخل اسلام کریں اور اس کیلئے وہ کسی قسم کی محنت، تکلیف اور خرچ سے کبھی مضائقہ نہ فرماتے تھے۔ اسی قسم کی دینی خدمات کی وجہ سے وہ زیر بار ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس ہمدردی کا اظہار اور عملی اعانت کا ثبوت اس خط میں دیا ہے وہ ظاہر ہے۔ مولوی صاحب کا قد میانہ تھا اور رنگ سیاہ تھا۔ بہت سادہ زندگی تھی۔ عمر ۶۰ سال کے قریب تھی۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دس روپے پہنچ گئے ہیں۔ چونکہ کتاب فتح اسلام کسی قدر بڑھائی گئی ہے اور مطبع امرتسر میں چھپ رہی ہے اس لئے جب تک کل چھپ نہ جائے روانہ نہیں ہوسکتی۔ امید کہ بیس روز تک چھپ کر آجائے گی۔

دوسری ضروری طور پر یہ تکلیف دیتا ہوں کہ مرزا احمد بیگ کا لڑکا جو میرے عزیزوں میں سے ہے۔ جن کی نسبت وہ الہامی پیشگوئی کا قصہ آپ کو معلوم ہے۔ کچھ عرصہ سے بمرض بحۃ الصوت مریض ہے۔ حنجرہ پر کچھ ایسا مادہ پڑا ہے کہ آواز پورے طور پر نہیں نکلتی یعنی آواز بیٹھ گئی ہے۔ میں نے موافق قاعدہ علاج کیا تھا، اب تک کچھ فائدہ نہیں ہوا۔ اس کی والدہ کو آپ پر بہت اعتماد ہے اور آپ کے دست شفا پر اسے یقین ہے۔ اس نے بصد منت والحاح کہلا بھیجا تھا کہ مولوی صاحب کی طرف لکھو کہ وہ کوئی عمدہ دوائی تیار کر کے بھیج دیں بلکہ پہلے یہ چاہا تھا کہ اس لڑکے کو جس کا نام محمد بیگ ہے، آپ کی خدمت میں بھیج دیں۔ مگر میں نے مناسب سمجھا کہ بالفعل بذریعہ خط آپ کو تکلیف دی جائے۔ حلق میں سے پانی بہت آتا ہے۔ صبح کے وقت ریزش پختہ نکلتی ہے۔ کھانسی بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے دماغ سے نوازل گرتے ہیں۔ آپ ضرور کوئی عمدہ نسخہ ارسال فرماویں۔ اس بیچارے کے اچھے ہو جانے سے ان کو آپ کا بہت احسان مند ہونا پڑے گا اور پہلے بھی آپ کے بہت معتقد ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ آپ کے علاج سے لڑکا اچھا ہو جائے گا۔ آپ خاص طور پر مہربانی فرماویں۔

والسلام

۲۰ر دسمبر ۱۸۹۰ء

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۶۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچ کر بباعث شدت علالت طبع اخویم مولوی غلام علی صاحب بہت تردّد ہوا اور خط کے پڑھنے کے بعد جناب الٰہی میں بہت دعا کی گئی اور پھر رات کو بھی دعا کی گئی اور اسی طرح میں انشاء اللہ القدیر، بہت جدوجہد سے دعا کروں گا۔ آپ بھی ان کے حق میں دعا کریں اور ان کو مطمئن کریں کہ گو کیسے عوارض شدیدہ ہوں، **خدا تعالیٰ کے فضل کی راہیں ہمیشہ کھلی ہیں اس کی رحمت کا امیدوار رہنا چاہئے۔ ہاں اس وقت اضطراب میں توبہ واستغفار کی بہت ضرورت ہے۔**

یہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ جو شخص کسی بلا کے نزول کے وقت میں کسی ایسے عیب اور گناہ کو توبہ نصوح کے طور پر ترک کر دیتا ہے جس کا ایسی جلدی سے ترک کرنا ہرگز اس کے ارادہ میں نہ تھا تو یہ عمل اس کے لئے ایک کفّارہ عظیم ہو جاتا ہے اور اس کے سینہ کے کھلنے کے ساتھ ہی اس بلا کی تاریکی کھل جاتی ہے اور روشنی امید کی پیدا ہو جاتی ہے۔ سو مولوی صاحب کو آپ بخوبی سمجھا دیں کہ دلی استغفار سے خدا تعالیٰ سے زیادہ ربط پیدا کر لیں۔ اور مجھے جس قدر ان کے لئے تردّد اور غم ہے خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور میں انشاء اللہ بہت دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ ان پر فضل وارد کرے اور جلد تر صحت کامل بخش کر اس خوشخبری کو اس عاجز تک پہنچاوے۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [1]

یہ عاجز بباعث دورہ مرض و علالت طبع کل لاہور نہیں جا سکا، بالفعل میاں جان محمد کو بھیج دیا ہے کہ سلطان احمد کو اسی جگہ لے آوے۔ اس عاجز کی طبیعت سفر کے لائق نہیں۔ مرض دورانِ سر اور دل کے ڈوبنے کی یکدفعہ طاری حال ہو جاتی ہے۔ پھر موت نصب العین معلوم ہوتی ہے مگر اس وقت تو وہ ہاتھ پکڑ کر کھینچتی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیلِ مسیح کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں حرج کیا ہے؟ **درحقیقت اس عاجز کو مثیلِ مسیح بننے کی کچھ حاجت**

[1] الملک: ۲

نہیں۔ یہ بنناچاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے عاجز اور مطیع بندوں میں داخل کرلیوے لیکن ہم ابتلا سے کسی طرح بھاگ نہیں سکتے۔ خدا تعالیٰ نے ترقیات کا ذریعہ صرف ابتلاء ہی رکھا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ[1]

معلوم نہیں کہ آنمکرم نے ابھی تک وہ خطوط جن کا وعدہ آپ نے فرمایا تھا، روانہ کئے ہیں یا نہیں۔ رسالہ ازالہ اوہام میں یہ بحث اس قدر مبسوط ہے کہ شاید دوسرے کسی رسالہ میں نہ ہو۔ اگر آپ کی طرف سے کوئی خاص تحریر آپ کی اس وقت پہنچی تو میں مناسب سمجھتا ہوں۔ اس کو رسالہ ازالہ اوہام میں چھاپ دوں۔ مضمون اگر اُردو عبارت میں ہو تو بہتر ہے تا عام لوگ اس کو پڑھ لیں۔ آئندہ جیسا کہ آپ مناسب سمجھیں وہی بہتر ہے۔

والسلام

۲۴ر جنوری ۱۸۹۱ء　　خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ: اس مکتوب میں حضرت مسیح موعود کے دعویٰ کے متعلق جس امر پر روشنی پڑتی ہے وہ عجیب ہے۔ آپ کو حضرت حکیم الامت نے دمشقی حدیث الگ رکھ کر مثیلِ مسیح کے دعویٰ کے متعلق لکھا ہے مگر حضرت نے صاف فرمایا کہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ بن جاؤں۔** اس حصہ کو پڑھو تو کھل جاتا ہے کہ آپ بالطبع پبلک میں آنے سے کَارِہ ہیں اور آپ صرف خدا تعالیٰ کے عشق ومحبت میں سرشار ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ آپ کو باہر نکال رہا ہے اور مامور کر کے دعوت پر مجبور کرتا ہے۔ حضرت اس کے لئے تیار کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولوی صاحب گویا ابتلا سے ڈرتے ہیں گو صاف الفاظ میں اس کا اظہار نہیں مگر حضرت حجۃ اللہ ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے۔ (عرفانی)

---

[1] العنکبوت: ۳

مکتوب نمبر ٦٦

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ ہمدست مفتی محمد صادق صاحب پہنچا۔آنمکرم کے للّٰہی اخلاص کو دیکھ کر دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھ کو بھی ان حسنات کی توفیق بخشے ۔بے شک آپ کی ہمت اور آپ کا عہد ایثار ایک رشک دلانے والی چیز ہے۔خدا تعالیٰ آپ کو دائمی سروراور خوشحالی عطا کرے اور بہتوں کو آپ کے نمونہ پر چلاوے۔

مولوی غلام علی صاحب کی طبیعت کا مجھے کچھ حال معلوم نہیں ۔مگر بے اختیار دل ان کی علالت کی وجہ سے غمگین ہو جاتا ہے۔خدا تعالیٰ ان کی اس سخت بیماری کا خاتمہ روبصحت کرے۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ [۱] محمد بیگ کی طبیعت شاید ابھی بدستور ہے۔وہ لکھتا ہے کہ مولوی صاحب تو کسی طور سے مجھ سے فرق نہیں کرتے مگر لنگر خانہ میں بعض وقت بھوک کے وقت مجھ کو روٹی نہیں ملتی شاید کثرت آدمیوں کی وجہ سے دیر سے روٹی ملتی ہے۔چونکہ وہ لڑکا ہے، ایسی عمر میں اکثر لوگوں کو کھانے پینے میں ہی خیال رہتا ہے اس لئے مکلّف ہوں کہ چندروز کے قیام میں خاص طور پر اس کی خبر رکھیں اور اگر اس کا جموں میں ٹھہرنا چنداں ضروری نہ ہوتو پھر تسلی اور مدارات کے ساتھ دوا دے کر اس کو اس طرف رخصت کر دیں۔اس کی نوکری اس حالت میں ہوسکتی ہے کہ حالت صحت اس کام کے لائق ہو۔آئندہ آپ جیسا مناسب سمجھیں عمل میں لاویں۔میں نے سنا ہے کہ میرے رسالہ کے دیکھنے سے مولوی عبدالجبار بہت براَفروختہ ہوئے۔خدا تعالیٰ ان کو حقیقت کی طرف رہبری کرے۔ زیادہ خیریت۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۳۱؍جنوری۱۸۹۱ء

---

[۱] الملک : ۲

مکتوب نمبر ۶۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کل عنایت نامہ پہنچ کر موجب خوشی ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور اپنے دین کے لشکر کا **مقدمۃ الجیش** بناوے۔ حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے کبھی غلبہ دورانِ سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے لیکن کوئی وقت دورانِ سر سے خالی نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے بعض اوقات درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے رینگن ہو جاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شائد قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ[۱] بمشکل پڑھ سکوں، کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔ دوستوں کی غائبانہ دعا مستجاب ہوا کرتی ہے۔ آنمکرم اس عاجز کے حق میں دعا کریں۔ شیخ شہاب الدین بہت مسکین آدمی ہے۔ اس کی ملازمت کے لئے ضرور فکر فرماویں۔ باپ بڈھا آپ کمزور۔ گھر میں کھانے کے لئے نہیں۔ اگر آپ ایما فرماویں تو میں آپ کی خدمت میں بھیج دوں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۵ رفروری ۱۸۹۱ء

☆......☆......☆

[۱] الاخلاص : ۲

مکتوب نمبر ۶۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ایک اشتہار از طرف میاں عبدالحق صاحب غزنوی جو جماعت مولوی عبدالجبار صاحب میں سے ہے، پہنچا جس میں وہ اپنے الہام ظاہر کرتے ہیں کہ یہ شخص یعنی یہ عاجز جہنمی ہے۔ سَیَصۡلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ[1] اور دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس گناہ سے کہ مثیل مسیح ہونے کا کیوں دعویٰ کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس اشتہار کے بہت سے پرچے انہوں نے امرتسر میں تقسیم کئے ہیں۔ امید کہ کوئی پرچہ آپ کی خدمت میں پہنچا ہوگا۔ درحقیقت یہ اشتہار مولوی عبدالجبار صاحب کی طرف سے معلوم ہوتے ہیں جو شاگردی کی طرف سے مشہور کئے گئے ہیں۔ اس میں مباہلہ کی بھی وہ درخواست کرتے ہیں اور اگرچہ اس میں تحقیر اور استہزاء کے طور پر کئی لفظ بھرے ہوئے ہیں مگر میں نے ان سے قطع نظر کر کے اصلی سوال کا جواب دے دیا ہے۔

مولوی محمد حسین کا بھی خط آیا تھا کہ میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ مجھے لکھو کہ ایسا دعویٰ کیا ہے یا نہیں کہ میں مسیح موعود ہوں۔ حقیقت میں یہی دعویٰ ہے۔ اس لئے ہاں کے ساتھ جواب دیا گیا۔ مجھے آپ کے اوراق کا انتظار ہے اور رسالہ ازالہ اوہام کے ختم ہونے کے لئے بھی انتظار باقی ہے۔ آپ ان تمام پہلوؤں کے لحاظ سے جواب دیں۔ میری طبیعت اکثر علیل رہتی ہے۔ دورانِ سر بہت رہتا ہے۔ کبھی کبھی دورہ دردِ سر ہو جاتا ہے۔ اس لئے کوئی محنت کا کام نہیں ہوسکتا۔ خدا جانے ان رسالوں کا کام کیونکر ہوگیا۔ ورنہ میری حالت اس لائق نہیں۔ شہاب الدین انتظار میں بیٹھا ہے، اگر اشارہ ہو تو بھیج دوں۔ آپ کا پرانا نیازمند فتح محمد مدت سے امیدوار ہے اس کی طرف بھی توجہ فرماویں۔ محمد بیگ کے مرض کی کیا صورت ہے۔ مولوی غلام علی صاحب کی طبیعت اب کیسی ہے۔

[1] اللھب: ۲

ایک دن بعض شریر لوگوں نے سخت غم میں مجھے ڈال دیا کہ مولوی غلام علی صاحب کا انتقال ہو گیا ہے پھر فتح محمد کے خط آنے پر تسلی ہوئی۔

والسلام

۹ رفروری ۱۸۹۱ء　　　　غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۶۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آں مخدوم کے دو ورقہ کے انتظار ہے تا رسالہ ازالہ اوہام کا خاتمہ طبع ہو کر شائع کیا جائے۔ امرتسر کے غزنوی مولوی صاحبوں نے ، سنا گیا ہے کہ بہت شور کیا ہے۔ یہ بھی خبر سنی ہے کہ مولوی عبدالرحمٰن لکھوکے والے مولوی محمد صاحب کے جو صاحبزادہ ہیں انہوں نے کچھ اپنے الہامات لکھ کر بجواب خط اخویم عبدالواحد صاحب جموں روانہ کئے ہیں۔ حامد علی ان الہامات کو سن آیا ہے۔ مگر وہ اس کو یاد نہیں رہے۔ ایسے الفاظ ان میں ہیں کہ ضلّوا واضلّوا ۔ اگر عبدالواحد صاحب نے آں مخدوم کو ان سے اطلاع دی ہو تو مطلع فرماویں۔

چند روز سے نواب محمد علی خاں صاحب رئیس کوٹلہ قادیان میں آئے ہوئے ہیں۔ جوان صالح الخیال **مستقل آدمی** ہے۔ انٹرس تک تحصیل انگریزی بھی ہے۔ میرے رسالوں کو دیکھنے سے کچھ شک وشبہ نہیں کیا بلکہ قوت ایمانی میں ترقی کی۔ حالانکہ وہ دراصل شیعہ مذہب ہیں مگر شیعوں کے تمام فضول اور ناجائز اقوال سے دست بردار ہو گئے ہیں۔ صحابہ کی نسبت اعتقاد نیک رکھتے ہیں۔ شاید دو روز تک اور اسی جگہ ٹھہریں۔ مرزا خدا بخش صاحب ان کے ساتھ ہیں۔ الحمدللہ اس شخص کو خوب **مستقل پایا اور دلیر طبع آدمی** ہے۔

شہاب الدین کی نسبت کیا تجویز ہے؟ یہ عاجز دس روز تک لودہانہ جانے والا ہے۔ میرے ساتھ بعض تعلق رکھنے والے رسالوں کو پڑھ کر بڑی **استقامت** ظاہر کر رہے ہیں۔ اس وقت مجھے یہ تمام لوگ اس الہام کا مصداق ٹھہراتے ہیں جو صدہا مرتبہ ہو چکا ہے یعنی یہ کہ یٰعِیۡسٰۤی اِنِّیۡ مُتَوَفِّیۡکَ

وَرَافِعُكَ اِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [1] ابھی سے عقلی طور سے فوقیت ظاہر ہے کہ جب وہ مخالفوں کے روبرو تقریر کرتے ہیں تو انہیں لاجواب ہونا پڑتا ہے۔

والسلام

۱۲ر فروری ۱۸۹۱ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۷۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عاجز لودہانہ کی طرف جانے کو تیار ہے۔ ہر روز آنمکرم کے مضمون کی انتظار رہتی تھی۔ کل مولوی محمد حسین صاحب کا خط آیا ہے اور آپ کی نسبت لکھا تھا کہ وہ ناراض ہو گئے ہیں یعنی اس عاجز کی وجہ سے۔ آج میں نے انہیں لکھا ہے کہ آپ اوّل ملاقات کریں اور رسالوں کو دیکھیں۔ ہر دو رسالے میں نے اپنی طرف سے ان کے پاس بھیج دیئے ہیں اور شاید وہ ملاقات کریں۔ نواب محمد علی خاں صاحب اب تک قادیان میں ہیں۔ آپ کا بہت ذکر خیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مجھے مولوی صاحب کی کتاب تصدیق دیکھنے سے بہت فائدہ ہوا اور بعض ایسے عقدہ حل ہو گئے جن کی نسبت ہمیشہ مجھے دغدغہ رہتا تھا۔ وہ ازبس آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ اب تو وقت تنگ ہے۔ یقین ہے کہ لودہانہ میں یہ صورت نکل آئے گی۔ یہ شخص جوان صالح ہے۔ حالات بہت عمدہ معلوم ہوتے ہیں۔ پابند نماز اور نیک چلن ہے اور نیز معقول پسند۔

والسلام

۱۴ر فروری ۱۸۹۱ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۹۶۔ ایڈیشن چہارم

مکتوب نمبر ۷۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل آپ کی خدمت میں مولوی عبدالجبار صاحب اور میاں عبدالحق صاحب کے خط روانہ کر چکا ہوں اور مجھے اس بات سے بہت خوشی ہے جس کا میں شکر ادا نہیں کر سکتا کہ مولیٰ کریم اور میرا آقا و محسن عزّ اسمہ جلّشانہٗ مجھے فتح و نصرت کی بشارت دیتا ہے اور ان لوگوں کے فیصلہ کیلئے مجھے ایک راہ بتاتا ہے جنہوں نے الہامات کا ادّعا کر کے اس عاجز کو ضالّ ملحد اور جہنمی قرار دیا ہے اور جرأت کر کے اس مضمون کو شائع بھی کر دیا۔ اور جو ان باتوں سے اپنے بھائی مسلمان کو آزار پہنچاتا ہے اور اس کی تذلیل ہوتی ہے اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور طریق تقویٰ کی رعایت نہیں رکھی ۔ اس لئے یہ امر خدا تعالیٰ کی جناب میں کچھ سہل و آسان نہیں بلکہ ایسا ہی ہے جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر اتہام لگایا گیا تھا۔ سو مجھے خدا تعالیٰ کی نصرت کی خوشبو آ رہی ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ مجھے ایک ایسی راہ کی رہبری کرتا ہے جس سے جھوٹوں کا جھوٹ کھل جائے ۔ اگر یہ الزام صرف میری ذات تک محدود ہوتا تو دوسرا امر تھا لیکن اس کا بد اثر ہزاروں لوگوں پر ہوتا ہے ۔ جہنمی اور ضالّ کے لفظ میں سب قسم کے عیب بھرے ہوئے ہیں ۔ سو میں انشاء اللہ القدیر ان امور کے پورے طور پر کھلنے کے بعد جن کی مجھے بشارت دی گئی ہے اور پھر ان کے چھپوانے کے بعد ان لوگوں سے رجسٹر شدہ خطوط کے ذریعہ سے درخواست کروں گا اور انشاء اللہ القدیر وہ ایسا امر ہو گا جو کاذب کی پردہ دری کر دے گا ۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ۔[۱] ☆

والسلام

خاکسار

۱۶ رفروری ۱۸۹۱ء مرزا غلام احمد

---

[۱] اٰلِ عمران: ۳۰ ☆ یہ مکتوبات جلد ششم سے لے کر شامل کیا گیا ہے ۔

مکتوب نمبر۲۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی مخدومی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مولوی محمد حسین صاحب نے صاف طور پر مخالفانہ خط بھیج دیا ہے جو آپ کی خدمت میں روانہ کرتا ہوں۔ **الحمدللّٰہ و المنّۃ** کہ ہر ایک قسم کے علماء و امراء عقلاء میں سے خدا تعالیٰ نے آپ کو چن لیا۔ **وَذَالِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ** ۔اس عاجز نے آپ کا مضمون غور سے پڑھا۔ بہت عمدہ ہے۔ انشاء اللہ القدیر وہ **تمام مضمون میں اسی رسالہ میں چھاپ دوں گا۔ خدا تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ ہماری مدد کرے گا۔** ایک عجیب بات یہ ہے کہ کل پرانے کاغذات میں سے اتفاقاً ایک پرچہ نکلا ہے جس کے سر پر ۵؍جنوری ۱۸۸۸ء لکھا ہوا تھا۔ اس میں یادداشت کے طور پر ایک خواب اس عاجز نے لکھی ہوئی ہے جس کا یہ مضمون تھا کہ مولوی محمد حسین نے ایک مخالفانہ مضمون چھپوایا ہے اور اس عاجز کی نسبت اس کی سرخی یہ رکھی ہے کہ ’’کمینہ‘‘ معلوم نہیں اس سے کیا مراد ہے۔ میں نے وہ مضمون دیکھ کر انہیں کہا کہ میں نے آپ کو منع کیا تھا۔ آپ نے اس مضمون کو کیوں چھپوایا۔

میرے نزدیک وہ نالائق جوش دکھلائیں گے۔ انہیں بہت کچھ اپنی علمیت پر ناز ہے مگر میں آپ کے لئے دعا کروں گا اور آپ کو اس کے ردّ کیلئے تکلیف دوں گا۔ خدا تعالیٰ بلاشبہ آپ کی مدد کرے گا۔ باقی سب خیریت ہے۔

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۱۹؍فروری ۱۸۹۱ء

نوٹ: یہ خط حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دعویٰ مسیحیت کے آغاز میں لکھا ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مخالفت کا کھلا کھلا الٹی میٹم دیا اور آپ نے اس کی اطلاع حضرت حکیم الامت کو دی اور ساتھ خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت کا بصیرت افروز یقین دلایا اور اپنی ایک پُرانی رؤیا کا حوالہ دیا ہے۔ اس وقت چونکہ آپ کے مکاشفات

اور ملہمات چھپا نہ کرتے تھے مگر یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے ۱۸۸۸ء میں جو مولوی محمد حسین کی ارادت اور عقیدت کا عہد تھا اور وہ براہین احمدیہ پر نہایت اعلیٰ ریویو شائع کر چکا تھا۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ یہ شخص مخالفت کرے گا اور نہایت گندی مخالفت کرے گا۔ اس خواب سے آپ نے خود مولوی محمد حسین صاحب کو بھی اطلاع دی تھی۔ چنانچہ آپ کے مکتوبات بنام مولوی محمد حسین جو میں نے چھاپے ہیں اس میں صفحہ۴ پر بھی یہ چھاپا گیا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔ جس میں مولوی محمد حسین کی مخالفت اور اس کی مخالفت کا نہایت ذلیل پہلو بھی دکھا دیا گیا تھا۔ ایک اور امر بھی اس مکتوب سے مکشوف ہوتا ہے کہ یہ خدا کے برگزیدہ بندے اپنی ذات اور ہستی کو درمیان میں نہیں رکھتے اور اپنی کسی طاقت اور علم پر اعتماد نہیں رکھتے بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی تائید اور نصرت پر انہیں ایمان ہوتا ہے۔ اگر چہ حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ مولوی محمد حسین کے ردّ کے لئے آپ کو تکلیف دوں گا مگر کبھی ایک دن اور ایک لحظہ بھی آپ پر نہ آیا کہ آپ نے ان کو تکلیف دی ہو بلکہ خدا تعالیٰ نے آپ پر وہ حقائق اور معارف کھول دیئے کہ بڑے بڑے علوم کے مدعی حیران و پریشان رہ گئے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۷۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک خط مولوی محمد حسین صاحب کا محض آپ کی اطلاع کیلئے ارسال خدمت کرتا ہوں۔ الحمدللہ، مولوی صاحب کی نسبت اس عاجز کی فراست صحیح نکلی۔ یہ عاجز پختہ ارادہ رکھتا ہے اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ۲؍مارچ ۱۸۹۱ء کو یہاں سے روانہ ہوکر ۳؍مارچ ۱۸۹۱ء کو لودہانہ میں پہنچ جائے۔ اخویم حکیم فضل دین صاحب کی تحریر سے معلوم ہوا کہ آنمکرم غالباً لاہور میں تشریف لائیں گے۔ آنمکرم اطلاع دے دیں کہ مولوی عبدالکریم صاحب خط کو چھپوا دیں اور کچھ آپ بھی لکھ دیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ: اس خط پر کوئی تاریخ نہیں مگر ظاہر ہے کہ یہ اواخر فروری ۱۸۹۱ء کا مکتوب ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۷۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج ایک خط حافظ محمد یوسف صاحب کا پہنچا، ارسال خدمت ہے۔ اس عاجز کی رائے میں لاہور کے جلسہ میں جانے میں کچھ حرج نہیں بلکہ اس کے غیر مضر ہونے کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے لیکن یہ عاجز پیر کے دن ۹؍مارچ ۱۸۹۱ء کو معہ اپنے عیال کے لودہانہ کی طرف جائے گا اور چونکہ سردی اور دوسرے تیسرے روز بارش بھی ہو جاتی ہے اور اس عاجز کی مرض اعصابی ہے۔ سرد ہوا اور بارش سے بہت ضرر پہنچتا ہے اس وجہ سے یہ عاجز کسی صورت سے اس قدر تکلیف اُٹھا نہیں سکتا کہ اس

حالت میں لدھیانہ پہنچ کر پھر جلدی لاہور میں آوے۔ طبیعت بیمار ہے، لاچار ہوں۔ اس لئے مناسب ہے کہ اپریل کے مہینہ میں کوئی تاریخ مقرر کی جاوے اور اشتہارات شائع کئے جائیں اور بعض صلحا اور جملہ علماء وفقراء اس میں جمع کئے جاویں۔ یہ عاجز بھی آپ کی رفاقت میں حاضر ہوسکتا ہے۔ امید کہ اپریل کے مہینہ میں موسم اچھا نکل آئے گا۔ سردی سے آرام ہوگا اور اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو بہ نسبت حال کے طبیعت بھی اس عاجز کی اچھی ہوگی۔ آنمکرم کی طرف اگر خط آیا ہو تو یہی جواب لکھ دیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

یہ بھی ارادہ ہے کہ اشتہارات اور خط میں میاں عبدالحق صاحب ومولوی عبدالرحمٰن صاحب کے ساتھ بھی فیصلہ ہوجاوے اور مباہلہ بھی ہوجاوے تا دوسری مرتبہ نہ آنا پڑے۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت وفرحت ہوا۔ اگرچہ اس عاجز کی طبیعت صحت پر نہیں اور اندیشہ ہے کہ بیمار نہ ہوجاؤں لیکن اگر آنمکرم مصلحت دیکھتے ہیں تو میں لاہور میں حاضر ہوسکتا ہوں۔ میرے خیال میں کوئی عمدہ نتیجہ ایسے مجمع کا نظر نہیں آتا۔ اَنَا عَلٰی عِلۡمٍ مِنۡ عِنۡدِاللّٰہِ وَھُمۡ عَلٰی رَایٍ مِنۡ اَنۡفُسِھِم ۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ ان کے خیالات پیش کردہ معلوم کرکے ان کے رفع دفع کیلئے کچھ اور بھی ازالہ اوہام میں لکھا جائے مگر یہ بھی غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ عاجز ازالہ اوہام میں بہت

کچھ لکھ چکا ہے بہر حال اگر آں مخدوم مصلحت وقت سمجھیں تو میں حاضر ہوسکتا ہوں بشرطیکہ طبیعت اس دن علیل نہ ہو۔

میاں عبدالحق صاحب نے جو پنجاب اور ہندوستان میں بسعی مولوی عبدالجبار صاحب شائع کئے ہیں جن میں مباہلہ کی درخواست ہے۔ ان اشتہارات سے لوگوں پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ مباہلہ کا بھی ساتھ ہی فیصلہ ہو جائے اور ان کے **الہامات کا فیصلہ خدا تعالیٰ آپ کر دے گا**۔ اس جلسہ کی بناء سید فتح علی شاہ صاحب کی طرف سے ہے اور وہ بہر حال ۱۲/ مارچ ۱۸۹۱ء کو حج کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور گیاراں مارچ تک ہم کسی صورت میں پہنچ نہیں سکتے۔ اگر یہ فتح علی شاہ صاحب دس دن اور ٹھہر جائیں تو اکیس مارچ ۱۸۹۱ء تک یہ عاجز بآسانی امرتسر میں آ سکتا ہے۔ آئندہ جیسی مرضی ہو۔

آں مخدوم کی ملاقات کا بہت شوق ہے۔ اگر فرصت ہو اور ملاقات اسی جگہ ہو جائے تو نہایت خوشی کا موجب ہوگا۔ فضل الرحمٰن کی نسبت اس عاجز کو پہلے سے ظن نیک ہے۔ ایک دفعہ اس کی نسبت سَیُھْدٰی[1] کا الہام ہو چکا ہے۔ بعد استخارہ مسنونہ اگر اسی تجویز کو پختہ کر دیں تو میں **بالطبع پسند کرتا ہوں۔ قرابت اور خویش بھی ہے، جوان ہے۔**

مولوی عبدالرحمٰن صاحب اور میاں عبدالحق صاحب کے معاملہ میں مَیں یقین رکھتا ہوں کہ **خدا تعالیٰ خود فیصلہ کر دے گا**۔ یہ عاجز ایک بندہ ہے۔ فیصلہ الٰہی کی انتظار کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔ بڑی خوشی ہوگی اگر آں مخدوم لودہانہ میں تشریف لاویں پھر ضروری امور میں مشورہ کیا جائے گا۔

۹/ مارچ ۱۸۹۱ء

نوٹ: اس مکتوب میں جن سید فتح علی شاہ صاحب کا ذکر ہے وہ لاہور کے باشندے اور محکمہ نہر میں ڈپٹی کلکٹر تھے۔ خان بہادر بھی تھے۔ خاکسار عرفانی ذاتی طور پر انہیں جانتا ہے۔ اس لئے کہ جب وہ محکمہ نہر میں داخل ہوا ہے تو شاہ صاحب اس کے افسر تھے مگر

[1] تذکرہ صفحہ ۱۳۸۔ ایڈیشن چہارم

مخلصانہ تعلقات رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انہیں بہت حسن ظن تھا اور محبت رکھتے تھے۔ یہ دراصل ایک مجمع احباب تھا۔ مرزا امان اللہ صاحب، منشی امیر الدین، منشی عبدالحق، بابو الٰہی بخش، حافظ محمد یوسف، منشی محمد یعقوب صاحب وغیرہم۔ یہ سب کے سب اہلحدیث تھے اور حضرت مسیح موعود کے ساتھ انہیں قبل از دعویٰ مسیحیت ارادت تھی۔ آپ کی خدمات دین کے بَدِل معترف اور ان میں مالی نصرت اور اشاعت میں حصہ لیتے تھے۔ دعویٰ مسیحیت پر بھی ان کے حسن ظن میں فرق نہیں آیا۔ لاہور میں مخالفت کا زور تھا اور مولوی محمد حسین صاحب کو اپنی اس بااثر جماعت کے جاتے رہنے کا صدمہ تھا۔ اس لئے ان لوگوں نے چاہا تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب سے حضرت حکیم الامت کی گفتگو ہو جائے۔ یہ واقعات انشاء اللہ القدیر میں سوانح حضرت میں لکھوں گا۔ اس جلسہ احباب میں شمولیت کے لئے حضرت حکیم الامت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو ان ایام میں لودہانہ مقیم تھے، لکھا تھا مولوی صاحب لاہور گفتگو کر کے لودہانہ چلے گئے تھے اور ان احباب کی اجازت سے گئے تھے مگر مولوی محمد حسین نے فرار کا تار دے دیا۔ غرض یہ بہت بڑے معرکہ کا مجمع تھا۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے رشتہ نکاح کے متعلق حضرت مولوی صاحب نے مشورہ پوچھا تھا اور یہ تحریک دراصل ۱۸۸۸ء سے ہوئی تھی اور مفتی صاحب کو لے کر حکیم فضل دین صاحب یہاں قادیان آئے تھے اور ایک اور امیدوار خادم حسین نام کو بھی لائے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے متعلق مشورہ دیا اور الہام الٰہی نے اس کی تائید فرمائی۔ حضرت اپنی زندگی کی آخری ساعت تک مفتی صاحب سے بہت خوش رہے اور وہ آخری ایام میں آپ کے ساتھ لاہور میں موجود تھے۔ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۶۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ مخالف الرائے لوگوں نے علانیہ اور بالجہر اس عاجز کی اہانت اور تحقیر اور تکفیر کی غرض سے جا بجا خطوط بھیجے اور اشتہارات جاری کئے اور خلاف واقع باتیں ہر ایک مجلس میں سنائیں اور مشہور کیں اس لئے اس فتنہ کے تدارک کے لئے کوئی گم اور مخفی جلسہ علماء کا ہرگز مفید نہیں ہوسکتا۔ بلکہ جیسا کہ یہ بات عوام تک پہنچائی گئی ہے اور ہر ایک قوم میں علانیہ طور پر بے جا الزاموں کے ساتھ شہرت دی گئی ہے۔ اسی طرح سے یہ ایک کھلا کھلا جلسہ چاہئے جس میں ہر ایک گروہ کے آدمی موجود ہوں اور بمقام امرتسر ہو جہاں سے یہ فتنہ اُٹھا ہے۔ لہٰذا اس عاجز نے اس جلسہ کے لئے ۲۳؍ مارچ ۱۸۹۱ء مقرر کر دی ہے۔ جلسہ امرتسر میں ہوگا اور پہلے سے عام طور پر اشتہارات جاری کر دیئے جائیں گے۔ اس جلسہ پر آپ کا آنا ضروری ہے اگر اب آپ تشریف نہ لاویں تو اتنا حرج نہیں۔ مگر ۲۳؍ مارچ ۱۸۹۱ء کو بمقام امرتسر آپ کا آنا ضروری ہوگا۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہربانی نامہ آنمکرم پہنچ کر بمژدہ افاقہ از مرض بہت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ علی ذالک۔ خدا تعالیٰ آپ کو پوری صحت بخشے۔ آپ ایک حقانی جماعت کے لئے مخلصانہ جوش اور ہمت اور استقامت میں ایک ایسا نمونہ ہیں جس کی دوسروں کو پیروی کرنی چاہئے۔ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ[1] فَارۡجُو اَنۡ یَّتَمَتَّعَ اللّٰہُ الۡمُسۡلِمِیۡنَ بِطُوۡلِ حَیَاتِکُمۡ۔ مولوی محمد احسن کی جس قدر تحریریں بھوپال سے پہنچی ہیں ان میں اخلاص پایا جاتا ہے اور وہ مدت سے اس سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ آنمکرم بے شک مفصل خط ان کی طرف لکھیں۔ **آنمکرم کی نوکری ہمارے ہی کام آتی ہے۔ ظاہر اس کا دنیا اور باطن سراسر دین ہے۔** اگرچہ بظاہر صورت تفرقہ میں ہے۔ مگر انشاء اللہ القدیر اس میں جمعیت کا ثواب ہے اور انشاء اللہ القدیر ذریعہ بہت سی برکات اور خوشنودی مولیٰ کا ہو جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے جو حکیم و علیم ہے۔ بعض مصالح کی رُو سے اس مقام میں آپ کو متعین فرمایا ہے۔ پس قیام فی ما اقام اللہ ضروری ہے۔ اس راہ سے آپ کو فیض رحمانی پہنچیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جس وقت خدا تعالیٰ پورے طور پر آرام وصحت عطا فرماوے، اگر رخصت مل سکے تو تشریف لاویں۔

محمد بیگ لڑکا جو آپ کے پاس ہے آنمکرم کو معلوم ہوگا کہ اس کا والد مرزا احمد بیگ بوجہ اپنی بے سمجھی اور حجاب کے اس عاجز سے سخت عداوت اور کینہ رکھتا ہے اور ایسا ہی اس کی والدہ بھی۔ چونکہ خدا تعالیٰ نے بوجہ اپنے بعض مصالح کے اس لڑکے کی ہمشیرہ کی نسبت وہ الہام ظاہر فرمایا تھا کہ جو بذریعہ اشتہارات شائع ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کے دلوں میں حد سے زیادہ جوش مخالفت ہے اور مجھے معلوم نہیں کہ وہ امر جس کی نسبت مجھے اس شخص کی ہمشیرہ کی نسبت اطلاع دی گئی ہے کیونکر

---

[1] الرعد: ۱۸

اور کس راہ سے وقوع میں آئے گا اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی نرمی کارگر نہیں ہوگی۔ وَ يَفۡعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ [1] لیکن تاہم کچھ مضائقہ نہیں کہ ان لوگوں کی سختی کے عوض میں نرمی اختیار کر کے اِدۡفَعۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ [2] کا ثواب حاصل کیا جائے۔ اس لڑکے محمد بیگ کے کتنے خط اس مضمون کے پہنچے کہ مولوی صاحب پولیس کے محکمہ میں مجھ کو نوکر کرا دیں۔ آپ براہ مہربانی اس کو بلا کر نرمی سے سمجھا دیں کہ تیری نسبت انہوں نے بہت کچھ سفارش لکھی ہے اور تیرے لئے جہاں تک گنجائش اور مناسب وقت کچھ فرق نہ ہوگا۔ غرض آنمکرم میری طرف سے اس کے ذہن نشین کر دیں کہ وہ تیری نسبت بہت تاکید کرتے ہیں۔ اگر محمد بیگ آپ کے ساتھ آنا چاہے تو ساتھ لے آویں۔

اخویم منشی مولوی عبدالکریم صاحب کی بہت انتظار ہے دیکھیں کب تشریف لاتے ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

ازلودہیانہ محلّہ اقبال گنج

۲۱؍مارچ ۱۸۹۱ء

☆......☆......☆

---

[1] ابراھیم: ۲۸ [2] المومنون: ۹۷

مکتوب نمبر ۷۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

منشی جلال الدین نام بعہدہ میر منشی ملازم ہیں اور مجھ سے خاص طور پر محبت اور اخلاص رکھتے ہیں اور درحقیقت ان احباب میں سے ہیں جن کے دل میں خدا تعالیٰ نے للّہی محبت اس عاجز کی نسبت بٹھا دی ہے۔ انہوں نے میرے سے بڑی امید سے یہ درخواست کی ہے کہ آپ کی سعی اور کوشش سے ان کا صاحبزادہ کہ لائق اور مستعد اور نجیب طبع ہے۔ کسی عمدہ نوکری پر ملازم ہو جائے لہٰذا مکلّف ہوں کہ اگر آپ خاص توجہ کی گنجائش رکھتے ہوں تو وہ اس غرض کے لئے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جائیں۔ امید کہ آپ براہ راست منشی صاحب موصوف کے پاس اس کا جواب بھیجیں گے اور پتہ یہ ہے۔ چھاؤنی ملتان رجمنٹ نمبر ۱۲ منشی جلال الدین صاحب قریشی

شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم لڑکا ایک ہفتہ سے میرے پاس ٹھہرا ہوا ہے اس کی طرف سے یہ آپ کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر دو چار روز تک آپ نے لودہانہ میں تشریف لانا ہو تو وہ اسی جگہ ٹھہرے ورنہ جموں میں آ جاوے۔

مولوی محمد احسن صاحب کا خط بھوپال سے آیا ہوا ہے۔ معہ خط مولوی محمد حسین صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ یہ مولوی محمد احسن مستعد آدمی معلوم ہوتے ہیں اور اخلاص ان کے ہر ایک خط سے ظاہر ہو رہا ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۴ رمارچ ۱۸۹۱ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷۹

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔

محبت نامہ جو آں مخدوم کے مرتبہ یقین اور اخلاص اور شجاعت اور للّٰہی زندگی پر ایک محکم دلیل اور حجت قویّہ تھا پہنچ کر باعث انشراح خاطر وسرور وذوق ہوا۔ بلا شبہ اس درجہ کی قوت واستقامت و جوش وایثار جان و مال للہ اس چشمہ صافیہ کمال ایمانی سے نکلتا ہے جس میں چمکتا ہوا یقین اس امر کا پورے زور کے ساتھ موجود ہوتا ہے کہ **خدا ہے اور وہ صادقوں کے ساتھ ہے۔**

اس عاجز نے ارادہ کیا تھا کہ بلاتوقف جناب الٰہی میں اس بارہ میں توجہ کروں ۔لیکن دورہ مرض اور ضعف دماغ اور ایک امر پیش آمدہ کی وجہ سے اس میں تاخیر ہے ۔اور امید رکھتا ہوں کہ جس وقت خدا تعالیٰ چاہے مجھے اس توجہ کے لئے توفیق بخشی جائے گی ۔ اوّل حضرت احدیت جلّشانہٗ سے اجازت لینے کے لئے توجہ کی جائے گی ۔ پھر بعد اس کے بعد تعیین شرائط فریقین امر خارقِ عادت کے لئے توجہ ہوگی ۔ یہ بات مسلم اور واضح رہے کہ راستباز انسان کیلئے ایسے امور کی غرض سے کسی قدر مجاہدہ ضروری ہے ۔**الکرامات ثمرۃ المجاھدات** ، علالت طبع بہت حرج انداز ہے ۔اگر یہ مقابلہ صحت اور طاقت دماغی کے ایام میں ہوتا تو یقین تھا کہ تھوڑے دن کافی ہوتے ۔مگر اب طبیعت تحمل شدائد مجاہدات نہیں رکھتی اور ادنیٰ درجہ کی محنت اور خوض اور توجہ سے جلد بگڑ جاتی ہے ۔ اگر ڈاکٹر صاحب کو طلب حق ہوگی تو وہ تین باتیں بآسانی قبول کریں گے ۔

(۱) اوّل یہ کہ میعاد توجہ یعنی وہ میعاد جس کے اندر کوئی امر خارقِ عادت ظاہر ہونے والا پیش از وقوع بتلایا جاوے ۔اس کے موافق ہو۔ جو خدا تعالیٰ ظاہر کرے ۔

(۲) دوم جو امر ظاہر کیا جائے یعنی منجانب اللہ بتلایا جاوے اس کی اس میعاد کی انتظار کریں جو منجانب اللہ مقرر ہو۔ ہاں میعاد ایسی چاہئے جو معاشرت کے عام معاملات میں قبول کے لائق سمجھی گئی ہو اور عام طور پر لوگ اپنے کاموں میں ایسی میعادوں کے انتظار کے عادی ہوں اور اپنے مالی معاملات کو ان میعادوں پر چھوڑتے ہوں یا اپنے دوسرے کاروباران میعادوں کے

لحاظ سے کرتے ہوں اس سے زیادہ نہ ہو۔

(۳) امر خارقِ عادت پر کوئی ناجائز اور بے سود شرطیں نہ لگائی جائیں بلکہ خارقِ عادت صرف اسی طور سے سمجھا جائے جو انسانی طاقتیں اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز ہوں۔ مگر یہ سب اس وقت سے ہوگا کہ جب پہلے اجازت الٰہی اس بارے میں ہو جاوے۔

آپ کی ملاقات کے لئے دل بہت جوش رکھتا ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ ہم آنے کے لئے تیار ہیں اگر آپ تشریف لاویں تو یہ سب باتیں زبانی مفصل طور پر بیان کی جائیں گی۔ عبدالرحمٰن لڑکا بھی آپ کے انتظار میں مدت سے بیٹھا ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب منتظر ہیں آپ ضرور مطلع فرماویں کہ آپ کب تک تشریف لاویں گے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۳۱؍ مارچ ۱۸۹۱ء

نوٹ: جموں میں ایک ڈاکٹر جگن ناتھ تھے انہوں نے حضرت حکیم الامت کے ذریعہ حضرت اقدس سے نشان دیکھنا چاہا تھا مگر پھر وہ مقابلہ کے لئے قائم نہ رہا۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچ کر موجب تسلی ہوا۔ مولوی محمد حسین صاحب زبان درازی میں بہت ترقی کر گئے ہیں۔ اللہ جلشانہٗ ان کے فاسد ارادوں سے خلق اللہ کو بچاوے۔ یہ عاجز اس وقت بباعث شدت ضرورت خرچ اور ایک طرف تقاضا مطبع اور کاپی نویسوں کے حیران ہے۔ آخر سوچا کہ آنمکرم کو تکلیف دوں۔ آنمکرم نے تجویز چندہ ماہواری کو اس عاجز پر ڈالا تھا اور اب تک بباعث شرم خود تجویزی کے کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن اب مجھے خیال آیا کہ باوجود آنمکرم کے اخلاص اور محبت کے جو

خدا تعالیٰ نے آپ کو عنایت فرمائی ہے کوئی وجہ نہیں کہ زیادہ تامل کیا جاوے۔ اس لئے میری دانست میں بشرطیکہ آپ پر بار نہ ہو اور آسانی سے ایفا ہو سکے اور کچھ ہرج نہ ہو بیس روپیہ ماہواری آپ سے چندہ لیا جائے۔ سو میں چاہتا ہوں کہ آنمکرم سَو روپیہ کا بہر طرح بندوبست کر کے پانچ ماہ کا چندہ مجھے بھیج دیں۔ یکم مارچ ۱۸۹۱ء سے یہ چندہ آپ کے ذمہ ہوا۔ اور جولائی کے اخیر تک اس پیشگی چندہ کا روپیہ ختم ہو جائے گا اور پھر ماہواری چندہ ارسال فرمایا کریں۔ محض شدید ضرورت کی وجہ سے مکلّف ہوں۔

ڈاکٹر صاحب کا خط پہنچا۔ ڈاکٹر صاحب ایسے امور کے دکھلانے کیلئے مجھے مجبور کرتے ہیں جو میرا نورقلب شہادت نہیں دیتا کہ میں ان کے لئے جناب الٰہی میں دعا کروں۔ گو یہ عاجز خدا تعالیٰ کی قدرتوں کو غیر محدود جانتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی یقین رکھتا ہے کہ ہر ایک قدرتی کام وابستہ باوقات ہے اور جب کسی امر کے ہو جانے کا وقت آتا ہے تو اس امر کے لئے دل میں جوش پیدا ہو جاتا ہے اور امید بڑھ جاتی ہے اور اب ایسی باتوں کی طرف جو ڈاکٹر صاحب کا منشاء ہے کہ کوئی مردہ زندہ ہو جائے یا کوئی مادرزاد اندھا اچھا ہو جائے پیدا نہیں ہوتا۔ ہاں اس بات کے لئے جوش پیدا ہوتا ہے کہ کوئی امر انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو۔ خواہ مردہ زندہ ہو اور خواہ زندہ مر جائے۔ یہی بات پہلے بھی میں نے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں لکھی تھی کہ آپ صرف یہی شرط رکھیں کہ ایسا امر ظاہر ہو کہ جو انسانی طاقتوں سے برتر ہو۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو امر انسانی طاقتوں سے برتر ہو وہی خارقِ عادت ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب نے خواہ نخواہ مردہ وغیرہ کی شرطیں لگا دی ہیں۔ اعجازی امور اگر ایسے کھلے کھلے اور اپنے اختیار میں ہوتے تو ہم ایک دن میں گویا تمام دنیا سے منوا سکتے ہیں لیکن اعجاز میں ایک ایسا امر مخفی ہوتا ہے کہ سچا طالب حق سمجھ جاتا ہے کہ یہ امر منجانب اللہ ہے اور منکر کو عذرات رکیکہ کرنے کی گنجائش بھی ہو سکتی ہے کیونکہ دنیا میں خدا تعالیٰ **ایمان بالغیب** کی حد کو توڑنا نہیں چاہتا۔ جن لوگوں کا یہ خیال ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے مُردے زندہ کئے اور وہ مُردے دوزخ یا بہشت سے نکل کر کل اپنا حال سناتے ہیں اور اپنے بیٹوں اور پوتوں کو نصیحت کرتے ہیں کہ ہم تو عذاب و ثواب کا کچھ دیکھ آئے ہیں، ہماری گواہی مان لو کہ یہ خیالات لغو ہیں۔ بیشک خوارق ظہور میں آتے ہوں گے۔ **مگر اس طرح نہیں کہ دنیا قیامت کا نمونہ بن جائے۔** یہی وجہ ہے کہ بعض

حضرت عیسیٰ سے منکر رہے کہ اور معجزہ مانگتے رہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی ان کو جواب نہ دیا کہ ابھی تو کل میں نے تمہارا باپ زندہ کر کے دکھلایا تھا اور وہ گواہی دے چکا ہے کہ میں بباعث نہ ماننے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوزخ میں پڑا۔ اگر یہ طریق معجز نمائی کا ہوتا تو پھر دنیا دنیا نہ رہتی اور ایمان ایمان نہ رہتا اور ماننے اور ایمان لانے سے کچھ بھی فائدہ نہ ہوتا۔ پس جب تک ڈاکٹر صاحب اصول ایمان کے مطابق درخواست نہ کریں۔ میری نظر میں ایک قسم سے وہ دفع وقت کرتے ہیں۔

والسلام

۱۲؍اپریل ۱۸۹۱ء خاکسار

غلام احمد از لودہیانہ محلّہ اقبال گنج

مکتوب نمبر ۸۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عاجز شاید کل یا پرسوں تک لاہور جائے پھر آپ کی خدمت میں جلد اطلاع دوں گا۔ محمد بیگ کی نسبت آپ کو یاد دلاتا ہوں کہ ایک خاص طور پر مہربانی سے بھری توجہ اس کی نسبت فرماویں کہ تا وہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جلد صحت یاب ہو جائے اور اس کو آپ تسلّی دیں کہ پورے طور پر صحت یاب ہونے کے بعد اس کی نوکری کا بھی بندوبست کیا جائے گا۔ غرض اس پر مہربانی کی نظر فرماویں اور ہر طرح سے اس کی نیکی کا خیال رکھیں۔

والسلام

۲۲؍جون ۱۸۹۱ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۸۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ علالت طبع کے معلوم کرنے سے طبیعت بہت متردّد اور متفکر ہوئی اور غایت درجہ کا قلق اور اضطراب ہے۔ امید کہ بہت جلد مفصل حالات خیریت آیات سے مطلع و مطمئن فرماویں۔ خدا تعالیٰ آنمکرم کو صحت اور عافیت کامل سے رکھ کر آپ کے ہاتھ سے سالہائے دراز تک خدمت دین لیتا رہے اور ایک عالَم کو آپ سے متمتع اور مستفیض فرما دیں۔ حالات مزاج سامی سے ضرور جلد اطلاع بخشیں اور مجھے مفصل معلوم نہیں ہوا کہ کس قسم کی بیماری تھی۔ خدا تعالیٰ جلد اس سے شفا بخشے۔ اس جگہ کا حال یہ ہے کہ لوگوں کے زور دینے سے مولوی محمد حسین صاحب بحث کے لئے تشریف لائے ہوئے ہیں اور ۲۰؍جولائی سے ہر روز تحریری بحث ہو رہی ہے۔ ابھی تمہیدی مقدمات میں بحث چلی آتی ہے۔ فریقین کی تحریریں پانچ جزو تک پہنچ چکی ہیں۔ ان کی طرف سے سوال یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت کو واجب العمل سمجھتے ہو یا نہیں؟ اس طرف سے جو واقعی اور تحقیقی جواب ہے، دیا گیا ہے لیکن اس بحث کو انہوں نے بہت طول دے دیا ہے اور اس طرف سے بھی مناسب سمجھا گیا ہے کہ جہاں تک طول دیتے جائیں اس کا شافی وکافی جواب دیا جاوے۔ خدا جانے یہ بحث کب اور کس وقت ختم ہو۔ اب مجھے زیادہ تر خیال آپ کی طبیعت کی طرف ہے اور کسی بات کے لکھنے کی طرف دل توجہ نہیں کرتا۔ امید کہ جہاں تک جلد ممکن ہو حالت مزاج سے مسرور الوقت فرماویں۔ باقی سب خیریت ہے۔ ازالہ اوہام ابھی طبع ہو کر نہیں آیا۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از لودہانہ محلّہ اقبال گنج

۲۲؍جولائی ۱۸۹۱ء

مکتوب نمبر۸۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پارسل مرسلہ آنمکرم جس میں مشک اور......تھا پہنچا تھا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

کل مولوی محمد حسین کی بحث کا خاتمہ ہوگیا۔ آخر حق بات کے سننے سے مولوی محمد حسین کی قوتِ سبعیہ بڑے زور سے ظہور میں آئی۔ اگر یہ عاجز اپنی جماعت کے ساتھ جلدتر اس جگہ سے باہر نہ آتا تو احتمال فساد تھا۔ درحقیقت ان کو اشتعال کا سبب یہ ہوا کہ وہ اعتراضات کردہ سے ساکت اور لاجواب ہوگئے اور بحالت لاجواب ہونے کے بجز قوت غضبی سے کام لینے کے اور کیا ان کے ہاتھ میں تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب و مولوی غلام قادر صاحب نے فریقین کے پرچے لے لئے ہیں۔ آج دونو صاحب اس جگہ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جلد ہم جناب کو مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجیں گے۔ آپ کی علالتِ طبع کی نسبت بہت متردّد و غم تھا۔ آج آپ کے خط کے آنے سے کسی قدر طمانیت ہوئی۔ خدا تعالیٰ جلدتر آپ کو پوری صحت عطا فرماوے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

ازلودہیانہ اقبال گنج

۳۱؍جولائی ۱۸۹۱ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلّمہ اللّٰہ تعالٰی وَ نَظَرَ اللّٰہُ بِنَظَرِ الرَّحْمَۃِ وَالرِّضْوَان۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مشتمل بر تلطّفات محبت نامہ پہنچ کر باعث انشراح وسرور وممنونی ہوا۔ آپ کی ملاقات کو دل بہت چاہتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو خیر وخوشی کے ساتھ جلد ملاوے۔ تعلقات دنیا میں حاسدوں کا ہونا ایک طبعی امر ہے۔ وَلِکُلِّ مُقَبّلٍ حَاسِدٌ ۔ حفاظت وحمایت الٰہی آپ کے لازم حال رہے۔ بیشک ایسے تعلقات بہت خطرناک ہیں اور ان میں بجز خاص رحمت الٰہی کے انجامِ خیر کے ساتھ عہدہ برا ہونا بہت مشکل ہے۔ ہمیشہ تضرع اور استغفار حضرت ربّ کریم کی جناب میں لازمِ حال ہی رکھیں۔ رفق اور نرمی اور اخلاق میں تو پہلے ہی سے آنمکرم سبقت لے گئے ہیں۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ حاسدوں اور دشمنوں سے بھی یہی طریق جاری رہے اور حتی الوسع ریاست کے کاموں میں بہت دخل دینے سے پرہیز رہے کہ **سلامت برکنار است** کا مقولہ قابل توجہ ہے۔ ازالہ اوہام اب تک چھپ کر نہیں آیا۔ شاید دس پندرہ روز تک آجاوے گا۔ اس کے نکلنے کے بعد آں مکرم کو تکلیف دوں گا کہ اس کا لب لباب نکال کر تشریحات اور ایزادات مناسبہ کے ساتھ آں مکرم کی طرف سے بھی کوئی رسالہ شائع ہو جاوے۔ مولوی محمد حسین صاحب سے جس قدر بحث ہوئی اس عاجز کی دانست میں وہ **مصلحت سے خالی نہیں تھی اور امید رکھتا ہوں کہ فریقین کے بیانات شائع ہونے کے بعد انشاء اللہ اس کا بہت نیک اثر دلوں پر پڑے گا**۔ یہ بھی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ سید محمد عسکری خان صاحب کی نسبت ابھی کچھ تذکرہ ہوا یا نہیں اور سب خیریت ہے۔☆

والسلام

خاکسار۔ غلام احمد

از لدھیانہ اقبال گنج

۱۶/ اگست ۱۸۹۱ء

☆ الحکم ۲۴/ مئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۷

مکتوب نمبر۸۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس جگہ تاتحریر ہذا بفضلہٖ تعالیٰ ہرطرح سے خیریت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو ہر بلا سے محفوظ رکھ کر اپنی رحمت خاص کا مورد کرے۔ رسالہ ازالہ اوہام کے اصل مضامین تو طبع ہو چکے ہیں۔ مولوی محمد حسین کے اشتہار کی نسبت جو ایک مضمون چھپنے کیلئے دیا گیا ہے وہ شاید چند روز تک چھپ کر رسالہ ازالہ اوہام کے ساتھ ہی شائع ہو۔ لاہور کے بعض معزز ارکان نے چوداں خط علماء کی طرف لکھے ہیں کہ تاوہ آکر حضرت مسیح کی وفات وحیات کی نسبت مباحثہ کریں۔ دیکھیں کیا جواب آتے ہیں۔ اس عاجز کی مرضی ہے کہ رسالہ ازالہ اوہام کے نکلنے کے بعد کل متفرق فوائد اور نکات اس کے ایک جگہ جمع کریں اور پھر ان کے ساتھ ان سوالات کا جواب شامل کر کے جو مخالفین نے اپنی تالیف میں لکھے ہوں کہ رسالہ احسن ترتیب کے شائع کر دیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ مخالفین کی طرف سے شائد وَاللّٰہُ اَعۡلَمُ، صدہا رسالے شائع ہوں گے اور چار تو شائع ہو چکے ہیں۔ جن کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ کوئی ایسی بات اُن میں نہیں جس کا جواب رسالہ ازالہ اوہام میں نہ دیا گیا ہو۔

والسلام

خاکسار　　۳۰؍اگست ۱۸۹۱ء

غلام احمد

ازلودہیانہ محلّہ اقبال گنج

مکتوب نمبر۸۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ اس جگہ کے علماء نے حد سے زیادہ شور وغوغا کیا ہے اور تمام دہلی میں ایک طوفان کی صورت

پیدا کر دی ہے۔ لہٰذا مولوی نذیر حسین صاحب سے درخواست کی گئی۔ ایک جلسہ عام کر کے ۱۸/اکتوبر ۱۸۹۱ء روز اتوار کو اس عاجز سے بحث کر لیں۔ ابھی تک ان کی طرف سے جواب نہیں آیا لیکن بہر حال بحث ہوگی اور اگر بالکل گریز کر جائیں گے تو پھر اپنے طور پر لوگوں کو جمع کر کے مفصل تقریر سنائی جائے گی۔ لہٰذا مکلّف ہوں کہ آنمکرم جس طرح ممکن ہو ۱۵/اکتوبر ۱۸۹۱ء سے پہلے تشریف لاویں۔ ۱۸/اکتوبر ۱۸۹۱ء کو اتوار کا دن ہوگا اور سب ملازم غیر ملازم فرصت کامل رکھتے ہوں گے۔ لہٰذا یہی تاریخ بحث کے لئے مقرر کی گئی۔ آنمکرم جس طرح ممکن ہو دس روز کی رخصت حاصل کر کے تشریف لاویں۔ تین روز تو آمد و رفت میں خرچ ہو جائیں گے اور سات روز اس جگہ تشریف رکھیں اور مبلغ بیس روپیہ مرسلہ آنمکرم آج پہنچ گئے۔ جَـزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ اگر حکیم فضل دین صاحب اور کوئی دوسرے دوست بھی اپنی خوشی سے تشریف لا سکتے ہوں تو بہتر ہے کیونکہ اس وقت میں جس قدر ہماری جماعت موجود ہو اسی قدر خوب ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از دہلی بازار بلی ماراں۔ کوٹھی نواب لوہارو

مکرر یہ کہ اوّل تو امید ہے کہ فریق مخالف بحث کریں گے اور اگر انہوں نے عمداً گریز کی تو ہماری طرف سے ایک وسیع مکان میں بطور وعظ مفصل بیان ہوگا۔ اوّل انشاء اللہ القدیر میں بیان کروں گا۔ بعد ازاں آنمکرم بیان کریں۔ پھر ہر ایک صاحب جو چاہے بیان کرے۔

والسلام

خاکسار۔ غ

مکتوب نمبر ۸۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچ کر علالت طبع آنمکرم سے بہت متردّد ہوا۔ رات کو آپ کی صحت کیلئے بہت دعا کی گئی ۔ امید کہ خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے صحت بخشے ۔ اخویم مولوی عبدالکریم کی تحریر آپ کی بیماری میں زیادہ دل کو صدمہ پہنچاتی ہے ۔ اگر کل آنمکرم کا دستخطی خط نہ آیا ہوتا تو معلوم نہیں مولوی عبدالکریم صاحب کی تحریر سے کس قدر قلق واضطراب دل پر ہوتا۔ خدا تعالیٰ بہت جلد آپ کو شفا بخشے ۔ **تمام غم راحت سے مبدّل ہو جائیں گے ۔ اللہ جلّشانہٗ جانبین میں خیر و عافیت رکھے اور آپ کی عمر میں صحت اور عافیت اور دین و دنیا کی سعادت کے ساتھ برکت سے بھری ہوئی درازی بخشے ۔ آمین ثم آمین ۔**[1]

میاں عبدالحق اور مولوی عبدالرحمٰن صاحب کی تحریروں کا آپ ذرا فکر نہ کریں ۔ **یہ ایک ابتلاء ہے خدا تعالیٰ آپ اُس کو اُٹھا دے گا۔ غور کا مقام ہے کہ جس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم** نبوتِ حقّہ کی تبلیغ کر رہے تھے اور کلام ربّانی نازل ہو رہا تھا اس وقت مسیلمہ کذّاب اور اسود عنسی نے کیا کیا فتنے برپا کر دیئے تھے ۔ ایک طرف قرآن کریم کی یہ سورتیں نازل ہوئیں ۔ اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ[2] اور اس کے مقابلہ پر مسیلمہ نے اپنی وحی یہ سنائی ۔ **اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِالۡحُبۡلٰی اَخۡرَجَ مِنۡھَا** ۔ ظاہر ہے کہ ایسے کذّاب کے کھڑے ہونے سے کیا کیا فتنے ہوئے ہوں گے اور جس وقت سادہ لوح لوگ ایک طرف وحی قرآنی سنتے ہوں گے اور ایک طرف مسیلمہ کی شیطانی تکیں ان کے کانوں تک پہنچتی ہوں گی تو کیا کیا ابتلاء انہیں پیش آتے ہوں گے ۔ ایسا ہی ابنِ صیاد نے بہت فتنہ ڈالا تھا اور یہ تمام لوگ ہزارہا لوگوں کی ہلاکت کا موجب ہوئے تھے لیکن آخر خدا تعالیٰ نے حق کی روشنی ظاہر کر دی اور مومنین پر سکینت اور اطمینان نازل کی ۔

---

[1] (یہ دعا قبول ہوگئی ۔ عرفانی)　[2] الفیل : ۲

سو اس کے حکم کا منتظر رہنا چاہئے اور صبر کے ساتھ راہ دیکھنا چاہئے۔ **وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ** [۱] جب آسمان سے بارش نازل ہوتی ہے اور ایک وادی کو پُر کرتی ہے اور زور سے چلنا چاہتی ہے تو یہ قانون قدرت ہے کہ اس پر ایک قسم کی جھاگ آ جاتی ہے وہ جھاگ بظاہر ایک غلبہ اور فوقیت رکھتی ہے کہ پانی اس کے نیچے اور وہ اوپر ہوتی ہے بلکہ بسا اوقات اس قدر بڑھتی ہے کہ پانی کے اوپر کی سطح کو ڈھانک لیتی ہے لیکن بہت جلد نابود کی جاتی ہے اور پانی جو لوگوں کو فائدہ پہنچانے والی چیز ہے باقی رہ جاتی ہے۔ عبدالرحمٰن نومسلم لڑکا اسی جگہ پر ہے اور شاید ضعف کی حالت میں ابھی سفر کرنا آنمکرم کا مناسب نہ ہو۔ اگر ایما فرماویں تو نامبردہ کو آپ کی طرف روانہ کیا جائے۔

نوٹ: عبدالرحمٰن نومسلم وہی لڑکا ہے جو آج شیخ عبدالرحمٰن ماسٹر بی۔ اے مصنف کتب متعددہ ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۸

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معلوم نہیں کہ اب آنمکرم کی طبیعت کیسی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جلد تر شفا بخشے۔ اس عاجز کو آنمکرم نے قادیان کی سڑک پر لیکھرام کے اشعار دیئے تھے۔ ان کی طرف خیال کرنا ایسا فراموش ہوگیا کہ کبھی یاد نہ آیا۔ آنمکرم نے ایک دو مرتبہ لکھا بھی مگر پھر بھی بھول گیا۔ اب انشاء اللہ القدیر بقیہ مضمون کو جلد ختم کر کے اس طرف متوجہ ہوں گا۔ بباعث علالت طبع دورہ مرض حافظہ میں بہت قصور ہو گیا ہے۔ دو تین روز سے اس قدر دورہ مرض ہوا کہ ضعف بہت ہو گیا اور کوئی کام نہیں ہوسکتا۔ مطبع سے بار بار مطالبہ ہے کہ بقیہ مضمون بھیجنا چاہئے مگر طاقت نہیں کہ کچھ لکھ سکوں۔

فضل احمد کا خط نہایت اور غایت درجہ کی التجا سے آیا تھا کہ مولوی صاحب کی خدمت میں

---

[۱] الملک: ۲

سفارش کریں کہ کوئی نوکری میرے گزارہ کے موافق کرا دیں۔ بیس روپے میں اپنے عیال کا گزارہ نہیں کرسکتا۔ سو اگرچہ مصلحت وقت کا حال آنمکرم کو بہتر معلوم ہوگا لیکن اگر کچھ ہرج نہ ہو اور مصلحت کے برخلاف نہ ہو اور کچھ جائے اعتراض نہ ہو اور آنمکرم کچھ اس کی معاش کیلئے اس سے بہتر تجویز کرسکیں تو کر دیں۔ اگرچہ ابھی تک اس کا چال چلن کا حال قابلِ اعتراض ہے مگر شاید آئندہ درست ہو جاوے۔ ابرار واخیار جو متخلق باخلاق اللہ ہوتے ہیں کبھی مطابق آیت کریمہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا[1] پر عمل کر لیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ کے مفہوم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جن دولڑکوں کے لئے حضرت خضر نے تکلیف اُٹھائی۔ اصل میں وہ اچھے چال چلن کے ہونے والے نہیں تھے بلکہ غالباً وہ بدچلن اور خراب حالت رکھنے والے علمِ الٰہی میں تھے۔ لہٰذا خداتعالیٰ نے بباعث اپنی ستاری کی صفت کے ان کے چال چلن کو پوشیدہ رکھ کر ان کے باپ کی صلاحیت ظاہر کر دی اور ان کی حالت کو جو اصل میں اچھی نہیں تھی کھول کر نہ سنایا۔ اور ایک **خویش کی وجہ سے دو بیگانوں پر رحم کر دیا۔** امید کہ اپنی روانگی سے پہلے اس عاجز کو ضرور مطلع فرماویں گے۔ اس قدر میں نے لکھا تھا کہ پھر نہایت عاجزی سے فضل احمد کا خط آیا ہے کہ خدمت میں مولوی صاحب کے میری نسبت ضرور لکھیں۔ آنمکرم اس کو بلا کر اطلاع دے دیں کہ تیری نسبت وہاں سے سفارش لکھی ہے۔ اگر مناسب سمجھیں تو کسی کو اس کی نسبت سفارش کر دیں کہ وہ سخت حیران ہے۔ اس کی ایک بیوی تو میرے پاس اس جگہ ہے اور ایک قادیان میں ہے۔☆

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

لودہیانہ محلّہ اقبال گنج

نوٹ: اس خط پر تاریخ نہیں مگر لدہیانہ کے پتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا ہے۔ (عرفانی)

---

[1] الکھف: ۸۳ ☆ الحکم ۲۴ رمئی ۱۹۰۳ء صفحہ ۷

مکتوب نمبر ۸۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبلغ تنتیس روپیہ معرفت مولوی محمد حسین صاحب مجھ کو پہنچ گئے ۔ یہ آپ کا کمال اخلاص اور غایت درجہ کی محبت ہے کہ باوجود نہ ہونے روپیہ کے وقت پر آپ نے قرض لے کر روپیہ بھیجا اور مجھے خارجاً معلوم ہوا ہے کہ پہلے بھی آپ نے ایک دو مرتبہ ایسا ہی کیا تھا۔ **جَزَاکُمُ اللّٰہُ کَمَا عَلِمْتُمْ۔** آپ نے لکھا تھا کہ رفاقت اور دوستی میں مجھے نسبت فاروقی ہے مگر میرے خیال میں آپ کو نسبت صدیقی ہے کیونکہ انشراح صدر سے ایثار مال اور رفاقت فرمانے تک مستعد ہونا یہ ہمت صدیقی تھی اور میں جس نیت سے آپ کو تکلیف دیتا ہوں وہ خدا تعالیٰ کو معلوم ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از لودہیانہ محلّہ اقبال گنج

نوٹ: اس خط پر تاریخ درج نہیں مگر لودہیانہ کے پتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی و مکرمی اخویم مولوی صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔　　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ مع پارسل ادویہ پہنچا۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء** امید کہ انشاء اللہ القدیر دوائی مجوزہ آں مکرم شروع کروں گا۔ ہنوز میری حالت شدت خارش کی بدستور ہے جو زخم ہو جاتا ہے وہ مشکل سے بھرتا ہے۔ درد شدید اور جریان اور سوزش اور جلن ایسی مدام حال رہتی ہے کہ مجھ سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اللہ جلّشانہٗ کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ امرتسر، کپورتھلہ، سیالکوٹ ایک مرتبہ دیکھ آؤں لیکن اس مرض کے سبب سے میری حالت سفر کے لائق ہرگز نہیں۔ شیخ بٹالوی اپنے فتنہ انگیزی میں اب تک سست اور کاہل نہیں ہوئے اور اپنے تمام جذبات نفسانی اسی راہ میں خرچ کرنا چاہتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ان مولویوں کے ذریعہ تحریک منظور ہے اور چاہتا ہے کہ جلدی اپنے کام کو دنیا میں پھیلاوے کیونکہ بغیر اطلاع یابی کے کوئی شخص طلب کے لئے قدم نہیں اُٹھا سکتا...... کا جموں تشریف لانا معلوم ہوا اگرچہ اس دارالابتلاء میں خدا تعالیٰ نے اولاد کو بھی فتنہ میں ہی داخل رکھا ہے جیسا کہ اموال کو لیکن اگر کوئی شخص صحت نیت کی بناء پر محض اس غرض سے اور سراسر اس وجہ سے فکر سے طالب اولاد ہو کہ تا اس کے بعد اس کی ذریّت میں سے کوئی خادم دین پیدا ہو جس کے وجود سے اس کے باپ کو بھی دوبارہ ثواب آخرت کا حصہ ملے تو خاص اس نیت اور اس جوش سے اولاد کا خواہشمند ہونا نہ صرف جائز بلکہ اعلیٰ درجہ کے اعمال صالحہ میں سے ہے جیسا کہ اس خواہش کی تحریک اس آیت کریمہ میں بھی پائی جاتی ہے اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے وَ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا[1] لیکن سچ سچ اور واقعی اور حقیقی طور پر بھی جوش پیدا ہونا اور اس جذبے کی بنا پر اولاد کا خواہشمند ہونا ان ابرار و اخیار و اتقیا کا کام ہے جو اپنے اعمال خیر کے آثار باقیہ دنیا میں چھوڑ جانا چاہتے ہیں۔ جہاں تک تجربہ کیا گیا ہے بیشک ایک خادم دین ہیں خدا تعالیٰ ان کو اس نیت اور اس جوش میں پورے طور پر مکمل کر کے ان کی مرادات ان کو عطا فرماوے۔ اور یہ عاجز بھی بجوش دل

[1] الفرقان: ۷۵

اپنے لئے اور نیز آں مکرم کے لئے دعا کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہماری نسل اور ذرّیت میں سے بھی اپنے دین کے خادم اور اپنی راہ کے سچے جانثار پیدا کرے۔ یہ دعا اس عاجز کی اپنے لئے اور آپ کے لئے اور...... کے لئے اور ہر ایک دوست کے لئے ہے لیکن ابنائے روزگار کی رسم و عادت کے طور پر خواہشمند اولاد ہونا اور یہ خیال رکھنا کہ ہماری موت فوت کے بعد ہمارے زخارف دنیا کی ہماری اولاد وارث بنے اور سرکار ہماری جائداد پر قابض نہ ہونے پائے بلکہ ہمارے بیٹے ہمارے ترکہ پر قبضہ کریں اور شریکوں سے لڑتے جھگڑتے رہیں اور ہمارے مرنے کے بعد دنیا میں ہماری یادگار رہ جاوے۔ یہ خیال سراسر شرک ہے اور فساد اور سخت معصیت سے بھرا ہوا ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ جب تک یہ خیال دل میں سے دور نہ ہولے کوئی شخص سچا موحد اور سچا مسلمان نہیں ہوسکتا۔ ہمیں ہر روز خدا تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانا چاہیے اور جن امور کو وہ فتنہ قرار دیوے بغیر تحقیق صحت نیت کے ان کو اپنی درخواست سے اپنے پر بلا نازل کرنا نہیں چاہیے۔ جو شخص خدا تعالیٰ کے لئے ہو جاتا ہے وہ اس کے اندرونی پاک جوشوں اور مطہر جذبات کو خوب جانتا ہے بلکہ درحقیقت پاک دل انسان کے اندرونی جوش اسی کی طرف سے ہوتے ہیں اور پھر وہ خود انہیں پورا بھی کر دیتا ہے جس وقت وہ دیکھتا ہے کہ ایک الٰہی حالت کا آدمی اس کے دین کی خدمت کے لئے اپنا کوئی وارث چاہتا ہے تو اللہ جلّشانہٗ اس کو ضرور کوئی وارث عنایت کرتا ہے۔ اس کی دعائیں پہلے ہی سے قبول شدہ کے حکم میں ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہم سب کو اس حالت سے اور اس کے نتائج سے تمتع کامل عطا فرماوے اور کسی جگہ مکان بنانے کی نسبت یہ عاجز ارادہ الٰہی کی طرف دیکھ رہا ہے اس لئے ابھی کوئی بات منہ پر نہیں لاسکتا لیکن اس عاجز کی دلی منشاء ہے۔ آں مکرم کا اس بات میں تردّد ہے کہ یہ عاجز اور آں مکرم بقیہ زندگی ایک جگہ بسر کریں۔ سو یہ عاجز دعا میں مشغول ہے امید کہ اللہ جلّشانہٗ کوئی ایسی راہ پیدا کر دے گا جو کہ خیر و برکت سے معمور ہوگی۔ زیادہ خیریت ہے۔ ☆

والسلام

راقم خاکسار　　　　۲۷ر نومبر ۱۸۹۱ء

غلام احمد از قادیان

☆ تشحیذ الاذہان جون ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۵، ۲۶

مکتوب نمبر۹۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ سردار ویٹ خان خلف الرشید مسٹر جان ویٹ کہ ایک جوان تربیت یافتہ قوم انگریز دانشمند مدبّر آدمی انگریزی میں صاحب علم آدمی ہیں اور کرنول احاطہ مدراس میں بعہدہ منصفی مقرر ہیں۔ آج بڑی خوشی اور ارادت اور صدق دل سے سلسلہ بیعت میں داخل ہو گئے۔ ایک باہمت آدمی اور پرہیزگار طبع اور محبّ اسلام ہیں۔ انگریزی میں حدیث اور قرآن شریف کو دیکھا ہوا ہے۔ چونکہ رخصت کم تھی اس لئے آج واپس چلے گئے پھر ارادہ رکھتے ہیں کہ تین ماہ کی رخصت لے کر اسی جگہ رہیں اور اپنی بیوی کو ساتھ لے آویں۔ وہ مشورہ دیتے ہیں کہ **ہر ایک ملک میں واعظ بھیجنے چاہئیں** اور کہتے ہیں کہ ایک مدراس میں واعظ بھیجا جاوے اس کی تنخواہ کے لئے میں ثواب حاصل کروں گا۔ غرض زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے۔ تمام اعتقادسن کر اٰمَنَّا اٰمَنَّا کہا۔ کوئی روک پیدا نہیں ہوئی اور کہا کہ جو لوگ مسلمان اور مولوی کہلا کر آپ کے مخالف ہیں وہ آپ کے مخالف نہیں بلکہ اسلام کے مخالف ہیں۔ اسلام کی سچائی کی خوشبو اس راہ میں آتی ہے۔ الغرض وہ محققانہ طبیعت رکھتے ہیں اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر خوشی یہ ہے کہ **پابند نماز خوب ہے**۔ بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے۔ جاتے وقت امام مسجد حافظ کو دو روپیہ دیئے اور اس عاجز کے ملازموں کو پوشیدہ طور پر چند روپیہ دینے چاہے مگر میرے اشارہ سے انہوں نے انکار کیا۔ ایک مضبوط جوان دوہرا بدن کا مشابہ بدن قاضی خواجہ علی کے اور اس سے کچھ زیادہ۔ خدا تعالیٰ اس کو استقامت بخشے۔ کرنول احاطہ مدراس میں منصف ہے۔ آنمکرم بھی اس سے خط و کتابت کریں۔ ان کے پتہ کا ٹکٹ بھیجتا ہوں۔ مگر ٹکٹ میں بلور لکھا ہے۔ وہاں سے

بدلی ہوگئی ہوگی۔

والسلام

۱۳؍جنوری ۱۸۹۲ء خاکسار

غلام احمد از قادیان

یہ وعدہ کر کے گئے ہیں کہ ازالہ اوہام کے بعض مقامات انگریزی میں ترجمہ کر کے بھیج دوں گا۔ ان کو چھپوا کر شائع کر دینا اور ازالہ اوہام کی دو جلد لے گئے ہیں۔ قیمت دینے پر اصرار کرتے تھے مگر نہیں لی گئی۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل مفصل حال اپنی علالت طبع کا لکھ چکا ہوں۔ رات قریباً اٹھارہ دفعہ بول کی حاجت ہوئی اور تمام رات بے چینی اور بیداری میں گذری۔ چار بجے کے قریب کچھ نیند آئی۔ امید کہ توجہ فرما کر کوئی تجویز کر کے بھیج دیں گے کہ ضعف بہت ہوتا جاتا ہے۔ شاید ضعف قلب کے خواص میں سے یہ بھی ہے کہ کثرت سے پیشاب آتا ہے اور پیشاب سے ضعف ہو جاتا ہے۔ امید کہ خداوند کریم اپنے فضل سے شفا بخشے گا۔ اسی طرح دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی **سخت عارضہ ہوتا ہے تو خداوند کریم اپنی طرف سے شفا بخشتا ہے**۔ اسی طرح ایک دفعہ زحیر اور اسہال خونی کی سخت بیماری ہوئی۔ یہاں تک کہ بظاہر زندگی سے یاس کلّی ہوگئی اور ایک شخص جو میرے ساتھ ہی بیمار ہوا تھا وہ فوت ہوگیا۔ لیکن اس نازک حالت میں خدا تعالیٰ نے اپنی طرف سے ایک عجیب طور سے شفا بخشی اور یہ الہام ہوا۔

وَاِنۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ رَیۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰی عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِشِفَآءٍ مِّنۡ مِّثۡلِہٖ[1]

ایسا ہی اس دوسری بیماری میں بھی جب حال قریب موت ہوا تو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا۔ **الابراء**[2] سو یقین رکھتا ہوں کہ خداوند کریم اس بیماری سے نجات بخشے گا۔

فضل احمد نے جموں سے بڑا شکریہ کا خط لکھا ہے کہ حضرت مولوی صاحب نے بڑی جدوجہد اور توجہ سے میرا معالجہ کیا اور نیز درخواست کرتا ہے کہ مولوی صاحب کٹھوعہ میں میری تعیناتی کرا دیں۔ اس کو لکھا گیا تھا کہ دو چار روز کے لئے مل جائے۔ معلوم نہیں وہ کیوں نہیں آیا اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب کی والدہ نہایت الحاح سے عرض کرتی ہیں کہ افتخار احمد کی ہمشیرہ چند روز کیلئے ہم کو مل جاویں اور نیز سیالکوٹ سے مختار بھی مل جاوے اور پھر اکٹھی چلی جاویں۔ پس اگر خود آنمکرم کو فرصت ہو تو

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۶، ۵۲۹۔ ایڈیشن چہارم [2] تذکرہ صفحہ ۱۵۷۔ ایڈیشن چہارم

نہایت خوشی کی بات ہے کہ مدت کے بعد آنمکرم کی ملاقات سے فرحت حاصل ہو اور ان کا مطلب بھی پورا ہو جائے اور ہمارا بھی۔ والسلام

۷/اپریل ۱۸۹۲ء　　　　خاکسار

غلام احمد از لدھیانہ

مکتوب نمبر ۹۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شیخ محمد عرب کا خط آیا تھا۔ آپ کی خدمت میں ارسال ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حسبِ استطاعت و کمی بیشی وقت جو مل سکے ان کو دے دیں اور اگر کچھ کم ہو تو ملاطفت سے استمالت طبع فرماویں اور اس عاجز کی طبیعت آج بہت علیل ہو رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں بھاری اور زبان بھی بھاری ہو رہی ہے۔ مرض کے غلبہ سے نہایت لاچاری ہے۔ مجھ کو ایک مرتبہ آنمکرم نے کسی قدر مشک دیا تھا وہ نہایت خالص تھا اور مجھ کو بہت فائدہ اس سے ہوا تھا۔ اب میں نے کچھ عرصہ ہوا لاہور سے مشک منگوائی تھی اور استعمال بھی کی مگر بہت کم فائدہ ہوا۔ بازاری چیزیں مغشوش ہوتی ہیں۔ خاص کر مشک۔ یہ تو مغشوش ہونے سے خالی نہیں ہوتی۔ چونکہ میری طبیعت گری جاتی ہے اور ایک سخت کام کی محنت سر پر ہے اس لئے تکلیف دیتا ہوں کہ ایک خاص توجہ اس طرف فرماویں اور مشک کو ضرور دستیاب کریں بشرطیکہ وہ بازاری نہ ہو کیونکہ بازاری کا تو چند دفعہ تجربہ ہو چکا ہے۔ اگرچہ مشک دو ماشہ یا تین ماشہ ہو۔ وہ بالفعل کفایت کرے گا۔ مگر عمدہ ہو۔ اگر اصلی نافہ جو مصنوعی نہ ہو، مل جائے تو نہایت خوب ہے مگر جلد ہو۔ کتاب چھپ رہی ہے شائد تین جز کے قریب چھپ گئی ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

۲۴/اگست ۱۸۹۲ء　　　　غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر۹۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم حضرت مولوی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کی ڈاک میں آنمکرم کا محبت نامہ پہنچ کر بوجہ بشریت اس کے پڑھنے سے ایک حیرت دل پر طاری ہوئی۔ مگر ساتھ ہی دل پھر کھل گیا۔ یہ خداوند حکیم وکریم کی طرف سے ایک ابتلاء ہے۔ انشاء اللہ القدیر کوئی خوف کی جگہ نہیں۔ اللہ جلّشانہٗ کی پیار کی قسموں میں سے یہ بھی ایک قسم پیار کی ہے کہ اپنے بندے پر کوئی ابتلاء نازل کرے۔

مجھے تین چار روز ہوئے کہ ایک متوحش خواب آئی تھی جس کی یہ تعبیر تھی کہ ہمارے ایک دوست پر دشمن نے حملہ کیا ہے اور کچھ ضرر پہنچا تا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کا بھی کام تمام ہوگیا۔ میں نے رات کو جس قدر آنمکرم کے لئے دعا کی اور جس حالتِ پُرسوز میں دعا کی۔ اس کو خداوند کریم خوب جانتا ہے اور ابھی اس پر بفضلہٖ تعالیٰ بس نہیں کرتا اور چاہتا ہوں .... کہ خداوند کریم سے کوئی بات دل کو خوش کرنے والی سنوں۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند روز تک اطلاع دوں گا اور انشاء اللہ القدیر، آپ کے لئے دعا کروں گا جو کبھی کبھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک یگانہ رفیق کے لئے کی جاتی ہے۔ ہمیں جو ہمارے بادشاہ، ہمارا حاکم، ذوی الاقتدار، زندہ حی وقیوم موجود ہے جس کے آستانہ پر ہم گرے ہوئے ہیں جس قدر اس کی مہربانیوں، اس کے فضلوں، اس کی عجیب قدرتوں، اس کی عنایات خاصہ پر بھروسہ ہے اس کا بیان کرنا غیر ممکن ہے۔ دعا کی حالت میں یہ الفاظ منجانب اللہ زبان پر جاری ہوئے۔ لَوۡی عَلَیۡہِ (اَوۡ) لَاوَلِیَّ عَلَیۡہِ[1] اور یہ خدا تعالیٰ کا کلام تھا اور اسی کی طرف سے تھا۔

آج رات خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ لڑکے کہتے ہیں کہ عید کل تو نہیں پر پرسوں ہوگی۔ معلوم نہیں کل اور پرسوں کی کیا تعبیر ہے[2] مجھے معلوم نہیں کہ ایسا پُراشتعال حکم کس اشتعال کی

---

[1] تذکرہ صفحہ ۱۶۰۔ ایڈیشن چہارم

[2] تذکرہ صفحہ ۱۶۱۔ ایڈیشن چہارم

وجہ سے دیا گیا ہے۔ کیا بدقسمت وہ ریاست ہے جس سے ایسے مبارک قدم، نیک بخت اور سچے خیر خواہ نکالے جائیں اور معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔

حالات سے مجھے بہت جلد مفصّل اطلاع بخشیں اور یہ عاجز انشاء اللہ القدیر، ثمرات بیّنہ دعا سے اطلاع دے گا۔ بِفَضْلِهٖ وَمِنَّتِهٖ تَعَالٰی۔ مجھے فصیح کی نسبت حالات سن کر نہایت افسوس ہوا۔ اپنے محسن کا دل سخت الفاظ سے شکستہ کرنا اس سے زیادہ اور کیا نااہلی ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو نادم کرے اور ہدایت بخشے۔

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

ازقادیان

۲۶؍اگست ۱۸۹۲ء

☆......☆......☆

حضرت خانصاحب

نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

نام خطوط

سابقہ جلد پنجم حصہ چہارم

مرتبہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

صفحہ ۱۳۹ تا ۳۲۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرض حال

میں اپنی زندگی کا یہ بھی ایک مقصد سمجھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہر قسم کی پرانی تحریروں کو، جو کبھی شائع نہیں ہوئی ہیں یا نایاب ہو چکی ہیں اور لوگوں کو خبر بھی نہیں، جمع کروں اور جمع کر کے شائع کرتا رہوں۔ اس سلسلہ میں اب تک بہت کچھ شائع ہو چکا ہے اور ابھی بہت کچھ باقی ہے۔ میں خدا کا بہت شکر کرتا ہوں کہ مکتوبات احمدیہ کے سلسلہ میں پانچویں جلد (جو حضرت کے ان مکتوبات پر مشتمل ہے۔ جو آپ نے اپنے دوستوں کو لکھے) کا چوتھا نمبر شائع کر رہا ہوں۔ یہ مکاتیب نواب محمد علی خان صاحب قبلہ کے نام ہیں۔ اور ممکن ہے کہ آپ کے نام کے اور خطوط بھی ہوں۔ مگر مجھے جو مل سکے ہیں میں نے شائع کر دیئے ہیں اور اگر اور مکتوبات میسر آئے تو وہ نمبر کے ضمیمہ کے طور پر شائع کر سکوں گا۔ وباللہ التوفیق۔

مجھے یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ افسوس ہے ابھی تک جماعت میں ایسے قدر دانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ جو اِن بیش قیمت موتیوں کی اصل قدر کریں۔

بہر حال میں اپنا کام جس رفتار سے ممکن ہے کرتا رہوں گا۔ جب تک خدا تعالیٰ توفیق دے۔ تاہم دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں میرے مددگار رہوں۔ والسلام

یکم فروری ۱۹۲۳ء

خاکسار

عرفانی

کنج عافیت قادیان دارالامان

فہرست مکتوبات بنام

حضرت خانصاحب نواب محمد علی خانصاحبؓ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب رضی اللہ عنہ

تعارفی نوٹ

ذیل کے خطوط حضرت نواب محمد علی خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ رئیس مالیر کوٹلہ کے نام ہیں۔ آپ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالۂ اوہام میں آٹھویں نمبر پر کیا ہے اور تفصیل سے حالات درج کر کے آپ کے اخلاص کی تعریف کی ہے۔ آپ کی بیعت ۱۹؍نومبر ۱۸۹۰ء کی ہے۔ آپ ان خوش قسمت صحابہ کرام میں سے ہیں کہ جن کا نام ۳۱۳ صحابہ میں نہ صرف ایک بار آئینہ کمالاتِ اسلام میں آیا بلکہ دوسری بار ضمیمہ انجامِ آتھم میں بھی درج ہوا۔ آپ کی اہلیہ محترمہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ کو حضورؑ نے اپنی بیٹی بنایا۔ بالآخر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ سے عقد کر کے آپ کو اپنی فرزندی میں لیا۔ بعد میں آپ کے صاحبزادہ حضرت نواب محمد عبداللہ خاں صاحب بھی حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ سے عقد ہونے پر حضورؑ کی فرزندی میں آ گئے۔ اس طرح یہ خاندان حضرت عثمانؓ ذوالنورین کا مماثل ہوگیا۔ نواب صاحب کی اولاد میں سے کئی صاحبزادیاں حضور کے خاندان میں بیاہی جا کر ''خواتین مبارکہ'' میں شمار ہو چکی ہیں اور آپ کی اولاد میں سے کئی صاحبزادگان کی حضورؑ کے خاندان میں شادیاں ہوئی ہیں۔ آپ کی ایک صاحبزادی حضورؑ کے مبشر بیٹے حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے عقد میں آئیں۔ نواب صاحب دسمبر ۱۹۰۱ء میں ہجرت کر کے قادیان چلے آئے اور عرصہ دراز تک سلسلہ کی مختلف رنگ میں قابلِ قدر خدمات سرانجام دیں۔ آپ کو حضورؑ نے تحریر فرمایا کہ:۔

''میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کو ان مخلصین میں سے سمجھتا ہوں جو صرف چھ سات آدمی ہیں''۔

نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ

''میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دعا کرتا ہوں کہ اس جہان کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی

خوشی دکھاوے‘‘۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے ’’حجۃ اللہ‘‘ کے لقب سے نوازا۔ آپ ۱۰ رفروری ۱۹۴۵ء کو فوت ہوئے اوراب بہشتی مقبرہ میں آرام فرماتے ہیں۔

آپ کے نام حضورؑ کے باسٹھ خطوط حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے مکتوباتِ احمد یہ جلد پنجم نمبر چہارم میں اور ایک جلد پنجم نمبر پنجم میں شائع فرمائے تھے اور ان سے آگے جو خطوط شامل کئے گئے ہیں۔ وہ محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے درویش قادیان نے اصحاب احمد جلد ہفتم میں درج فرمائے تھے۔ اصل خطوط حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ تھے اور انہوں نے محترم ملک صلاح الدین صاحب کو اشاعت کے لئے دئے تھے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

مکتوبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بنام

حضرت نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ

مکتوب نمبر ۱　ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　　　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

ازطرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایّد باخویم محمد علی خان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط پہنچا۔ اس عاجز نے جو بیعت کے لئے لکھا تھا وہ محض آپ کے پہلے خط کے حقیقی جواب میں واجب سمجھ کر تحریر ہوا تھا کیونکہ آپ کا پہلا خط اس سوال پر متضمن تھا کہ پُر معصیت حالت سے کیونکر رستگاری ہو۔ سو جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ نے اس عاجز پر القا کیا، تحریر میں آیا اور فی الحقیقت جذبات نفسانیہ سے نجات پانا کسی کے لئے بجز اس صورت کے ممکن نہیں کہ عاشق زار کی طرح خاکپائے محبانِ الٰہی ہو جائے اور بصدق وارادت ایسے شخص کے ہاتھ میں ہاتھ دے جس کی روح کو روشنی بخشی گئی ہے تا اس کے چشمہ صافیہ سے اس فرد ماندہ کو زندگی کا پانی پہنچے اور اس تر و تازہ درخت کی ایک شاخ ہو کر اس کے موافق پھل لاوے۔ غرض آپ نے اپنے پہلے خط میں نہایت انکسار اور تواضع سے اپنے روحانی علاج کی درخواست کی تھی۔ سو آپ کو وہ علاج بتلایا گیا تھا جس کو سعید آدمی بصد شکر قبول کرے گا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ کا وقت نہیں آیا۔ معلوم نہیں کہ ابھی کیا کیا دیکھنا ہے اور کیا کیا ابتلا درپیش ہے۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ میں شیعہ ہوں اس لئے میں بیعت نہیں کرسکتا۔ سو آپ کو اگر صحبت فقراء کاملین میسر ہو تو آپ خود ہی سمجھ لیں کہ شیعوں کا یہ عقیدہ کہ ولایت اور امامت بارہ اماموں پر ختم ہو چکی ہے اور اب خدا تعالیٰ کی یہ نعمت آگے نہیں ہے بلکہ پیچھے رہ گئی ہے

کیسا لغو اور حقانیت سے دُور ہے اگر خدائے کریم و رحیم کو بھی منظور تھا کہ ولایت اور امامت بارہ شخصوں پر محدود ہو کر آئندہ قرب الٰہی کے دروازوں پر مہر لگ جائے تو پھر اس سے تمام تعلیم اسلام عبث ٹھہرتی ہے اور اسلام ایک ایسا گھر ویران اور سنسان ماننا پڑتا ہے جس میں کسی نوع کی برکت کا نام ونشان نہیں۔ اور اگر یہی سچ ہے کہ خدا تعالیٰ تمام برکتوں اور اماموں اور ولایتوں پر مہر لگا چکا ہے اور آئندہ بکلّی وہ راہیں بند ہیں تو خدائے تعالیٰ کے سچے طالبوں کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی دل توڑنے والا واقعہ نہ ہوگا۔ گویا وہ جیتے ہی مر گئے اور ان کے ہاتھ میں بجز چند خشک قصوں کے اور کوئی مغز اور بات نہیں۔ اور اگر شیعہ لوگ اس عقیدہ کو سچ مانتے ہیں تو پھر کیوں پنج وقت نماز میں یہ دعا پڑھتے ہیں۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ [1]

کیونکہ اس دعا کے تو یہی معنی ہیں کہ اے خدائے قادر! ہم کو وہ راہ اپنے قرب کا عنایت کر جو تُو نے نبیوں اور اماموں اور صدیقوں اور شہیدوں کو عنایت کیا تھا۔ پس یہ آیت صاف بتلاتی ہے کہ کمالات امامت کا راہ ہمیشہ کے لئے کھلا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہیے تھا۔ اس عاجز نے اسی راہ کے اظہار ثبوت کے لئے بیس ہزار اشتہار مختلف دیار و امصار میں بھیجا ہے۔

اگر یہ برکت نہیں تو پھر اسلام میں فضیلت ہی کیا ہے

یہ تو سچ ہے کہ اکثر امام کامل اور بزرگ اور سیّد القوم تھے۔ مگر یہ ہرگز سچ نہیں کہ کمالات میں ان کے برابر ہونا ممکن نہیں۔

خدائے تعالیٰ کے دونوں ہاتھ رحمت اور قدرت کے ہمیشہ کھلے ہیں اور کھلے رہیں گے اور جس دن اسلام میں یہ برکتیں نہیں ہوں گی۔ اس دن قیامت آجائے گی۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کو راہ راست کی ہدایت بخشے۔

پرانا عقیدہ ایسا مؤثر ہوتا ہے کہ بجائے دلیل مانا جاتا ہے اور اس سے کوئی انسان بجز فضل خداوند تعالیٰ نجات نہیں پا سکتا۔ ایک آدمی آپ لوگوں میں اس مدّعا کے ثابت کرنے کے لیے موجود ہے۔ کیا آپ لوگوں میں سے کسی کو خیال آتا ہے کہ اس کی آزمائش کرے۔

---

[1] الفاتحة:٦

کتاب براہین احمد یہ کا اب تک حصہ پنجم طبع نہیں ہوا ہے۔ امید کہ خدائے تعالیٰ کے فضل سے جلد سامان طبع کا پیدا ہو جائے۔ صرف کتاب کے چند نسخے باقی ہیں اور قیمت بطور پیشگی لی جاتی ہے اور بعد تکمیل طبع باقی حصّے انہیں کو ملیں گے جو اوّل خریدار ہو چکے ہیں۔ قیمت کتاب سو روپیہ سے پچیس روپیہ تک حسبِ مقدرت ہے۔ یعنی جس کو سو روپیہ کی توفیق ہے وہ سو روپیہ ادا کرے اور جس کو کم توفیق ہے وہ کم۔ مگر بہر حال پچیس روپیہ سے کم نہ ہو اور نادار کو مفت لِلّٰہِ ملتی ہے۔ آپ جس صیغہ میں چاہیں لے سکتے ہیں اور چاہیں تو مفت بھیجی جائے۔ والسلام

احقر عباد اللہ غلام احمد
از لودہانہ محلّہ اقبال گنج
مکان شہزادہ حیدر

۷؍اگست ۱۸۸۹ء

مکتوب نمبر۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد بخدمت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علی خان صاحب سلّمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ عنایت نامہ پہنچ کر بموجب مسرت وانشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی کسی قدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپ کو بہت انتظار میں رکھوں اس لئے بلحاظ اختصار آپ کے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اس کو قال اللہ اور قال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلّشانہٗ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہاں تک ممکن ہو اس پر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے۔

(۲) بیعت کرنے والے کے لئے ان عقائد کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں اور جس قدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئیں گے ان کا شمار خاص اللہ جلّشانہٗ کو معلوم ہے وحی رسالت ختم ہوگئی مگر ولایت وامامت وخلافت حقّہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربّانیین کا کبھی بند نہیں ہوگا۔ کسی کو گزشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے جمیع فضائل و کمالات میں بے مثل نہیں کہہ سکتے اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمت گزاری میں آئندہ اس سے بہتر پیدا ہو۔ ہاں! جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ بے مثل ٹھہر سکتے ہیں جیسے صحابہ اور اہلِ بیت کی یہ فضیلت جوانہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور اس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی اور اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے تو اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھ کر ان کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پھیلایا اور کفر کے زور کو مٹایا اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کر کے

تمام ملکوں میں رواج دیا اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مُہریں کر کے اس دارِ فانی سے کوچ کر گئے ۔ بلا شبہ ان کی اس فضیلت کو بعد میں آنے والے نہیں پا سکتے **وَذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ** مگر اس کے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے درو دروازے کھلے ہیں خدا تعالیٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی الارض اب بھی ایسے ہی ہوتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے اور اب بھی خدا تعالیٰ کے انعام واکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں ۔ کمالاتِ نبوت و رسالت بھی ظلّی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں جس قدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور پَرتَو نور کا پڑے گا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے مگر جو لوگ امامت وخلافت وصدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں ان کے ہاتھ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بے جان تصویر ان کے ہاتھ میں ہے یاد رکھنا چاہئے کہ جو مذہب آئندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے ۔ وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے ۔ قرآن شریف کی رو سے انسان کی بھاری دعا یہی ہے کہ وہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو غور سے پڑھنا چاہئے اس آیت کو اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۔ دوسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ مجرّد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو، کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامَردوں کا کام ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوالقُربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں **وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی** اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ [1] تیسرے یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف اب تک ہر ایک قسم کے تصرّف سے بکلّی محفوظ ہے اور کوئی ایسا قرآن نہیں جو کوئی شخص اس کو غار میں لے کر اب تک چھپا بیٹھا ہے یہ ان لوگوں کا بہتان ہے جن کو خدا تعالیٰ کا خوف نہیں ۔

چوتھے یہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ سب کے سب واقعی طور پر دین میں امین تھے ۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیت کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے ۔

---

[1] **الحجرات: ۱۴**

بلا شبہ یہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اسی قدر محبت اور عشق پیدا کریں گے جس قدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا اگر ہم ایک ذرا بھی کمالات ایمانیہ میں ان کو کم سمجھیں گے تو وہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائے گی۔ یہی وجہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکھتے ہیں اور اس کو بصد محبت حفظ کر لیتے ہیں یہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجھے تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک لاکھ سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اسی ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی حافظ ہیں؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بھی بمشکل ہے اس کا کیا سبب ہے؟ وہی ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظرِ تخفیف دیکھنے میں سراسر ایمان کا گھاٹا ہے۔ **والعاقل تکفیه الاشارة**۔ پانچویں بیعت کے لئے یہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلّی پرہیز کرے اگر یہ تمام عقائد کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہ اس کی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالیٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طریق ناانصافی کو چھوڑ دیوے جو شخص عمداً ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ دراصل حقیقت بیعت سے غافل ہے ہم اس مسافر خانہ میں تھوڑے عرصہ کے لئے آئے ہیں اور اس غرض سے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقائد اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیاتِ الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اس مولیٰ کریم کی رضا مندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہ دیکھ لینا چاہئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم وزیادتی سے خالی ہیں؟ یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آں جناب کی رفاقت اختیار کی۔ اس رفاقت اور اس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اُٹھائیں، اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے وطن سے نکالے گئے اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرضِ ہلاکت میں ڈالا۔ ان کی شان کو جیسا کہ چاہئے، نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار

کرنا پڑے گا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں۔ ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اس کے حسنِ خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ مستمرہ کی رو سے بپایۂ ثبوت پہنچ گئی ہے کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا میں آ کر کیا وہ صرف اس قدر ہے کہ ایک نابکار دنیادار کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت نہ کی اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ مگر یہ ایک شخصی ابتلا ہے جو انہیں پیش آ گیا اگر اس کو حضرت صدیق اکبر کی ان جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جاوے جو انہوں نے تمام عمر محض اعلاءِ کلمۂ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تھیں، تو کیا ایک شخصی ابتلا کو اس سے کچھ نسبت ہو سکتی ہے؟ اللہ جلّشانہٗ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلےٰ درجہ کا وفادار ہے اور خدمت گزار ہے وہی اس کا مقرب ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔ البتہ نواسے زندہ رہے ہیں۔ جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد۔ سو خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کے مدارج ان کے اعمال کے موافق ہیں۔ خواہ نخواہ کا درجہ کسی کو دیا نہیں جاتا۔ جو شخص محض خدا تعالیٰ کے لئے کسی سے محبت کرتا ہے اس کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کر کے دیکھے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں اس نے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے ناحق فضیلت اس کو نہ دیوے کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے خاص کر کے ذرا سے رشتہ سے جو نواسہ ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوحؑ کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیمؑ کا باپ۔ پس کیا یہ رشتہ انہیں کچھ کام آیا؟ پس یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اہلِ بیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بے شک امام حسن وحسین ان لوگوں میں سے ہیں۔ جن لوگوں کو خدا تعالیٰ نے ان کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا ہے نہ اس کی وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے نواسہ ہونا خدا تعالیٰ کے نزدیک یا خلقت کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے؟ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی وفاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات متنزّل ہیں ان بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں۔ جو شخص ان کے احسانات کا منکر ہووے وہ خدا تعالیٰ کا کافرِ نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کئے جاویں تو ہرگز راستی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں یہ سراسر غلط ہے۔ تمام صحابہ کرام کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شاہد

ہے۔صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اس قدر پُر تعریف کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا ان دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کوئی چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں سچے مومنوں کی تعریفیں کی ہیں اور اس بات کا فیصلہ کہ ان میں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ اور ان بزرگوں کی خدمات سے کرنا چاہیئے کہ اسی کی طرف اللہ جلّشانہٗ ہدایت فرماتا ہے۔اب حاصل کلام یہ ہے کہ بیعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی ناانصافی سے بکلّی دست بردار ہو جاوے کیونکہ بیعت راہ راست حاصل کرنے کے لئے ہے۔اگر بہر حال اسی راہ پر قائم رہتا ہے کہ جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا ہے

؎ ہر کجا شمع ہدایت یافتی پروانہ باش گر خردمندی پے راہ ہدا دیوانہ باش

(۴) اگر چہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور دست بستہ کھڑا ہونا قانون فطرت کی رو سے بھی بندگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔مسنون وہی طریق ہے جو اوپر بیان ہوا اس قدر اختلاف بیعت کا کچھ ہارج نہیں اگر چہ احادیثِ صحیحہ میں اس کا نام ونشان بھی نہیں۔

(۵) یہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ نشانوں کے چاہنے والے دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن یعنی جب کوئی انسان مقبول خدا تعالیٰ سے غایت درجہ کی دوستی ومحبت اختیار کرے یہاں تک کہ اس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اس کی خاکپا ہو جائے تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا تکمیل مدارج ایمان کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے اور اس کی برکت اور صحبت سے جذبات نفسانی کم ہوتے جاتے ہیں اور ذوق اور محبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی محبت کم اور ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے نشانوں کے ذریعہ سے اس پر ظاہر کرتا جاتا ہے کہ یہ شخص محبوبان اور مقبولانِ الٰہی میں سے ہے اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادت پہنچ جائے تو اس کا ایمان کامل کرنے کے لئے کئی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ پیشتر آزمائش صدق کے اور محققین حقیقت پر نظر

ڈالتے ہیں۔عوام جلدی سے کسی کو کافر اور کسی کو بے دین کہہ دیتے ہیں اور محققین اس کی ذرا پرواہ نہیں کرتے۔اگر ہم صدیقی اور فاروقی خدمات کو جو اپنی زندگی میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ وہ ایک دفتر میں بھی ختم نہیں ہوسکتیں۔لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ انکار بیعت کی وجہ سے کربلا کے میدان میں روکے گئے اور شہید کئے گئے۔کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیا دار کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت نہیں کی۔مگر اعتراض تو یہ ہے کہ وہ اپنے باپ بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے۔باپ نے تو بقول شیعوں کے تین فاسق آدمیوں کے ہاتھ پر جو بزعم ان کے مرتد سے بدتر تھے اور بقول ان کے صرف معمولی بادشاہوں میں سے تھے، بیعت کر لی اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق سے اعراض کر کے ایک فاسق کی بیعت بھی نہیں کی اور انکار ہی میں جان دی۔بہر حال یہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آ گیا اور بڑا بھاری ذخیرہ ان کے درجہ کا صرف یہی ایک حادثہ ہے جس کو محض غلو اور ناانصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو رسولوں کی طرح دنیا میں کام کر گئے اور ہر میدان میں جان فدا کرنے کے لئے حاضر ہوئے ان سے بقول آپ کے لاپرواہی تو آپ کا طریق ہے۔یہ فیصلہ تو آسانی سے ہوسکتا ہے چونکہ دنیا دارالعمل ہے اور میدانِ حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملیں گے۔پس جس کے دل میں امام حسن وحسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے اس کو چاہئے کہ ان کی خدمات شائستہ دین کی راہیں پیش کرے اگر ان کی خدمات کا پلّہ بھاری ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہریں گے ورنہ ہم اس بات کے تو قائل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسی کو افضل ٹھہرایا جاوے۔اور یہ خیال کرنا کہ ان کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے یہ خیال کوئی عقلمند نہیں کرسکتا۔کیونکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں یہ آیت کریمہ ہمارے لئے کافی ہے اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ [1] مجھے اللہ جلّشانہٗ نے کھول دیا ہے کہ اس زمانہ کا اتّقا صدیق اکبر ہے بعض لوگوں کو یہ بھی دھوکہ لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیا کرتے ہیں یعنی

[1] الحجرات: ۱۴

کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علیؓ کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور امام حسین کے حق میں یہ فرمایا ہے مگر یہ خیال کہ کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کسی کی نسبت پیدا کی جائے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ درحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمائش کے نہیں ہو سکتی مگر طالب حق اللہ جلّشانہٗ کی توفیق سے کسی قدر قرائن سے بہ تکلف ارادت مندوں کا پیراہن پہن لیتا ہے پھر عنایتِ الٰہی سے بمشاہدہ برکات حق وہ تکلّف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلِ بیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روزِ ازل سے انہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں اور پھر غایت درجہ کی دشمنی پر اور جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اس کے درپے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرتِ الٰہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے **مَنْ عَادٰی اَوْلِیَائِی فَقَدْ آذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ** اِس لئے یہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جس کو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا تو غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچۂ اطفال نہیں ہے کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائیں۔ اللہ جلّشانہٗ اور اس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی ان کی عادت نہیں اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامات الٰہی بارش کی طرح برستی ہیں لیکن غیر جب تک کہ پورا دوست یا پورا دشمن نہ ہو ان انوار کے مشاہدہ سے بےنصیب رہتا ہے اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہارات کرامت نمائی کے لئے شائع کیا تھا اور شرط کی تھی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اس کا ہرجہ دیا جائے گا اس اشتہار سے اللہ جلّشانہٗ کی غرض یہی تھی کہ اس پابندی سے وہی شخص آکر ایک سال تک بیٹھے گا جو تمہارا دشمن ہوگا۔

(۶) اس میں شک نہیں ہے اور خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ یہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کراماتِ الٰہی جو یہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بھی دیکھیں لیکن خدا تعالیٰ اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا دوست کامل بننا چاہئے یا دشمن کامل۔ تا آسمانی نشان ظاہر ہوں ہاں ایک طریق ہے اور اس کو آپ ہی بجا لا سکتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ آپ کا اب تک عقیدہ یہ ہے کہ بارہ اماموں کو جس قدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔

غایت درجہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں اور اس عاجز کا عقیدہ ہے کہ اصحاب کبار کے درجہ کے مقابل بارہ امام کچھ بھی چیز نہیں بلکہ اصحاب کبار کی محبت ان کا فخر اور ان کے ترقی ایمان کا موجب ہے قرآن شریف میں بجز ابوبکر صدیق ؓ خاص طور پر کسی اہلِ بیت کا ذکر نہیں اور یہ بھی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جس قدر اہل بیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں بے مثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں یہ میرے لئے شکر کا مقام ہے اور اس بات کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ ان اماموں کے درجہ کے موافق ایک میں بھی ہوں اور اس سے زیادہ بھی مجھ پر انعاماتِ الٰہی ہیں جس کو آپ سمجھ نہیں سکتے اور نہ اس زمانہ کی خلقت سمجھ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوٰے میں راستی پر نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں۔ بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلّشانہٗ ان کی پردہ دری کرے گا اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ انوار دکھلائے گا جو ہمیشہ اپنے خادم بندوں کے لئے دکھلاتا رہا ہے اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں اور آپ مقدرت رکھتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دے کر میرے دروازہ پر بٹھا دیں اور مقابلہ کراویں۔ تا سیہ روی شود ہر کہ دروغش باشد

(۷) موافق شرائط مطبوعہ کے تحریری بیعت بھی ہوسکتی ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے وقتِ صفا میسر آیا تو انشاءاللہ آپ سب صاحبان کے لئے دعا کروں گا۔ (والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ) ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد

☆ الحکم ۸؍دسمبر ۱۸۹۸ء صفحہ ۳ تا ۵

مکتوب نمبر۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بخدمت اخویم عزیزی خان صاحب محمد علی خاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ متضمن بہ دخول درسلسلہ بیعت این عاجز موصول ہوا۔ دعا ثبات واستقامت درحق آں عزیز کی گئی۔

ثبتکم علی التقوٰی والایمان وفتح لکم ابواب الخلوص والمحبّۃ والعرفان امین ثم امین۔

اشتہار شرائط بیعت بھیجا جاتا ہے۔ جہاں تک وسعت وطاقت ہو اس پر پابند ہوں اور کمزوری کے دور کرنے کے لئے خداتعالیٰ سے مدد چاہتے رہیں۔ اپنے ربّ کریم سے مناجاتِ خلوت کی مداومت رکھیں اور ہمیشہ طلب قوت کرتے رہیں۔

جس دن کا آنا نہایت ضروری اور جس گھڑی کا وارد ہوجانا نہایت یقینی ہے اس کو فراموش مت کرو اور ہر وقت ایسے رہو کہ گویا تیار ہو۔ کیونکہ نہیں معلوم کہ وہ دن اور وہ گھڑی کس وقت آجائے گی۔ سو اپنے وقتوں کی محافظت کرو اور اس سے ڈرتے رہو۔ جس کے تصرّف میں سب کچھ ہے۔ جو شخص قبل از بلا ڈرتا ہے۔ اس کو امن دیا جائے گا۔ مگر جو شخص بَلا سے پہلے دنیا کی خوشیوں میں مست ہو رہا ہے، وہ ہمیشہ کے لئے دکھوں میں ڈالا جائے گا۔ جو شخص اس قادر سے ڈرتا ہے۔ وہ اس کے حکموں کی عزت کرتا ہے۔ پس اس کو عزت دی جائے گی۔ مگر جو شخص نہیں ڈرتا اس کو ذلیل کیا جائے گا۔ دنیا بہت ہی تھوڑا وقت ہے۔

بے وقوف ہے وہ شخص جو اس سے دل لگاوے، اور نادان ہے وہ آدمی جو اس کے لئے اپنے رب کریم کو ناراض کرے۔ سو ہوشیار ہو جاؤ تا غیب سے قوت پاؤ۔ دعا بہت کرتے رہو اور عاجزی کو اپنی خصلت بناؤ۔ جو صرف رسم اور عادت کے طور پر زبان سے دعا کی جاتی ہے یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ اس میں ہرگز زندگی کی روح نہیں جب دعا کرو تو بجز صلوٰۃ فریضہ کے یہ دستور رکھو کہ اپنی خلوت میں جاؤ اور اپنی ہی زبان میں نہایت عاجزی کے ساتھ جیسے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ بندہ ہوتا ہے،

خدائے تعالیٰ کے حضور میں دعا کرو۔

کہ اے ربُّ العالمین! تیرے احسان کا میں شکر نہیں کر سکتا۔

تو نہایت رحیم وکریم ہے اور تیرے بے نہایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں۔ میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے عمل کرا، جن سے تو راضی ہو جاوے۔ میں تیرے وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل وکرم تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

آپ کی اس بیعت کی کسی کو خبر نہیں دی گئی اور بغیر آپ کی اجازت کے نہیں دی جائے گی۔ لیکن مناسب ہے کہ اس اخفا کو صرف اسی وقت تک رکھیں کہ جب تک کوئی اشد مصلحت در پیش ہو۔ کیونکہ اخفا میں ایک قسم کا ضعف ہے اور نیز اظہار سے گویا فعلاً نصیحت للخلق ہے۔

آپ کے اظہار سے ایک گروہ کو فائدہ دین پہنچتا ہے اور رغبت الی الخیر پیدا ہوتی ہے۔ خدائے تعالیٰ ہر ایک کام میں مددگار ہو کہ بغیر اس کی مدد کے انسانی طاقتیں ہیچ ہیں۔ والسلام ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط کی تاریخ تو معلوم نہیں۔ لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے نواب صاحب کو بیعت کی تحریک فرمائی تھی۔ مگر اس وقت وہ اس کے لئے تیار نہ تھے اور اپنی جگہ بعض شکوک ایسے رکھے تھے جو مزید اطمینان کے لئے رفع کرنے ضروری تھے۔ جب وہ شکوک رفع ہوئے تو انہوں نے تأمّل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازالہ اوہام میں نواب صاحب کے ایک خط کا اقتباس دیا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ

”ابتدا میں گو میں آپ کی نسبت نیک ظن ہی تھا۔ لیکن صرف اس قدر کہ آپ اور علماء اور مشائخ ظاہری کی طرح مسلمانوں کے تفرقہ کے مؤیّد نہیں ہیں۔ بلکہ مخالفین اسلام کے مقابل پر کھڑے ہیں۔ مگر الہامات کے بارے میں مجھ کو نہ

☆ الحکم ۱۷؍جون ۱۹۰۱ء صفحہ ۳

اقرار تھا نہ انکار۔ پھر جب میں معاصی سے بہت تنگ آیا اور ان پر غالب نہ ہو سکا تو میں نے سوچا کہ آپ نے بڑے بڑے دعوے کئے ہیں۔ یہ سب جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ تب میں نے بطور آزمائش آپ کی طرف خط وکتابت شروع کی جس سے مجھ کو تسکین ہوتی رہی اور جب قریباً اگست میں آپ سے لودہانہ ملنے گیا تو اس وقت میری تسکین خوب ہوگئی اور آپ کو باخدا بزرگ پایا اور بقیہ شکوک کو پھر بعد کی خط وکتابت میں میرے دل سے بکلّی دھویا گیا اور جب مجھے یہ اطمینان دی گئی کہ ایک ایسا شیعہ جو خلفائے ثلاثہ کی کسر شان نہ کرے، سلسلہ بیعت میں داخل ہوسکتا ہے۔ تب میں نے آپ سے بیعت کر لی۔ اب میں اپنے آپ کو نسبتاً بہت اچھا پاتا ہوں اور آپ گواہ رہیں کہ میں نے تمام گناہوں سے آئندہ کے لئے توبہ کی ہے۔ مجھ کو آپ کے اخلاق اور طرزِ معاشرت سے کافی اطمینان ہے کہ آپ سچے مجدّد اور دنیا کے لئے رحمت ہیں‘‘۔

جیسا کہ پہلے خط سے ظاہر ہے حضرت اقدس اگست ۱۸۹۰ء میں لودھیانہ ہی تھے۔ اس لئے کہ وہ خط لودھیانہ سے ہی حضرت نے لکھا ہے۔ پس ۱۸۹۰ء کی آخری سہ ماہی میں غالبًا نواب صاحب کے شکوک وغیرہ صاف ہو گئے اور آپ نے سلسلہ بیعت میں شمولیت اختیار کی۔ اگر میں صحیح تاریخ بیعت بھی معلوم کر سکا تو وہ کسی دوسری جگہ درج کر دی جائے گی۔ وباللہ التوفیق۔ عرفانی۔

مکتوب نمبر۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مشفقی عزیزی محبی نواب صاحب سردار محمد علی خان صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ آج کی ڈاک میں مجھ کو ملا۔ **الحمد للّٰہ والمنۃ** کہ خدائے تعالیٰ نے آپ کو صحت بخشی۔ اللہ جلّشانہ آپ کو خوش رکھے اور عمر اور راحت اور مقاصد دلی میں برکت اور کامیابی بخشے۔ اگرچہ حسبِ تحریر مرزا خدا بخش صاحب آپ کے مقاصد میں سخت پیچیدگی ہے مگر ایک دعا کے وقت کشفی طور پر مجھے معلوم ہوا کہ آپ میرے پاس موجود ہیں اور ایک دفعہ گردن اونچی ہوگئی اور جیسے اقبال اور عزت کے بڑھنے سے انسان اپنی گردن کو خوشی کے ساتھ اُبھارتا ہے۔ ویسی ہی صورت پیدا ہوئی۔ میں حیران ہوں کہ یہ بشارت کس وقت اور کس قسم کے عروج سے متعلق ہے۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ظہور کا زمانہ کیا ہے۔ مگر میں کہہ سکتا ہوں کہ کسی وقت میں کسی قسم کا اقبال اور کامیابی اور ترقی عزت اللہ جلّشانہٗ کی طرف سے آپ کے لئے مقرر ہے۔ اگر اس کا زمانہ نزدیک ہو یا دور ہو سو میں آپ کے پیش آمدہ ملال سے گو پہلے غمگین تھا مگر آج خوش ہوں۔ کیونکہ آپ کے مآل کار کی بہتری کشفی طور پر معلوم ہوگئی۔ **واللّٰہ اعلم بالصواب**۔

میں پہلے خط میں لکھ چکا ہوں کہ ایک آسمانی فیصلہ کے لئے میں مامور ہوں اور اس کے ظاہری انتظام کے درست کرنے کے لئے میں نے ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو ایک جلسہ تجویز کیا ہے۔ متفرق مقامات سے اکثر مخلص جمع ہوں گے۔ مگر میں افسوس کرتا ہوں کہ آں محبّ بوجہ ضعف ونقاہت ایسے متبرک جلسہ میں شریک نہیں ہوسکتے۔ اس حالت میں مناسب ہے کہ آں محبّ اگر حرج کار نہ ہو تو مرزا خدا بخش صاحب کو روانہ کر دیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

۲۲؍دسمبر ۱۸۹۱ء   خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

میرے پیارے دوست نواب محمد علی خان صاحب سلّمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت نامہ عین انتظار میں مجھ کو ملا۔ جس کو میں نے تعظیم سے دیکھا اور ہمدردی اور اخلاص کے جوش سے حرف حرف پڑھا۔ میری نظر میں طلب ثبوت اور استکشاف حق کا طریقہ کوئی ناجائز اور ناگوار طریقہ نہیں ہے بلکہ سعیدوں کی یہی نشانی ہے کہ وہ ورطۂ مذبذبات سے نجات پانے کے لئے حل مشکلات چاہتے ہیں۔ لہذا یہ عاجز آپ کے اس طلب ثبوت سے ناخوش نہیں ہوا بلکہ نہایت خوش ہے کہ آپ میں سعادت کی وہ علامتیں دیکھتا ہوں جس سے آپ کی نسبت عرفانی ترقیات کی امید بڑھتی ہے۔

اب میں آپ پر واضح کرتا ہوں کہ میں نے مباہلہ سے قطعی طور پر انکار نہیں کیا۔ اگر امر متنازعہ فیہ میں قرآن اور حدیث کی رو سے مباہلہ جائز ہوتو میں سب سے پہلے مباہلہ کے لئے کھڑا ہوں۔ لیکن ایسی صورت میں ہرگز مباہلہ جائز نہیں جب کہ فریقین کا یہ خیال ہو کہ فلاں مسئلہ میں کسی فریق کے اجتہاد یا فہم یا سمجھ کی غلطی ہے۔ کسی کی طرف سے عمداً افتراء یہ دروغ بافی نہیں کیونکہ اگر مجرد ایسے اختلافات میں جو قطع نظر مصیب یا مُخطی ہونے کے صحت نیت اور اخلاص اور صدق قدم پر مبنی ہیں۔ مباہلہ جائز ہوتا اور خدا تعالیٰ ہر یک جزئی اختلاف کی وجہ سے مُخطی پر عندالمباہلہ عذاب نازل کرتا تو آج تک تمام اسلام کا روئے زمین سے خاتمہ ہوجاتا۔ کیونکہ کچھ شک نہیں کہ مباہلہ سے یہ غرض ہوتی ہے کہ جو فریق حق پر نہیں اس پر عذاب نازل ہو۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ اجتہادی امور میں مثلاً کسی جزئی میں حنفی حق پر ہیں اور کسی میں شافعی حق پر اور کسی میں اہلِ حدیث۔ اب جب کہ فرض کیا جائے کہ سب فرقے اسلام کے جزئی اختلافات کی وجہ سے باہم مباہلہ کریں اور خدا تعالیٰ اس پر، جو حق پر نہیں، عذاب نازل کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اپنی اپنی خطا کی وجہ سے تمام فرقے اسلام کے روئے زمین سے نابود کئے جائیں۔ اب ظاہر ہے کہ جس امر کے تجویز کرنے سے اسلام کا

استیصال تجویز کرنا پڑتا ہے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک جو حامی اسلام اور مسلمین ہے، کیوں کر جائز ہوگا؟ پھر میں کہتا ہوں کہ اگر اس کے نزدیک جزئی اختلافات کی وجہ سے مباہلہ جائز ہوتا تو وہ ہمیں یہ تعلیم نہ دیتا کہ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَ لِاِخْوَانِنَا[1] یعنی اے خدا ہماری خطا معاف کر اور ہمارے بھائیوں کی خطا بھی عفو فرما۔ بلکہ مصیب اور مُخطی کا تصفیہ مباہلہ پر چھوڑتا اور ہمیں ہر یک جزئی اختلاف کی وجہ سے مباہلہ کی رغبت دیتا لیکن ہرگز ایسا نہیں۔ اگر اس اُمت کے باہمی اختلافات کا عذاب سے فیصلہ ہونا ضروری ہے تو پھر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے لئے دشمنوں کی نظر میں اس سے بہتر کوئی حکمت نہیں ہوگی کہ ان کا تمام جزئیات مختلفہ میں مباہلہ کرایا جائے تا ایک ہی مرتبہ سب مسلمانوں پر قیامت آ جائے۔ کیونکہ کوئی فرقہ کسی خطا کی وجہ سے ہلاک ہو جائے گا اور کوئی فرقہ کسی خطا کے سبب سے مورد عذاب و ہلاکت ہوگا۔ وجہ یہ کہ جزئی خطا سے تو کوئی فرقہ بھی خالی نہیں۔

اب میں یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ کس صورت میں مباہلہ جائز ہے۔ سو واضح رہے کہ صرف دو صورت میں مباہلہ جائز ہے۔

(۱) اوّل اس کافر کے ساتھ جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ مجھے یقیناً معلوم ہے کہ اسلام حق پر نہیں اور جو کچھ غیر اللہ کی نسبت خدائی کی صفتیں میں مانتا ہوں وہ یقینی امر ہے۔

(۲) دوم اس ظالم کے ساتھ جو ایک بے جا تہمت کسی پر لگا کر اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستورہ کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے۔ یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خوار ہے کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو شراب پیتے دیکھا ہے۔ سو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں بلکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلّت پہنچانا چاہتا ہے۔ جیسے مولوی اسمٰعیل صاحب نے کیا تھا اور کہا تھا کہ یہ میرے ایک دوست کی چشم دید بات ہے کہ مرزا غلام احمد یعنی یہ عاجز پوشیدہ طور پر آلات نجوم اپنے پاس رکھتا ہے اور انہیں کے ذریعہ سے کچھ کچھ آئندہ کی خبریں معلوم کر کے لوگوں کو کہہ دیتا ہے کہ مجھے الہام ہوا ہے۔ سو مولوی اسمٰعیل صاحب

---

[1] الحشر: ۱۱

نے کسی اجتہادی مسئلہ میں اختلاف نہیں کیا تھا بلکہ اس عاجز کی دیانت اور صدق پر ایک تہمت لگائی تھی جس کی اپنے ایک دوست کی رؤیت پر بنا رکھی تھی۔لیکن اگر بنا صرف اجتہاد پر ہو اور اجتہادی طور پر کوئی شخص کسی مومن کو کافر کہے یا ملحد نام رکھے تو یہ کوئی تہمت نہیں۔ بلکہ جہاں تک اس کی سمجھ اور اس کا علم تھا اس کے موافق اس نے فتویٰ دیا ہے۔غرض مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے۔ جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی وغیرہ قرار دیتے ہیں۔

پس ما نحن فیہ میں مباہلہ اس وقت جائز ہوگا کہ جب فریق مخالف یہ اشتہار دیں کہ ہم اس مدعی کو اپنی نظر میں اس قسم کا مخطی نہیں سمجھتے کہ جیسے اسلام کے فرقوں میں مصیب بھی ہوتے ہیں اور مُخطی بھی۔اور بعض فرقے بعض سے اختلاف رکھتے ہیں بلکہ ہم یقین کلّی سے اس شخص کو مفتری جانتے ہیں اور ہم اس بات کے محتاج نہیں کہ یہ کہیں کہ امر متنازعہ فیہ کی اصل حقیقت خدا تعالیٰ جانتا ہے۔ بلکہ یقیناً اس پیشگوئی کی سب اصل حقیقت ہمیں معلوم ہو چکی ہے۔اگر یہ لوگ اس قدر اقرار کر دیں تو پھر کچھ ضرورت نہیں کہ علماء کا مشورہ اس میں لیا جائے۔ وہ مشورہ نقصان علم کی وجہ سے طلب نہیں کیا گیا صرف اتمام حجت کی وجہ سے طلب کیا گیا ہے۔سو اگر یہ مدعیان ایسا اقرار کر دیں کہ جو اوپر بیان ہو چکا ہے تو پھر کچھ حاجت نہیں کہ علماء سے فتویٰ پوچھا جائے۔ یہ تو ظاہر ہے کہ جو شخص آپ ہی یقین نہیں کرتا وہ مباہلہ کس بنا پر کرنا چاہتا ہے؟ مباہل کا منصب یہ ہے کہ اپنے دعوے میں یقین ظاہر کرے،صرف ظن اور شبہ پر بنا نہ ہو۔مباہل کو یہ کہنا پڑتا ہے کہ جو کچھ اس امر کے بارے میں خدا تعالیٰ کو معلوم ہے وہی مجھ کو یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے۔تب مباہلہ کی بنیاد پیدا ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی بات ہے کہ مباہلہ سے پہلے شخص مبلّغ کا وعظ بھی سن لینا ضروری امر ہے۔یعنی جو شخص خدائے تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہے۔ اسے لازم ہے کہ اوّل دلائل بیّنہ سے اشخاص منکرین کو اپنے دعوٰے کی صداقت سمجھا دے اور اپنے صدق کی علامتیں ان پر ظاہر کرے۔ پھر اگر اس کے بیانات کو سن کر اشخاص منکرین باز نہ آویں اور کہیں کہ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ تو مفتری ہے تو آخر الحیل مباہلہ ہے۔ یہ نہیں کہ ابھی نہ کچھ سمجھا نہ بوجھا نہ کچھ سنا، پہلے مباہلہ ہی لے بیٹھے۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مباہلہ کی درخواست کی تو وہ اس وقت کی تھی کہ جب کئی برس قرآن شریف نازل ہو کر کامل طور پر تبلیغ ہو چکی تھی۔مگر یہ عاجز کئی برس نہیں چاہتا۔صرف یہ چاہتا ہے

کہ ایک مجلس علماء کی جمع ہو اور ان میں وہ لوگ بھی حاضر ہوں جو مباہلہ کی درخواست کرتے ہیں۔ پہلے یہ عاجز انبیاء کے طریق پر شرط نصیحت بجا لائے اور صاف صاف بیان سے اپنا حق پر ہونا ظاہر کرے جب اس وعظ سے فراغت ہو جائے تو درخواست کنندہ مباہلہ اُٹھ کر یہ کہے کہ وعظ میں نے سن لیا۔ مگر میں اب بھی یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص کاذب اور مفتری ہے اور اس یقین میں شک اور شبہ کو راہ نہیں بلکہ رؤیت کی طرح قطعی ہے۔ ایسا ہی مجھے اس بات پر بھی یقین ہے کہ جو کچھ میں نے سمجھا ہے وہ ایسا شک و شبہ سے منزّہ ہے کہ جیسے رؤیت۔ تب اس کے بعد مباہلہ شروع ہو۔ مباہلہ سے پہلے کسی قدر مناظرہ ضروری ہوتا ہے تا حجت پوری ہو جائے۔ کبھی سنا نہیں گیا کہ کسی نبی نے ابھی تبلیغ نہیں کی اور مباہلہ پہلے ہی شروع ہو گیا۔ **غرض اس عاجز کو مباہلہ سے ہرگز انکار نہیں۔** مگر اسی طریق سے جو اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند کیا ہے۔ مباہلہ کی بناء یقین پر ہوتی ہے نہ اجتہادی خطا و صواب پر جب مباہلہ سے غرض تائید دین ہے تو کیونکر پہلا قدم ہی دین کے مخالف رکھا جائے۔

یہ عاجز انشاء اللہ ایک ہفتہ تک **ازالہ اوہام** کے اوراق مطبوعہ آپ کے لئے طلب کرے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ ابھی آپ کسی پر ان کو ظاہر نہ کریں۔ اس کا مضمون اب تک امانت رہے۔ اگرچہ بعض مقاصد عالیہ ابھی تک طبع نہیں ہوئے اور یک جائی طور پر دیکھنا بہتر ہوتا ہے۔ تا خدانخواستہ قبل از وقت طبیعت سیر نہ ہو جائے۔ مگر آپ کے اصرار سے آپ کے لئے طلب کروں گا۔ چونکہ میرا نوکر جس کے اہتمام اور حفاظت میں یہ کاغذات ہیں۔ اس جگہ سے تین چار روز تک امرتسر جائے گا۔ اس لئے ہفتہ یا عشرہ تک یہ کاغذات آپ کی خدمت میں پہنچیں گے۔ آپ کے لئے ملاقات کرنا ضروری ہے۔ ورنہ تحریر کے ذریعہ سے وقتاً فوقتاً استکشاف کرنا چاہئے۔ والسلام ☆

خاکسار

غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ نہیں ہے۔ لیکن ازالہ اوہام کی طبع کا چونکہ ذکر ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ ۱۸۹۱ء کا یہ مکتوب ہے۔ نواب صاحب قبلہ نے آپ کو مباہلہ کی درخواست منظور کرنے کے متعلق تحریک کی تھی جو عبدالحق غزنوی وغیرہ کی طرف سے ہوئی

☆ الحکم ۲۴ / مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۷، ۸

تھی ۔اس کے جواب میں آپ نے یہ مکتوب لکھا۔اس مکتوب سے آپ کی سیرۃ پر بھی ایک خاص روشنی پڑتی ہے اور آپ کے دعاوی پر بھی ۔ جب مباہلہ کے لئے آپ کھڑے ہونے کی آمادگی ظاہر کرتے ہیں تو صاف فرماتے ہیں کہ پہلے یہ عاجز انبیاء کے طریق پر شرط نصیحت بجا لاوے۔ اپنے سلسلہ کو ہمیشہ منہاج نبوت پر پیش کیا ہے۔ دوسرے آپ استکشافِ حق کے لئے کسی سوال اور جرح کو بُرا نہیں مناتے ۔ بلکہ سائل کو شوق دلاتے ہیں کہ وہ دریافت کرے۔اس لئے کہ اسے آپ سعیدوں کی نشانی قرار دیتے ہیں ۔

(عرفانی)

مکتوب نمبر۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی نواب صاحب سردار محمد علی خان سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبلغ دوسَو اکیاسی روپیہ آں محبّ کل کی ڈاک میں مجھ کو مل گئے ۔ جزاکم اللہ خیراً۔ جس وقت آپ کا روپیہ پہنچا ہے مجھ کو اتفاقاً نہایت ضرورت درپیش تھی ۔ موقعہ پر آنے کی وجہ سے میں جانتا ہوں کہ خداوند کریم وقادر اس خدمت للّٰہی کا آپ کو بہت اجر دے گا۔ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ [1] آج مجھ کو صبح کی نماز کے وقت بہت تضرع اور ابتہال سے آپ کے لئے دعا کرنے کا وقت ملا۔ یقین کہ خداتعالیٰ اس کو قبول کرے گا اور جس طرح چاہے گا اس کی برکات ظاہر کرے گا۔ میں آپ کو خبر دے چکا ہوں کہ میں نے پہلے بھی بشارت کے طور پر ایک امر دیکھا ہوا ہے۔ گو میں ابھی اس کو کسی خاص مطلب یا کسی خاص وقت سے منسوب نہیں کرسکتا۔ تاہم بفضلہٖ تعالیٰ جانتا ہوں کہ وہ آپ کے لئے کسی بہتری کی بشارت ہے اور کوئی اعلیٰ درجہ کی بہتری ہے۔ جو اپنے مقررہ وقت پر ظاہر ہوگی۔ **واللہ اعلم بالصواب۔**

خداوند ذوالجلال کی جناب میں کوئی کمی نہیں ۔ اُس کی ذات میں بڑی بڑی عجائب قدرتیں ہیں اور وہی لوگ ان قدرتوں کو دیکھتے ہیں کہ جو وفاداری کے ساتھ اس کے تابع ہو جاتے ہیں ۔ جو شخص عہد وفا کو نہیں توڑتا اور صدق قدم سے نہیں ہارتا اور حسن ظن کو نہیں چھوڑتا ، اس کی مراد پوری کرنے کے لئے اگر خداتعالیٰ بڑے بڑے محالات کو ممکنات کر دیوے تو کچھ تعجب کی بات نہیں کیونکہ ایسے بندوں کا اس کی نظر میں بڑا ہی قدر ہے، کہ جو کسی طرح اس کے دروازہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے اور شتاب باز اور بے وفا نہیں ہیں ۔

یہ عاجز انشاء اللہ العزیز ۲۰؍جنوری ۱۸۹۲ء کو لاہور جائے گا اور ارادہ ہے کہ تین چار ہفتہ تک

[1] المائدہ: ۹۴

لاہور رہے۔ اگر کوئی تقریب لاہور میں آپ کے آنے کی اس وقت پیدا ہو تو یقین کہ لاہور میں ملاقات ہو جائے گی۔

والسلام
راقم خاکسار
غلام احمد از قادیان

۹؍جنوری ۱۸۹۲ء

مشفقی اخویم مرزا خدا بخش صاحب کو السلام علیکم

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کل عنایت نامہ پہنچ کر اس کے پڑھنے سے جس قدر دل کو صدمہ پہنچا اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن پھر خدا تعالیٰ کی یہ آیت یاد آئی کہ لَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ [1] یعنی خدا کی رحمت سے نومید مت ہو کہ نومید وہی ہوتے ہیں جو کافر ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ یہ دن تمام دنیا کے لئے ابتلا کے ہیں۔ آسمان پر بارش کا نشان نہیں اس لئے زمینداروں کی حالت زوال کے قریب ہو رہی ہے اور ایک ایسے رئیس جن کی تمام جمعیت زمینداری آمدنی پر موقوف ہے وہ بھی سخت خطرہ میں ہیں لیکن پھر بھی یہ فقرہ بہت مضبوط ہے۔ خدا داری چہ غم داری ہمت مردانہ رکھنا چاہئے۔ بڑے بڑے بادشاہ ہیں جو اسلامی بادشاہ ہوئے ہیں، کبھی سخت سرگردانی میں پڑے اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل سے دوسری حالت پہلی حالت سے اچھی ہوگئی۔ میں آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر اس قدر دُعا کرنا چاہتا ہوں جب تک صریح اور صاف لفظوں میں خوشخبری پاؤں۔ آپ تسلی رکھیں اور میرے نزدیک آپ کو قادیان میں آنے سے کوئی بھی روک نہیں۔ ہرگز مناسب نہیں معلوم ہوتا کہ آپ کمشنر صاحب کو پوچھیں اور اُن سے اجازت چاہیں۔ اس میں خود شک پیدا ہوتا ہے۔ بعض حکّام شکی مزاج ہوتے ہیں پوچھنے سے خواہ مخواہ شک میں پڑتے ہیں۔ جہاں تک مجھے علم ہے حکام کو ہماری......[2] کوئی خطرناک بدظنی نہیں ہے۔ ہماری جماعت کے ملازمین کو برابر ترقیاں مل رہی ہیں۔ ان کی کارروائیوں پر حکّام خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ سو یہ ایک وہم ہوگا اگر ایسا خیال کیا جائے کہ حکّام بدظن ہیں۔ اس لئے بلا تأمّل تشریف لے آویں میرے نزدیک کچھ مضائقہ نہیں۔ ہم سچے دل سے گورنمنٹ کے خیر خواہ ہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار۔ مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

۱۲؍ فروری ۱۸۹۲ء

---

[1] یوسف: ۸۸

[2] اس جگہ ورق مکتوب اُڑا ہوا ہے کچھ حصہ جو نظر آتا ہے اس سے یہاں لفظ ’’طرف‘‘ یا ’’ظرف سے‘‘ معلوم ہوتا ہے۔

مکتوب نمبر۸ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی وعزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک ہفتہ سے بلکہ عشرہ سے زیادہ گزر گیا کہ آں محبّ کا محبت نامہ پہنچا تھا۔ چونکہ اس میں امور مستفسرہ بہت تھے اور مجھے بباعث تالیف کتاب **آئینہ کمالاتِ اسلام** بغایت درجہ کمی فرصت تھی۔ کیونکہ ہر روز مضمون تیار کر کے دیا جاتا ہے۔ اس لئے میں جواب لکھنے سے معذور رہا اور آپ کی طرف سے تقاضا بھی نہیں تھا۔ آج مجھے خیال آیا کہ چونکہ آپ ایک خالص محبّ ہیں اور آپ کا استفسار سراسر نیک ارادہ اور نیک نیت پر مبنی ہے اس لئے بعض امور سے آپ کو آگاہ کرنا اور آپ کے لئے جو بہتر ہے اُس سے اطلاع دینا ایک امر ضروری ہے۔ لہٰذا چند سطور آپ کی آگاہی کے لئے ذیل میں لکھتا ہوں۔

یہ سچ ہے کہ جب سے اس عاجز نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بامر اللہ تعالیٰ کیا ہے۔ تب سے وہ لوگ جو اپنے اندر قوتِ فیصلہ نہیں رکھتے عجب تذبذب اور کشمکش میں پڑ گئے ہیں اور آپ فرماتے ہیں کہ قیل وقال سے فیصلہ نہیں ہوسکتا مباہلہ کے لیے اب طیار رہنا چاہیے اور آپ یہ بھی کہتے ہیں کہ کوئی نشان بھی دکھلانا چاہئے۔

(۱) مباہلہ کی نسبت آپ کے خط سے چند روز پہلے مجھے خود بخود اللہ جلّشانہٗ نے اجازت دے دی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے آپ کے ارادہ کا توارد ہے کہ آپ کی طبیعت میں یہ جنبش پیدا ہوئی۔ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اب اجازت دینے میں حکمت یہ ہے کہ اوّل حال میں صرف اس لئے مباہلہ ناجائز تھا کہ ابھی مخالفین کو بخوبی سمجھایا نہیں گیا تھا اور وہ اصل حقیقت سے سراسر ناواقف تھے اور تکفیر پر بھی ان کا وہ جوش نہ تھا جو بعد اس کے ہوا۔ لیکن اب تالیف آئینہ کمالاتِ اسلام کے بعد تفہیم اپنے کمال کو پہنچ گئی اور اب اس کتاب کے دیکھنے سے ایک ادنیٰ استعداد کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مخالف لوگ اپنی رائے میں سراسر خطا پر ہیں۔ اس لئے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مباہلہ کی درخواست کو

کتاب آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شائع کروں۔سو وہ درخواست انشاء اللہ القدیر پہلے حِصّہ کے ساتھ ہی شائع ہوگی۔اوّل دنوں میں میرا یہ بھی خیال تھا کہ مسلمانوں سے کیونکر مباہلہ کیا جائے کیونکہ مباہلہ کہتے ہیں ایک دوسرے پر لعنت بھیجنا اور مسلمان پر لعنت بھیجنا جائز نہیں۔مگر اب چونکہ وہ لوگ بڑے اصرار سے مجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور حکم شرع یہ ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کو کافر ٹھہراوے اگر وہ شخص درحقیقت کافر نہ ہوتو کفر اُلٹ کر اُسی پر پڑتا ہے جو کافر ٹھہراتا ہے۔اسی بنا پر مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ جو لوگ تجھ کو کافر ٹھہراتے ہیں اور ابناء اور نساء رکھتے ہیں اور فتویٰ کفر کے پیشوا ہیں ان سے مباہلہ کی درخواست کر۔

(۲) نشان کے بارے میں جو آپ نے لکھا ہے، یہ بھی درست ہے۔درحقیقت انسان دو قسم کے ہوتے ہیں۔اوّل وہ جو زیرک اور زکی ہیں اور اپنے اندر قوتِ فیصلہ رکھتے ہیں اور متخاصمین کی قیل وقال میں سے جو تقریر حق کی عظمت اور برکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے۔اس تقریر کو پہچان لیتے ہیں۔اور باطل جو تکلف اور بناوٹ کی بدبو رکھتا ہے وہ بھی ان کی نظر سے پوشیدہ نہیں رہتا۔ایسے لوگ مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شناخت کے لئے اس بات کے محتاج نہیں ہوسکتے کہ ان کے سامنے سوٹی کا سانپ بنایا جاوے اور نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شناخت کے لئے حاجت مند ہو سکتے ہیں کہ ان کے ہاتھ سے مفلوجوں اور مجذوبوں کو اچھے ہوتے دیکھ لیں اور نہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایسے اعلیٰ درجہ کے لوگوں نے کبھی معجزہ طلب کیا۔[۱] کوئی ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم کوئی معجزہ دیکھ کر ایمان لائے تھے بلکہ وہ زکی تھے اور نورِ قلب رکھتے تھے۔انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ دیکھ کر ہی پہچان لیا تھا کہ یہ جھوٹوں کا منہ نہیں ہے۔اس لئے خدائے تعالیٰ کے نزدیک صدیق اور راستباز ٹھہرے۔انہوں نے حق کو دیکھا اور ان کے دل بول اٹھے کہ یہ منجانب اللہ ہے۔

دوسری قسم کے وہ انسان ہیں جو معجزہ اور کرامت طلب کرتے ہیں۔ان کے حالات خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں تعریف کے ساتھ بیان نہیں کئے اور اپنا غضب ظاہر کیا ہے جیسا کہ ایک جگہ فرماتا ہے وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَتْهُمْ اٰيَةٌ لَّيُؤْمِنُنَّ بِهَا قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُشْعِرُكُمْ اَنَّهَآ اِذَا جَآءَتْ لَا يُؤْمِنُوْنَ [۲] یعنی یہ لوگ

---

[۱] عرفانی صاحب کے مجموعہ مکتوبات میں سہو کتابت سے ''نہیں'' لکھا گیا ہے۔　[۲] الانعام:۱۱۰

سخت قسمیں کھاتے ہیں کہ اگر کوئی نشان دیکھیں تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ ان کو کہہ دے کہ نشان تو خدا تعالیٰ کے پاس ہیں اور تمہیں خبر نہیں کہ جب نشان بھی دیکھیں گے تو کبھی ایمان نہیں لائیں گے۔ پھر فرماتا ہے یَوْمَ یَاْتِیْ بَعْضُ اٰیٰتِ رَبِّكَ لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ[۱] یعنی جب بعض نشان ظاہر ہوں گے تو اس دن ایمان لانا بے سُود ہوگا اور جو شخص صرف نشان کے دیکھنے کے بعد ایمان لایا ہے اس کو وہ ایمان نفع نہیں دے گا۔ پھر فرماتا ہے وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ[۲] ......الخ یعنی کافر کہتے ہیں کہ وہ نشان کب ظاہر ہوں گے اور یہ وعدہ کب پورا ہوگا؟ سو ان کو کہہ دے کہ مجھے ان باتوں میں دخل نہیں۔ نہ میں اپنے نفس کے لئے ضرر کا مالک ہوں نہ نفع کا۔ مگر جو خدا چاہے۔ ہر یک گروہ کے لئے ایک وقت مقرر ہے جو ٹل نہیں سکتا اور پھر اپنے رسول کو فرماتا ہے۔ وَاِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَیْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقًا فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِی السَّمَآءِ فَتَاْتِیَهُمْ بِاٰیَةٍ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰی فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ۔[۳] یعنی اگر تیرے پر (اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) ان کافروں کا اعراض بہت بھاری ہے۔ سو اگر تجھے طاقت ہے تو زمین میں سرنگ کھود کر یا آسمان پر زینہ لگا کر چلا جا اور ان کے لئے کوئی نشان لے آ۔ اور اگر خدا چاہتا تو ان سب کو جو نشان مانگتے ہیں ہدایت دے دیتا۔ پس تُو جاہلوں میں سے مت ہو۔

اب ان تمام آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں کافر نشان مانگا کرتے تھے۔ بلکہ قسمیں بھی کھاتے تھے کہ ہم ایمان لائیں گے مگر اللہ جلّشانہٗ کی نظر میں وہ مورد غضب تھے اور ان کے سوالات بیہودہ تھے۔ بلکہ اللہ جلّشانہٗ صاف صاف فرماتا ہے کہ جو شخص نشان دیکھنے کے بعد ایمان لاوے اس کا ایمان مقبول نہیں۔ جیسا کہ ابھی آیت لَا یَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا[۴] تحریر ہو چکی ہے اور اسی کے قریب قریب ایک دوسری آیت ہے اور وہ یہ ہے۔ وَلَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِیُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا مِنْ قَبْلُ كَذٰلِكَ یَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِ الْكٰفِرِیْنَ[۵] یعنی پہلی اُمتوں میں جب ان کے نبیوں نے نشان دکھلائے تو ان نشانوں کو

[۱] الانعام: ۱۵۹ [۲] یونس: ۴۹، ۵۰ [۳] الانعام: ۳۶ [۴] الانعام: ۱۵۹ [۵] الاعراف: ۱۰۲

دیکھ کر بھی لوگ ایمان نہ لائے ۔ کیونکہ وہ نشان دیکھنے سے پہلے تکذیب کر چکے تھے۔ اسی طرح خدا ان لوگوں کے دلوں پر مہریں لگا دیتا ہے جو اس قسم کے کافر ہیں جو نشان سے پہلے ایمان نہیں لاتے ۔

یہ تمام آیتیں اور ایسا ہی اور بہت سی آیتیں قرآن کریم کی ، جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے، بالا تفاق بیان فرما رہیں ہیں کہ نشان کو طلب کرنے والے مورد غضبِ الٰہی ہوتے ہیں اور جو شخص نشان دیکھنے سے ایمان لاوے اس کا ایمان منظور نہیں ۔ اس پر دو اعتراض وارد ہوتے ہیں **اوّل** یہ کہ نشان طلب کرنے والے کیوں مورد غضب الٰہی ہیں ۔ جو شخص اپنے اطمینان کے لئے یہ آزمائش کرنا چاہتا ہے کہ یہ شخص منجانب اللہ ہے یا نہیں؟ بظاہر وہ نشان طلب کرنے کا حق رکھتا ہے تا دھوکہ نہ کھاوے اور مردودِ الٰہی کو مقبولِ الٰہی خیال نہ کر لیوے ۔

اس وہم کا جواب یہ ہے کہ تمام ثواب ایمان پر مترتب ہوتا ہے ۔ اور ایمان اسی بات کا نام ہے کہ جو بات پردہ غیب میں ہو اس کو قرائن مرجّحہ کے لحاظ سے قبول کیا جائے ۔ یعنی اس قدر دیکھ لیا جائے کہ مثلاً صدق کے وجوہ کذب کے وجوہ پر غالب ہیں اور قرائن موجودہ ایک شخص کے صادق ہونے پر بہ نسبت اس کے کاذب ہونے کے بکثرت پائے جاتے ہیں ۔

یہ تو ایمان کی حد ہے لیکن اگر اس حد سے بڑھ کر کوئی شخص نشان طلب کرتا ہے تو وہ عنداللہ فاسق ہے اور اسی کے بارے میں اللہ جلّشانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد اس کو ایمان نفع نہیں دے گا ۔ یہ بات سوچنے سے جلد سمجھ میں آسکتی ہے کہ انسان ایمان لانے سے کیوں خدا تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ جن چیزوں کو ہم ایمانی طور پر قبول کر لیتے ہیں وہ بکل الوجوہ ہم پر مکشوف نہیں ہوتیں مثلاً انسان خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے مگر اس کو دیکھا نہیں ۔ فرشتوں پر بھی ایمان لاتا ہے لیکن وہ بھی نہیں دیکھے ۔ بہشت اور دوزخ پر ایمان لاتا ہے اور وہ بھی نظر سے غائب ہیں، محض حُسنِ ظنّ سے مان لیتا ہے اس لئے خدائے تعالیٰ کے نزدیک صادق ٹھہر جاتا ہے اور یہ صدق اس کے لئے موجب نجات ہو جاتا ہے ۔ ورنہ ظاہر ہے کہ بہشت اور دوزخ اور ملائک ایک مخلوق خدائے تعالیٰ کی ہے، ان پر ایمان لانا نجات سے کیا تعلق رکھتا ہے ۔ جو چیز واقعی طور پر موجود ہے اور بدیہی طور پر اس کا موجود ہونا ظاہر ہے اگر ہم اس کو موجود مان لیں تو کس اجر کے ہم مستحق ٹھہر سکتے ہیں ۔ مثلاً اگر ہم یہ کہیں کہ آفتاب کے وجود پر ایمان لائے اور زمین پر ایمان

لائے کہ موجود ہے اور چاند کے موجود ہونے پر بھی ایمان لائے اور اس بات پر ایمان لائے کہ دنیا میں گدھے بھی ہیں اور گھوڑے بھی اور خچر بھی اور بیل بھی اور طرح طرح کے پرند بھی، تو کیا اس ایمان سے کسی ثواب کی توقع ہوسکتی ہے؟ پھر کیا وجہ ہے کہ جب ہم مثلاً ملائک کے وجود پر ایمان لاتے ہیں تو خدائے تعالیٰ کے نزدیک مومن ٹھہرتے ہیں اور مستحق ثواب بنتے ہیں اور جب ہم ان تمام حیوانات پر ایمان لاتے ہیں جو زمین پر ہماری نظر کے سامنے موجود ہیں تو ایک ذرہ بھی ثواب نہیں ملتا حالانکہ ملائک اور دوسری سب چیزیں برابر خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ پس اس کی یہی وجہ ہے کہ ملائک پردۂ غیب میں ہیں اور دوسری چیزیں یقینی طور پر ہمیں معلوم ہیں اور یہی وجہ ہے کہ قیامت کے دن ایمان لانا منظور نہیں ہوگا یعنی اگر اس وقت کوئی شخص خدا تعالیٰ کی تجلیات دیکھ کر اور اس کے ملائک اور بہشت اور دوزخ کا مشاہدہ کرکے یہ کہے کہ اب میں ایمان لایا تو منظور نہ ہوگا۔ کیوں منظور نہ ہوگا؟ اسی وجہ سے کہ اس وقت کوئی پردۂ غیب درمیان نہ ہوگا تا اس سے ماننے والے کا صدق ثابت ہو۔

اب پھر ذرا غور کرکے اس بات کو سمجھ لینا چاہئے کہ ایمان کس بات کو کہتے ہیں اور ایمان لانے پر کیوں ثواب ملتا ہے؟ امید ہے کہ آپ بفضلہٖ تعالیٰ تھوڑا سا فکر کرکے اس بات کو جلد سمجھ جائیں گے کہ ایمان لانا اس طرز قبول سے مراد ہے کہ جب بعض گوشے یعنی بعض پہلو کسی حقیقت کے جس پر ایمان لایا جاتا ہے، مخفی ہوں اور نظر دقیق سے سوچ کر اور قرائن مرجحہ کو دیکھ کر اس حقیقت کو قبل اس کے کہ وہ بکلّی کھل جائے، قبول کرلیا جائے۔ یہ ایمان ہے جس پر ثواب مترتب ہوتا ہے اور اگرچہ رسولوں اور نبیوں اور اولیاء کرام علیہم السلام سے بلاشبہ نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر سعید آدمی جو خدائے تعالیٰ کے پیارے ہیں ان نشانوں سے پہلے اپنی فراست صحیحہ کے ساتھ قبول کر لیتے ہیں اور جو لوگ نشانوں کے بعد قبول کرتے ہیں وہ لوگ خدائے تعالیٰ کی نظر میں ذلیل اور بے قدر ہیں۔ بلکہ قرآن کریم بآواز بلند بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ نشان دیکھنے کے بغیر حق کو قبول نہیں کر سکتے وہ نشان کے بعد بھی قبول نہیں کرتے۔ کیونکہ نشان کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ بالجہر منکر ہوتے ہیں اور علانیہ کہتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص کذّاب اور جھوٹا ہے کیونکہ اس نے کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ اور ان کی ضلالت کا زیادہ یہ موجب ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بھی بباعث آزمائش اپنے بندوں کے نشان

دکھلانے میں عمداً تاخیر اور توقف ڈالتا ہے اور وہ لوگ تکذیب اور انکار میں بڑھتے جاتے ہیں یہاں تک کہ انکار میں ترقی کرتے کرتے اپنی راؤں[۱] کو پختہ کر لیتے ہیں اور دعویٰ سے کہنے لگتے ہیں کہ درحقیقت یہ شخص کذّاب ہے، مفتری ہے، مکار ہے، دروغگو ہے، جھوٹا ہے اور منجانب اللہ نہیں ہے۔ پس جب وہ شدت سے اپنی رائے کو قائم کر چکتے ہیں اور تقریروں کے ذریعہ سے اور تحریروں کے ذریعہ سے اور مجلسوں میں بیٹھ کر اور منبروں پر چڑھ کر اپنی مستقل رائے دنیا میں پھیلا دیتے ہیں کہ درحقیقت یہ شخص کذاب ہے۔ تب اس وقت عنایتِ الٰہی توجہ فرماتی ہے کہ اپنے عاجز بندے کی عزت اور صداقت ظاہر کرنے کے لئے کوئی اپنا نشان ظاہر کرے۔ سو اس وقت کوئی غیبی نشان ظاہر ہوتا ہے جس سے صرف وہ لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں جو پہلے مان چکے تھے اور انصار حق میں داخل ہو گئے تھے۔ یا وہ جنہوں نے اپنی زبانوں اور اپنی قلموں اور اپنے خیالات کو مخالفانہ اظہار سے بچا لیا تھا۔ لیکن وہ بدنصیب گروہ جو مخالفانہ راؤں کو ظاہر کر چکے تھے۔ وہ نشان دیکھنے کے بعد بھی اس کو قبول نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی رائیں علیٰ رؤس الاشہاد شائع کر چکے۔ اشتہار دے چکے۔ مہریں لگا چکے کہ یہ شخص درحقیقت کذاب ہے اس لئے اب اپنی مشہور کردہ رائے سے مخالف اقرار کرنا ان کے لئے مرنے سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے ان کی ناک کٹتی ہے اور ہزاروں لوگوں پر ان کی حماقت ثابت ہوتی ہے کہ پہلے تو بڑے زور شور سے دعویٰ کرتے تھے کہ یہ شخص ضرور کاذب ہے، ضرور کاذب ہے، اور قسمیں کھاتے اور اپنی عقل اور علمیّت جتلاتے تھے اور اب اسی کی تائید کرتے ہیں۔

اور میں پہلے اس سے بیان کر چکا ہوں کہ ایمان لانے پر ثواب اسی وجہ سے ملتا ہے کہ ایمان لانے والا چند قرائن صدق کے لحاظ سے ایسی باتوں کو قبول کر لیتا ہے کہ وہ ہنوز مخفی ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلّشانہٗ نے مومنوں کی تعریف قرآن کریم میں فرمائی ہے يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ[۲] یعنی ایسی بات کو مان لیتے ہیں کہ وہ ہنوز در پردۂ غیب ہے۔ جیسا کہ صحابہ کرام نے ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مان لیا اور کسی نے نشان نہ مانگا اور کوئی ثبوت طلب نہ کیا اور گو بعد اس کے اپنے وقت پر بارش کی طرح نشان برسے اور معجزات ظاہر ہوئے۔ لیکن صحابہ کرام ایمان لانے میں معجزات کے محتاج نہیں

---

۱ رائے کی جمع رایوں　۲ البقرہ: ۴

ہوئے۔ اور اگر وہ معجزات کے دیکھنے پر ایمان موقوف رکھتے تو ایک ذرہ بزرگی ان کی ثابت نہ ہوتی اور عوام میں سے شمار کئے جاتے اور خدائے تعالیٰ کے مقبول اور پیارے بندوں میں داخل نہ ہو سکتے۔ کیونکہ جن جن لوگوں نے نشان مانگا خدائے تعالیٰ نے ان پر عتاب ظاہر کیا اور درحقیقت ان کا انجام اچھا نہ ہوا اور اکثر وہ بے ایمانی کی حالت میں ہی مرے۔ غرض خدائے تعالیٰ کی تمام کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ نشان مانگنا کسی قوم کے لئے مبارک نہیں ہوا اور جس نے نشان مانگا وہی تباہ ہوا۔ انجیل میں بھی حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ اس وقت کے حرامکار مجھ سے نشان مانگتے ہیں ان کو کوئی نشان نہیں دیا جائے گا۔

میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں کہ بالطبع ہر یک شخص کے دل میں اس جگہ یہ سوال پیدا ہوگا کہ بغیر کسی نشان کے حق اور باطل میں انسان کیونکر فرق کر سکتا ہے اور اگر بغیر نشان دیکھنے کے کسی کو منجانب اللہ قبول کیا جائے تو ممکن ہے کہ اس قبول کرنے میں دھوکا ہو۔

اس کا جواب وہی ہے جو میں لکھ چکا ہوں کہ خدائے تعالیٰ نے ایمان کا ثواب اکثر اسی امر سے مشروط کر رکھا ہے کہ نشان دیکھنے سے پہلے ایمان ہو۔ اور حق اور باطل میں فرق کرنے کے لئے یہ کافی ہے کہ چند قرائن جو وجہ تصدیق ہو سکیں اپنے ہاتھ میں ہوں اور تصدیق کا پلّہ تکذیب کے پلّہ سے بھاری ہو۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر ابوبکر رضی اللہ عنہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو انہوں نے کوئی معجزہ طلب نہیں کیا اور جب پوچھا گیا کہ کیوں ایمان لائے؟ تو بیان کیا کہ میرے پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا **امین** ہونا ثابت ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ انہوں نے کبھی کسی انسان کی نسبت بھی جھوٹ کو استعمال نہیں کیا چہ جائیکہ خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھیں۔ ایسا ہی اپنے اپنے مذاق پر ہر یک صحابی ایک ایک اخلاقی یا تعلیمی فضیلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ کر اور اپنی نظر دقیق سے اس کو وجہ صداقت ٹھہرا کر ایمان لائے تھے اور ان میں سے کسی نے بھی نشان نہیں مانگا تھا اور کاذب اور صادق میں فرق کرنے کے لئے ان کی نگاہوں میں یہ کافی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقویٰ کے اعلیٰ مراتب پر ہیں۔ اپنے منصب کے اظہار میں بڑی شجاعت اور استقامت رکھتے ہیں اور جس تعلیم کو لائے ہیں وہ دوسری تعلیموں سے صاف تر اور پاک تر اور سراسر نور ہے اور تمام اخلاقِ حمیدہ میں بے نظیر ہیں اور لِلّٰہی جوش ان میں اعلیٰ درجہ کے پائے جاتے ہیں اور صداقت ان

کے چہرہ پر برس رہی ہے۔ پس انہیں باتوں کو دیکھ کر انہوں نے قبول کر لیا کہ وہ درحقیقت خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔ اس جگہ یہ نہ سمجھا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزات ظاہر نہیں ہوئے۔ بلکہ تمام انبیاء سے زیادہ ظاہر ہوئے۔ لیکن عادت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ اوائل میں کھلے کھلے معجزات اور نشان مخفی رہتے ہیں تا صادقوں کا صدق اور کاذبوں کا کذب پرکھا جائے۔ یہ زمانہ ابتلا کا ہوتا ہے اور اس میں کوئی کھلا کھلا نشان ظاہر نہیں ہوتا۔ پھر جب ایک گروہ صافی دلوں کا اپنی نظر دقیق سے ایمان لے آتا ہے اور عوام کالانعام باقی رہ جاتے ہیں تو ان پر حجت پوری کرنے کے لئے یا ان پر عذاب نازل کرنے کے لئے نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ مگر ان نشانوں سے وہی لوگ فائدہ اُٹھاتے ہیں جو پہلے ایمان لا چکے تھے اور بعد میں ایمان لانے والے بہت کم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر روزہ تکذیب سے ان کے دل سخت ہو جاتے ہیں اور اپنی مشہور کردہ راؤں کو وہ بدل نہیں سکتے۔ آخر اسی کفر اور انکار میں واصلِ جہنم ہوتے ہیں۔

مجھے دلی خواہش ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ آپ کو یہ بات سمجھ آ جاوے کہ درحقیقت ایمان کے مفہوم کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پوشیدہ چیزوں کو مان لیا جائے۔ اور جب ایک چیز کی حقیقت ہر طرح سے کھل جائے یا ایک وافر حصہ اس کا کھل جائے تو پھر اس کا مان لینا ایمان میں داخل نہیں۔ مثلاً اب جو دن کا وقت ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں اس بات پر ایمان لاتا ہوں کہ اب دن ہے، رات نہیں ہے تو میرے اس ماننے میں کیا خوبی ہوگی اور اس ماننے میں مجھے دوسروں پر کیا زیادت ہے۔ سعید آدمی کی پہلی نشانی یہی ہے کہ اس بابرکت بات کو سمجھ لے کہ ایمان کس چیز کو کہا جاتا ہے۔ کیونکہ جس قدر ابتدائے دنیا سے لوگ انبیاء کی مخالفت کرتے آئے ہیں ان کی عقلوں پر یہی پردہ پڑا ہوا تھا کہ وہ ایمان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے اور چاہتے تھے کہ جب تک دوسرے امور مشہودہ محسوسہ کی طرح انبیاء کی نبوت اور ان کی تعلیم کھل نہ جائے تب تک قبول کرنا مناسب نہیں اور وہ بیوقوف یہ خیال نہیں کرتے تھے کہ کھلی ہوئی چیز کو ماننا ایمان میں کیونکر داخل ہوگا۔ وہ تو ہندسہ اور حساب کی طرح ایک علم ہوا نہ کہ ایمان۔ پس یہی حجاب تھا کہ جس کی وجہ سے ابوجہل اور ابولہب وغیرہ اوائل میں ایمان لانے سے محروم رہے اور پھر جب اپنی تکذیب میں پختہ ہو گئے اور مخالفانہ راؤں پر اصرار کر چکے۔ اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے کھلے کھلے نشان ظاہر

ہوئے تب انہوں نے کہا کہ اب قبول کرنے سے مرنا بہتر ہے۔ غرض نظر دقیق سے صادق کے صدق کو شناخت کرنا سعیدوں کا کام ہے اور نشان طلب کرنا نہایت منحوس طریق اور اشقیا کا شیوہ ہے۔ جس کی وجہ سے کروڑ ہا منکر ہیزم جہنم ہو چکے ہیں۔ خدائے تعالیٰ اپنی سنت کونہیں بدلتا۔ وہ جیسا کہ اس نے فرما دیا ہے ان ہی کے ایمان کو ایمان سمجھتا ہے جو زیادہ ضد نہیں کرتے اور قرائن مرجّحہ کو دیکھ کر اور علامات صدق پا کر صادق کو قبول کر لیتے ہیں اور صادق کا کلام، صادق کی راستبازی، صادق کی استقامت اور خود صادق کا منہ ان کے نزدیک اس کے صدق پر گواہ ہوتا ہے۔ **مبارک وہ جن کو مردم شناسی کی عقل دی جاتی ہے۔**

ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا **ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کراویں اور بعض احکام کو منسوخ کریں اور بعض نئے احکام لاویں۔ لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ وہی اسلام ہے جو پہلے تھا۔ وہی نمازیں ہیں جو پہلے تھیں۔ وہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو پہلے تھا اور وہی کتاب کریم ہے جو پہلے تھی۔ اصل دین میں سے کوئی ایسی بات چھوڑنی نہیں پڑی جس سے اس قدر حیرانی ہو۔** مسیح موعود کا دعویٰ اس حالت میں گراں اور قابلِ احتیاط ہوتا کہ جب کہ اس دعوٰی کے ساتھ نعوذ باللہ کچھ دین کے احکام کی کمی بیشی ہوتی اور ہماری عملی حالت دوسرے مسلمانوں سے کچھ فرق رکھتی۔ اب جبکہ ان باتوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ صرف ما بہ النزاع حیات مسیح اور وفات مسیح ہے اور **مسیح موعود** کا دعویٰ اس مسئلہ کی درحقیقت ایک فرع ہے اور اس دعویٰ سے مراد کچھ عملی انقلاب نہیں اور نہ اسلامی اعتقادات پر اس کا کچھ مخالفانہ اثر ہے۔ تو کیا اس دعویٰ کے تسلیم کرنے کے لئے کسی بڑے معجزہ یا کرامت کی حاجت ہے؟ جس کا مانگنا رسالت کے دعویٰ میں عوام کا قدیم شیوہ ہے۔ ایک مسلمان جسے تائید اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے بھیجا۔ جس کے مقاصد یہ ہیں کہ تا دین اسلام کی خوبیاں لوگوں پر ظاہر کرے اور آج کل کے فلسفی وغیرہ الزاموں سے اسلام کا پاک ہونا ثابت کر دیوے اور مسلمانوں کو اللہ اور رسول کی محبت کی طرف رجوع دلاوے۔ کیا اس کا قبول کرنا ایک منصف مزاج اور خدا ترس آدمی پر کوئی مشکل امر ہے؟

مسیح موعود کا دعویٰ اگر اپنے ساتھ ایسے لوازم رکھتا جن سے شریعت کے احکام اور عقائد پر کچھ مخالفانہ اثر پہنچتا تو بے شک ایک ہولناک بات تھی۔ لیکن دیکھنا چاہئے کہ میں نے اس دعویٰ کے ساتھ کس اسلامی حقیقت کو منقلب کر دیا ہے۔ کون سے احکام اسلام میں سے ایک ذرہ بھی کم یا زیادہ کر دیا ہے ہاں ایک پیشگوئی کے وہ معنی کئے گئے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے وقت پر مجھ پر کھولے ہیں اور قرآن کریم ان معنوں کی صحت کے لئے گواہ ہے اور احادیثِ صحیحہ بھی ان کی شہادت دیتی ہیں۔ پھر نہ معلوم کہ اس قدر کیوں شور وغوغا ہے؟

ہاں طالب حق ایک سوال بھی اس جگہ کر سکتا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود کا دعویٰ تسلیم کرنے کے لئے کون سے قرائن موجود ہیں؟ کیونکہ کسی مدعی کی صداقت ماننے کے لئے قرائن تو چاہیے خصوصاً آج کل کے زمانہ میں جو مکر اور فریب اور بددیانتی سے بھرا ہوا ہے اور دعاوی باطلہ کا بازار گرم ہے۔

اس سوال کے جواب میں مجھے یہ کہنا کافی ہے کہ مندرجہ ذیل امور طالب حق کے لئے بطور علامات اور قرائن کے ہیں۔

(۱) اوّل وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو تواتر معنوی تک پہنچ گئی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر یک صدی کے سر پر وہ ایسے شخص کو مبعوث کرے گا جو دین کو پھر تازہ کر دے گا اور اس کی کمزوریوں کو دور کر کے پھر اپنی اصلی طاقت اور قوت پر اس کو لے آوے گا۔ اس پیشگوئی کے رو سے ضرور تھا کہ کوئی شخص اس چودہویں صدی پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا اور موجودہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے پیش قدمی دکھلاتا۔ سو یہ عاجز عین وقت پر مامور ہوا۔ اس سے پہلے صدہا اولیاء نے اپنے الہام سے گواہی دی تھی کہ چودہویں صدی کا مجدّد مسیح موعود ہوگا۔ اور احادیثِ صحیحہ نبویّہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرہویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔ پس کیا اس عاجز کا یہ دعویٰ اس وقت عین اپنے محل اور اپنے وقت پر نہیں ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطا جاوے۔ میں نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ اگر فرض کیا جاوے کہ چودہویں صدی کے سر پر مسیح موعود پیدا نہیں ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی پیشگوئیاں خطا جاتی ہیں اور صدہا بزرگوار صاحب الہام جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔

(۲) اس بات کو بھی سوچنا چاہیے کہ جب علماء سے یہ سوال کیا جائے کہ چودھویں صدی کا مجدّد

ہونے کے لئے بجز اس احقر کے اور کس نے دعویٰ کیا ہے اور کس نے منجانب اللہ آنے کی خبر دی ہے اور ملہم ہونے اور مامور ہونے کا دعویٰ کیا ہے؟ تو اس کے جواب میں وہ بالکل خاموش ہیں اور کسی شخص کو پیش نہیں کر سکتے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو۔ اور یہ یاد رکھنا چاہئے کہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ملہم من اللہ اور مجدّد من اللہ کے دعویٰ سے کچھ بڑا نہیں ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کو یہ رُتبہ حاصل ہو کہ وہ خدا تعالیٰ کا ہمکلام ہو۔ اس کا نام منجانب اللہ خواہ مثیل مسیح ہو اور خواہ مثیلِ موسیٰ ہو، یہ تمام نام اس کے حق میں جائز ہیں۔ مثیل ہونے میں کوئی اصلی فضیلت نہیں۔ اصلی اور حقیقی فضیلت **ملهم من اللّٰہ** اور کلیم اللہ ہونے میں ہے۔ پھر جس شخص کو مکالمہ الٰہیہ کی فضیلت حاصل ہوگئی اور کسی خدمت دین کے لئے مامور من اللہ ہوگیا تو اللہ جلّشانہٗ وقت کے مناسب حال اس کا کوئی نام رکھ سکتا ہے۔ یہ نام رکھنا تو کوئی بڑی بات نہیں۔ **اسلام میں موسیٰ۔ عیسیٰ۔ داؤد۔ سلیمان۔ یعقوب وغیرہ بہت سے نام نبیوں کے نام پر لوگ رکھ لیتے ہیں**۔ اس تفاول کی نیت سے کہ ان کے اخلاق انہیں حاصل ہو جائیں پھر اگر خدا تعالیٰ کسی کو اپنے مکالمہ کا شرف دے کر کسی موجودہ مصلحت کے موافق اس کا کوئی نام بھی رکھ دے تو اس میں کیا استبعاد ہے؟

اور اس زمانہ کے مجدد کا نام مسیح موعود رکھنا اس مصلحت پر مبنی معلوم ہوتا ہے کہ اس مجدّد کا **عظیم الشان** کام عیسائیت کا غلبہ توڑنا اور ان کے حملوں کو دفع کرنا اور ان کے فلسفہ کو جو مخالفِ قرآن ہے۔ دلائل قویہ کے ساتھ توڑنا اور ان پر اسلام کی حجت پوری کرنا ہے کیونکہ سب سے بڑی آفت اس زمانہ میں اسلام کیلئے جو بغیر تائید الٰہی دور نہیں ہو سکتی، عیسائیوں کے فلسفیانہ حملے اور مذہبی نکتہ چینیاں ہیں جن کے دور کرنے کے لئے ضرور تھا کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے کوئی آوے۔ اور جیسا کہ میرے پر کشفاً کھولا گیا ہے۔ حضرت مسیح کی روح ان افتراؤں کی وجہ سے جو اُن پر اس زمانہ میں کئے گئے، اپنے مثالی نزول کے لئے شدت جوش میں تھی۔ اور خدا تعالیٰ سے درخواست کرتی تھی کہ اس وقت مثالی طور پر اس کا نزول ہو۔ سو خدائے تعالیٰ نے اس کے جوش کے موافق اس کی مثال کو دنیا میں بھیجا تا وہ وعدہ پورا ہو جو پہلے سے کیا گیا تھا۔

یہ ایک سِرّ اسرارِ الٰہیہ میں سے ہے کہ جب کسی رسول یا نبی کی شریعت اس کے فوت ہونے کے بعد بگڑ جاتی ہے اور اس کی اصل تعلیموں اور ہدایتوں کو بدلا کر بیہودہ اور بیجا باتیں اس کی طرف

منسوب کی جاتی ہیں۔ اور ناحق کا جھوٹ افتراء کر کے یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ تمام کفر اور بدکاری کی باتیں اس نبی نے ہی سکھلائی تھیں تو اس نبی کے دل میں ان فسادوں اور تہمتوں کے دُور کرنے کے لئے ایک اشد توجہ اور اعلیٰ درجہ کا جوش پیدا ہو جاتا ہے۔ تب اس نبی کی روحانیت تقاضا کرتی ہے کہ کوئی قائم مقام اس کا زمین پر پیدا ہو۔

اب غور سے اس معرفت کے دقیقہ کو سنو کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو دو مرتبہ یہ موقعہ پیش آیا کہ ان کی روحانیت نے قائم مقام طلب کیا۔ اوّل جبکہ ان کے فوت ہونے پر چھ سو برس گزر گیا اور یہودیوں نے اس بات پر حد سے زیادہ اصرار کیا کہ وہ نعوذ باللہ، مکّار اور کاذب تھا اور اس کا ناجائز طور پر تولّد تھا اور اسی لئے وہ مصلوب ہوا اور عیسائیوں نے اس بات پر غلو کیا کہ وہ خدا تھا اور خدا کا بیٹا تھا اور دنیا کو نجات دینے کے لئے اس نے صلیب پر جان دی۔ پس جبکہ مسیح علیہ السلام کی بابرکت شان میں نابکار یہودیوں نے نہایت خلاف تہذیب جرح کی اور بموجب توریت کی اس آیت کے جو کتاب استثناء میں ہے کہ جو شخص صلیب پر کھینچا جائے وہ لعنتی ہوتا ہے، نعوذ باللہ، حضرت مسیح علیہ السلام کو لعنتی قرار دیا اور مفتری اور کاذب اور ناپاک پیدائش والا ٹھہرایا اور عیسائیوں نے ان کی مدح میں اطراء کر کے ان کو خدا ہی بنا دیا اور ان پر یہ تہمت لگائی کہ یہ تعلیم انہیں کی ہے۔ تب بہ اعلامِ الٰہی مسیح کی روحانیت جوش میں آئی اور اس نے ان تمام الزاموں سے اپنی بریت چاہی اور خدا تعالیٰ سے اپنا قائم مقام چاہا تب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے جن کی بعثت کی اغراض کثیرہ میں سے ایک یہ بھی غرض تھی کہ ان تمام بیجا الزاموں سے مسیح کا دامن پاک ثابت کریں اور اس کے حق میں صداقت کی گواہی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ **خود مسیح نے یوحنّا کی انجیل کے ۱۶ باب آیت: ۷ تا ۱۶ میں کہا ہے کہ ’’لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راستبازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے۔ راستبازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہے مگر اب تم ان کی**

برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔ اس لئے کہ مجھ ہی سے حاصل کر کے تمہیں خبریں دے گا۔ جو کچھ باپ کا ہے وہ سب میرا ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ وہ مجھ ہی سے حاصل کرتا ہے اور تمہیں خبریں دے گا''۔ (لوقا: باب۱۳، آیت: ۳۵)

ان آیات میں مسیح کا یہ فقرہ کہ میں اسے تم پاس بھیج دوں گا۔ اس بات پر صاف دلالت کرتا ہے کہ مسیح کی روحانیت اس کے آنے کے لئے تقاضا کرے گی اور یہ فقرہ کہ باپ اس کو میرے نام سے بھیجے گا۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ آنے والا مسیح کی تمام روحانیت پائے گا اور اپنے کمالات کی ایک شاخ کی رو سے وہ مسیح ہوگا۔ جیسا کہ ایک شاخ کی رو سے وہ موسیٰ ہے۔ بات یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء کے نام اپنے اندر جمع رکھتے ہیں۔ کیونکہ وہ وجودِ پاک جامع کمالاتِ متفرقہ ہے۔ پس وہ موسیٰ بھی ہے اور عیسیٰ بھی اور آدم بھی اور ابراہیم بھی اور یوسف بھی اور یعقوب بھی۔ اسی کی طرف اللہ جلّشانہٗ اشارہ فرماتا ہے۔ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ[1] یعنی اے رسول اللہ! تو ان تمام ہدایات متفرقہ کو اپنے وجود میں جمع کر لے جو ہر یک نبی خاص طور پر اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ پس اس سے ثابت ہے کہ تمام انبیاء کی شانیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں شامل تھیں اور درحقیقت **محمد** کا نام صلی اللہ علیہ وسلم اسی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ **محمد** کے یہ معنی ہیں کہ بغایت تعریف کیا گیا۔ اور غایت درجہ کی تعریف تبھی متصور ہو سکتی ہے کہ جب انبیاء کے تمام کمالاتِ متفرقہ اور صفاتِ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع ہوں۔ چنانچہ قرآن کریم کی بہت سی آیتیں جن کا اس وقت لکھنا موجب طوالت ہے، اسی پر دلالت کرتی بلکہ بصراحت بتلاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک باعتبار اپنی صفات اور کمالات کے مجموعہ انبیاء تھی اور ہر ایک نبی نے اپنے وجود کے ساتھ مناسبت پا کر یہی خیال کیا کہ میرے نام پر وہ آنے والا ہے۔ اور قرآن کریم ایک جگہ فرماتا ہے کہ سب سے زیادہ ابراہیم سے مناسبت رکھنے والا یہ نبی ہے اور بخاری میں ایک حدیث ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری مسیح سے بشدت مناسبت ہے اور اس کے

---

[1] الانعام: ۹۱

وجود سے میرا وجود ملا ہوا ہے۔ پس اس حدیث میں حضرت مسیح کے اس فقرہ کی تصدیق ہے کہ وہ نبی میرے نام پر آئے گا۔ سو ایسا ہی ہوا کہ ہمارا مسیح صلی اللہ علیہ وسلم جب آیا تو اس نے مسیح ناصری کے ناتمام کاموں کو پورا کیا اور اس کی صداقت کے لئے گواہی دی اور ان تہمتوں سے اس کو بری قرار دیا جو یہود اور نصاریٰ نے اس پر لگائی تھیں اور مسیح کی روح کو خوشی پہنچائی۔ یہ مسیح ناصری کی روحانیت کا پہلا جوش تھا جو ہمارے سیّد ہمارے مسیح خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور سے اپنی مراد کو پہنچا۔ فالحمدللہ۔

پھر دوسری مرتبہ مسیح کی روحانیت اس وقت جوش میں آئی کہ جب نصاریٰ میں دجّالیت کی صفت اتم اور اکمل طور پر آ گئی اور جیسا کہ لکھا ہے کہ دجال نبوت کا دعویٰ بھی کرے گا اور خدائی کا بھی۔ ایسا ہی انہوں نے کیا۔ نبوت کا دعویٰ اس طرح پر کیا کہ کلام الٰہی میں اپنی طرف سے وہ دخل دئے، وہ قواعد مرتب کئے اور وہ تنسیخ ترمیم کی جو ایک نبی کا کام تھا۔ جس حکم کو چاہا قائم کر دیا اور اپنی طرف سے عقائد نامے اور عبادت کے طریقے گھڑے اور ایسی آزادی سے مداخلت بیجا کی کہ گویا ان باتوں کے لئے وحی الٰہی ان پر نازل ہوگئی۔ سو الٰہی کتابوں میں اس قدر بیجا دخل دوسرے رنگ میں نبوت کا دعویٰ ہے۔ اور خدائی کا دعویٰ اس طرح پر کہ ان کے فلسفہ دانوں نے یہ ارادہ کیا کہ کسی طرح تمام کام خدائی کے ہمارے قبضہ میں آ جائیں جیسا کہ ان کے خیالات اس ارادہ پر شاہد ہیں کہ وہ دن رات ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح ہم ہی مینہہ برسائیں اور نطفہ کو کسی آلہ میں ڈال کر اور رحم عورت میں پہنچا کر بچے بھی پیدا کر لیں۔ اور ان کا عقیدہ ہے کہ خدا کی تقدیر کچھ چیز نہیں بلکہ ناکامی ہماری بوجہ غلطی تدبیر تقدیر ہو جاتی ہے اور جو کچھ دنیا میں خدا کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ پہلے زمانہ کے لوگوں کو ہر یک چیز کے طبعی اسباب معلوم نہیں تھے اور اپنے تھک جانے کی حد انتہا کا نام خدا اور خدا کی تقدیر رکھا تھا۔ اب علل طبعیہ کا سلسلہ جب بکلّی لوگوں کو معلوم ہو جائے گا تو یہ خام خیالات خود بخود دُور ہو جائیں گے۔ پس دیکھنا چاہئے کہ یورپ اور امریکہ کے فلاسفروں کے یہ اقوال خدائی کا دعویٰ ہے یا کچھ اور ہے؟ اسی وجہ سے ان فکروں میں پڑے ہوئے ہیں کہ کسی طرح مُردے بھی زندہ ہو جائیں۔ اور امریکہ میں ایک گروہ عیسائی فلاسفروں کا انہی باتوں کا تجربہ کر رہا ہے۔ اور مینہہ برسانے کا کارخانہ تو شروع ہو گیا اور ان کا منشاء ہے کہ

بجائے اس کے کہ لوگ مینہہ کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا کریں یا استسقاء کی نماز پڑھیں، گورنمنٹ میں ایک عرضی دے دیں کہ فلاں کھیت میں مینہہ برسایا جائے۔ اور یورپ میں یہ کوشش ہو رہی ہے کہ نطفہ رحم میں ٹھہرانے کے لئے کوئی کل پیدا ہو۔ اور نیز یہ بھی کہ جب چاہیں لڑکا پیدا کر لیں اور جب چاہیں لڑکی۔ اور ایک مرد کا نطفہ لے کر اور کسی پچکاری میں رکھ کر کسی عورت کے رحم میں چڑھا دیں اور اس تدبیر سے اس کو حمل کر دیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ یہ خدائی پر قبضہ کرنے کی فکر ہے یا کچھ اور ہے؟ اور یہ جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال اوّل نبوت کا دعوٰی کرے گا پھر خدائی کا۔ اگر اس کے یہ معنی لئے جائیں کہ چند روز نبوت کا دعوٰی کر کے پھر خدا بننے کا دعویٰ کرے گا تو یہ معنی صریح باطل ہیں کیونکہ جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے گا، اس دعویٰ میں ضرور ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کرے اور نیز یہ بھی کہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے پر وحی نازل ہوتی ہے۔ اور نیز خلق اللہ کو وہ کلام سناوے جو اس پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور ایک اُمت بناوے جو اس کو نبی سمجھتی اور اس کی کتاب کو کتاب اللہ جانتی ہے۔ اب سمجھنا چاہئے کہ ایسا دعویٰ کرنے والا اسی اُمت کے روبرو خدائی کا دعویٰ کیونکر کر سکتا ہے؟ کیونکہ وہ لوگ کہہ سکتے ہیں کہ تُو بڑا مفتری ہے۔ پہلے تو خدائے تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام ہم کو سناتا تھا اور اب اس سے انکار ہے اور اب آپ خدا بنتا ہے۔ پھر جب اوّل دفعہ تیرے ہی اقرار سے تیرا جھوٹ ثابت ہو گیا تو دوسرا دعویٰ کیونکر سچا سمجھا جائے۔ جس نے پہلے خدائے تعالیٰ کی ہستی کا اقرار کر لیا اور اپنے تئیں بندہ قرار دے دیا اور بہت سا الہام اپنا لوگوں میں شائع کر دیا کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے وہ کیونکر ان تمام اقرارات سے انحراف کر کے خدا ٹھہر سکتا ہے اور ایسے کذّاب کو کون قبول کر سکتا ہے؟ سو یہ معنی جو ہمارے علماء لیتے ہیں، بالکل فاسد ہیں، صحیح معنی یہی ہیں کہ نبوت کے دعویٰ سے مراد دخل در امورِ نبوت اور خدائی کے دعویٰ سے مراد دخل در امور خدائی ہے جیسا کہ آجکل عیسائیوں سے یہ حرکات ظہور میں آ رہی ہیں۔ ایک فرقہ ان میں سے انجیل کو ایسا توڑ مروڑ رہا ہے کہ گویا وہ نبی ہے اور اس پر آیتیں نازل ہو رہی ہیں اور ایک فرقہ خدائی کے کاموں میں اس قدر دخل دے رہا ہے کہ گویا وہ خدائی کو اپنے قبضہ میں کرنا چاہتا ہے۔

غرض یہ دجالیت عیسائیوں کی اس زمانہ میں کمال درجہ تک پہنچ گئی ہے اور اس کے قائم کرنے

کے لئے پانی کی طرح انہوں نے اپنے مالوں کو بہا دیا ہے اور کروڑ ہا مخلوقات پر بد اثر ڈالا ہے۔ تقریر سے، تحریر سے، مال سے، عورتوں سے، گانے سے، بجانے سے، تماشے دکھلانے سے، ڈاکٹر کہلانے سے، غرض ہر یک پہلو سے، ہر یک طریق سے، ہر یک پیرایہ سے، ہر یک ملک پر انہوں نے اثر ڈالا ہے چنانچہ چھ کروڑ تک ایسی کتاب تالیف ہو چکی ہے جس میں یہ غرض ہے کہ دنیا میں ناپاک طریق عیسیٰ پرستی کا پھیل جائے۔ پس اس زمانہ میں دوسری مرتبہ حضرت مسیح کی روحانیت کو جوش آیا اور انہوں نے دوبارہ مثالی طور پر دنیا میں اپنا نزول چاہا اور جب ان میں مثالی نزول کے لئے اشد درجہ کی توجہ اور خواہش پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اس خواہش کے موافق دجال موجودہ کے نابود کرنے کے لئے ایسا شخص بھیج دیا جو اُن کی روحانیت کا نمونہ تھا۔ وہ نمونہ مسیح علیہ السلام کا روپ بن کر **مسیح موعود** کہلایا۔ کیونکہ حقیقتِ عیسویہ کا اس میں حلول تھا۔ یعنی حقیقتِ عیسویہ اس سے متحد ہو گئی تھی اور مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے وہ پیدا ہوا تھا۔ پس حقیقت عیسویہ اس میں ایسی منعکس ہو گئی جیسا کہ آئینہ میں اشکال۔ اور چونکہ وہ نمونہ حضرت مسیح کی روحانیت کے تقاضا سے ظہور پذیر ہوا تھا اس لئے وہ عیسیٰ کے نام سے موسوم کیا گیا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی روحانیت نے قادر مطلق عزّ اسمہ سے بوجہ اپنے جوش کے اپنی ایک شبیہ چاہی اور چاہا کہ حقیقتِ عیسویہ اس شبیہ میں رکھی جائے۔ تا اس شبیہ کا نزول ہو۔ پس ایسا ہی ہو گیا۔ اس تقریر میں اس وہم کا بھی جواب ہے کہ نزول کے لئے مسیح کو کیوں مخصوص کیا گیا۔ یہ کیوں نہ کہا گیا کہ موسیٰ نازل ہو گا یا ابراہیم نازل ہو گا یا داوٗد نازل ہو گا۔ کیونکہ اس جگہ صاف طور پر کھل گیا کہ موجودہ فتنوں کے لحاظ سے مسیح کا نازل ہونا ہی ضروری تھا کیونکہ مسیح کی ہی قوم بگڑی تھی اور مسیح کی قوم میں ہی دجالیت پھیلی تھی۔ اس لئے مسیح کی روحانیت کو ہی جوش آنا لائق تھا۔ یہ وہ دقیق معرفت ہے کہ جو کشف کے ذریعہ سے اس عاجز پر کھلی ہے اور یہ بھی کھلا کہ یوں مقدر ہے کہ ایک زمانہ کے گزرنے کے بعد کہ خیر اور صلاح اور غلبہ توحید کا زمانہ ہو گا۔ پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کرے گا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور مخلوق کو خدا بنانے کی جہالت بڑے زور سے پھیلے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس آخری زمانہ کے آخری حصہ میں دنیا میں پھیلیں گے۔ تب پھر مسیح کی روحانیت سخت جوش میں آ کر جلالی طور پر اپنا نزول چاہے گی۔ تب ایک قہری شبیہ میں اس کا

نزول ہو کر اس زمانہ کا خاتمہ ہو جائے گا تب آخر ہوگا اور دنیا کی صف لپیٹ دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسیح کی اُمت کی نالائق کرتوتوں کی وجہ سے مسیح کی روحانیت کے لئے یہی مقدر تھا کہ تین مرتبہ دنیا میں نازل ہو۔

اس جگہ یہ نکتہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اسلام کے اندرونی مفاسد کے غلبہ کے وقت ہمیشہ ظہور فرماتی رہتی ہے اور حقیقتِ محمدیہ کا حلول ہمیشہ کسی کامل متبع میں ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور جو احادیث میں آیا ہے مہدی پیدا ہوگا اور اس کا نام میرا ہی نام ہوگا اور اس کا خُلق میرا ہی خلق ہوگا۔ اگر یہ حدیثیں صحیح ہیں تو یہ اسی نزولِ روحانیت کی طرف اشارہ ہے لیکن وہ نزولِ کسی خاص فرد میں محدود نہیں۔ صدہا ایسے لوگ گزرے ہیں جن میں حقیقتِ محمدیہ متحقق تھی اور عنداللہ ظلّی طور پر ان کا نام **محمد** یا **احمد** تھا۔ لیکن چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمتِ مرحومہ ان فسادوں سے بفضلہٖ تعالیٰ محفوظ رہی ہے جو حضرت عیسٰی کی اُمت کو پیش آئے اور آج تک ہزارہا صلحاء اور اتقیاء اس اُمت میں موجود ہیں کہ جو قبّہ دنیا کی طرف پشت دے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ پنج وقت توحید کی اذان کی مساجد میں ایسی گونج پڑتی ہے کہ آسمان تک محمدی توحید کی شعاعیں پہنچتی ہیں۔ پھر کون موقع تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت کو ایسا جوش آتا جیسا کہ حضرت مسیح کی روح میں عیسائیوں کے دل آزار وعظوں اور نفرتی کاموں اور مشرکانہ تعلیموں اور نبوت میں بیجا دخلوں اور خدائے تعالیٰ کی ہمسری کرنے نے پیدا کر دیا۔ اس زمانہ میں یہ جوش حضرت موسیٰ کی روح کو بھی اپنی اُمت کے لئے نہیں آسکتا تھا کیونکہ وہ تو نابود ہوگئی۔ اور اب صفحہ دنیا میں ذرّیت ان کی بجز چند لاکھ کے باقی نہیں اور وہ بھی ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُ[۱] کے مصداق اور اپنی دنیاداری کے خیالات میں غرق اور نظروں سے گرے ہوئے ہیں لیکن عیسائی قوم اس زمانہ میں چالیس کروڑ سے کچھ زیادہ ہے اور بڑے زور سے اپنے دجّالی خیالات کو پھیلا رہی ہے اور صدہا پیرایوں میں اپنے شیطانی منصوبوں کو دلوں میں جاگزین کر رہی ہے۔ بعض واعظوں کے رنگ میں پھرتے ہیں۔ بعض گوّیئے بن کر گیت گاتے ہیں۔ بعض شاعر بن کر تثلیث کے متعلق غزلیں سناتے ہیں۔ بعض جوگی بن کر اپنے خیالات کو شائع کرتے پھرتے ہیں۔ بعض نے یہی خدمت لی ہے کہ دنیا کی تمام زبانوں

---

[۱] البقرہ: ۶۲

میں اپنی محرف انجیل کا ترجمہ کر کے اور ایسا ہی دوسری کتابیں اسلام کے مقابل پر ہر ایک زبان میں لکھ کر تقسیم کرتے پھرتے ہیں۔ بعض تھیئٹر کے پیرایہ میں اسلام کی بُری تصویر لوگوں کے دلوں میں جماتے ہیں اور ان کاموں میں کروڑ ہا روپیہ ان کا خرچ ہوتا ہے۔ اور بعض ایک فوج بنا کر اور مکتی فوج اس کا نام رکھ کر ملک بہ ملک پھرتے ہیں اور ایسا ہی اور کارروائیوں نے بھی، جو اُن کے مرد بھی کرتے ہیں اور ان کی عورتیں بھی، کروڑ ہا بندگانِ خدا کو نقصان پہنچایا ہے اور بات انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ اس لئے ضرور تھا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح کی روحانیت جوش میں آتی اور اپنی شبیہ کے نزول کے لئے جو اس کی حقیقت سے متحد ہو، تقاضا کرتی۔ سو اس عاجز کے صدق کی شناخت کے لئے یہ ایک بڑی علامت ہے مگر ان کے لئے جو سمجھتے ہیں۔ اسلام کے صوفی جو قبروں سے فیض طلب کرنے کے عادی ہیں اور اس بات کے بھی قائل ہیں کہ ایک فوت شدہ نبی یا ولی کی روحانیت کبھی ایک زندہ مردِ خدا سے متحد ہو جاتی ہے جس کو کہتے ہیں فلاں ولی موسیٰ کے قدم پر ہے اور فلاں ابراہیم کے قدم پر یا محمدی المشرب اور ابراہیمی المشرب نام رکھتے ہیں۔ وہ ضرور اس دقیقہ معرفت کی طرف توجہ کریں۔

(۳) تیسری علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ بعض اہل اللہ نے اس عاجز سے بہت سے سال پہلے اس عاجز کے آنے کی خبر دی ہے۔ یہاں تک کہ نام اور سکونت اور عمر کا حال بتصریح بتلا دیا ہے جیسا کہ ''نشانِ آسمانی'' میں لکھ چکا ہوں۔

(۴) چوتھی علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ اس عاجز نے بارہ ہزار کے قریب خط اور اشتہار الہامی برکات کے مقابلہ کے لئے مذاہبِ غیر کی طرف روانہ کئے بالخصوص پادریوں میں سے شاید ایک بھی نامی پادری یورپ اور امریکہ اور ہندوستان میں باقی نہیں رہا ہوگا جس کی طرف خط رجسٹری کر کے نہ بھیجا ہو۔ مگر سب پر حق کا رعب چھا گیا۔ اب جو ہماری قوم کے مُلّا مولوی لوگ اس دعوت میں نکتہ چینی کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ان کی دروغگوئی اور نجاست خواری ہے۔ **مجھے یہ قطعی طور پر بشارت دی گئی ہے کہ اگر کوئی مخالفِ دین میرے سامنے مقابلہ کے لئے آئے گا تو میں اس پر غالب ہوں گا اور وہ ذلیل ہوگا۔** پھر یہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اور میری نسبت شک رکھتے ہیں کیوں اس زمانہ کے کسی پادری سے میرا مقابلہ نہیں کراتے۔ کسی پادری یا پنڈت کو کہہ دیں کہ یہ شخص درحقیقت مفتری ہے، اس کے ساتھ مقابلہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہم ذمہ وار ہیں پھر خدا تعالیٰ خود فیصلہ

کر دے گا۔ **میں اس بات پر راضی ہوں کہ جس قدر دنیا کی جائیداد یعنی اراضی وغیرہ بطور وراثت میرے قبضہ میں آئی ہے بحالت دروغگو نکلنے کے وہ سب اس پادری یا پنڈت کو دے دوں گا۔ اگر وہ دروغگو نکلا تو بجز اس کے اسلام لانے کے میں اس سے کچھ نہیں مانگتا۔ یہ بات میں نے اپنے جی میں جزماً ٹھہرائی ہے اور تہ دل سے بیان کی ہے اور اللہ جلّشانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اس مقابلہ کے لئے تیار ہوں اور اشتہار دینے کے لئے مستعد۔** بلکہ میں نے تو بارہ ہزار اشتہار شائع کر دیا ہے۔ بلکہ میں بُلاتا بُلاتا تھک گیا۔ کوئی پنڈت پادری نیک نیتی سے سامنے نہیں آیا۔ میری سچائی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوسکتی ہے کہ میں اس مقابلہ کے لئے ہر وقت حاضر ہوں۔ اور اگر کوئی مقابلہ پر کچھ نشان دکھلانے کا دعویٰ نہ کرے تو ایسا پنڈت یا پادری صرف اخبار کے ذریعہ سے یہ شائع کر دے کہ میں صرف یک طرفہ کوئی امر خارق عادت دیکھنے کو تیار ہوں۔ اور اگر امر خارقِ عادت ظاہر ہو جائے اور میں اس کا مقابلہ نہ کر سکوں تو فی الفور اسلام قبول کروں گا تو یہ تجویز بھی مجھے منظور ہے۔ کوئی مسلمانوں میں سے ہمت کرے اور جس شخص کو کافر بے دین کہتے ہیں اور دجّال نام رکھتے ہیں بمقابل کسی پادری کے اس کا امتحان کر لیں اور آپ صرف تماشا دیکھیں۔

(۵) پانچویں علامت اس عاجز کے صدق کی یہ ہے کہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ان مسلمانوں پر بھی اپنے کشفی اور الہامی علوم میں غالب ہوں۔ ان کے ملہموں کو چاہئے کہ میرے مقابل پر آویں پھر اگر تائیدِ الٰہی میں اور فیض سماوی میں اور آسمانی نشانوں میں مجھ پر غالب ہو جائیں تو جس کا رَد سے چاہیں مجھ کو ذبح کر دیں مجھے منظور ہے۔ اور اگر مقابلہ کی طاقت نہ ہو تو کفر کے فتوے دینے والے جو الہاماً میرے مخاطب ہیں یعنی جن کو مخاطب ہونے کے لئے الہام الٰہی مجھ کو ہو گیا ہے، پہلے لکھ دیں اور شائع کرا دیں کہ اگر کوئی خارقِ عادت امر دیکھیں تو بلا چون و چرا دعویٰ کو منظور کر لیں۔ میں اس کام کے لئے بھی حاضر ہوں اور میرا خداوند کریم میرے ساتھ ہے لیکن مجھے یہ حکم ہے کہ میں ایسا مقابلہ صرف **ائمۃ الکفر** سے کروں۔ انہیں سے مباہلہ کروں اور انہیں سے اگر وہ چاہیں یہ مقابلہ کروں۔ مگر یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہرگز مقابلہ نہیں کریں گے کیونکہ حقانیت کے ان کے دلوں پر رُعب ہیں اور وہ اپنے ظلم اور زیادتی کو خوب جانتے ہیں۔ وہ ہرگز مباہلہ بھی نہیں کریں گے مگر میری طرف سے عنقریب کتاب **دافع الوساوس** میں ان کے نام اشتہار جاری ہو جائیں گے۔

رہے احادُ النّاس کہ جو امام اور فضلاءِ علم کے نہیں ہیں اور نہ ان کا فتویٰ ہے۔ ان کے لئے مجھے یہ حکم ہے کہ اگر وہ خارق دیکھنا چاہتے ہیں تو صحبت میں رہیں۔ خدا تعالیٰ غنی، بے نیاز ہے جب تک کسی میں تذلّل اور انکسار نہیں دیکھتا اس کی طرف توجہ نہیں فرماتا۔ لیکن وہ اس عاجز کو ضائع نہیں کرے گا اور اپنی حجت دنیا پر پوری کر دے گا اور کچھ زیادہ دیر نہیں ہوگی کہ وہ اپنے نشان دکھاوے گا۔ لیکن مبارک وہ جو نشانوں سے پہلے قبول کر گئے۔ وہ خدائے تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں اور وہ صادق ہیں جن میں دغا نہیں۔ نشانوں کے مانگنے والے حسرت سے اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے کہ ہم کو رضائے الٰہی اور اس کی خوشنودی حاصل نہ ہوئی جو ان بزرگ لوگوں کو ہوئی جنہوں نے قرائن سے قبول کیا اور کوئی نشان نہیں مانگا۔

سو یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے اس سلسلہ کو بے ثبوت نہیں چھوڑے گا۔ وہ خود فرماتا ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے کہ:۔

’’دنیا میں ایک نذیر آیا، پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا۔‘‘ جن لوگوں نے انکار کیا اور جو انکار کے لئے مستعد ہیں، ان کیلئے ذلّت اور خواری مقدر ہے۔ انہوں نے یہ بھی نہ سوچا کہ اگر یہ انسان کا افترا ہوتا تو کب کا ضائع ہو جاتا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ مفتری کا ایسا دشمن ہے کہ دنیا میں ایسا کسی کا دشمن نہیں۔ وہ بے وقوف یہ بھی خیال نہیں کرتے کہ کیا یہ استقامت اور جرأت کسی کذّاب میں ہوسکتی ہے۔ وہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ جو شخص ایک غیبی پناہ سے بول رہا ہے وہی اس بات سے مخصوص ہے کہ اس کے کلام میں شوکت اور ہیبت ہو۔ اور یہ اسی کا جگر اور دل ہوتا ہے کہ ایک فرد تمام جہان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ یقیناً منتظر رہو کہ وہ دن آتے ہیں بلکہ نزدیک ہیں کہ دشمن روسیاہ ہوگا اور دوست نہایت ہی بشاش ہوں گے۔ کون ہے دوست؟ وہی جس نے نشان دیکھنے سے پہلے مجھے قبول کیا اور جس نے اپنی جان اور مال اور عزت کو ایسا فدا کر دیا ہے کہ گویا اس نے ہزارہا نشان دیکھ لئے ہیں۔ سو یہی میری جماعت ہے، اور میرے ہیں جنہوں نے مجھے اکیلا پایا اور میری مدد کی اور مجھے غمگین دیکھا اور میرے غمخوار ہوئے اور ناشنا سا ہو کر پھر آشناؤں کا سا ادب بجا لائے خدا تعالیٰ کی ان پر رحمت ہو۔ اگر نشانوں کے دیکھنے کے بعد کوئی کھلی صداقت کو مان لے گا تو مجھے کیا اور اس کو اجر کیا اور

حضرت عزت میں اس کی عزت کیا۔ مجھے درحقیقت انہوں نے ہی قبول کیا ہے جنہوں نے دقیق نظر سے مجھ کو دیکھا اور فراست سے میری باتوں کو وزن کیا اور میرے حالات کو جانچا اور میرے کلام کو سنا اور اس میں غور کی تب اسی قدر قرائن سے خدا تعالیٰ نے ان کے سینوں کو کھول دیا اور میرے ساتھ ہو گئے۔ میرے ساتھ وہی ہے جو میری مرضی کے لئے اپنی مرضی کو چھوڑتا ہے اور اپنے نفس کے ترک اور اخذ کے لئے مجھے حَکَمْ بناتا ہے اور میری راہ پر چلتا ہے اور اطاعت میں فانی ہے اور انانیت کی جِلد سے باہر آ گیا ہے۔ مجھے آہ کھینچ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ کھلے نشانوں کے طالب وہ تحسین کے لائق خطاب اورعزت کے لائق مرتبے میرے خداوند کی جناب میں نہیں پا سکتے۔ جو اُن راستبازوں کو ملیں گے جنہوں نے چُھپے ہوئے بھید کو پہچان لیا اور جو اللہ جلّشانہٗ کی چادر کے تحت میں ایک چھپا ہوا بندہ تھا۔ اس کی خوشبو ان کو آ گئی۔ انسان کا اس میں کیا کمال ہے کہ مثلاً ایک شہزادہ کو اپنی فوج اور جاہ وجلال میں دیکھ کر پھر اس کو سلام کرے۔ باکمال وہ آدمی ہے جو گداؤں کے پیرایہ میں اس کو پاوے اور شناخت کر لیوے۔ مگر میرے اختیار میں نہیں کہ یہ زیرکی کسی کو دوں۔ ایک ہی ہے جو دیتا ہے۔ وہ جس کو عزیز رکھتا ہے ایمانی فراست اس کو عطا کرتا ہے۔ انہیں باتوں سے ہدایت پانے والے ہدایت پاتے ہیں۔ اور یہی باتیں ان کے لئے جن کے دلوں میں کجی ہے زیادہ ترکجی کا موجب ہو جاتی ہیں۔ اب میں جانتا ہوں کہ نشانوں کے بارے میں مَیں بہت کچھ لکھ چکا ہوں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ یہ بات صحیح اور راست ہے کہ اب تک تین ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ وہ امور میرے لئے خدا تعالیٰ سے صادر ہوئے ہیں جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہیں اور آئندہ ان کا دروازہ بند نہیں۔ ان نشانوں کے لئے ادنیٰ ادنیٰ میعادوں کا ذکر کرنا یہ ادب سے دُور ہے۔ خدا تعالیٰ غنی، بے نیاز ہے۔ جب مکّہ کے کافر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھتے تھے کہ نشان کب ظاہر ہوں گے تو خدا تعالیٰ نے کبھی یہ جواب نہ دیا کہ فلاں تاریخ نشان ظاہر ہوں گے۔ کیونکہ یہ سوال ہی بے ادبی سے پُر تھا اور گستاخی سے بھرا ہوا تھا۔ انسان اس نابکار اور بے بنیاد دنیا کے لئے سالہا سال انتظاروں میں وقت خرچ کر دیتا ہے۔ ایک امتحان دینے میں کئی برسوں سے تیاری کرتا ہے وہ عمارتیں شروع کرا دیتا ہے جو برسوں میں ختم ہوں۔ وہ پودے باغ میں لگاتا ہے جن کا پھل کھانے کے لئے ایک دُور زمانہ تک انتظار کرنا ضروری ہے پھر خدا تعالیٰ کی راہ میں کیوں جلدی کرتا ہے۔ اس کا باعث بجز اس کے اور

کچھ نہیں کہ دین کو ایک کھیل سمجھ رکھا ہے۔ انسان خدا تعالیٰ سے نشان طلب کرتا ہے اور اپنے دل میں مقرر نہیں کرتا کہ نشان دیکھنے کے بعد اس کی راہ میں کونسی جانفشانی کروں گا اور کس قدر دنیا کو چھوڑ دوں گا اور کہاں تک خدا تعالیٰ کے مامور بندہ کے پیچھے ہو چلوں گا۔ بلکہ غافل انسان ایک تماشا کی طرح نشان کو سمجھتا ہے۔ حواریوں نے حضرت مسیحؑ سے نشان مانگا تھا کہ ہمارے لئے **مائدہ** اُترے تا بعض شبہات ہمارے جو آپ کی نسبت ہیں دور ہو جائیں۔ پس اللہ جلّشانہٗ قرآن کریم میں حکایتاً حضرت عیسیٰؑ کو فرماتا ہے کہ ان کو کہہ دے کہ میں اس نشان کو ظاہر کروں گا۔ لیکن پھر اگر کوئی شخص مجھ کو ایسا نہیں مانے گا کہ جو حق ماننے کا ہے تو میں اس پر وہ عذاب نازل کروں گا جو آج تک کسی پر نہیں کیا ہو گا۔ تب حواری اس بات کو سن کر نشان مانگنے سے تائب ہو گئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس قوم پر ہم نے عذاب نازل کیا ہے، نشان دکھلانے کے بعد کیا ہے۔ اور قرآن کریم میں کئی جگہ فرماتا ہے کہ نشان نازل ہونا عذاب نازل ہونے کی تمہید ہے۔ وجہ یہ کہ جو شخص نشان مانگتا ہے اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ نشان دیکھنے کے بعد یک لخت دُنیا سے دست بردار ہو جائے اور فقیرانہ دلق پہن لے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت دیکھ کر اس کا حق ادا کرے۔ لیکن چونکہ غافل انسان اس درجہ کی فرمانبرداری کر نہیں سکتا اس لئے شرطی طور پر نشان دیکھنا اس کے حق میں وبال ہو جاتا ہے۔ کیونکہ نشان کے بعد خدائے تعالیٰ کی حجت اس پر پوری ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر پھر بھی کامل اطاعت کے بجالانے میں کچھ کسر رکھے تو غضبِ الٰہی اُس پر مستولی ہو جاتا ہے اور اس کو نابود کر دیتا ہے۔

تیسرا سوال آپ کا استخارہ کے لئے ہے جو درحقیقت **استخبارہ** ہے۔ پس آپ پر واضح ہو کہ جو مشکلات آپ نے تحریر فرمائی ہیں درحقیقت استخارہ میں ایسی مشکلات نہیں ہیں۔ میری مراد میری تحریر میں صرف اس قدر ہے کہ استخارہ ایسی حالت میں ہو کہ جب جذباتِ محبت اور جذباتِ عداوت کسی تحریک کی وجہ سے جوش میں نہ ہوں۔ مثلاً ایک شخص کسی شخص سے عداوت رکھتا ہے اور غصہ اور عداوت کے اشتعال میں سو گیا ہے۔ تب وہ شخص جو اس کا دشمن ہے۔ اس کو خواب میں کتے یا سؤر کی شکل میں نظر آیا ہے یا کسی اور درندہ کی شکل میں دکھائی دیا ہے تو وہ خیال کرتا ہے کہ شائد درحقیقت یہ شخص عنداللہ کتّا یا سؤر ہی ہے۔ لیکن یہ خیال اس کا غلط ہے کیونکہ جوش عداوت میں جب دشمن خواب

میں نظر آوے تو اکثر درندوں کی شکل میں یا سانپ کی شکل میں نظر آتا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ درحقیقت وہ بدآدمی ہے کہ جو ایسی شکل میں ظاہر ہوا، ایک غلطی ہے۔ بلکہ چونکہ دیکھنے والے کی طبیعت اور خیال میں وہ درندوں کی طرح تھا اس لئے خواب میں درندہ ہو کر اس کو دکھائی دیا۔ سو میرا مطلب یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا جذباتِ نفس سے خالی ہو اور ایک آرام یافتہ اور سراسر رُو بحق دل سے محض اظہارِ حق کی غرض سے **استخارہ** کرے۔ میں یہ عہد نہیں کرسکتا کہ ہر ایک شخص کو ہر یک حالت نیک یا بد میں ضرور خواب آجائے گی۔ لیکن آپ کی نسبت میں کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک رُو بحق ہو کر بشرائط مندرجہ **''نشانِ آسمانی''** استخارہ کریں تو میں آپ کے لئے دعا کروں گا۔ کیا خوب ہو کہ یہ استخارہ میرے رُوبرو ہو۔ تا میری توجہ زیادہ ہو۔ آپ پر کچھ بھی مشکل نہیں۔ لوگ معمولی اور نفلی طور پر حج کرنے کو بھی جاتے ہیں مگر اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر۔ کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکمِ ربّانی۔

سچی خواب اپنی سچائی کے آثار آپ ظاہر کردیتی ہے وہ دل پر ایک نُور کا اثر ڈالتی ہے اور میخ آہنی کی طرح اندر کُھب جاتی ہے اور دل اس کو قبول کر لیتا ہے اور اس کی نورانیت اور ہیبت بال بال پر طاری ہو جاتی ہے۔ میں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر آپ میرے رُوبرو اور میری ہدایت اور تعلیم کے موافق اس کام میں مشغول ہوں تو میں آپ کے لئے بہت کوشش کروں گا کیونکہ میرا خیال آپ کی نسبت بہت نیک ہے اور خدا تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ضائع نہ کرے اور رُشد اور سعادت میں ترقی دے۔ اب میں نے آپ کا وقت بہت لے لیا ختم کرتا ہوں۔ **والسلام علٰی من اتبع الھدٰی۔**

آپ کا مکرّر خط پڑھ کر ایک بات کچھ زیادہ تفصیل کی محتاج معلوم ہوئی اور وہ یہ ہے کہ استخارہ کے لئے ایسی دعا کی جائے کہ ہر یک شخص کا استخارہ شیطان کے دخل سے محفوظ ہو۔ عزیز من! یہ بات خدا تعالیٰ کے قانونِ قدرت کے برخلاف ہے کہ وہ شیاطین کو ان کے مواضع مناسبہ سے معطّل کر دیوے۔ اللہ جلّشانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ [1] یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اس کی یہ حالت نہ ہو کہ جب

[1] الحج: ۵۳

وہ کوئی تمنّا کرے۔ یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملاوے۔ یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے۔ تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے اس دخل کو اٹھا دیتی ہے اور منشاء الٰہی کو مصفّا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ نبی کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں اور جو کچھ خواطر اس کے نفس میں پیدا ہوتی ہیں درحقیقت وہ تمام وحی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم اس پر شاہد ہے۔ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی[1] لیکن قرآن کی وحی دوسری وحی سے جو صرف معانی منجانب اللہ ہوتی ہیں تمیز کلّی رکھتی ہے اور نبی کے اپنے تمام اقوال وحی غیر متلوّ میں داخل ہوتے ہیں۔ کیونکہ روح القدس کی برکت اور چمک ہمیشہ نبی کے شاملِ حال رہتی ہے اور ہر یک بات اس کی برکت سے بھری ہوئی ہوتی ہے اور وہ برکت روح القدس سے اس کلام میں رکھی جاتی ہے۔ لہٰذا ہر یک بات نبی کی جو نبی کی توجہ تام سے اور اس کے خیال کی پوری مصروفیت سے اس کے منہ سے نکلتی ہے۔ وہ بلا شبہ وحی ہوتی ہے۔ تمام احادیث اسی درجہ کی وحی میں داخل ہیں۔ جن کو غیر متلو وحی کہتے ہیں۔ اب اللہ جلّشانہٗ آیت موصوفہ ممدوحہ میں فرماتا ہے کہ اس ادنیٰ درجہ کی وحی میں جو حدیث کہلاتی ہے۔ بعض صورتوں میں شیطان کا دخل بھی ہو جاتا ہے اور وہ اس وقت کہ جب نبی کا نفس ایک بات کے لئے تمنّا کرتا ہے تو اس کا اجتہاد غلطی کر جاتا ہے اور نبی کی اجتہادی غلطی بھی درحقیقت وحی کی غلطی ہے کیونکہ نبی تو کسی حالت میں وحی سے خالی نہیں ہوتا۔ وہ اپنے نفس سے کھویا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک آلہ کی طرح ہوتا ہے۔ پس چونکہ ہر یک بات جو اس کے منہ سے نکلتی ہے، وحی ہے۔ اس لئے جب اس کے اجتہاد میں غلطی ہوگئی تو وحی کی غلطی کہلائے گی نہ اجتہاد کی غلطی۔ اب خدائے تعالیٰ اسی کا جواب قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کبھی نبی کی اس قسم کی وحی جس کو دوسرے لفظوں میں اجتہاد بھی کہتے ہیں مسِّ شیطانی سے مخلوط ہو جاتی ہے۔ اور یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب نبی کوئی تمنّا کرتا ہے کہ یوں ہو جائے۔ تب ایسا ہی خیال اس کے دل میں گزرتا ہے جس پر نبی مستقل رائے قائم کرنے کے لئے ارادہ کر لیتا ہے۔ تب فی الفور وحی اکبر جو کلام الٰہی اور وحی متلوّ اور مہیمن ہے نبی کو اس غلطی پر متنبّہ کر دیتی ہے اور وحی متلوّ شیطان کے دخل سے بکلّی منزّہ ہوتی ہے

[1] النّجم: ۴، ۵

کیونکہ وہ ایک سخت ہیبت اور شوکت اور روشنی اپنے اندر رکھتی ہے اور قولِ ثقیل اور شدید النزول بھی ہے اور اس کی تیز شعاعیں شیطان کو جلاتی ہیں۔ اس لئے شیطان اس کے نام سے دور بھاگتا ہے اور نزدیک نہیں آ سکتا اور نیز ملائک کی کامل محافظت اس کے اردگرد ہوتی ہے۔ لیکن وحی غیر متلوّ جس میں نبی کا اجتہاد بھی داخل ہے، یہ قوت نہیں رکھتی۔ اس لئے تمنّا کے وقت جو کبھی شاذ و نادر اجتہاد کے سلسلہ میں پیدا ہو جاتی ہے۔ شیطان نبی یا رسول کے اجتہاد میں دخل دیتا ہے پھر وحی متلوّ اس دخل کو اُٹھا دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کے بعض اجتہادات میں غلطی بھی ہوگئی ہے جو بعد میں رفع کی گئی۔

اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ کا یہ قانونِ قدرت ہے کہ نبی بلکہ رسول کی ایک قسم کی وحی میں بھی جو وحی غیر متلوّ ہے، شیطان کا دخل بموجب قرآن کریم کی تصریح کے ہوسکتا ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانونِ قدرت کی تبدیلی کی درخواست کرے۔ ماسوا اس کے صفائی اور راستی خواب کی اپنی پاک باطنی اور سچائی اور طہارت پر موقوف ہے۔ یہی قدیم قانون قدرت ہے جو اس کے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی معرفت ہم تک پہنچا ہے کہ سچی خوابوں کیلئے ضرور ہے کہ بیداری کی حالت میں انسان ہمیشہ سچا اور خدا تعالیٰ کیلئے راستباز ہو۔ اور کچھ شک نہیں کہ جو شخص اس قانون پر چلے گا اور اپنے دل کو راست گوئی اور راست روی اور راست مَنشی کا پورا پورا پابند کرلے گا تو اس کی خوابیں سچی ہوں گی۔ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا[1] یعنی جو شخص باطل خیالات اور باطل نیات اور باطل اعمال اور باطل عقائد سے اپنے نفس کو پاک کر لیوے وہ شیطان کے بند سے رہائی پا جائے گا اور آخرت میں عقوبات اُخروی سے رُستگار ہوگا اور شیطان اس پر غالب نہیں آ سکے گا۔ ایسا ہی ایک دوسری جگہ فرماتا ہے اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَكَ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنٌ[2] یعنی اے شیطان میرے بندے جو ہیں جنہوں نے میری مرضی کی راہوں پر قدم مارا ہے ان پر تیرا تسلط نہیں ہوسکتا۔ سو جب تک انسان تمام کجیوں اور نالائق خیالات اور بیہودہ طریقوں کو چھوڑ کر صرف آستانۂ الٰہی پر گرا ہوا نہ ہو جائے تب تک وہ شیطان کی کسی عادت سے مناسبت رکھتا ہے اور شیطان مناسبت کی وجہ سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس پر دوڑتا ہے۔

اور جب کہ یہ حالت ہے تو میں الٰہی قانون قدرت کے مخالف کون سی تدبیر کرسکتا ہوں کہ کسی

---

[1] الشمس: ۱۰ [2] الحجر: ۴۳

سے شیطان اس کے خواب میں دور رہے؟ جو شخص ان راہوں پر چلے گا جو رحمانی راہیں ہیں، خود شیطان اس سے دور رہے گا۔

اب اگر یہ سوال ہو کہ جبکہ شیطان کے دخل سے بکلّی امن نہیں تو ہم کیونکر اپنی خوابوں پر بھروسہ کرلیں کہ وہ رحمانی ہیں۔ کیا ممکن نہیں کہ ایک خواب کو ہم رحمانی سمجھیں اور دراصل وہ شیطانی ہو اور یا شیطانی خیال کریں اور دراصل وہ رحمانی ہو؟ تو اس وہم کا جواب یہ ہے کہ رحمانی خواب اپنی شوکت اور برکت اور عظمت اور نورانیت سے خود معلوم ہو جاتی ہے۔ جو چیز پاک چشمہ سے نکلی ہے وہ پاکیزگی اور خوشبو اپنے اندر رکھتی ہے اور جو چیز ناپاک اور گندے پانی سے نکلی ہے اس کا گند اور اس کی بدبُو فی الفور آ جاتی ہے۔ سچی خوابیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہیں وہ ایک پاک پیغام کی طرح ہوتی ہیں۔ جن کے ساتھ پریشان خیالات کا کوئی مجموعہ نہیں ہوتا اور اپنے اندر ایک اثر ڈالنے والی قوت رکھتی ہیں اور دل ان کی طرف کھینچے جاتے ہیں اور روح گواہی دیتی ہے کہ یہ منجانب اللہ ہے کیونکہ اس کی عظمت اور شوکت ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتی ہے۔ اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص سچی خواب دیکھتا ہے اور خدا تعالیٰ اس کے کسی مجلسی کو بطور گواہ ٹھہرانے کے وہی خواب یا اس کے کوئی ہمشکل دکھلا دیتا ہے۔ تب اس خواب کو دوسرے کی خواب سے قوت مل جاتی ہے۔ سو بہتر ہے کہ آپ کسی اپنے دوست کو رفیق خواب کرلیں جو صلاحیت اور تقویٰ رکھتا ہو اور اس کو کہہ دیں کہ جب کوئی خواب دیکھے، لکھ کر دکھلا وے اور آپ بھی لکھ کر دکھلا ویں۔ تب امید ہے کہ سچی خواب آئے گی تو اس کے کئی اجزاء آپ کی خواب میں اور اس رفیق کی خواب میں مشترک ہوں گے اور ایسا اشتراک ہوگا کہ آپ تعجب کریں گے۔ افسوس! کہ اگر میرے رُوبرو آپ ایسا ارادہ کرسکتے تو میں غالب امید رکھتا تھا کہ کچھ اعجوبہ قدرت ظاہر ہوتا۔ میری حالت ایک عجیب حالت ہے۔ بعض دن ایسے گزرتے ہیں کہ الہامات الٰہی بارش کی طرح برستے ہیں اور بعض پیشگوئیاں ایسی ہوتی ہیں کہ ایک منٹ کے اندر ہی پوری ہو جاتی ہیں اور بعض مدت دراز کے بعد پوری ہوتی ہیں۔ صحبت میں رہنے والا محروم نہیں رہ سکتا کچھ نہ کچھ تائید الٰہی دیکھ لیتا ہے جو اس کی باریک بین نظر کے لئے کافی ہوتی ہے۔ اب میں متواتر دیکھتا ہوں کہ کوئی امر ہونے والا ہے۔ میں قطعاً نہیں کہہ سکتا کہ وہ جلد یا دیر سے ہوگا۔ مگر آسمان پر کچھ تیاری ہو رہی ہے تا خدائے تعالیٰ بدظنّوں کو

ملزم اور رُسوا کرے۔ کوئی دن یا رات کم گزرتی ہے جو مجھ کو اطمینان نہیں دیا جاتا۔ یہی خط لکھتے یہ الہام ہوا۔ یَجِیْٓءُ الْحَقُّ وَیُکْشَفُ الصِّدْقُ وَیَخْسَرُ الْخَاسِرُوْنَ ۔ یَاْتِیْ قَمَرُ الْاَنْبِیَآءِ وَاَمْرُکَ یَتَأَتّٰی ۔ اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ[1] یعنی حق ظاہر ہوگا اور صدق کھل جائے گا اور جنہوں نے بدظنیوں سے زیان اُٹھایا، وہ ذلت اور رُسوائی کا زیان بھی اٹھائیں گے۔ نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام ظاہر ہو جائے گا۔ تیرا رب جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ مگر میں نہیں جانتا یہ کب ہوگا۔ اور جو شخص جلدی کرتا ہے خدائے تعالیٰ کو اس کی ایک ذرہ بھی پرواہ نہیں۔ وہ غنی ہے، دوسرے کا محتاج نہیں۔ اپنے کاموں کو حکمت اور مصلحت سے کرتا ہے اور ہر یک شخص کی آزمائش کر کے پیچھے سے اپنی تائید دکھلاتا ہے اگر پہلے سے نشان ظاہر ہوتے تو صحابہ کبار اور اہل بیت کے ایمان اور دوسرے لوگوں کے ایمانوں میں فرق کیا ہوتا؟ خدا تعالیٰ اپنے عزیزوں اور پیاروں کی عزت ظاہر کرنے کے لئے نشان دکھلانے میں کچھ توقف ڈال دیتا ہے تا لوگوں پر ظاہر ہو کہ خدائے تعالیٰ کے خاص بندے نشانوں کے محتاج نہیں ہوتے اور تا اُن کی فراست اور دُور بینی سب پر ظاہر ہو جائے اور ان کے مرتبہ عالیہ میں کسی کو کلام نہ ہو۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے بہتّر آدمی اوائل میں اس بدخیال سے پھر گئے اور مرتد ہو گئے کہ آپ نے ان کو کوئی نشان نہیں دکھلایا۔ ان میں سے بارہ قائم رہے اور بارہ میں سے پھر ایک مرتد ہو گیا اور جو قائم رہے انہوں نے آخر میں بہت سے نشان دیکھے اور عنداللہ صادق شمار ہوئے۔

مکرّر میں آپ کو کہتا ہوں کہ اگر آپ چالیس روز تک میری صحبت میں آجائیں تو مجھے یقین ہے کہ میرے قرب و جوار کا اثر آپ پر پڑے۔ اور اگرچہ میں عہد کے طور پر نہیں کہہ سکتا مگر میرا دل شہادت دیتا ہے کہ کچھ ظاہر ہوگا جو آپ کو کھینچ کر یقین کی طرف لے جائے گا۔ اور میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ کچھ ہونے والا ہے مگر ابھی خدا تعالیٰ اپنی سنت قدیمہ سے دو گروہ بنانے چاہتا ہے۔ ایک وہ گروہ جو نیک ظنّی کی برکت سے میری طرف آتے جاتے ہیں۔ دوسرے وہ گروہ جو بدظنی کی شامت سے مجھ سے دُور پڑتے جاتے ہیں۔

اور میں نے آپ کے اس بیان کو افسوس کے ساتھ پڑھا جو آپ فرماتے ہیں کہ مجرّد قیل وقال

[1] تذکرہ صفحہ ۱۷۴۔ ایڈیشن چہارم

سے فیصلہ نہیں ہوسکتا۔ میں آپ کو از راہ تودّد و مہربانی و رحم اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اکثر فیصلے دنیا میں قیل و قال سے ہی ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ صرف باتوں کے ثبوت یا عدم ثبوت کے لحاظ سے ایک شخص کو عدالت نہایت اطمینان کے ساتھ پھانسی دے سکتی ہے اور ایک شخص کو تہمت خون سے بَری کر سکتی ہے۔ واقعات کے ثبوت یا عدم ثبوت پر تمام مقدمات فیصلہ پاتے ہیں۔ کسی فریق سے یہ سوال نہیں ہوتا کہ کوئی آسمانی نشان دکھلاوے تب ڈگری ہوگی یا فقط اس صورت میں مقدمہ ڈسمس ہوگا کہ جب مدعا علیہ سے کوئی کرامت ظہور میں آوے۔ بلکہ اگر کوئی مدعی بجائے واقعات کے ثابت کرنے کے ایک سوٹی کا سانپ بنا کر دکھلا دیوے یا ایک کاغذ کا کبوتر بنا کر عدالت میں اُڑا دے تو کوئی حاکم صرف ان وجوہات کے رو سے اس کو ڈگری نہیں دے سکتا۔ جب تک باقاعدہ صحت دعویٰ ثابت نہ ہو اور واقعات پرکھے نہ جائیں۔ پس جس حالت میں واقعات کا پرکھنا ضروری ہے اور میرا یہ بیان ہے کہ میرے تمام دعاوی قرآن کریم اور احادیثِ نبویّہ اور اولیاء گزشتہ کی پیشگوئیوں سے ثابت ہیں اور جو کچھ میرے مخالف تاویلات سے اصل مسیح کو دوبارہ دنیا میں نازل کرنا چاہتے ہیں، نہ صرف عدم ثبوت کا داغ ان پر ہے بلکہ یہ خیال محال بہ بداہت قرآن کریم کی نصوصِ بیّنہ سے مخالف پڑا ہوا ہے اور اس کے ہر یک پہلو میں اس قدر مفاسد ہیں اور اس قدر خرابیاں ہیں کہ ممکن نہیں کہ کوئی شخص ان سب کو اپنی نظر کے سامنے رکھ کر پھر اس کو بدیہی البطلان نہ کہہ سکے۔ تو پھر ان حقائق اور معارف اور دلائل اور براہین کو کیونکر فضول قیل و قال کہہ سکتے ہیں۔ قرآن کریم بھی تو بظاہر قیل و قال ہی ہے جو عظیم الشان معجزہ اور تمام معجزات سے بڑھ کر ہے۔ معقولی ثبوت تو اوّل درجہ پر ضروری ہوتے ہیں بغیر اس کے نشان ہیچ ہیں۔ یاد رہے کہ جن ثبوتوں پر مدّعا علیہ کو عدالتوں میں سزائے موت دی جاتی ہے وہ ثبوت ان ثبوتوں سے کچھ بڑھ کر نہیں ہیں جو قرآن اور حدیث اور اقوال اکابر اور اولیاء کرام سے میرے پاس موجود ہیں۔ مگر غور سے دیکھنا اور مجھ سے سننا شرط ہے۔

میں نے ان ثبوتوں کو صفائی کے ساتھ کتاب **آئینہ کمالاتِ اسلام** میں لکھا ہے اور کھول کر دکھلایا ہے کہ جو لوگ اس انتظار میں اپنی عمر اور وقت کو کھوتے ہیں کہ حضرت مسیح پھر اپنے خاکی قالب کے ساتھ دنیا میں آئیں گے وہ کس قدر منشاء کلام الٰہی سے دُور جا پڑے ہیں اور کیسے چاروں طرف کے فسادوں اور خرابیوں نے ان کو گھیر لیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ **مسیح موعود** کا

قرآن کریم میں ذکر ہے اور دجال کا بھی۔لیکن جس طرز سے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے وہ جبھی صحیح اور درست ہوگا کہ جب مسیح موعود سے مراد کوئی مثیلِ مسیح لیا جاوے جو اِسی اُمت میں پیدا ہو اور نیز دجال سے مراد ایک گروہ لیا جائے اور دجال خود گروہ کو کہتے ہیں۔ بلاشبہ ہمارے مخالفوں نے بڑی ذلت پہنچانے والی غلطی اپنے لئے اختیار کی ہے گویا قرآن اور حدیث کو یک طرف چھوڑ دیا ہے۔وہ اپنی نہایت درجہ کی بلاہت سے اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہوتے اور اپنے موٹے اور سطحی خیالات پر مغرور ہیں۔مگر ان کو شرمندہ کرنے والا وقت نزدیک آتا جاتا ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میرے اس خط کا آپ کے دل پر کیا اثر پڑے گا۔مگر میں نے ایک واقعی نقشہ آپ کے سامنے کھینچ کر دکھلا دیا ہے۔ ملاقات نہایت ضروری ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ جس طرح ہو سکے۔ ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء کے جلسہ میں ضرور تشریف لاویں۔انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے بہت مفید ہوگا۔اور جو لِلّٰہِ سفر کیا جاتا ہے وہ عنداللہ ایک قسم عبادت کے ہوتا ہے۔اب دعا ختم کرتا ہوں۔ اَیَّدَکُمُ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ وَرَحِمَکُمْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔والسلام ☆

خاکسار

غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

دہم؍دسمبر ۱۸۹۲ء

نوٹ:۔اس خط کو کم سے کم تین مرتبہ غور سے پڑھیں۔ یہ خط اگرچہ بظاہر آپ کے نام ہے اس کی بہت سی عبارتیں دوسروں کے اوہام دور کرنے کے لئے ہیں۔گو آپ ہی مخاطب ہیں۔

☆ آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۳۳۱ تا ۳۵۷

مکتوب نمبر ۹

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

عزیزی محبی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلمہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کے دو عنایت نامے پہنچے۔ یہ عاجز بباعث شدت کم فرصتی وعلالت طبع جواب نہیں لکھ سکا اور نیز یہ بھی انتظار رہی کہ کوئی بشارت کھلے کھلے طور پر پالینے سے خط لکھوں چنانچہ اب تک آپ کے لئے جہاں تک انسانی کوشش سے ہوسکتا ہے توجہ کی گئی اور بہت سا حصہ وقت کا اسی کام کے لئے لگایا سو ان درمیانی امور کے بارے میں اخویم مرزا خدا بخش صاحب اطلاع دیتے رہے ہوں گے اور آخر بار بار کی توجہ کے بعد الہام ہوا وہ یہ تھا اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ۔ قُلۡ قُوۡمُوۡا لِلّٰہِ قَانِتِیۡنَ[1] یعنی اللہ جلّشانہٗ ہر یک چیز پر قادر ہے کوئی بات اس کے آگے اَن ہونی نہیں۔ انہیں کہہ دو...... جائیں اور یہ الہام ابھی ہوا ہے۔ اس الہام میں جو میرے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے فعلی طور پر کئے وہ یہی ہیں کہ ارادۂ الٰہی آپ کی خیر اور بہتری کے لئے مقدر ہے لیکن وہ اس بات سے وابستہ ہے کہ آپ اسلامی صلاحیت اور التزامِ صوم وصلوٰۃ وتقویٰ وطہارت میں ترقی کریں۔ بلکہ ان شرائط سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امر مخفی نہایت ہی بابرکت امر ہے جس کے لئے یہ شرائط رکھے گئے ہیں۔ مجھے تو اس بات کے معلوم کرنے سے بہت خوشی ہوئی ہے کیونکہ اس میں آپ کی کامیابیوں کے لئے کچھ نیم رضا سمجھی جاتی ہے اور یہ امر تجربہ سے ثابت ہوگیا ہے کہ اس قسم کے الہامات اس شخص کے حق میں ہوتے ہیں جس کے لئے اللہ تعالیٰ ارادۂ خیر فرماتا ہے۔ اس عالَمِ سِفلی میں اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے کوئی کسی معزز عہدہ کا خواہاں ہو............ وقت اس کو اس طور سے تسلی دے کہ تم امتحان دو، ہم تمہارا کام کر دیں گے۔ سو خدا تعالیٰ آپ میں اور آپ کے دوسرے اقارب میں ایک صریح امتیاز دیکھنا چاہتا ہے اور چونکہ آپ کی طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ نیک کاموں کے ساتھ مناسبت رکھتی ہے اس لئے یہی امید کی جاتی ہے کہ آپ اپنے مولیٰ کریم کو خوش کریں گے۔ میں نے مرزا خدا بخش صاحب کو رمضان کے دنوں تک اس لئے ٹھہرا لیا ہے کہ تا پھر بھی ان مبارک دنوں میں وقتاً فوقتاً آپ کیلئے

---

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۱۹۰

دعائیں کی جائیں۔ مجھے ایسا الہام کسی امر کی نسبت ہوتو میں ہمیشہ سمجھتا ہوں کہ وہ ہونے والا ہے۔ اللہ جلّشانہٗ طاقت سے زیادہ کسی پر بارنہیں ڈالتا بلکہ رحم کے طور پر تخفیف کرتا ہے اور ہنوز انسان پورے طور پر اپنے تئیں درست نہیں کرتا کہ اس کی رحمت سبقت کر جاتی ہے۔ گویا نیک بندوں کے لئے یہ بھی ایک امتحان ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ جل شانہ بے نیاز ہے، نہ کسی کی اس کو حاجت ہے اور نہ کسی کی بہتری کی اس کو ضرورت ہے۔ اس لئے جب ....فرماتا ہے کہ کسی بندہ پر فیضانِ نعمت کرے تو ایسے وسائل پیدا کر دیتا ہے جس کی رُو سے اس نعمت کے پانے کے لئے اس بندہ میں استحقاق پیدا ہو جائے۔ تب وہ بندہ خدا تعالیٰ کی نظر میں جو ہر قابل ٹھہر کر موردِ رحم بننے کیلئے لیاقت پیدا کر لیتا ہے۔ سو اس خیال سے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ ہم کیونکر باوجود اپنی کمزوریوں کے ایسے اعلیٰ درجہ کے اعمالِ صالحہ بجا لا سکتے ہیں جن سے خدا تعالیٰ کو راضی کر سکیں اور ہرگز خیال نہیں کرنا چاہئے کہ ایسی شرط تعلیق بالمحال ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو جن کیلئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے آپ توفیق دے دیتا ہے۔ مثل مشہور ہے۔ ہمتِ مرداں مددِ خدا۔ سو نیک کاموں کیلئے بدل وجان جہاں تک طاقت ہے متوجہ ہونا چاہئے۔ خدا تعالیٰ کو ہر ایک چیز اور ہر ایک حال اور ہر یک شخص پر مقدم رکھ کر نماز باجماعت پڑھنی چاہئے کہ قرآن کریم میں بھی جماعت کی تاکید ہے۔ اگر بانفراد نماز پڑھنا کافی ہوتا تو اللہ جلّشانہٗ یہ دعا نہ سکھلاتا کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ[1] بلکہ یہ سکھاتا اِهْدِنِي الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ[2] ...... مَعَ الرّٰكِعِيْنَ اور وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا[3] ان تمام آیات میں جماعت ....سو اللہ جلّشانہٗ کے احکام میں کسی سے شرم نہیں کرنا چاہئے۔ تقویٰ کے یہ معنی ہیں کہ اس ....قائم ہو جائے کہ پھر اس کے مقابل پر کوئی ناموس یا ہتک یا عار یا خوفِ خلق یا کسی کے لعن وطعن کی کچھ حقیقت نہ رکھے۔ ایمان تقویٰ کے ساتھ زندہ ہوتا ہے اور جو شخص خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے شخص یا کسی دوسری چیز کو یا کسی دوسرے خیال کو کچھ حقیقت سمجھتا ہے اور اس سے ڈرتا ہے وہ تقویٰ کے شعار سے بالکل بے بہرہ ہوتا ہے۔ ہمارے لئے کامل خدا بس ہے۔ والسلام

۲۵؍مارچ ۱۸۹۳ء مرزا غلام احمد

---

[1] الفاتحہ: ۶ [2] التوبہ: ۱۱۹ [3] آلِ عمران: ۱۰۴

نوٹ از مرتب: مجھے اس کی نقل دیکھنے کا موقعہ ملا ہے جس پر مرقوم ہے کہ اصل مکتوب جس جس جگہ دریدہ ہے وہاں نقطے ڈال دئے گئے ہیں۔ اس الہام کو خاکسار ہی کو پہلی بار شائع کرنے کی توفیق ملی ہے اس سے قبل لٹریچر میں موجود نہ تھا فَالْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔ الہام کے بعد جو حصہ مکتوب کا دریدہ ہے وہ الہام کے ترجمہ کا ہی حصہ معلوم ہوتا ہے۔

☆☆☆

مکتوب نمبر۱۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

محبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آں محبّ کا محبت نامہ پہنچا۔ جو کچھ آپ نے اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے لکھا ہے درحقیقت مجھ کو یہی امید تھی اور میرے ظاہری الفاظ صرف اس غرض سے تھے کہ تا میں لوگوں پر یہ ثبوت پیش کروں کہ آں محبّ اپنے دِلی خلوص کی وجہ سے نہایت استقامت پر ہیں۔ سو اَلْحَمْدُلِلّٰہِ کہ میں نے آپ کو ایسا ہی پایا۔ میں آپ سے ایسی محبت رکھتا ہوں جیسا کہ اپنے فرزند عزیز سے محبت ہوتی ہے اور دُعا کرتا ہوں کہ اس جہاں کے بعد بھی خدا تعالیٰ ہمیں دارالسلام میں آپ کی ملاقات کی خوشی دکھاوے اور جو ابتلا پیش آیا تھا وہ حقیقت میں بشری طاقتوں کو، اگر وہ سمجھنے سے قاصر ہوں، معذور رکھتا ہے۔ حدیبیہ کے قصہ میں ابن کثیر نے لکھا ہے کہ صحابہ کو ایسا ابتلا پیش آیا کہ کَادُوْا اَنْ یُّھْلَکُوْا یعنی قریب تھا کہ اُس ابتلا سے ہلاک ہو جائیں۔ یہی ''ہلاک'' کا لفظ جو حدیث میں آیا ہے آپ نے استعمال کیا تھا۔ گویا اس بےقراری کے وقت میں حدیث کے لفظ سے توارد ہو گیا ہے بشری کمزوری ہے۔ جو عمر فاروقؓ جیسے قوی الایمان کو بھی حدیبیہ کے ابتلا میں پیش آ گئی تھی۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے کہا کہ عملت لذالک اَعْمَالًا یعنی یہ کلمہ شک کا جو میرے منہ سے نکلا تو میں نے اس قصور کا تدارک صدقہ خیرات اور عبادت اور دیگر اعمالِ صالحہ سے کیا۔ مولوی محمد احسن صاحب ایک جامع رسالہ بنانے کی فکر میں ہیں شاید جلد شائع ہو اور مولوی صاحب یعنی مولوی حکیم نوردین صاحب آپ سے ناراض نہیں ہیں آپ سے محبت رکھتے

ہیں۔شاید مولوی صاحب کو بشریت سے یہ افسوس ہوا ہوگا کہ آپ اوّل درجہ کے اور خاص جماعت میں سے تھے۔آپ کے نزدیک یہ خیال تک آنا نہیں چاہئے تھا کیونکہ ہماری غائبانہ نگاہ[1] میں آپ اوّل درجہ کے محبوں اور مخلصوں میں سے ہیں۔جن کی روز بروز ترقیات کی امید ہے۔اور مولوی صاحب اپنے گھر کی بیماریوں کی وجہ سے بڑے ابتلا میں رہے ہیں اور ان کے گھر کے لوگ مرمر کے بچے ہیں اس لئے وہ زیادہ خط وکتابت نہیں کر سکے اور اب وہ شاید بیس روز سے سندھ کے ملک میں ہیں اور پھر غالباً بہاولپور میں جائیں گے اور اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب شاید ہفتہ عشرہ تک یہاں پر تشریف رکھتے ہیں اور اس عاجز کا نیک ظن اور دِلی محبت آپ سے وہی ہے جو تھی اور امید رکھتا ہوں کہ دن بدن ترقی ہو۔والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف: آتھم کے متعلق پیشگوئی کی میعاد ۴؍ستمبر ۱۸۹۴ء کو ختم ہوئی۔اس پیشگوئی پر حضرت نواب ؓ صاحب کو ابتلا آیا اور حضور کی خدمت میں ۷؍ستمبر کو ایک خط لکھا جس کا جواب حضورؑ نے جو تحریر فرمایا۔حضرت عرفانی صاحب کے شائع کردہ مکتوباتِ احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں ساتویں نمبر پر ہے جس کے جواب میں نواب صاحب نے جو کچھ لکھا۔پھر اس کے جواب میں حضورؑ نے مکتوب ہذا تحریر فرمایا مکتوب نمبر ۷ میں ایک ہزاری انعام والے اشتہار کے چھپ جانے کا ذکر ہے اور ابھی انوارالاسلام کی صرف تصنیف ہوئی تھی طباعت نہ ہوئی تھی اور اشتہار دو ہزاری بھی ابھی معرضِ وجود میں نہ آیا تھا۔سو مکتوب زیر بحث بھی اشتہار ایک ہزاری کے شائع ہونے کی تاریخ (۹؍ستمبر ۱۸۹۴ء) اور اشتہار انعام دو ہزار کی تاریخ (۲۰؍ستمبر ۱۸۹۴ء) کے مابین عرصہ کا ہے۔

(ملک صلاح الدین)

---

[1] یہ لفظ اصل مکتوب میں خاکسار سے پڑھا نہیں گیا اندازاً نگاہ سمجھا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

عزیزی محبی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ اس وقت صرف ایک ’’اشتہار دو ہزار روپیہ‘‘ جو شائع کیا گیا ہے آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور دوسرے امور میں پھر کبھی انشاء اللہ القدیر مفصل خط لکھوں گا۔ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن نے تار کے ذریعہ سے مجھ کو خبر دی کہ میں مخالف کی درخواست پر ایک ہزار روپیہ بلا توقف دے دوں گا اور امید ہے کہ وہ دو ہزار روپیہ بھی قبول کر لیں گے۔ ورنہ یقین ہے کہ ایک ہزار روپیہ مولوی حکیم نورالدین صاحب دے دیں گے چنانچہ اس بارے میں مولوی صاحب کا خط بھی آ گیا ہے۔ غرض بہرحال دو ہزار روپیہ کا ایسا بندوبست ہوگیا ہے کہ بمجرد درخواست آتھم صاحب بلا توقف دیا جائے گا۔ چونکہ پیشگوئی کے دو پہلو تھے اس لئے خدا تعالیٰ نے میرے پر اپنے صریح الہام سے ظاہر کر دیا ہے کہ آتھم نے خوف کے ایام میں اسلام کی طرف رجوع کیا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ اب وہ اپنے رجوع پر قائم نہیں۔ کیونکہ دونوں فریق کی کتابوں سے یہ ثابت ہے کہ عادۃُ اللہ اسی طرح پر واقع ہے کہ جب کوئی خوف کے وقت میں اپنے دل میں حق کو قبول کر لے یا حق کے رُعب سے خوفناک ہو جائے تو اُس سے عذاب ٹل جاتا ہے گو وہ فرعون کی طرح خوف دور ہونے کے بعد پھر سرکشی ظاہر کرے۔ غرض خوف کے دنوں میں حق کی طرف رجوع کرنا مانع نزولِ عذاب ہے خدا تعالیٰ کئی جگہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے فلاں فلاں قوم کا عذاب جو مقرر ہو چکا تھا ان کے خائف اور رجوع بحق ہونے کی وجہ سے ٹال دیا حالانکہ ہم جانتے تھے کہ پھر وہ امن پا کر کفر اور سرکشی کی طرف عود کریں گے۔ پھر جب کہ یہ امر ایک مسلم فریقین اور قطع نظر تسلیم فریقین کے شرط میں داخل ہے تو ایک منصف کے نزدیک اس کا تصفیہ ہونا چاہئے اور جب کہ صورت تصفیہ بجز آتھم صاحب کی قسم اور آسمانی فیصلہ کے اور کوئی نہیں تو اس طریق سے گریز کرنا حق سے گریز ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۲؍ اگست ۱۸۹۴ء

نوٹ از مرتب: دو ہزار انعام والے اشتہار کی تاریخ ۲۰ ؍ستمبر ۹۴ تھی بلکہ آتھم والی پیشگوئی کی میعاد ہی ۴ ؍ستمبر کو ختم ہوتی تھی اس لئے یہ مکتوب ۲۲ ؍ستمبر ۱۸۹۴ء کا ہے گو سہواً اس پر ۲۲ ؍اگست کی تاریخ درج ہوئی ہے۔

☆☆☆

مکتوب نمبر ۱۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خاں صاحب سلّمہٗ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو آج کی ڈاک میں ملا۔ آتھم کے زندہ رہنے کے بارے میں میرے دوستوں کے بہت خط آئے۔ لیکن یہ پہلا خط ہے جو تذبذب اور تردّد اور شک اور سُوءِ ظن سے بھرا ہوا تھا۔ ایسے ابتلا کے موقعہ پر جو لوگ اصل حقیقت سے بے خبر تھے جس ثابت قدمی سے اکثر دوستوں نے خط بھیجے ہیں۔ تعجب میں ہوں کہ کس قدر سوز یقین کا خدائے تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ڈال دیا اور بعض نے ایسے موقعہ پر نئے سرے بیعت کی، اس نیت سے کہ تا ہمیں زیادہ ثواب ہو (ان دوبارہ بیعت کرنے والوں میں چودہری رستم علی رضی اللہ عنہ کا نام مجھے معلوم ہے۔ عرفانی) بہرحال آپ کا خط پڑھنے سے اگرچہ آپ کے ان الفاظ سے بہت ہی رنج ہوا جن کے استعمال کی نسبت ہرگز امید نہ تھی۔ لیکن چونکہ دلوں پر اللہ جلّشانہٗ کا تصرّف ہے اس لئے سوچا کہ کسی وقت اگر اللہ جلّشانہٗ نے چاہا تو آپ کے لئے دعا کی ہے۔ نہایت مشکل یہ ہے کہ آپ کو اتفاق ملاقات کا کم ہوتا ہے اور دوست اکثر آمد و رفت رکھتے ہیں۔ کتنے مہینوں سے ایک جماعت میرے پاس رہتی ہے۔ جو کبھی پچاس، کبھی ساٹھ اور کبھی سَو سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور معارف سے اطلاع پاتے رہتے ہیں۔ اور آپ کا خط کبھی خواب خیال کی طرح آ جاتا ہے اور اکثر نہیں۔

اب آپ کے سوال کی طرف توجہ کر کے لکھتا ہوں کہ جس طرح آپ سمجھتے ہیں، ایسا نہیں۔ بلکہ درحقیقت یہ فتح عظیم ہے۔ مجھے خدا تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ عبداللہ آتھم نے حق کی عظمت قبول کر لی اور

سچائی کی طرف رجوع کرنے کی وجہ سے سزائے موت سے بچ گیا ہے۔اوراس کی آزمائش یہ ہے کہ اب اس سے ان الفاظ میں اقرارلیا جائے تا اس کی اندرونی حالت ظاہر ہو یا اس پر عذاب نازل ہووے۔ میں نے اس غرض سے اشتہار دیا ہے کہ آتھم کو یہ پیغام پہنچایا جاوے کہ اللہ جلّشانہٗ کی طرف سے یہ خبر ملی ہے کہ تُو نے حق کی طرف رجوع کیا ہے۔اوراگر وہ اس کا قائل ہوجائے تو ہمارا مدّعا حاصل، ورنہ ایک ہزارروپیہ نقد بلاتوقف اس کو دیا جائے کہ وہ قسم کھا جاوے کہ میں نے حق کی طرف رجوع نہیں کیا۔اوراگر وہ اس قسم کے بعد ایک برس کے بعد (تک عرفانی) ہلاک نہ ہوتو ہم ہرطرح سے کاذب ہیں۔اوراگر وہ قسم نہ کھاوے تو وہ کاذب ہے۔آپ اس کو سمجھ سکتے ہیں کہ اگر تجربہ سے اس نے مجھ کو کاذب یقین کرلیا ہے اور وہ اپنے مذہب پر قائم ہے تو قسم کھانے میں اس کا کچھ بھی حرج نہیں۔لیکن اگر اس نے قسم نہ کھائی اور باوجودیکہ دوکلمہ کے لئے ہزار روپیہ اس کے حوالے کیا جاتا ہے۔اگر وہ گریز کرگیا تو آپ کیا سمجھیں گے؟ اب وقت نزدیک ہے۔اشتہار آئے چاہتے ہیں۔ میں ہزارروپیہ کے لئے متردّد تھا کہ کس سے مانگو۔ایسا دیندار کون ہے جو بلاتوقف بھیج دے گا؟ آخر میں نے ایک شخص کی طرف لکھا ہے اگر اس نے دے دیا تو بہتر ہے ورنہ یہ دنیا کی نابکار جائیداد بیچ کرخوداس کے آگے جاکر رکھوں گا تا کامل فیصلہ ہوجائے اور جھوٹوں کا منہ سیاہ ہوجائے۔ اور خدائے تعالیٰ نے کئی دفعہ میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اس جماعت پر ایک ابتلا آنے والا ہے۔تا اللہ تعالیٰ دیکھے کہ کون سچا ہے اور کون کچا ہے اور اللہ جلّشانہٗ کی قسم ہے کہ میرے دل میں اپنی جماعت کا انہیں کے فائدہ کے لئے جوش مارتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی میرے ساتھ نہ ہوتو مجھے تنہائی میں لذّت ہے۔ بے شک فتح ہوگی، اگر ہزار ابتلا درمیان ہوتو آخر ہمیں فتح ہوگی۔اب ابتلاؤں کی نظیر آپ مانگتے ہیں۔ان کی نظیریں بہت ہیں۔آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے بادشاہ ہونے کا جو وعدہ کیا اور وہ ان کی زندگی میں پورا نہ ہوا۔تو ستّر آدمی مرتد ہوگئے۔حدیبیہ کے قصہ میں تفسیر ابنِ کثیر میں لکھا ہے کہ کئی سچے آدمی مرتد ہوگئے، وجہ یہ تھی کہ اس پیشگوئی کی کفارِ مکہ کو خبر ہوگئی تھی اس لئے انہوں نے شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور صحابہ پانچ چھ ہزار سے کم نہیں تھے۔ یہ امر کس قدر معرکہ کا امر تھا مگر خدائے تعالیٰ نے صادقوں کو بچایا۔ مجھے اور میرے خاص دوستوں کو آپ کے اس خط سے اس قدر افسوس ہوا کہ اندازہ سے زیادہ ہے۔ یہ کلمہ آپ کا کہ مجھے ہلاک کیا، کس قدر اس

اخلاص سے دور ہے جو آپ سے ظاہر ہوتا رہا۔
ہمارا تو مذہب ہے کہ اگر ایک مرتبہ نہیں کروڑ مرتبہ لوگ پیش گوئی نہ سمجھیں۔ یا اس رات کے طور پر ظاہر ہو تو خدا تعالیٰ کے صادق بندوں کا کچھ بھی نقصان نہیں۔ آخر وہ فتح یاب ہو جاتے ہیں۔ میں نے اس فتح کے بارے میں لاہور پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے اور ایک رسالہ تالیف کیا ہے۔ جس کا نام **انوار الاسلام** ہے۔ وہ بھی پانچ ہزار چھپے گا۔ آپ ضرور اشتہار اور رسالہ کو غور سے پڑھیں۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو آپ کو اس سے فائدہ ہوگا۔ ایک ہی وقت میں اور ایک ہی ڈاک میں آپ کا خط اور حضرت مولوی نور الدین صاحب کا خط پہنچا۔ مولوی صاحب کا اس صدق اور ثبات کا خط جس کو پڑھ کر رونا آتا تھا۔ ایسے آدمی ہیں جن کی نسبت میں یقین رکھتا ہوں کہ اِس جہاں میں بھی میرے ساتھ ہوں گے اور اُس جہاں میں بھی میرے ساتھ ہوں گے۔

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں اور لفافہ بھی محفوظ نہیں۔ تاہم خط کے مضمون سے ظاہر ہے کہ ستمبر ۱۸۹۴ء کا خط ہے۔ حضرت نواب صاحب نے جس جرأت اور دلیری سے اپنے شکوک کو پیش کیا ہے۔ اس سے حضرت نواب صاحب کی ایمانی اور اخلاقی جرأت کا پتہ لگتا ہے۔ انہوں نے کسی چیز کو اندھی تقلید کے طور پر ماننا نہیں چاہا۔ جو شبہ پیدا ہوا اس کو پیش کر دیا۔ خدائے تعالیٰ نے جو ایمان انہیں دیا ہے وہ قابل رشک ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کا اجر انہیں یہ دیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے نسبت فرزندی کی عزت نصیب ہوئی۔ یہ موقعہ نہیں کہ حضرت نواب صاحب کی قربانیوں کا میں ذکر کروں جو انہوں نے سلسلہ کے لئے کی تھیں۔

بہت ہیں جن کے دل میں شبہات پیدا ہوتے ہیں اور وہ ان کو اخلاقی جرأت کی کمی کی وجہ سے اُگل نہیں سکتے۔ مگر نواب صاحب کو خدا تعالیٰ نے قابل رشک ایمانی قوت اور ایمانی جرأت عطا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مرتبہ فرمایا تھا کہ اگر کسی شخص کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہو تو اسے قے کی طرح باہر نکال دینا چاہئے اگر اسے

اندر ہی رہنے دیا جائے تو بہت بُرا اثر پیدا کرتا ہے۔غرض حضرت نواب صاحب کے اس سوال سے جوانہوں نے حضرت اقدس سے کیا۔ان کے مقام اور مرتبہ پر کوئی مضر اثر نہیں پڑتا بلکہ ان کی شان کو بڑھاتا ہے اور واقعات نے بتا دیا کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم سے اپنے ایمان میں بہت بڑے مقام پر تھے۔اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ۔(عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۳ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی عزیزی نواب صاحب سلّمہٗ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ چونکہ اس عاجز نے پانچ سو روپیہ آں محبّ کا قرض دینا ہے۔ مجھے یاد نہیں کہ میعاد میں سے کیا باقی رہ گیا ہے اور قرضہ کا ایک نازک اور خطرناک معاملہ ہوتا ہے۔ میرا حافظہ اچھا نہیں۔ یاد پڑتا ہے کہ پانچ برس میں ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا اور کتنے برس گزر گئے ہوں گے۔عمر کا کچھ اعتبار نہیں۔ آپ براہ مہربانی اطلاع بخشیں کہ کس قدر میعاد باقی رہ گئی ہے۔ تاحتی الوسع اس کا فکر رکھ کر توفیق باری تعالیٰ میعاد کے اندر اندر ادا ہو سکے۔ اور اگر ایک دفعہ نہ ہو سکے تو کئی دفعہ کر کے میعاد کے اندر بھیج دوں۔امید کہ جلد اس سے مطلع فرماویں تا میں اس فکر میں لگ جاؤں۔ کیونکہ قرضہ بھی دنیا کی بلاؤں میں سے ایک سخت بلا ہے اور راحت اسی میں ہے کہ اس سے سبکدوشی ہو جائے۔

دوسری بات قابل استفسار یہ ہے کہ مکرمی اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب قریباً دو ہفتہ سے قادیان تشریف لائے ہوئے ہیں اور آپ نے جب آپ کا اس عاجز کا تعلق اور حسن ظن تھا۔بیس روپیہ ماہوار ان کو اسی سلسلہ کی منادی اور واعظ کی غرض سے دینا مقرر کیا تھا۔ چنانچہ آپ نے کچھ عرصہ ان کو دیا۔امید کہ اس کا ثواب بہر حال آپ کو ہوگا۔لیکن چند ماہ سے ان کو کچھ نہیں پہنچا۔اب اگر اس وقت مجھ کو اس بات کے ذکر کرنے سے بھی آپ کے ساتھ دل رُکتا ہے مگر چونکہ مولوی صاحب موصوف اس جگہ تشریف رکھتے ہیں۔اس لئے آپ جو مناسب سمجھیں میرے جواب کے خط میں اس کی نسبت تحریر کر دیں۔ حقیقت میں مولوی صاحب نہایت صادق دوست اور عارف حقائق ہیں۔ وہ

مدراس اور بنگلور کی طرف دورہ کر کے ہزار ہا آدمیوں کے دلوں سے تکفیر اور تکذیب کے غبار کو دُور کر آئے ہیں اور ہزار ہا کو اس جماعت میں داخل کر آئے ہیں اور نہایت مستقیم اور قوی الایمان اور پہلے سے بھی نہایت ترقی پر ہیں۔

ہماری جماعت اگرچہ غرباء اور ضعفاء کی جماعت ہے۔ لیکن العزیز یہی علماء اور محققین کی جماعت ہے اور انہی کو میں متقی اور خداترس اور عارف حقائق پاتا ہوں۔ اور نیک روحوں اور دلوں کو دن بدن خدا تعالیٰ کھینچ کر اس طرف لاتا ہے۔ فالحمدللّٰہ علیٰ ذالک۔

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۹ر دسمبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر۱۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولوی صاحب کو کل ایک دورہ مرض پھر ہوا۔ بہت دیر تک رہا۔ مالش کرانے سے صورت افاقہ ہوئی مگر بہت ضعف ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے۔

اس جگہ ہماری جماعت کا ایک قافلہ تحقیق اَلۡسِنَہ کے لئے بہت جوش سے کام کر رہا ہے اور یہ اسلام کی صداقت پر ایک نئی دلیل ہے جو تیرہ سو برس سے آج تک کسی کی اس طرف توجہ نہیں ہوئی۔ اس مختصر خط میں مَیں آپ کو سمجھا نہیں سکتا کہ یہ کس پایہ کا کام ہے۔ اگر آپ ایک ماہ تک اس خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کو شریک کریں اور وہ قادیان میں رہیں تو میری دانست میں بہت ثواب ہو گا۔ آئندہ جیسا کہ آپ کی مرضی ہو۔ دنیا کے کام نہ تو کبھی کسی نے پورے کئے اور نہ کرے گا۔ دنیا دار لوگ نہیں سمجھتے کہ ہم کیوں دنیا میں آئے اور کیوں جائیں گے؟ کون سمجھاوے جبکہ خدا تعالیٰ نے نہ سمجھایا ہو۔ دنیا کے کام کرنا گناہ نہیں۔ مگر مومن وہ ہے جو درحقیقت دین کو مقدم سمجھے اور جس طرح اس ناچیز اور پلید دنیا کے کام یا سببوں کے لئے دن رات سوچتا یہاں تک کہ پلنگ پر لیٹے بھی فکر کرتا ہے اور اس کی ناکامی پر سخت رنج اٹھاتا ہے۔ ایسا ہی دین کی غمخواری میں مشغول رہے۔ دنیا سے دل لگانا بڑا دھوکا ہے۔ موت کا ذرا اعتبار نہیں۔ موت ہر یک آئے سال نئے کرشمے دکھلاتی رہتی ہے۔ دوستوں کو دوستوں سے جدا کرتی اور لڑکوں کو باپوں سے، اور باپوں کو لڑکوں سے علیحدہ کر دیتی ہے۔

مورکھ وہ انسان ہے جو اس ضروری سفر کا کچھ بھی فکر نہیں رکھتا۔ خدا تعالیٰ اس شخص کی عمر کو بڑھا دیتا ہے جو سچ مچ اپنی زندگی کا طریق بدل کر خدا تعالیٰ کا ہی ہو جاتا ہے۔ ورنہ اللہ جلّشانہٗ فرماتا ہے۔

قُلۡ مَا یَعۡبَؤُا بِکُمۡ رَبِّیۡ لَوۡلَا دُعَآؤُکُمۡ [1]

یعنی ان کو کہہ دو کہ خدا تعالیٰ تمہاری پرواہ کیا رکھتا ہے اگر تم اس کی بندگی اور عبادت نہ کرو۔ سو جاگنا چاہئے اور ہوشیار ہونا چاہئے اور غلطی نہیں کھانا چاہئے کہ یہ گھر سخت بے بنیاد ہے۔ میں نے اس لئے لکھا

---

[1] الفرقان: ۷۸

کہ میں اگر غلطی نہیں کرتا تو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان دنوں میں دنیوی ہمّ وغم میں اعتدال سے زیادہ مصروف ہیں اور دوسرا پلّہ ترازو کا کچھ خالی سا معلوم ہوتا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ یہ تحریریں آپ کے دل پر کیا اثر کریں یا کچھ بھی اثر نہ کریں۔ کیونکہ بقول آپ کے وہ اعتقادی امر بھی اب درمیان نہیں جو بظاہر پہلے تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ ہماری جماعت میں سے کوئی بھی ہلاک ہو۔ بلکہ چاہتا ہوں کہ خود خدا تعالیٰ قوت بخشے اور زندہ کرے۔ کاش اگر ملاقات کی ہی سرگرمی آپ کے دل میں باقی رہتی تو کبھی کبھی کی ملاقات سے کچھ فائدہ ہو جاتا۔ مگر اب یہ امید بھی مشکلات میں پڑ گئی کیونکہ اعتقادی محرک باقی نہیں رہا۔ اگر کوئی لاہور وغیرہ میں کسی انگریز حاکم کا جلسہ ہو جس میں خیالی طور پر داخل ہونا آپ اپنی دنیا کے لئے مفید سمجھتے ہوں تو کوئی دنیا کا کام آپ کو اس شمولیت سے نہیں روکے گا۔ خدا تعالیٰ قوت بخشے۔

بیچارہ نورالدین جو دنیا کو عموماً لات مار کر اس جنگل قادیان میں آبیٹھا ہے، بے شک قابلِ نمونہ ہے۔ بہتیری تحریکیں ہوئیں کہ آپ لاہور میں رہیں اور امرتسر میں رہیں۔ دنیاوی فائدہ طبابت کی رو سے بہت ہوگا۔ مگر کسی کی بات انہوں نے قبول نہیں فرمائی۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ انہوں نے سچی توبہ کر کے دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو شفاء بخشے اور ہماری جماعت کو توفیق عطا کرے کہ ان کے نمونہ پر چلیں آمین۔ کیا آپ بالفعل اس قدر کام کر سکتے ہیں کہ ایک ماہ کے لئے اور کاموں کو پس انداز کر کے مرزا خدا بخش صاحب کو ایک ماہ کے لئے بھیج دیں۔ والسلام ☆

۲۸؍ اپریل ۱۸۹۵ء خاکسار

غلام احمد

نوٹ:۔ آتھم کی پیشگوئی پر حضرت نواب صاحب کو بتلایا تھا اور انہیں کچھ شکوک پیدا ہوئے تھے۔ مگر وہ بھی اخلاص اور نیک نیتی پر مبنی تھے۔ وہ ایک امر جو ان کی سمجھ میں نہ آوے ماننا نہیں چاہتے تھے اور اسی لئے انہوں نے حضرت اقدس کو ایسے خطوط لکھے ہیں جن سے یہ سمجھا جا سکتا تھا کہ گویا کوئی تعلق سلسلہ سے باقی نہ رہے گا۔ مگر خدا تعالیٰ نے انہیں ضائع نہیں کیا اپنی معرفت بخشی اور ایمان میں قوت عطا فرمائی۔ (عرفانی)

☆ الحکم ۳۱؍ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۲

مکتوب نمبر۱۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیزی محبی اخویم خان صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ میں بوجہ علالت طبع کچھ لکھ نہیں سکا۔ کیونکہ دورہ مرض کا ہوگیا تھا اور اب بھی طبیعت ضعیف ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنی محبت میں ترقی بخشے اور اپنی اس جاودانی دولت کی طرف کھینچ لیوے جس پر کوئی زوال نہیں آسکتا۔ کبھی کبھی اپنے حالات خیریت آیات سے ضرور اطلاع بخشا کریں کہ خط بھی کسی قدر حصہ ملاقات کا بخشتا ہے۔ مجھے آپ کی طرف دلی خیال ہے اور چاہتا ہوں کہ آپ کی روحانی ترقیات بچشم خود دیکھوں۔ مجھے جس وقت جسمانی قوت میں اعتدال پیدا ہوا تو آپ کے لئے سلسلہ توجہ کا شروع کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل اور توفیق شاملِ حال کرے۔ آمین۔ والسلام

۱۴؍دسمبر ۱۸۹۵ء روز پنجشنبہ غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۱۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مبلغ دوسَو پچاس روپیہ مرسلہ آں محبّ عین وقت ضرورت مجھ کو پہنچ گئے۔ جَـزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا ۔ باقی بفضلہٖ تعالیٰ سب خیریت ہے۔ ان دنوں میں جو شغل ہے اُن امور میں سے ایک یہ ہے کہ یہ عاجز یورپ اور جاپان کے لئے ایک تالیف کررہا ہے جس میں علاوہ اسلامی تعلیم کے قرآنی تعلیم اور انجیلی تعلیم کا مقابلہ کر کے دکھلایا جائے گا اور نیز ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اَخلاق اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اخلاق کا مقابلہ ہوگا۔ دوسرے یہ امر ہے کہ منن الرحمٰن کسی قدر چھپ کر رہ گیا ہے۔ اس کی تکمیل کے لئے بھی فکر کیا جاتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سب مقاصد انجام پذیر ہوجائیں گے کہ ہر ایک قدرت اُسی کو ہے۔ والسلام

۱۷؍ مارچ ۱۸۹۶ء　　خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۱۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کی ڈاک میں آں محبّ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ کی محبت اور اخلاص اور ہمدردی میں کچھ شک نہیں ۔ ہاں میں ایک استاد کی طرح جو شاگردوں کی ترقی چاہتا ہے۔ آئندہ کی زیادہ قوت کے لئے اپنے مخلصوں کے حق میں ایسے الفاظ بھی استعمال کرتا ہوں جن سے وہ متنبہ ہو کر اپنی اعلیٰ سے اعلیٰ قوتیں ظاہر کریں اور دعا یہی کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی کمزوریاں دور فرماوے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس دنیا کا تمام کاروبار اور اس کی نمائش اور عزتیں حباب کی طرح ہیں اور نہایت سعادت مندی اسی میں ہے کہ پورے جوش سے اور پوری صحت کے ساتھ دین کی طرف حرکت کی جائے اور میرے نزدیک بڑے خوش نصیب وہ ہیں کہ اس وقت اور میری آنکھوں کے سامنے دکھ اٹھا کر اپنے سچے ایمان کے جوش دکھاویں۔ مجھے خدائے تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس زمانہ کے لئے تجھے گواہ کی طرح کھڑا کروں گا۔ پس کیا خوش نصیب ہے وہ شخص جس کے بارے میں اچھی گواہی ادا کر سکوں۔ اس لئے میں بار بار کہتا ہوں کہ خدا کا خوف بہت دل میں بڑھا لیا جائے۔ تا اس کی رحمتیں نازل ہوں اور تا وہ گناہ بخشے۔ آپ کے دو خط آنے کے بعد ہمارے اس جگہ کے دوستوں نے اس رائے کو پسند کیا کہ جو زنانہ گھر کے حصہ مغربی کے مکانات کچے اور دیوار کچی ہے۔ اس کو مسمار کر کے اس کی چھت پر مردانہ مکان تیار ہو جائے اور نیچے کا مکان بدستور گھر سے شامل رہے۔ چنانچہ حکمت الٰہی سے یہ غلطی ہو گئی کہ وہ کل مکان مسمار کر دیا گیا۔ اب حال یہ ہے کہ مردانہ مکان تو صرف اوپر تیار ہو سکتا ہے اور زنانہ مکان جو تمام گرایا گیا ہے۔ اگر نہایت ہی احتیاط اور کفایت سے اس کو بنایا جاوے تو شاید ہے کہ آٹھ سو روپیہ تک بن سکے۔ کیونکہ اس جگہ اینٹ پر دوہری قیمت خرچ ہوتی ہے اور مجھے یقین نہیں کہ چار سو روپیہ کی لکڑی آ کر بھی کام ہو سکے۔ بہر حال یہ پہلی منزل اگر تیار ہو جائے تو بھی بیکار ہے۔ جب تک دوسری منزل اس پر نہ پڑے۔ کیونکہ مردانہ مکان اسی چھت پر پڑ گیا اور چونکہ ایک حصہ مکان گرنے سے گھر بے پردہ ہو رہا ہے اور آج کل ہندو بھی قتل وغیرہ کے لئے بہت کچھ

اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔اس لئے میں نے کنویں کے چندہ میں سے عمارت کوشروع کرا دیا ہے۔تا جلد پردہ ہو جائے۔اگراس قدر پکا مکان بن جاوے جو پہلے کچا تھا تو شاید آئندہ کسی سال اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو اوپر کا مردانہ حصہ بن سکے۔افسوس کہ لکڑی چھت کی محض بیکار نکلی اور ایسی بوسیدہ کہ اب جلانے کے کام میں آتی ہے۔لہٰذا قریباً چار سو روپیہ کی لکڑی چھت وغیرہ کے لئے درکار ہو گی۔خدا تعالیٰ کے کام آہستگی سے ہوتے ہیں۔اگر اس نے چاہا ہے تو کسی طرح سے انجام کر دے گا۔یقین کہ مولوی صاحب کا علیحدہ خط آپ کو پہنچے گا۔والسلام

۶؍اپریل ۱۸۹۶ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۱۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آخر مولوی صاحب کی وہ پیاری لڑکی جس کی شدت بیماری کی وجہ سے مولوی صاحب آ نہ سکے کل نماز عصر سے پہلے اس جہان فانی سے کوچ کر گئی۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔اس کی والدہ مصیبت کی حالت میں ہے۔اللہ تعالیٰ اس کو صبر بخشے۔والسلام

۱۷؍اپریل ۱۸۹۷ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ: یہ لڑکی حضرت حکیم الامۃ کی چھوٹی لڑکی ایک سال کی تھی اور اس کی وفات کے متعلق حضرت حکیم الامۃ کو خدا تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ پہلے ہی بتا دیا تھا۔یوں تو حضرت حکیم الامۃ خدائے تعالیٰ کی مقادیر سے پہلے ہی مسالمت تامہ رکھتے تھے۔مگر خدائے تعالیٰ نے جب قبل از وقت ان کو بتا دیا تھا تو انہیں نہ صرف ایک راحت بخش یقین اور معرفت پیدا ہوئی۔بلکہ خدائے تعالیٰ کے اس انعام اور فضل پر اُنہوں نے شکریہ کا اظہار کیا تھا۔ان ایام میں نواب صاحب نے مولوی صاحب کو بلایا تھا۔اسی وجہ سے آپ نہیں جا سکے تھے۔جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے۔(عرفانی)

مکتوب نمبر۱۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ　　　نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مبلغ دوسو روپیہ کے نصف نوٹ آج کی تاریخ آ گئے۔ عمارت کا یہ حال ہے کہ تخمینہ کیا گیا ہے کہ نوسو روپیہ تک پہلی منزل جس پر مکان مقصود بنانے کی تجویز ہے، ختم ہوگی۔ کل صحیح طور پر اس تخمینہ کو جانچا گیا ہے۔ اب تک ...... روپیہ تک لکڑی اور اینٹ اور چونہ اور مزدوروں کے بارے میں خرچ ہوا ہے۔ معماران کی مزدوری ...... سے الگ ہے۔ اس لئے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پہلی منزل کے تیار ہونے کے بعد بالفعل عمارت کو بند کر دیا جاوے۔ کیونکہ کوئی صورت اس کی تکمیل کی نظر نہیں آتی۔ یہ اخراجات گویا ہر روز پیش آتے ہیں۔ ان کے لئے اوّل سرمایہ ہوتو پھر چل سکتے ہیں۔ شاید اللہ جلّشانہٗ اس کا کوئی بندوبست کر دیوے۔ بالفعل اگر ممکن ہو سکے تو آں محبّ بجائے پانچ سَو روپیہ کے سات سو روپیہ کی امداد فرماویں۔ دوسو روپیہ کی جو کمی ہے وہ کنویں کے چندہ میں سے پوری کر دی جاوے گی اور بالفعل کنواں بنانا موقوف رکھا جاوے گا۔ پس اگر سات سو روپیہ آپ کی طرف سے ہو۔ اور دوسو روپیہ کنویں کے اس طرح پر نوسو روپیہ تک پہلی منزل انشاء اللہ پوری ہو جائے گی۔ اور کیا تعجب ہے کچھ دنوں کے بعد کوئی اور صاحب پیدا ہو جائیں تو وہ دوسری منزل اپنے خرچ سے بنوا دیں۔ نیچے کی منزل مردانہ رہائش کے لائق نہیں ہے کیونکہ وہ زنانہ مکان سے ملی ہوئی ہے مگر اوپر کی منزل اگر ہو جائے تو عمدہ ہے۔

مکان مردانہ بن جائے گا جس کی لاگت بھی اسی قدر یعنی نوسو یا ہزار روپیہ ہوگا۔ میں شرمندہ ہوں کہ آپ کو اس وقت میں نے تکلیف دی اور ذاتی طور پر مجھ کو کسی مکان کی حاجت نہیں۔ خیال کیا گیا تھا کہ نیچے کی منزل میں ایسی عورتوں کے لئے مکان تیار ہوگا جو مہمان کے طور پر آئیں اور اوپر کی منزل مردانہ مکان ہو۔ سو اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس خیال کو پورا کر دے گا۔ والسلام

۴رمئی ۱۸۹۷ء　　　　خاکسار

غلام احمد

نوٹ :۔ جب یہ مکان بن رہا تھا تو خاکسار عرفانی ان ایام میں یہاں تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ گول کمرے میں دوپہر کا کھانا حضرت کھایا کرتے تھے اور دستر خوان پر گڑ نبہ ضرور آیا کرتا تھا۔ حضرت ان ایام میں بھی یہی فرمایا کرتے تھے کہ ذاتی طور پر ہمیں کسی مکان کی ضرورت نہیں۔ مہمانوں کو جب تکلیف ہوتی ہے تو تکلیف ہوتی ہے۔ یہ لوگ خدا کے لئے آتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ان کے آرام کا فکر کریں۔

خدائے تعالیٰ نے جیسا کہ اس خط میں آپ نے ظاہر فرمایا تھا۔ آخر وہ تمام مکانات بنوا دیئے اور **وسع مکانک**[1] کی پیشگوئی ہمیشہ پوری ہی ہوتی رہتی ہے اور اس کی شان ہمیشہ جدا ہوتی ہے۔ مبارک وہ جن کو اس کی تکمیل میں حصہ ملتا ہے۔ ابتدائی ایام میں حضرت نواب صاحب کو سابق ہونے کا اجر ملا۔ **جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء**۔

(عرفانی)

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۴۱

مکتوب نمبر۲۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بقیہ دو قطعہ نوٹ سَو سَو روپیہ آج کی ڈاک میں مجھ کو پہنچ گئے ۔جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا پہلے اس سے بذریعہ ایک خط کے آپ کی خدمت میں اطلاع دی گئی تھی کہ علاوہ حساب اس جگہ کے جو چند ہفتوں کا بابت قیمت اینٹ واُجرت معماران واجب الادا ہے ۔مبلغ اسّی روپیہ اور بابت لکڑی کے ہمارے ذمہ نکل آئے ہیں اگر بالفعل ایک سَو روپیہ اور پہنچ جائے تو چند ہفتہ تک پھر اس کشاکش سے مخلصی رہے۔ یہ عمارت کا کام ہے ایسی ہی تکالیف ساتھ رکھتا ہے۔ میرا دل پہلے سے رُکتا تھا کہ اِس کو شروع کروں مگر قضاء وقدر سے شروع ہو گیا۔اللہ تعالیٰ اب اس کو انجام دیوے۔ دوسری منزل جو اصل مقصود تھی وہ بالفعل بباعث عدم سرمایہ ملتوی رہے گی ۔آئندہ اللہ تعالیٰ جو چاہے ہوگا۔

کل[1] آں محبّ کا خدمت گار پہنچا۔سفیر نے خود آرزو کی تھی کہ میں کوٹلہ مالیر دیکھوں ۔ مجھے اس کی حقیقت پر اطلاع نہیں کہ وہ کیوں پھرتا ہے اور اس شہر بشہر کے دورہ سے اُس کی غرض کیا ہے اور میں اُس کی نسبت کوئی رائے ظاہر نہیں کر سکتا۔آپ پر لازم ہے کہ آپ قواعدِ ریاست سے اِدھر اُدھر نہ ہوں اور سرکاری ہدایات کے پابند رہیں۔شاید اگر مسافروں کی طرح آ جائے تو قومیت کے لحاظ سے معمولی خاطر داری میں مضائقہ نہیں مگر جو ریاست کی طرف سے اعزاز ہوتا ہے وہ کسی صورت میں بغیر اجازت گورنمنٹ نہیں چاہیئے تا خواہ نخواہ اعتراض نہ ہو اور کوئی امتحان پیش نہ آوے بلکہ قوانین کی رعایت سے معمولی اخلاق کا برتاؤ کچھ مضائقہ نہیں ۔

کریماں مسافر بجاں بردر اند
کہ نام نکو شاں بعالم برند

---

[1] اصل مکتوب میں نیا پیرا نہیں ۔ چونکہ اگلا مضمون الگ ہے اس لئے یہاں نیا پیرا شروع کر دیا گیا ہے۔

میں اس شخص کے اصل حالات سے واقف نہیں کہ کس طبیعت اور چال چلن کا آدمی ہے۔ظاہراً یک دنیادار پولیٹکل مَین ہے۔روحانیت سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّواب۔والسلام

۱۱رمئی ۱۸۹۷ء　خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب: تاریخ یکم مئی ہے یا ۱۱رمئی۔حضورؑ بعض جگہ تاریخ کے ساتھ خط بشکل رخط ڈالتے ہیں بعض جگہ نہیں۔اگر یہ خط سمجھا جائے تو یکم مئی ہے ورنہ ۱۱رمئی، ۵رنومبر ۹۸ء کے مکتوب میں یہ خط حضور نے نہیں کھینچا مگر مارچ ۱۸۹۶ء کے مکتوب کی تاریخ کے ساتھ کھینچا ہے۔اس مکتوب سے یہ تو ظاہر ہے کہ حسین کامی سفیر ترکی کے قادیان آنے کے بعد کا ہے۔اس کی آمد کی معین تاریخ معلوم ہونے سے اس مکتوب کی تاریخ کی صحت کا علم ہوسکتا ہے۔حضور کے ایک اشتہار سے صرف اس قدر علم ہوسکا ہے کہ اس نے قادیان سے واپسی کے بعد شیعہ اخبار ناظم الہند لاہور بابت ۱۵رمئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ کی نسبت نامناسب باتیں شائع کی تھیں۔مزید معلوم ہوا کہ یہ ۱۱رمئی ہے کیونکہ مئی میں حسین کامی لاہور آئے اور کئی روز کے بعد قادیان آئے۔

مکتوب نمبر ۲۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کو معلوم ہوگا کہ مولوی صاحب کے پانچ لڑکے ہوکر فوت ہوگئے ہیں اب کوئی لڑکا نہیں ۔ اب دوسری بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے ۔ اس صورت میں مَیں نے خود اس بات پر زور دیا کہ مولوی صاحب تیسری شادی کر لیں ۔ چنانچہ برادری میں بھی تلاش درپیش ہے مگر میاں نور محمد کھیرو والے کے خط سے معلوم ہوا کہ ان کی ایک ناکتخدا لڑکی ہے اور وہ بھی قریشی ہیں اور مولوی صاحب بھی قریشی ہیں اس لئے کچھ مضائقہ معلوم نہیں ہوتا کہ اگر وہ لڑکی عقل اور شکل اور دوسرے لوازم زنانہ میں اچھی ہوتو وہیں مولوی صاحب کے لئے انتظام ہو جائے ۔ پس اس غرض سے آپ کو تکلیف دی جاتی ہے کہ آپ کوئی خاص عورت بھیج کر اُس لڑکی کے تمام حالات دریافت کراویں اور پھر مطلع فرماویں اور اگر وہ تجویز نہ ہو اور کوٹلہ میں آپ کی نظر میں کسی شریف کے گھر میں یہ تعلق پیدا ہو سکے تو یہ بھی خوشی کی بات ہے کیونکہ اس صورت میں مولوی صاحب موصوف کو کوٹلہ سے ایک خاص تعلق ہو جاوے گا ۔ مگر یہ کام جلدی کا ہے اس میں اب توقف مناسب نہیں ۔ آپ بہت جلد اس کام میں پوری توجہ کے ساتھ کارروائی فرماویں ۔ والسلام

۶؍جون ۱۸۹۷ء　　　　خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب: مکتوب دو صفحات کا ہے ۔ اس سے قبل اسی مضمون کا خط حضرت حکیم مولوی فضل الدین صاحب بھیروی نے حضورؑ کے ارشاد سے تحریر کیا ۔ معلوم ہوتا ہے اُنہوں نے حضورؑ کی خدمت میں ملاحظہ کے لئے پیش کیا ہوگا ۔ تب حضورؑ نے تاکید کی خاطر تفصیلاً مکتوب ہذا حکیم صاحب کے خط کی پشت پر نیز اگلے صفحہ پر تحریر فرمایا ۔

مکتوب نمبر۲۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت مجھ کو آپ کا عنایت نامہ ملا۔ اس کو پڑھ کر اس قدر خوشی ہوئی کہ اندازہ سے باہر ہے۔ مجھے اوّل سے معلوم ہے کہ نور محمد کی لڑکی کی شکل اچھی نہیں اور نہ ان لوگوں کی معاشرت اچھی ہے۔ اگر سادات میں سے کوئی لڑکی ہو جو شکل اور عقل میں اچھی ہو تو اس سے کوئی امر بہتر نہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر کسی دوسری شریف قوم میں سے ہو۔ مگر سب سے اوّل اس کے لئے کوشش چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو جلد ہونا چاہئے۔ اگر ایسا ظہور میں آ گیا تو مولوی صاحب کے تعلقات کوٹلہ سے پختہ ہو جائیں گے اور اکثر وہاں رہنے کا بھی اتفاق ہوگا۔ یہ بڑی خوشی کی بات ہے اور چند ہفتہ میں یہ مبارک کام ظہور میں آئیں تو کیا تعجب ہے کہ یہ عاجز بھی اس کار خیر میں مولوی صاحب کے ساتھ کوٹلہ میں آوے۔ سب امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ امید کہ پوری طرح آں محبّ کوشش فرماویں۔ کیونکہ یہ کام ہونا نہایت مبارک امر ہے۔ خدا تعالیٰ پوری کر دیوے۔ آمین ثم آمین۔

اس عاجز نے دوسو روپیہ آں محبّ سے طلب کیا ہے۔ اینٹوں کی قیمت اور معماروں کی اجرت میں۔ برسات اب سر پر ہے۔ اگر اس وقت تکلیف فرما کر ارسال فرماویں تو اس غم سے کہ ناگہانی طور پر میرے سر پر آ گیا ہے مجھے نجات ہوگی۔ مجھے ایسی عمارات سے طبعاً کراہت اور سخت کراہت ہے۔ اگر آپ کی نیت درمیان نہ ہوتی تو میں کجا اور ایسے بیہودہ کام کجا۔ آپ کی نیت نے یہ کام شروع کرایا۔ مگر افسوس اس وقت تک یہ بیکار ہے جب تک کہ اوپر کی عمارت نہ ہو۔ عمارت کے وقت تو یہ شعر نصب العین رہتا ہے۔

عمارت درسرائے دیگر انداز　　کہ دنیا را اساسے نیست محکم

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ از قادیان

۱۸۹۷ء

مکتوب نمبر۲۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

عنایت نامہ مع روبکار پہنچا۔ میرے نزدیک چونکہ آپ کے تعلقات ریاست (سے☆) ہیں۔ پس کئی مصالح کی وجہ سے ایسے موقعہ پر آپ کا وہاں ہونا ضروری ہے لہٰذا اس جگہ آنا مناسب نہیں۔ چراغوں کا مساجد اور اپنے گھروں اور کوچوں اور نشست گاہوں میں روشن کرنا اور خیرات کرنا اور جلسہ میں شامل ہوکر شکر اور دعا کرنا یہ سب امور ایک محسن گورنمنٹ کے لئے جائز ہیں۔ مگر میں چونکہ اس جگہ اپنی جماعت کی طرف سے اِس نئی جماعت کے حالات کو گورنمنٹ پر ظاہر کرنے کیلئے اس موقعہ پر کوشش کرنا چاہتا ہوں اس لئے بہتر ہوگا کہ آپ ایک نقل اُس جگہ کی اپنی کارروائی کی ضرور میرے پاس بھیج دیں تا اس جگہ سے جو تحریر بھیجی جائے گی موقعہ مناسب پر اُس کا تذکرہ ہو سکے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۱۶ر جون ۱۸۹۷ء

نوٹ از مرتب: مکتوب ہذا ملکہ وکٹوریہ کی جوبلی کے تعلق میں ہے۔ نواب صاحبؓ کی تحریر کوٹلہ مالیر میں اس ساٹھ سالہ جوبلی کے (جون ۱۸۹۷ء میں) منائے جانے کے متعلق حضورؑ نے اشتہار جلسۂ احباب میں شائع فرمادی تھی۔

☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

مکتوب نمبر۲۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

پہلے آں محبّ کی خدمت میں دوسَو روپیہ کے لئے بغرض بیباقی حساب معماران ومزدوران اور اینٹ وغیرہ کی نسبت لکھا گیا تھا۔ اب تک وہ روپیہ نہیں آیا اور روپیہ کی اشد ضرورت ہے اس لئے مکلّف ہوں کہ براہِ مہربانی دوسَو روپیہ ارسال فرمادیں تا دیا جائے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر خرچ کے بعد بھی کسی قدر حصہ نیچے کے مکان کی عمارت سے ناتمام رہ جائے گا مگر امر مجبوری ہے پھر جس وقت صورت گنجائش ہوگی کام شروع کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے ہر ایک امر اختیار میں ہے۔

اخویم مکرمی حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے لئے مجھے ابھی تک آں محبّ کی طرف سے کچھ تحریر نہیں آئی۔ میں نے سُنا ہے کہ مولوی صاحب کی نسبت اُنہیں کی برادری میں سے ایک پیغام اور آیا ہے اور ایک جگہ اور ہے۔ سو آپ کو یہ بھی تکلیف دی جاتی ہے کہ اگر وہ مقام جو آپ نے سوچا ہے قابلِ اطمینان نہ ہو یا قابلِ تعریف نہ ہو یا اُس کا ہونا مشکل ہو تو آپ جلد اس سے مطلع فرمادیں تا دوسرے مقامات میں سلسلہ جنبانی کی جائے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

۲۷؍جون ۱۸۹۷ء　　خاکسار

غلام احمد

مکتوب نمبر۲۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے پہلے دو خط آں محبّ کی خدمت میں بہ طلب مبلغ دوسَو روپیہ بجہت ضرورت مصارف عمارت لکھے گئے تھے اور انتظار تھی کہ روپیہ دو چار روز تک آ جائے گا لیکن [۱]......ادائے قیمت اینٹ اور مزدوری معماروں، نجاروں، مزدوروں کیلئے اشد ضرورت پیش آ گئی ہے۔ اس وقت چونکہ کوئی صورت روپیہ کی نہیں ہوسکتی اس لئے مکلّف ہوں کہ آں محبّ کی بہت مہربانی ہوگی کہ اس خط کے دیکھنے کے ساتھ ہی مبلغ دوسَو روپیہ جہاں تک جلد ممکن ہو ارسال فرماویں تا اس تنگی اور تقاضا سے نجات ہو۔ آئندہ عمارت بند کر دی جائے گی۔

آپ کا خط متعلق جلسہ جوبلی چھپ گیا ہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۷؍جولائی ۱۸۹۷ء

---

[۱] اس جگہ مکتوب دریدہ ہونے کی وجہ سے ایک لفظ اُڑ گیا ہے اس کا حرف الف باقی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ لفظ ''اب'' یا ''اس وقت'' ہوگا۔

مکتوب نمبر ۲۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب محمد علی خان صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الحمدللہ، جو آپ نے ایک تجویز میموریل انگریزی کے بارے میں ارقام فرمائی تھی وہ انجام کو پہنچ گئی۔ اخویم مرزا خدا بخش صاحب لاہور میں باراں دن رہ کر ایک میموریل انگریزی میں باراں[1] صفحہ کا چھپوا لائے ہیں جو بفضلہٖ تعالیٰ نہایت مؤثر اور عمدہ معلوم ہوتا ہے اور ایک اُردو میں چھپ گیا ہے۔ اب انگریزی میموریل تقسیم ہو رہا ہے اور ارادہ کیا گیا ہے کہ پنجاب کے تمام حُکّام انگریز کو بھیجا جائے۔ میری طبیعت چند روز سے بعارضہ زکام ونزلہ وکھانسی بہت بیمار ہے۔ خواجہ کمال الدین صاحب اپنے کام پر چلے گئے ہیں۔ میں آپ سے یہ اجازت مانگتا ہوں کہ آپ براہِ مہربانی کم سے کم ایک ماہ تک بعض متفرق کاموں کے لئے جو قادیان میں ہیں مرزا خدا بخش صاحب کو اجازت دیں تا وہ پہلے میموریل کو تقسیم کریں اور پھر بعد اس کے بقیہ کام منن الرحمٰن کی طرف متوجہ ہوں۔ اگرچہ یہ کام اس قدر قلیل عرصہ میں ہونا ممکن نہیں لیکن جس قدر ہو جائے غنیمت ہے۔ مگر یہ ضروری امر ہوگا کہ آں محبّ (کو☆) .... اگر مرزا صاحب کو کہیں بھیجنا منظور ہو یا کوئی اور ضروری کام نکلے تو بلاتوقف آپ کی خدمت میں پہنچ جائیں گے۔ میری طبیعت آپ کی سعادت اور رُشد پر بہت خوش ہے اور امید رکھتا ہوں کہ آپ اپنی تمام جماعت کے بھائیوں میں سے ایک اعلیٰ نمونہ ٹھہریں گے۔ اس وقت میں بباعث علالت و پریشانی طبع زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ والسلام

خاکسار

۱۲؍ مارچ ۱۸۹۸ء (ب)　　　　مرزا غلام احمد عفی عنہ

---

[1] نقل مطابق اصل یعنی اوپر صرف ۲ کا ہندسہ اصل مکتوب میں مرقوم ہے۔

☆ مکتوب میں خطوط وحدانی کا لفظ خاکسار مؤلف کی طرف سے ہے۔

مکتوب نمبر ۲۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

افسوس کہ مولوی صاحب اس قدر تکلیف کی حالت میں ہیں کہ اگر اور کوئی سبب بھی نہ ہوتا تب بھی اس لائق نہیں تھے کہ اس شدت گرمی میں سفر کر سکتے ۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ سخت بیمار ہو جاتے ہیں ۔ پیرانہ سالی کے عوارض ہیں اور مولوی صاحب کی بڑی لڑکی سخت بیمار ہے ۔ کہتے ہیں اس کو بیماری سل ہو گئی ہے ۔ علامات سخت خطرناک ہیں ۔ نواسی بھی ابھی بیماری سے صحت یاب نہیں ہوئی ۔ ان وجوہ کی وجہ سے درحقیقت وہ سخت مجبور ہیں اور جو دو آدمی نکالے گئے تھے ۔ یعنی غلام محی الدین اور غلام محمد ۔ وہ کسی کی نمامی کی وجہ سے نہیں نکالے گئے بلکہ خود مجھ کو کئی قرائن سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان کا قادیان میں رہنا خطرناک ہے اور مجھے سرکاری مخبر نے خبر دے دی تھی اور نہایت بد اور گندے حالات بیان کئے اور وہ مستعد ہوا کہ میں ضلع میں رپورٹ کرتا ہوں ۔ کیونکہ اس کے یہ کام سپرد ہے اور چاروں طرف سے ثبوت مل گیا کہ ان لوگوں کے حالات خراب ہیں ۔ تب سخت ناچار ہو کر نرمی کے ساتھ ان کو رخصت کر دیا گیا ۔ لیکن باوجود اس قدر نرمی کے غلام محی الدین نے قادیان سے نکلتے ہی طرح طرح کے افتراء اور میرے پر بہتان لگانے شروع کر دیئے ۔ بٹالہ میں محمد حسین کے پاس گیا اور امرتسر میں غزنویوں کے گروہ میں گیا اور لاہور میں بد گوئی میں صدہا لوگوں میں وعظ کیا ۔ چنانچہ ایک اشتہار رزٹلی کا آپ کی خدمت میں بھیجتا ہوں جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ شخص کس قسم کا آدمی ہے اور چونکہ سرکاری مخبر بھی ہماری جماعت کے حال لکھتے رہتے ہیں ۔ اس لئے مناسب نہ تھا کہ ایسا آدمی قادیان میں رکھا جاتا اور دوسرا آدمی اس کا دوست تھا ۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

نوٹ :۔ اس خط پر کوئی تاریخ درج نہیں ہے ۔ مگر نفس واقعات مندرجہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مئی ۱۸۹۸ء کا مکتوب ہے ۔ اس میں غلام محی الدین نام جس شخص کا ذکر ہے وہ

راہوں ضلع جالندھر کا باشندہ تھا اور خاکی شاہ اس کا عرف تھا۔ وہ عیسائی بھی رہ چکا تھا۔ قادیان میں آیا اور اپنی اس اباحتی زندگی کو جو عیسائیت میں رہ چکا تھا۔ یہاں بھی جاری رکھنا چاہا۔ مگر حضرت اقدس تک جب اس کی شکایت پہنچی تو آپ نے اسے نکال دیا۔ اس کے ساتھ جس شخص غلام محمد کا ذکر ہے۔ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے مکتوب میں اس کے متعلق اس قدر فرمایا ہے کہ وہ اس کا دوست تھا۔ دراصل ہم وطنی اور ہم صحبتی نے اسے بھی اس وقت اس بہشت سے نکالا۔ لیکن چونکہ اس میں اخلاص اور سلسلہ کے لئے سچی محبت تھی۔ خدا نے اس کو ضائع نہیں کیا۔ وہ اور اس کا سارا خاندان خدا کے فضل اور رحم سے نہایت مخلص ہے۔ خاکی شاہ نے جیسا کہ خود حضرت نے لکھ دیا ہے، یہاں سے نکل کر اپنی بدباطنی کا عملی اظہار کر دیا۔ آخر وہ خائب خاسر رہ کر مر گیا۔ اب اس کا معاملہ خدائے تعالیٰ سے ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۸

محبی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کچھ مضائقہ نہیں آں محبّ مالیر کوٹلہ سے مضمون مکمل کرنے کے بعد ارسال فرماویں۔ اگر دو ہفتہ تک تاخیر ہو جائے تو کیا حرج ہے اور علیحدہ پرچہ میں نے دیکھ لیا ہے نہایت عمدہ ہے۔ بہتر ہے کہ اس کو اس مضمون کے ساتھ شامل کر دیا جائے کل **مع الخیر علی الصباح** تشریف لے جاویں۔ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے پہنچائے۔ آمین۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۴؍جولائی ۱۸۹۸ء

نوٹ از مرتب: خاکسار کو یہ اصل مکتوب نہیں ملا۔ ایک نقل سے نقل کیا ہے۔

☆☆☆

مکتوب نمبر ۲۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ معہ مبلغ دوسو روپیہ مجھ کو ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک مرض اور غم سے نجات بخشے۔ آمین ثم آمین۔ خط میں سو روپیہ لکھا ہوا تھا اور حامل خط نے دوسو روپیہ دیا۔ اس کا کچھ سبب معلوم نہ ہوا۔ میں عنقریب دوائی طاعون آپ کی خدمت میں مع مرہم عیسیٰ روانہ کرتا ہوں اور جس طور سے یہ دوائی استعمال ہوگی۔ آج اس کا اشتہار چھاپنے کی تجویز ہے۔ امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اشتہار ہمراہ بھیج دوں گا۔ بہتر ہے کہ یہ دوا ابھی سے آپ شروع کر دیں۔ کیونکہ آئندہ موسم بظاہر وہی معلوم ہوتا ہے۔ جو کچھ الہاماً معلوم ہوا تھا۔ وہ خبر بھی اندیشہ ناک ہے۔ میرے نزدیک ان دنوں میں دنیا کے غموم و ہموم کچھ مختصر کرنے چاہئیں۔ دن بہت سخت ہیں جہاں تک ممکن ہو آپ اپنے بھائیوں کو بھی نصیحت کریں اور اگر وہ باز نہ آویں تو آپ کا فرض ادا ہو جائے گا اور جو گلٹیاں آپ کے نکلی ہیں۔ وہ انشاء اللہ سینک دینے اور دوسری تدبیروں سے، جو مولوی صاحب تحریر فرمائیں گے، اچھی ہو جائیں گی۔ ان دنوں التزام نماز ضروری ہے مجھے تو یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ دن دنیا کے لئے بڑی بڑی مصیبتوں اور موت اور دکھ کے دن ہیں۔ اب بہرحال متنبہ ہونا چاہئے۔ عمر کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔ میں نے خط کے پڑھنے کے بعد آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اور امید ہے کہ خدا تعالیٰ قبول فرمائے گا۔ مجھے اس بات کا خیال ہے کہ

اس شور قیامت کے وقت جس کی مجھے الہام الٰہی سے خبر ملی ہے۔ حتی الوسع اپنے عزیز دوست قادیان میں ہوں۔ مگر سب بات خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

۲۱؍جولائی ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۳۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

محبی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کی شفاء کے لیے نماز میں اور خارج نماز میں دعا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم پر امید ہے کہ شفاء عطا فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ معلوم ہوتا ہے کہ چیچک خاص طور کے دانے ہوں گے جن میں تیزی نہیں ہوتی۔ یہ خدا تعالیٰ کا رحم ہے کہ چیچک کے موذی سمّ سے بچایا ہے اور چیچک ہو یا خسرہ ہو دونوں طاعون کے قائم مقام ہوتے ہیں۔ یعنی ان کے نکلنے سے طاعون کا مادہ نکل جاتا ہے اور اس کے بعد طاعون سے امن رہتا ہے۔ امید ہے کہ آں محبّ ۵/اگست ۱۸۹۸ء سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کو ادائے شہادت کے لیے روانہ قادیان فرمائیں گے۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

۲۶/جولائی ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۳۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بکلّی صحت عطا فرماوے۔ چونکہ ان دنوں بباعث ایام برسات موسم میں ایک ایسا تغیر ہے جو تپ وغیرہ پیدا کرتا ہے۔ اس لئے درحقیقت یہ سفر کے دن نہیں ہیں۔ میں اس سے خوش ہوں کہ اکتوبر کے مہینہ میں آپ تشریف لاویں۔ افسوس کہ مولوی صاحب کے لئے نکاح ثانی کا کچھ بندوبست نہیں ہو سکا۔ اگر کوٹلہ میں یہ بندوبست ہو سکے تو بہتر تھا۔ آپ نے سن لیا ہوگا کہ مولوی صاحب کی جوان لڑکی چند خورد سال بچے چھوڑ کر فوت ہوگئی ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

۴؍ستمبر ۱۸۹۸ء

☆☆☆

مکتوب نمبر ۳۲ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمۂ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ الحمدللّٰہ و المنته کہ آپ کو اس نے اپنے فضل وکرم سے شفا بخشی ۔ میں نے آپ کے لئے اب کی دفعہ غم اٹھایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس جگہ قادیان میں جس بڑی عمر کے آدمی کو جو اسّی برس سے زیادہ کی عمر کا تھا۔ چیچک نکلی وہ جانبر نہیں ہو سکا۔ ہمارے ہمسایوں میں دو جوان عورتیں اس مرض سے راہی ملک بقا ہوئیں۔ آپ کو اطلاع نہیں دی گئی۔ یہ بیماری اس عمر میں نہایت خطرناک تھی۔ بالخصوص اب کی دفعہ یہ چیچک وبائی طرح پر ہوئی ہے۔ اس لئے نہایت اضطراب اور دلی درد سے نماز پنجگانہ میں اور خارج نماز گویا ہر وقت دعا کی گئی۔ اصل باعث عاقبت خدا کا فضل ہے جو بموجب وعدہ اللہ سے بہت سی امیدیں اس کے فضل کے لئے ہو جاتی ہیں۔ مجھے کثرت مخلصین کی وجہ سے اکثر زمانہ غم میں ہی گزرتا ہے۔ ایک طرف فراغت پاتا ہوں۔ دوسری طرف سے پریشانی لاحق حال ہو جاتی ہے۔ خدا تعالیٰ کی بہت سی عنایات کی ضرورت ہے۔ جس کو میں مشاہدہ بھی کرتا ہوں۔ اب یہ غم لگا ہوا ہے کہ چند دفعہ الہامات اور خوابوں سے طاعون کا غلبہ پنجاب میں معلوم ہوا تھا۔ جس کے ساتھ یہ بھی تھا کہ لوگ توبہ کریں گے۔ اور نیک چلن ہو جائیں گے۔ تو خدا تعالیٰ اس گھر کو بچا لے گا۔ لیکن نیک ہونے کا کام بڑا مشکل ہے اگر چہ بدچلن بدمعاش اور طرح طرح کے جرائم ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اگر پنجاب میں وبائے طاعون یا ہیضہ پھوٹا تو بڑی مصیبت ہوگی۔ بہت سے گھروں میں ماتم ہو جائیں گے۔ بہت سے گھر ویران ہو جائیں گے۔ مرزا خدا بخش صاحب پہنچ گئے۔ ان کے گھر میں بیماری ہے۔ تپ روز چڑھتا ہے اور جگر اور معدہ ضعیف معلوم ہوتا ہے۔ مولوی صاحب کی دوسری لڑکی انہیں دنوں سے بیمار ہے جب کہ آپ نے بلایا تھا۔ اب بظاہر ان کی زندگی کی چنداں امید نہیں۔ حواس میں بھی فرق آ گیا ہے اور مولوی صاحب بھی ہفتہ میں ایک مرتبہ بیمار ہو جاتے ہیں۔ بعض دفعہ خطرناک بیماری ہوتی ہے۔ میرے دل میں خیال ہے کہ اپنے اور اپنی جماعت کے لئے خاص طور پر ایک قبرستان بنایا جائے جس

طرح مدینہ میں بنایا گیا تھا۔ بقول شیخ سعدیؒ۔

کہ بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم

یہ بھی ایک وسیلہ مغفرت ہوتا ہے۔ جس کو شریعت میں معتبر سمجھا گیا ہے۔ اس قبرستان کی فکر میں ہوں کہ کہاں بنایا جاوے۔ امید کہ خدا تعالیٰ کوئی جگہ میسر کر دے گا اور اس کے اردگرد ایک دیوار چاہئے۔ والسلام

۶ / اگست ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۳۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مجبی اخویم نواب صاحب سردار محمد علی خان صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی نئی شادی کے مبارک ہونے کے لئے میں نے بہت دُعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔ عارضہ جذام جو اُن کے والد صاحب کو تھا یہ عارضہ درحقیقت سخت ہوتا ہے اور سخت اندیشہ کی جگہ۔ اس لئے برعایت ظاہر یہ بھی مناسب ہے کہ خون کی اصلاح کے لئے ہمیشہ توجہ رہے۔ اِنۡشَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی میں ایک دوا تجویز کروں گا اس دوا کو ہمیشہ استعمال کریں۔ عمر تک استعمال ہو اِنۡشَاءُ اللّٰہ اس سے بہت فائدہ ہوگا اور تیز چیزیں اور تیز مصالح قرنفل وغیرہ اور کثرت شیرینی سے ہمیشہ پرہیز رکھیں اور آپ بھی ہمیشہ دعا کرتے رہیں۔ میں آج بیمار ہوں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ مرزا خدا بخش صاحب کا لڑکا ابھی تک خطرناک حالت میں ہے۔ ظاہراً زندگی کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے، جان کندن کی سی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرماوے۔ میرے ہاتھ میں چوٹ آ گئی ہے اور تپ بھی ہے۔ والسلام

خاکسار

۵ / نومبر ۱۸۹۸ء مرزا غلام احمد

نوٹ: اس تہنیتی مکتوب کی تاریخ ۵رنومبر ۹۸ء میں سہو ہے۔ اہلیہ اوّل کی وفات کے بعد حضرت نواب صاحبؓ نے مرحومہ کی بہن سے شادی کی تھی۔ مرحومہ ابھی زندہ تھیں کہ ۸رنومبر ۱۸۹۸ء کو حضورؑ نے ان سے حسن سلوک کی نواب صاحب کو تلقین فرمائی (مکتوب مندرجہ الحکم جلد ۷ نمبر ۳۲) اور مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر چہارم میں مندرجہ مکتوبات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرحومہ کے بطن سے ایک بچہ کے تولّد پر حضورؑ نے ۱۱رنومبر ۱۸۹۸ء کو مبارکباد کا خط تحریر فرمایا۔ (۱۹) گو ۸رنومبر ۱۸۹۸ء کو مرحومہ کی وفات پر بھی حضورؑ کا خط لکھنا درج ہے۔ (۲۵) لیکن یہ تاریخ درست درج نہیں ہوئی دراصل ۱۸رنومبر ۱۸۹۸ء ہے۔ ۲۱رنومبر ۱۸۹۸ء کو حضورؑ نے نواب صاحب کو جلد تر شادی کرنے کی تاکید فرمائی۔ (مکتوب نمبر ۲۴) اس لئے یہ زیر بحث تہنیتی مکتوب ۲۵رنومبر ۱۸۹۸ء کا ہی ہوسکتا ہے۔ (مرتب)

مکتوب نمبر ۳۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج صدمۂ عظیم کی تار مجھ کو ملی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو صبر جمیل عطا فرماوے اور اس کے عوض کوئی آپ کو بھاری خوشی بخشے۔ میں اس درد کو محسوس کرتا ہوں جو اس ناگہانی مصیبت سے آپ کو پہنچا ہوگا اور میں دعا کرتا ہوں کہ آئندہ خدا تعالیٰ ہر ایک بلا سے آپ کو بچائے اور پردۂ غیب سے اسباب راحت آپ کے لئے میسر کرے۔ میرا اس وقت آپ کے درد سے دل دردناک ہے اور سینہ غم سے بھرا ہے۔ خیال آتا ہے کہ

دنیا کیسی بے بنیاد ہے۔

ایک دم میں ایسا گھر کہ عزیزوں اور پیاروں سے بھرا ہوا ہو، ویران بیابان دکھائی دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے اس رفیق کو غریق رحمت کرے اور اس کی اولاد کو عمر اور اقبال اور سعادت بخشے۔ لازم ہے کہ ہمیشہ ان کو دعائے مغفرت میں یاد رکھیں۔ میری یہ بڑی خواہش رہی کہ آپ ان کو قادیان میں لاتے اور اس خواہش سے مدّعا یہ تھا کہ وہ بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہوکر اس گروہ میں

شریک ہو جاتے کہ جو خدا تعالیٰ تیار کر رہا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ کی بعض مجبوریوں سے یہ خواہش ظہور میں نہ آئی۔ اس کا مجھے بہت افسوس ہے۔

میں نے کچھ دن ہوئے خواب میں آپ کی نسبت کچھ بلا اور غم کو دیکھا تھا۔ ایسے خوابوں اور الہاموں کو کوئی ظاہر نہیں کر سکتا۔ مجھے اندیشہ تھا آخر اس کا یہ پہلو ظاہر ہوا۔ یہ تقدیر مبرم تھی جو ظہور میں آئی۔ معلوم ہوتا ہے علاج میں بھی غلطی ہوئی۔ یہ رحم کی بیماری تھی اور بباعث کم دنوں میں پیدا ہونے کے زہریلا مواد رحم میں ہوگا۔ اگر خدا تعالیٰ چاہتا تو علاج یہ تھا کہ ایسے وقت پچکاری کے ساتھ رحم کی راہ سے آہستہ آہستہ یہ زہر نکالا جاتا اور تین چار دفعہ روز پچکاری ہوتی اور کیسٹرائل سے خفیف سی تلیین طبع بھی ہوتی۔ اور عنبر اور مشک وغیرہ سے ہر وقت دل کو قوت دی جاتی۔ اور اگر خونِ نفاس بند تھا تو کسی قدر رواں کیا جاتا اور اگر بہت آتا تھا تو کم کیا جاتا۔ اور نزلبی اور ہینگ وغیرہ سے تشنج اور غشی سے بچایا جاتا۔ لیکن جب کہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا تو ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ پہلی دو تاریں ایسے وقت میں پہنچیں کہ میرے گھر کے لوگ سخت بیمار تھے اور اب بھی بیمار ہیں۔ تیسرا مہینہ ہے۔ دست اور مروڑ ہیں۔ کمزور ہو گئے ہیں۔ بعض وقت ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ غشی پڑ گئی اور حاملہ کی غشی گویا موت ہے۔ دعا کرتا ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کے گھر کے لوگوں کے لئے مجھے دعا کا موقعہ بھی نہ ملا۔ تاریں بہت بے وقت پہنچیں۔ اب میں یہ خط اس نیت سے لکھتا ہوں کہ آپ پہلے ہی بہت نحیف ہیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ بہت غم سے آپ بیمار نہ ہو جائیں۔ اب اس وقت آپ بہادر بنیں اور استقامت دکھلائیں۔ ہم سب لوگ ایک دن نوبت بہ نوبت قبر میں جانے والے ہیں۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ غم کو دل پر غالب ہونے نہ دیں۔ میں تعزیت کے لئے آپ کے پاس آتا۔ مگر میری بیوی کی ایسی حالت ہے کہ بعض وقت خطرناک حالت ہو جاتی ہے۔ مولوی صاحب کے گھر میں بھی حمل ہے۔ شاید چھٹا ساتواں مہینہ ہے۔ وہ بھی آئے دن بیمار رہتے ہیں۔ آج مرزا خدا بخش صاحب بھی لاہور سے قادیان آئے۔ شاید اس خط سے پہلے آپ کے پاس پہنچیں۔ والسلام

۸؍نومبر ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۳۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ   نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آں محبّ کے چار خط یکے بعد دیگرے پہنچے۔ آپ کے لئے دعا کرنا تو میں نے ایک لازمی امر ٹھہرایا ہوا ہے۔ لیکن بے قرار نہیں ہونا چاہئے کہ کیوں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ دعاؤں کے لئے تاثیرات ہیں اور ضرور ظاہر ہوتی ہیں۔ ایک جگہ حضرت ابوالحسن خرقانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس برس میں نے بعض دعائیں کیں جن کا کچھ بھی اثر ظاہر نہ ہوا اور گمان گزرا کہ قبول نہیں ہوئیں۔ آخر تیس برس کے بعد وہ تمام مقاصد میسر آ گئے اور معلوم ہوا کہ تمام دعائیں قبول ہو گئی ہیں۔ جب دیر سے دعا قبول ہوتی ہے تو عمر زیادہ کی جاتی ہے۔

اور جب جلد کوئی مراد مل جاتی ہے تو کمی عمر کا اندیشہ ہے۔ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ ایک مطلب کے حصول کی بشارت خدا تعالیٰ کی طرف سے سن لوں۔ لیکن وہ مطلب دیر کے بعد حاصل ہونا موجب طول عمر ہو۔ کیونکہ طول عمر اور اعمال صالحہ بڑی نعمت ہے۔

اور آپ نے اپنے گھر کے لوگوں کی نسبت جو لکھا تھا کہ بعض امور میں مجھے رنج پیدا ہوتا ہے۔ سو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میرا یہ مذہب نہیں ہے۔ میں اس حدیث پر عمل کرنا علامت سعادت سمجھتا ہوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور وہ یہ ہے

خَيۡرُكُمۡ خَيۡرُكُمۡ لِاَهۡلِهٖ[1] یعنی تم میں سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔ عورتوں کی طبیعت میں خدا تعالیٰ نے اس قدر کجی رکھی ہے کہ کچھ تعجب نہیں کہ بعض وقت خدا اور رسول یا اپنے خاوند یا خاوند کے باپ یا مرشد یا ماں یا بہن کو بھی بُرا کہہ بیٹھیں اور ان کے نیک ارادہ کی مخالفت کریں۔ سو ایسی حالت میں بھی کبھی ایک مناسب رعب کے ساتھ اور کبھی نرمی سے ان کو سمجھا دیں اور ان کی تعلیم میں مشغول رہیں۔ لیکن ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کریں اور مروّت اور جوانمردی سے پیش آویں اور اُن کو سمجھاتے رہیں کہ مسلمان کے لئے آخرت کا فکر ضروری ہے تا خدا تعالیٰ مصیبتوں سے بچاوے وہ ہیبت ناک چیز جو

---

[1] مشکوٰۃ باب عشرۃ النّساء۔ ترمذی

خاوند اور بیوی اور بچوں اور دوستوں میں جدائی ڈالتی ہے جس کا دوسرے لفظوں میں نام موت ہے دعا کرنا چاہیئے کہ وہ بے وقت نہ آوے اور تباہی نہ ڈالے اور دل نرم رکھنا چاہیئے اور ان کو سمجھا دیں کہ نماز کی پابندی کریں نماز جنابِ الٰہی میں عرض معروض کا موقعہ دیتی ہے اپنی زبان میں دنیا اور آخرت کے لئے دعائیں کریں بد تقدیروں سے ڈرتے رہیں۔ خدا تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے جو امن کے وقت میں ڈرتے رہیں اور نیز آپ ان کے واسطے نماز میں دعائیں کریں یہ نازیبا بات ہے کہ ادنیٰ لغزش دیکھ کر دل میں قطع تعلق کریں بلکہ وفاداری سے اصلاح کے لئے کوشش کریں اور سچی ہمدردی سے کام لیں۔

اور آپ نے جو پانچ ہزار روپیہ لکھا ہے میرے نزدیک آپ کا دوسروں کے شامل ہونا عمدہ طریق نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ آپ علیٰحدہ طور پر اشتہار دیں کہ چونکہ مسلمانوں میں تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اور اس طرح قوم میں ضعف پیدا ہوتا جاتا ہے اس لئے میں نے یہ تجویز سوچی ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی جو بانی مبانی اس تفرقہ کے ہیں شخص مدعی سے مباہلہ کر لیں الہام کا مدعی جبکہ ایک سال کی مہلت الہام کی بنا پر پیش کرتا ہے تو وہی مہلت قبول کر لیں اگر اس مدت میں شخص مدعی ہلاک ہو گیا یا کسی اور ذلیل عذاب میں مبتلا ہو گیا تو خود جماعت اُس کی بے اعتقاد ہو کر متفرق ہو جائے گی اور اس طرح پر قوم میں سے فتنہ اٹھ جائے گا اور اس صورت میں محض نیک نیتی اور ہمدردی قوم کی وجہ سے ہم وعدہ کرتے ہیں کہ مبلغ پانچ ہزار روپیہ مولوی محمد حسین صاحب کو بطور نذر کے دیں گے اور ان کے لئے دو خوشیاں ہوں گی کہ دشمن مارا اور روپیہ ملا لیکن اگر اس سال کے عرصہ میں جو مباہلہ کے دن سے شمار کیا جائے گا کوئی بَلا مولوی صاحب پر نازل ہوئی تو پھر سمجھنا چاہیئے کہ مولوی صاحب اس جنگ و جدل میں حق پر نہیں ہیں تو اس صورت میں قوم کو شخص مدعی کی طرف بصدق دل رجوع کرنا چاہیئے یہ فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے ممکن نہیں کہ بغیر ارادہ الٰہی کے کوئی شخص یونہی مارا جاوے۔ غرض یہ اشتہار آپ کی طرف سے ہونا چاہیئے اُمید کہ بڑا مؤثر ہوگا اگر آپ اشارہ فرما دیں تو اسی جگہ چھاپ دیا جائے جلد مطلع فرمایا جاوے۔ اور سرس یعنی سلطان الاشجار کے عرق نکالنے کے لئے پتّے اور بیخ کافی نہیں پھول کی ضرورت ہے۔ والسلام ☆

خاکسار

۸؍نومبر ۱۸۹۸ء مرزا غلام احمد از قادیان

☆ الحکم ۳۱؍اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۳

مکتوب نمبر۳۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب سردار محمد علی خاں صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ خدائے تعالیٰ فرزند نوزاد کو مبارک اور عمر دراز کرے۔ آمین ثم آمین۔ میں نے سنا ہے کہ جب کم دنوں میں لڑکا پیدا ہوتا ہے تو دوسرے تیسرے روز ضرور ایک چمچہ کیسٹرائل دے دیتے ہیں اور لڑکے کے بدن پر تیل ملتے رہتے ہیں۔ حافظ حقیقی خود حفاظت فرماوے اور آپ کے لئے مبارک کرے۔ آمین ثم آمین۔ دعا میں آپ کیلئے مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرماوے۔

والسلام

خاکسار

۱۱رنومبر ۱۸۹۸ء

مرزا غلام احمد از قادیان

☆☆☆

مکتوب نمبر ۳۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

کل سے میرے گھر میں بیماری کی شدت بہت ہوگئی ہے اور مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں بھی تپ تیز چڑھتا ہے۔ اسی طرح تمام گھر کے لوگ یہاں تک کہ گھر کے بچے بھی بیمار ہیں۔ اگر مرزا خدا بخش صاحب آجائیں تو اپنے گھر کی خبر لیں۔ اس قدر بیماری ہے کہ ایک شخص دوسرے کے حال کا پرساں نہیں ہوسکتا۔ حالات تشویش ناک ہیں۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ امید ہے کہ آپ حسب تحریر میرے استقامت اور استواری سے کام لے کر جلد تر تجویز شادی فرماویں۔ والسلام

(۲۱؍نومبر ۱۸۹۸ء)

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۳۸ ملفوف

یہ خط مرزا خدا بخش صاحب کے نام ہے۔ چونکہ نواب صاحب ہی کے خط میں دوسرے ورق پر لکھ دیا گیا ہے۔ اس لئے میں نے بھی اسی سلسلہ میں اسے درج کر دیا ہے۔(عرفانی)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

محبی اخویم مرزا خدا بخش صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل میرے گھر میں والدہ محمود کو تپ اور گھبراہٹ اور بدحواسی کی سخت تکلیف ہوئی اور ساتھ ہی عوارض اسقاط حمل کے ظاہر ہوئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ گویا چند منٹوں کے بعد خاتمہ زندگی ہے۔ اب اس وقت کسی قدر تخفیف ہے۔ مگر چونکہ تپ نوبتی ہے۔ اس لئے کل کا اندیشہ ہے اور آپ کے گھر میں سخت تپ چڑھتا ہے۔ اندیشہ زیادہ ہے اگر رخصت لے کر آجائیں تو بہتر ہے۔ آج کل کے تپ اندیشناک ہیں۔ اطلاعاً لکھا گیا ہے اور آتے وقت ایک روپیہ کے انار بیدانہ لے آویں اور کچھ نہ لاویں کہ تمام بچے بیمار ہیں۔ والسلام

۲۲؍نومبر ۱۸۹۸ء

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۳۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی بیوی مرحومہ کے لئے توجہ اور الحاح سے دعائے مغفرت کروں گا۔ اس جگہ موسمی بخار سے گھر میں اور بچوں کو بیماری ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل کرے اور مرزا خدا بخش صاحب کی بیوی بھی تپ ...... اب طاعون بھی ہمارے ملک سے نزدیک آ گئی ہے۔ خدا تعالیٰ کا رحم درکار ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆☆☆

مکتوب نمبر۴۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ خسرہ کا نکلنا ایک طرح پر جائے خوشی ہے کہ اس سے طاعون کا مادہ نکلتا ہے اور انشاء اللہ تین سال امن کے ساتھ گزرتے ہیں۔ کیونکہ طبی تحقیق سے خسرہ اور چیچک کا مادہ اور طاعون کا مادہ ایک ہی ہے۔ آپ تین تین چار چار رتی جدوار رگڑ کر کھاتے رہیں کہ اس مادہ اور طاعون کے مادہ کا یہ تریاق ہے۔ میں ہر وقت نماز میں اور خارج نماز کے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ خط پہنچنے پر تردّد ہوا۔ اس لئے جلدی سے مرزا خدا بخش آپ کی خدمت میں پہنچتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلد شفاء بخشے۔ آمین ثم آمین۔

اور میرے پر عدالت ضلع گورداسپور کی طرف سے تحصیل میں ایک مقدمہ انکم ٹیکس ہے جس میں مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چھ سات اور آدمی اور نیز مرزا خدا بخش صاحب میری طرف سے گواہ ہیں۔ امید کہ تاریخ سے تین چار روز پہلے ہی مرزا صاحب کو روانہ قادیان فرماویں اور حالات سے جلد از جلد مطلع فرماتے رہیں۔ خدا تعالیٰ حافظ ہو۔

(نوٹ:۔ اس خط پر حضرت اپنا نام بھول گئے ہیں اور تاریخ بھی درج نہیں ہوئی)

(عرفانی)

مکتوب نمبر ۱۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

مجبی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا عنایت نامہ معہ دوسرے خط کے جو آپ کے گھر کے لوگوں کی طرف سے تھا۔ جس میں صحت کی نسبت لکھا ہوا تھا، پہنچا۔ بعد پڑھنے کے دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ہر ایک بَلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ بدست مرزا خدا بخش صاحب مبلغ تین سو روپیہ کے تین نوٹ بھی پہنچ گئے۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیۡرًا۔ ان کے لڑکے کا حال ابھی قابلِ اطمینان نہیں ہے۔ گو پہلی حالت سے کچھ تخفیف ہے مگر اعتبار کے لائق نہیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر۴۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ اگرچہ آں محبّ کی ملاقات پر بہت مدت گزر گئی ہے اور دل چاہتا ہے کہ اور دوستوں کی طرح آپ بھی تین چار ماہ تک میرے پاس رہ سکیں۔ لیکن اس خانہ داری کے صدمہ سے جو آپ کو پہنچ گیا ہے۔ بڑی مشکلات پیدا ہو گئی ہیں۔ یہ روک کچھ ایسی معلوم نہیں ہوتی کہ ایک دو سال تک بھی دور ہو سکے بلکہ یہ دائمی اور اس وقت تک ہے کہ ہم دنیا سے چلے جائیں۔ غرض سخت مزاحم معلوم ہوتی ہے۔ صرف یہ ایک تدبیر ہے کہ آپ کی طرف سے ایک زنانہ مکان بقدر کفایت قادیان میں تیار ہو۔ اور پھر کبھی کبھی معہ قبائل اور سامان کے اس جگہ آ جایا کریں اور دو تین ماہ تک رہا کریں لیکن یہ بھی کسی قدر خرچ کا کام ہے اور پھر ہمت کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اسباب پیدا کر دے اور اپنی طرف سے ہمت اور توفیق بخشے۔ دنیا گذشتنی و گذاشتنی ہے۔ وقت آخر کسی کو معلوم نہیں۔ اس لئے دینی سلسلہ کو کامل کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ دانشمند کے لئے فجر سے شام تک زندگی کی امید نہیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے کسی سے یہ عہد نہیں کیا کہ اس مدت تک زندہ رہے گا۔ ماسوا اس کے ہمارے ملک میں طاعون نے ہی ایسے پیر جمائے ہیں کہ دن بدن خطرناک حالت معلوم ہوتی ہے۔ مجھے ایک الہام میں معلوم ہوا تھا کہ اگر لوگوں کے اعمال میں اصلاح نہ ہوئی تو طاعون کسی وقت جلد پھیلے گی اور سخت پھیلے گی۔ **ایک گاؤں کو خدا محفوظ رکھے گا۔ وہ گاؤں پریشانی سے بچایا جائے گا۔ میں اپنی طرف سے گمان کرتا ہوں کہ وہ گاؤں غالباً قادیان ہے** اور بڑا اندیشہ ہے کہ شاید آئندہ سال کے ختم ہونے تک خطرناک صورت پر طاعون پھیل جائے اس لئے میں نے اپنے دوستوں کو یہ بھی صلاح دی تھی کہ وہ مختصر طور پر قادیان میں مکان بنا لیں۔ مگر یہی وقت ہے اور پھر شاید وقت ہاتھ سے جاتا رہے۔ سو آں محبّ بھی اس بات کو سوچ لیں۔ اور عید کی تقریب پر اکثر

احباب قادیان آئیں گے اور بعض دینی مشورے بھی اسی دن پر موقوف رکھے گئے ہیں۔ سو اگر آں محبّ آنہ سکیں جیسا کہ ظاہری علامات ہیں تو مناسب ہے کہ ایک ہفتہ کے لئے مرزا خدا بخش صاحب کو بھیج دیں تا ان مشوروں میں شامل ہو جائیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ مرزا خدا بخش صاحب کے گھر میں سب خیریت ہے۔

والسلام
راقم
مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

(۱۸/اپریل ۱۸۹۹ء)

☆☆☆

مکتوب نمبر۴۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت حفظ ما تقدم کے طور پر امراض خون کیلئے گولیاں بھیجتا ہوں۔ جن سے انشاء اللہ القدیر مادہ جذام کا استیصال ہوتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ایک گولی جو بقدر تین فلفل کے ہو۔ ہمراہ آبِ زلال مہندی کھائی جائے۔ اس طرح پر کہ ایک ماشہ برگ حنا یعنی مہندی رات کو بھگویا جاوے اور پانی صرف تین چار گھونٹ ہو صبح اس پانی کو صاف کر کے ہمراہ اس گولی کے پی لیں۔ شرینی نہیں ملانی چاہئے۔ پھیکا پانی ہو، پانی تلخ ہوگا۔ مگر ضروری شرط ہے کہ پھیکا پیا جاوے۔ یہ رعایت رکھنی چاہئے کہ ایک ماشہ سے زیادہ نہ ہو۔ جب برداشت ہو جائے تو دو ماشہ تک کر سکتے ہیں۔ ہر ایک میٹھی چیز سے حتی الوسع پرہیز رہے۔ کبھی کبھی کھالیں اور مہینہ میں سے ہمیشہ دس دن دوا کھالیا کریں۔ بیس دن چھوڑ دیا کریں۔ یہ دوا انشاء اللہ نہایت عمدہ ہے۔ ایسے امراض میں حفظ ما تقدم کے طور پر ہمیشہ دوا کو استعمال کرنا ضروری ہے۔ یعنی مہینہ میں دس دن۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں اور یہ خط بذریعہ ڈاک نہیں بھیجا گیا۔ بلکہ جیسا کہ اس خط پر ایک نوٹ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بدست میاں کریم بخش بھیجا گیا۔ مگر دوسرے خط سے جو اس دوائی کے متعلق ہے کہ جون ۱۸۹۹ء کا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

میں بباعث علالت طبع چند روز جواب لکھنے سے معذور رہا۔ میری کچھ ایسی حالت ہے کہ ایک دفعہ ہاتھ پیر سرد ہو کر اور نبض ضعیف ہو کر غشی کے قریب قریب حالت ہو جاتی ہے اور دورانِ خون یک دفعہ ٹھہر جاتا ہے۔ جس میں اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو موت کا اندیشہ ہوتا ہے۔ تھوڑے دنوں میں یہ حالت دو دفعہ ہو چکی ہے۔ آج رات پھر اس کا سخت دورہ ہوا۔ اس حالت میں صرف عنبر یا مشک فائدہ کرتا ہے۔ رات دس خوراک کے قریب مشک کھایا پھر بھی دیر تک مرض کا جوش رہا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ صرف خدا تعالیٰ کے بھروسہ پر زندگی ہے۔ ورنہ دل جو رئیس بدن ہے، بہت ضعیف ہو گیا ہے۔

آپ نے دوا کے بارے میں جو دریافت کیا تھا۔ ایام امید میں دوا ہرگز نہیں کھانی چاہئے اور نہ ہمیشہ کھانی چاہئے۔ کبھی ایک ہفتہ کھا کر چھوڑ دیں اور ایک دو ہفتہ چھوڑ کر پھر کھانا شروع کریں۔ مگر ایام حمل میں قطعاً ممنوع یعنی ہرگز نہیں کھانی چاہئے۔ جب تک بچہ پیدا ہو کر دو مہینہ نہ گزر جائیں۔ اگر سرعت تنفس باختلاج قلب ہو تو تدبیر غذا کافی ہے۔ یعنی دودھ، مکھن، چوزہ کا پلاؤ استعمال کریں۔ بہت شیرینی سے پرہیز کریں۔ شیرہ بادام مقشر الائچی سفید ڈال کر پیویں۔ موسم سرما میں اسکاٹس ایملشن استعمال کریں۔ یعنی مچھلی کا تیل جو سفید اور جما ہوا شہد کی طرح یا دہی کی طرح ہوتا ہے۔ بدن کو فربہ کرتا ہے۔ دل کا مقوی ہے۔ پھیپھڑہ کو بہت فائدہ کرتا ہے۔ چہرہ پر تازگی اور رونق اور سرخی آتی ہے۔ لاہور سے مل سکتا ہے۔ مگر میری دانست میں ان دنوں میں استعمال کرنا جائز نہیں۔ کسی قدر حرارت کرتا ہے۔ ان دنوں میں سادہ مقوی غذائیں مکھن۔ گھی۔ دودھ اور مرغن پلاؤ استعمال کرنا کافی ہے اور کبھی کبھی شیرہ بادام استعمال کرنا۔ وہ دوا یعنی گولیاں وہ ہمیشہ کے استعمال کے لئے نہیں ہے۔ ایک گولی خوراک کافی ہے۔ اگر مہندی کا پانی بھی نہ پی سکیں تو یونہی کھا لیں۔ مگر

یاد رہے کہ مہندی بھی ایک زہر کی قسم ہے۔اگر پانی پیا جائے تو صرف احتیاط سے ایک ماشہ برگ مہندی بھگوئیں وزن کر کے بھگوئیں۔ ہرگز اس سے زیادہ نہ ہو۔ کیوں کہ زیادہ سخت تکلیف دہ ہے۔اس پانی کے ساتھ گولی کھائیں اوراگر پانی مہندی کا پیا نہ جائے تو عرق گاؤزبان کے ساتھ کھائیں۔ ہمیشہ کثرت شیرینی سے پرہیز رکھنا ضروری ہے۔زیادہ خیریت ہے۔اس وقت بھی میری طبیعت بحال نہ تھی۔لیکن بہرحال یہ خط میں نے لکھ دیا۔

والسلام

۲۰؍جون ۱۸۹۹ء

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۴۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے منظور ہے کہ مرزا خدا بخش صاحب کی روانگی ۱۰ر ستمبر ۱۸۹۹ء تک ملتوی رکھی جاوے اور آپ کی قادیان میں تشریف آوری کے لئے میں پسند نہیں کرتا کہ ۲۲ر ستمبر ۱۸۹۹ء کے پہلے آپ تشریف لاویں۔ کیونکہ ۲۲ر ستمبر ۱۸۹۹ء سے پہلے سخت گرمی اور پریشانی اور بیماریوں کے دن ہیں۔ ریل کی سواری بھی ان دنوں میں ایک عذاب کی صورت معلوم ہوتی ہے اور معدہ ضعیف اور وبائی ہوا حرکت میں ہوتی ہے۔ لیکن ۲۲ر ستمبر کے بعد موسم میں ایک صریح انقلاب ہو جاتا ہے اور رات کے وقت اندر سو سکتے ہیں اور اطمینان کے ساتھ حالت رہتی ہے۔ اس موسم میں ارادہ کو ۲۲ر ستمبر پر مصمّم فرماویں اور اس سے پہلے موسم کچا اور سفر کرنا خطرناک ہے۔ یہی صلاح بہتر ہے۔ کوئی ایسی تجویز ہو۔ آپ کیلئے اس جگہ کوئی سامان تیار ہو جائے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک شے پر قادر ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

اس خط پر کوئی تاریخ تو درج نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ جولائی کے آخر یا اگست ۱۸۹۹ء کے شروع کا ہے۔ حضرت اقدس نے جو خواہش نواب صاحب کے لئے مکان کی فرمائی تھی۔ خدا تعالیٰ نے وہ بھی پوری کر دی۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو جو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے۔ جیسا کہ یہ الہام ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ[1] اور جیسا کہ یہ الہام جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ[2] اور جیسا کہ یہ الہام ''دنیا میں ایک نبی آیا مگر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا''۔[3]

نوٹ :۔ ایک قرأت اس الہام کی یہ بھی ہے کہ دنیا میں ایک نذیر آیا اور یہی قرأت براہین میں درج ہے اور فتنہ سے بچنے کے لئے یہ دوسری قرأت درج نہیں کی گئی۔ منہ

ایسے ہی بہت سے الہام ہیں۔ جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے۔ لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے جو اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت مراد ہے۔ جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے۔ بلکہ رسول کے لفظ سے تو صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اس قدر مراد ہے کہ خدا سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔ سو چونکہ ایسے لفظوں سے جو محض استعارہ کے رنگ میں ہیں، اسلام میں فتنہ ہوتا ہے اور اس کا نتیجہ سخت بد نکلتا ہے۔ اس لئے اپنی جماعت کی معمولی بول چال اور دن رات کے محاورات میں یہ لفظ نہیں آنے چاہئیں اور دلی ایمان سے سمجھنا چاہئے کہ نبوت آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ[4] اور اس آیت کا انکار کرنا یا استخفاف کی نظر سے اس کو دیکھنا درحقیقت اسلام سے علیحدہ ہونا ہے۔ جو شخص انکار میں حد سے گزر جاتا ہے، جس طرح کہ وہ ایک خطرناک حالت میں ہے ایسا ہی وہ بھی خطرناک حالت میں ہے جو شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزر جاتا ہے۔

---

[1] تذکرہ صفحہ ۳۶۔ ایڈیشن چہارم [2] تذکرہ صفحہ ۶۳۔ ایڈیشن چہارم [3] تذکرہ صفحہ ۸۱ ایڈیشن چہارم [4] الاحزاب: ۴۱

جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی تمام نبوتوں اور رسالتوں کو قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کر دیا ہے اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے اور دنیا میں بھیجے گئے نہ اس لئے کہ اسلام کو چھوڑ کر کوئی اور دین بناویں۔ ہمیشہ شیاطین کی راہ زنی سے اپنے تئیں بچانا چاہئے اور اسلام سے سچی محبت رکھنی چاہئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو پھیلانا چاہئے۔ ہم **خادم دین اسلام** ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علّتِ غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغتِ عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ باتوں یا پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اس حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ بھی معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں۔ یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفاضہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں۔ **کیونکہ ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی** صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز **خادم اسلام** ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے، وہ ہم پر افتراء کرتا ہے۔ ہم اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ فیض برکات پاتے ہیں اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے۔ سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دِہ ہوگا۔ **اگر ہم اسلام کے خادم نہیں ہیں تو ہمارا سب کاروبار عبث اور مردود اور قابلِ مواخذہ ہے۔** زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

۷/ اگست ۱۸۹۹ء　　خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس مکتوب میں حضور نے اپنے دعوئے نبوت و رسالت کی حقیقت کو خوب

کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا۔ جو آپ کے معاندین ومنکرین نے آپ کی طرف منسوب کیا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۷ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک۔ عنبر۔ نربسی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد۔ یاقوت احمر۔ کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی۔ مصفّی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تأمّل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا۔ بہر حال یہ دوا خدا تعالیٰ کے فضل سے تیار ہو گئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اس قدر بھی محض خدا تعالیٰ کی عنایت سے تیار ہوئی۔ خوراک اس کی اوّل استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تا گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور بثورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ سرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے۔ اگر ضرورت ہو گی تو وہ بھی بھیج دوں گا، موجود ہیں۔

مرزا خدا بخش کو نصیبین میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے۔ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے کئی موقعے

ہوتے ہیں۔ جو ہر وقت ہاتھ نہیں آتے۔ کیا تعجب کہ خدا تعالیٰ آپ کی اس خدمت سے آپ پر راضی ہو جاوے اور دین اور دنیا میں آپ پر برکات نازل کرے کہ آپ چند ماہ اپنے ملازم خاص کو خدا تعالیٰ کا ملازم ٹھہرا کر اور بدستور تمام بوجھ اس کی تنخواہ اور سفر خرچ کا اپنے ذمہ پر رکھ کر اس کو روانہ نصیبین وغیرہ ممالک بلاد شام کریں۔ میرے نزدیک یہ موقعہ ثواب کا آپ کے لئے وہ ہوگا کہ شائد پھر عمر بھر ایسا موقعہ ہاتھ نہ آوے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جانے سے پہلے دس بیس دن میرے پاس رہیں تا وقتاً فوقتاً ضروری یادداشتیں لکھ لیں۔ کیونکہ جس جگہ جائیں گے وہاں ڈاک نہیں پہنچ سکتی۔ جو کچھ سمجھایا جائے گا پہلے ہی سمجھایا جائے گا۔ اور میرے لئے یہ مشکل ہے کہ سب کچھ مجھے ہی سمجھانا ہوتا ہے اور ابھی تک ہماری جماعت کے آدمی اپنے دماغ سے کم پیدا کرتے ہیں۔ سو ضروری ہے کہ دو تین ہفتہ میرے پاس رہیں اور میں ہر ایک مناسب امر جیسا کہ مجھے یاد آتا جائے ان کی یادداشت میں لکھا دوں۔ جس وقت آپ مناسب سمجھیں ان کو اس طرف روانہ فرماویں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ۲۲؍ستمبر ۱۸۹۹ء تک آپ قادیان میں ضرور تشریف لاویں گے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۹؍اگست ۱۸۹۹ء

☆☆☆

مکتوب نمبر ۴۸ ملفوف

اللہ

مجی عزیزی اخویم نواب محمد علی خاں صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

پانچ سو روپیہ کا نوٹ اور باقی روپیہ یعنی پچھتر روپے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیرا لجزاء۔ دو آدمی جو نصیبین میں برفاقت مرزا خدا بخش صاحب بھیجے جائیں گے۔ ان کے لئے پانچ سو روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ لہٰذا تحریراً آں محبّ اطلاع دی گئی ہے کہ پانچ سو روپیہ ان کی روانگی کے لئے چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ نومبر ۱۸۹۹ء تک آں محبّ تشریف لائیں گے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

۹رنومبر ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط میں نواب صاحب کے آنے کی جو تاریخ لکھی ہے۔ وہ صاف پڑھی نہیں گئی۔ غالباً آخر نومبر کی کوئی تاریخ ہوگی۔ نصیبین کا مشن بعد میں بعض مشکلات کی وجہ سے بھیجا نہ جا سکا۔ گو اس مقصد کو اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔

اس خط پر جیسا کہ حضرت کا عام معمول تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔نحمدہ ونصلی نہیں لکھا۔ مگر وہ نشان جس کے گرد میں نے حلقہ دے دیا ہے۔ جو ’’اللہ‘‘ پڑھا جاتا ہے۔ درج ہے۔ بہرحال آپ نے بسم اللہ ہی سے اس کو شروع فرمایا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ ہمدست مولوی محمد اکرم صاحب مجھ کو ملا اور اوّل سے آخر تک پڑھا گیا۔ دل کو اس سے بہت درد پہنچا کہ ایک پہلو سے تکالیف اور ہموم وغموم جمع ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے مخلصی عطا فرماوے۔ مجھ کو (جہاں تک انسان کو خیال ہوسکتا ہے) یہ خیال جوش مار رہا ہے کہ آپ کے لئے ایسی دعا کروں جس کے آثار ظاہر ہوں۔ لیکن میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں اور حیران ہوں کہ باوجودیکہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اور آپ کو ان مخلصین میں سے سمجھتا ہوں جو صرف چھ سات آدمی ہیں۔ پھر بھی ابھی تک مجھ کو ایسی دعا کا پورا موقعہ نہیں مل سکا۔ دعا تو بہت کی گئی اور کرتا ہوں۔ مگر ایک قسم دعا کی ہوتی ہے جو میرے اختیار میں نہیں۔ غالباً کسی وقت کسی قدر ظہور میں آئی ہوگی اور اس کا اثر یہ ہوا ہوگا کہ پوشیدہ آفات کو خدا تعالیٰ نے ٹال دیا۔ لیکن میری دانست میں ابھی تک اکمل اور اتم طور پر ظہور میں نہیں آئی۔ مرزا خدا بخش صاحب کا اس جگہ ہونا بھی بہت یاد دہانی کا موجب ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ کسی وقت کوئی ایسی گھڑی آجائے گی کہ یہ مدّعا کامل طور پر ظہور میں آجائے گا۔

اصل بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور کامل طور پر قوت ایمان عطا فرماوے اور ہر طرح سے امن میں رکھے۔ تب اس کے باقی ہموم وغموم کچھ چیز نہیں۔ میرا دل بہت چاہتا ہے کہ آپ دو تین ماہ تک میرے پاس رہیں۔ نہ معلوم کہ یہ موقعہ کب ہاتھ آئے گا اور مدرسہ کے بارے میں انشاء اللہ استخارہ کروں گا۔ اگر کچھ معلوم ہوا تو اطلاع دوں گا۔ باقی ہر طرح خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۹؍جنوری ۱۹۰۰ء

مکتوب نمبر ۵۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا تحفہ پارچات نفیس وعمدہ جو آپ نے نہایت درجہ کی محبت اور اخلاص سے عطا فرمائے تھے، مجھ کو مل گئے ہیں۔ اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہر ایک پارچہ کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آں محبّ نے بڑی محبت اور اخلاص سے ان کو تیار کرایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اپنے بے انتہا اور نہ معلوم کرم اور فضل آپ پر کرے اور لباس التقویٰ سے کامل طور سے اولیاء اور صلحاء کے رنگ سے مشرّف فرماوے۔ ایک بڑی خواہش ہے کہ آپ فرصت پا کر تشریف لاویں کیونکہ اب تک یک سُوئی اور مخالطت کی صحبت کا آپ کو اتفاق نہیں ہوا اور جو کچھ آن محبّ نے صاحب کمشنر کی زبانی سنا تھا، اس کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ اور خیال انگریزی سلطنت کی نسبت بخیر اور نیک ہے۔ اس لئے آخر انگریزوں کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ سب کچھ تہمتیں ہیں۔ کوئی تردّد کی جگہ نہیں اور علالت طبیعت کے بارے میں جو آپ نے لکھا تھا، خدا تعالیٰ کا فضل درکار ہے۔ سب خیر ہے۔ میں بہت دعا کرتا ہوں۔ بہتر ہے کہ اکثر مچھلی کے تیل کا استعمال شروع رکھیں اور جو تریاق الٰہی میں نے بھیجا تھا۔ ان میں سے یعنی دونوں قسموں میں سے کھایا کریں، بہت مفید ہے۔ اور یہ جو آپ نے اپنے گھر کی نسبت لکھا تھا کہ مجھ کو کچھ بہت خوش نہیں رکھتیں۔ اس میں میری طرف سے یہی نصیحت ہے کہ آپ اپنے گھر کے لوگوں سے بہت احسان اور خلق اور مدارت سے پیش آیا کریں اور غائبانہ دعا کریں۔ حدیث شریف میں ہے کہ خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ[1]

انشاء اللہ بہت خوبیاں پیدا ہو جائیں گی۔ دنیا ناپائیدار ہے۔ ہر ایک جگہ اپنی مروّت اور جوانمردی کا نمونہ دکھلانا چاہئے اور عورتیں کمزور ہیں۔ وہ اس نمونہ کی بہت محتاج ہیں۔ حدیث سے

[1] مشکوٰۃ باب عشرۃ النّساء۔ ترمذی

ثابت ہے کہ مرد خلیق پر خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے۔ میں بہ سبب ایام صیام اور عید کے خط نہیں لکھ سکا۔ آج خط لکھا ہے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۷/اگست ۱۹۰۰ء

ایک ضروری نوٹ از خاکسار ایڈیٹر

مکتوبات کا یہ حصہ جو میں یہاں دے رہا ہوں۔ یہ مکرمی خان صاحب میاں عبدالرحمٰن خاں صاحب خلف الرشید حضرت نواب صاحب قبلہ کے ذریعہ مجھے میسر آیا۔ مجھے افسوس ہے کہ ان خطوط کے لفافہ نہیں رکھے گئے۔ ورنہ ہر خط (جس پر تاریخ درج نہیں تھی) تاریخ کا بآسانی پتہ لگ سکتا تھا۔ اب بھی واقعات کے تاریخی سلسلہ سے ان کی تاریخ کا پتہ لگانا مشکل نہیں۔ مگر میں دارالامان قادیان سے دور ساحل بمبئی پر انہیں ترتیب دے رہا ہوں۔ جہاں اس قسم کا سامان مجھے میسر نہیں ہے۔ اس لئے ہر خط پر نوٹ دینے کی بجائے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک نوٹ ان خطوط سے پہلے دے دوں تا کہ پڑھنے والوں کو آسانی ہو۔ اگر کسی خط پر مزید کسی صراحت کی ضرورت ہوئی ہے تو وہاں بھی میں نے نوٹ دے دیا ہے۔ (عرفانی)

☆☆☆

مکتوب نمبر ۵۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

اس سے پہلے جواب آں محبّ بھیجا گیا ہے۔ جواب کا منتظر ہوں کیونکہ وقت بہت تھوڑا ہے۔ مجھے آپ کے لئے ایک خاص توجہ خدا نے پیدا کر دی ہے۔ میں دُعا میں مشغول ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام تردّدات سے محفوظ رکھ کر کامیاب فرماوے۔ آمین۔ اخویم مکرم مولوی سید محمد احسن صاحب قادیان میں تشریف رکھتے ہیں اور اپنے وطن سے بغیر بندوبست مصارف عیال کے ضرورتاً امرتسر میں آ گئے تھے اور پھر قادیان آئے۔ ان کی تمام عیالداری کے مصارف محض آپ کے اُس وظیفہ سے چل رہے ہیں جو آپ نے تجویز فرما رکھا ہے۔ اگرچہ ایسے امور کو لکھتے لکھتے جب آپ کی وہ مالی مشکلات یاد آ جاتی ہیں جن کے سخت حملہ نے آپ پر غلبہ کیا ہوا ہے تو گو کیسی ہی ضرورت اور ثواب کا موقعہ ہو پھر بھی قلم یکدفعہ اضطراب میں پڑ جاتی ہے لیکن بایں ہمہ جب میں دیکھتا ہوں کہ میں آپ کے لئے حضرتِ احدیّت میں ایک توجہ کے ساتھ مصروف ہوں اور میں ہرگز امید نہیں رکھتا کہ یہ دعائیں خالی جائیں گی تب میں ان چھوٹے چھوٹے امور کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ اس قسم کے خیال قبولیتِ دعا کے لئے راہ کو صاف کرنے والے ہیں۔ یہ تجربہ شدہ نسخہ ہے کہ مشکلات کے وقت حتی الوسع اُن درماندوں کی مدد کرنا جو مشکلات میں گرفتار ہیں دعاؤں کے قبول ہونے کا ذریعہ ہے۔ مولوی سید محمد احسن صاحب گذشتہ عمر تو اپنے محنت بازو سے بسر کرتے رہے۔ اب کوئی بھی صورتِ معاش نہیں۔ درحقیقت عیالداری بھی ایک مصیبت ہے۔ میں ان تردّدات میں خود صاحبِ تجربہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر یک مشکل کے وقت جب کہ مہینہ ختم ہو جاتا ہے اور پھر نئے سرے ایک مہینے کے لئے دوسَو روپیہ کے آرد خشکہ اور دوسرے اخراجات کا فکر ہوتا ہے جو معمولی طور پر ایک ہزار روپیہ کے قریب قریب ماہوار ہوتے رہتے ہیں تو کئی دفعہ خیال آتا ہے کہ کیسے آرام میں وہ لوگ ہیں جو اس فکر و غم سے آزاد ہیں۔ اور پھر استغفار کرتا ہوں اور یقیناً جانتا ہوں کہ جو کچھ مالکِ حقیقی نے تجویز فرمایا ہے عین صواب ہے۔ سو درحقیقت خانہ داری کے تفکّرات جان کو لیتے ہیں۔ لہٰذا مکلّف ہوں

کہ آپ پھر یہ ثواب حاصل کریں کہ جو کچھ وظیفہ آپ نے مولوی صاحب موصوف کا مقرر فرما رکھا ہے اس میں سے مبلغ بیس روپیہ ان کے نام قادیان میں بھیج دیں اور باقی اُن کے صاحبزادہ کے نام جس کا نام سید محمد اسماعیل ہے بمقام امروہہ شاہ علی سرائے روانہ فرما دیں۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر دے گا اور میرے نام جو آں محبّ نے روپیہ بھیجا تھا وہ پہنچ گیا تھا۔ جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْرًا۔ والسلام

۱۲؍دسمبر ۱۹۰۰ء　　خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۲ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دس روز کے قریب ہو گیا کہ آپ کو دیکھا نہیں۔ غائبانہ آپ کی شفاء کے لئے دعا کرتا ہوں۔ مگر چاہتا ہوں کہ آپ کے پاس آ کر سنّت عیادت کا ثواب بھی حاصل کروں۔ آج سرگردانی سے بھی فراغت ہوئی ہے اور لڑکی کو بھی بفضلہٖ تعالیٰ آرام ہے۔

والسلام

۶؍اگست ۱۹۰۲ء　　خاکسار

مرزا غلام احمد

☆☆☆

مکتوب نمبر۵۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی نواب صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ مضمون پڑھ کر کہ عزیزی عبدالرحمٰن خاں کو پھر بخار ہو گیا ہے، نہایت قلق ہوا۔ خدا تعالیٰ شفاء بخشے۔ اب میں حیران ہوں کہ اس وقت جلد آنے کی نسبت کیا رائے دوں۔ پھر دعا کرنا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ شفاء بخشے۔ اس جگہ طاعون سخت تیزی پر ہے۔ ایک طرف انسان بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور صرف چند گھنٹوں میں مر جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کب تک یہ ابتلا دور ہو۔ لوگ سخت ہراساں ہو رہے ہیں زندگی کا اعتبار اٹھ گیا ہے۔ ہر طرف چیخوں اور نعروں کی آواز آتی رہتی ہے، قیامت برپا ہے۔ اب میں کیا کہوں اور کیا رائے دوں۔ سخت حیران ہوں کہ کیا کروں۔ اگر خدائے تعالیٰ کے فضل سے بخار اتر گیا ہے اور ڈاکٹر مشورہ دے دے کہ اس قدر سفر میں کوئی حرج نہیں تو بہت احتیاط اور آرام کے لحاظ سے عبدالرحمٰن کو لے آویں۔ مگر بٹالہ سے ڈولی کا انتظام ضرور چاہئے۔ اس جگہ نہ ماجیور ڈولی بردار ملتا ہے نہ ڈولی کا بندوبست ہوسکتا ہے۔ بٹالہ سے کرنا چاہئے۔ آپ کے گھر میں ہر طرح خیریت ہے۔ ام حبیبہ مرزا خدا بخش کی بیوی برابر آپ کے گھر میں سوتی ہے اور بچے چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔ وہ اکثر روتے چیختے رہتے ہیں۔ کوئی عورت نہیں جو ان کی حفاظت کرے اس لئے یہ تجویز خیال میں آتی ہے کہ اگر ممکن ہو تو چند روز مرزا خدا بخش آ کر اپنے بچوں کو سنبھالیں۔ وہ بالکل ویرانہ حالت میں ہیں۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکرر یہ کہ آتے وقت ایک بڑا بکس فینائل کا جو سولہ یا بیس روپیہ کو آتا ہے، ساتھ لے آویں۔ اس کی قیمت اس جگہ دی جاوے گی اور علاوہ اس کے آپ بھی اپنے گھر کے لئے فینائل بھیج دیں اور ڈس انفیکٹ کے لئے رس کپور اس قدر بھیج دیں جو چند کمروں کے لئے کافی ہو۔

مکتوب نمبر ۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج بوقت چار بجے صبح کو میں نے ایک خواب دیکھا۔ میں حیرت میں ہوں کہ اُس کی کیا تعبیر ہے میں نے آپ کی بیگم صاحبہ عزیزہ سعیدہ امۃ الحمید بیگم کو خواب میں دیکھا کہ جیسے ایک اولیاء اللہ خدا سے تعلق رکھنے والی ہوتی ہیں اور ان کے ہاتھ میں دس روپیہ سفید اور صاف ہیں۔ یہ میرے دل میں گزرا ہے کہ دس روپیہ ہیں۔ میں نے صرف دور سے دیکھے ہیں تب انہوں نے وہ دس روپیہ اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی طرف پھینکے ہیں اور ان روپوں میں سے نور کی کرنیں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ چاند کی شعاعیں ہوتی ہیں وہ نہایت تیز اور چمک دار کرنیں ہیں جو تاریکی کو روشن کر دیتی ہیں اور میں اُس وقت تعجب میں ہوں کہ روپیہ میں سے کس وجہ سے اس قدر نورانی کرنیں نکلتی ہیں اور خیال گزرتا ہے کہ ان نورانی کرنوں کا اصل موجب خود وہی ہیں۔ اس حیرت سے آنکھ کھل گئی۔ گھڑی بگڑی ہوئی تھی ٹھیک اندازہ نہیں ہوسکتا مگر غالباً چار بج گئے تھے اور پھر جلد نماز کا وقت ہو گیا۔ تعجب میں ہوں کہ اس کی تعبیر کیا ہے۔ شاید اس کی یہ تعبیر ہے کہ اُن کے لئے خدا تعالیٰ کے علم میں کوئی نہایت نیک حالت درپیش ہے۔ اسلام میں عورتوں میں سے بھی صالح اور ولی ہوتی رہی ہیں جیسا کہ رابعہ بصری رضی اللہ عنہا۔ اور یہ بھی خیال گزرتا ہے کہ شاید اس کی یہ تعبیر ہو کہ زمانہ کے رنگ بدلنے سے آپ کو کوئی بڑا مرتبہ مل جائے اور آپ کی یہ بیگم صاحبہ اس مرتبہ میں شریک ہوں۔ آئندہ خدا تعالیٰ کو بہتر معلوم ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف: حضرت نواب صاحب نے اس مکتوب کو پڑھ کر ذیل کا عریضہ لکھا اس کے جواب میں جو مکتوب (کتاب ہذا) حضورؑ نے تحریر فرمایا اس سے ان خطوط کی تاریخ کا اندازہ ہوتا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلّمکم اللہ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رات حضور کا والا نامہ پہنچا۔ خداوند تعالیٰ سے امید کہ حضور کی فیض صحبت اور دعاؤں سے ہم میں خاص تبدیلی پیدا ہوگی ۔ خدا کرے کہ ہم حضور کے قدموں میں نیکی اور عمدگی سے بسر کریں اور ترقیات روحانی ہم کو حاصل ہوں ۔

راقم محمد علی خاں

مکتوب نمبر ۵۵

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے آپ کے اس خط پڑھنے کے وقت یہ محسوس کیا ہے کہ جس قدر امراض اوراعراض لاحق ہوگئے ہیں اکثر ان کی کثرت ہموم وغموم کا نتیجہ ہے۔ عجیب دردناک آپ کا یہ خط ہے کہ جس سے دل پرلرزہ پڑتا ہے لیکن جب میں خدا تعالیٰ کے کاموں پر نظر کرتا ہوں تو اُس کی قدرتوں پر نظر کر کے دل امید سے بھر جاتا ہے۔ میں آپ کے لئے دعا تو کرتا رہا ہوں لیکن دعا کی حقیقت پر نظر کر کے جو اپنے اختیار میں نہیں ہے مجھے کہنا پڑتا ہے کہ اب تک میں نے دعا نہیں کی ہے۔سو میں نے اس خلوت کے لئے ایک مسجد البیت بنائی ہے میں امید رکھتا ہوں کہ اس مسجد البیت میں مجھے اُس خاص حالت کا موقعہ مل جائے گا کیونکہ میرا یہ مکان کھلا مکان ہے جس میں ہر طرف سے بچے عورتیں آتی رہتی ہیں اور خلوت میسر نہیں آتی ۔سو اب میں آپ کے لئے انشاء اللہ خاص طور پر دُعا کروں گا۔ آپ غموں کے سلسلہ کو حوالہ خدا کریں ۔ مجھے بھی امراض دامن گیر ہیں ۔ تین اوپر کے حصہ میں اور دو نیچے کے حصہ میں ۔مگر میں امید کی قوت سے جیتا ہوں ۔اگر امید نہ ہوتو ہم ایک دم میں مرجائیں ۔سو آپ تسلی رکھیں ۔ جس طرح کوئی اپنے عزیز بچوں کے لئے دعا کرتا ہے ایسا ہی آپ کے لئے کروں گا۔ خدا تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے اور غموم ہموم کے گرداب سے نجات بخشے ۔آمین ۔

کبھی کبھی چند قدم ہوا خوری بھی کر لیا کریں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ (ب)

نوٹ از مرتب: البدر بابت ۲۰/ مارچ ۱۹۰۳ء میں (صفحہ ۷۲ پر) مرقوم ہے کہ ''بعد نماز جمعہ مورخہ ۱۳/ مارچ ۱۹۰۳ء کو حضرت اقدسؑ نے تجویز فرمایا کہ چونکہ بیت الفکر میں اکثر مستورات وغیرہ اور بچے بھی آ جاتے ہیں اور دعا کا موقعہ کم ملتا ہے اس لئے ایک ایسا حجرہ اس کے ساتھ تعمیر کیا جاوے جس میں صرف ایک آدمی کے نشست کی گنجائش ہو اور چارپائی بھی نہ بچھ سکے تا کہ اس میں کوئی اور نہ آ سکے اس طرح سے مجھے دعا کیلئے عمدہ وقت اور موقعہ مل سکے گا۔ چنانچہ اس وقت مغربی جانب جو دریچہ ہے اس کے ساتھ حجرے کیلئے عمارت شروع ہوگئی ہے''۔

البدر بابت ۳/ اپریل ۱۹۰۳ء میں (صفحہ ۸۸ پر) مرقوم ہے کہ ''۲۰ مارچ کے البدر میں جس حجرہ دعائیہ کی ہم نے خبر دی ہے اس کا نام حضرت احمد مرسل یزدانی نے مسجد البیت و بیت الدعا تجویز فرمایا ہے''۔

دارالمسیح کے ایک چوبارہ کا نام بیت العافیۃ ہے جو اس کے برآمدہ کی پیشانی پر مرقوم ہے۔ اس برآمدہ کی مغربی دیوار کے اندرونی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے یہ الفاظ سیاہی سے مرقوم ہیں ''**مسجد البیت**'' ۴/ جون ۱۹۰۷ء مطابق ۲۲/ ربیع الثانی'......'

اس وقت سن ہجری ۱۳۲۵ تھا وہی مرقوم ہوگا لیکن اب پڑھا نہیں جا سکتا۔ نیز ربیع الثانی کی تاریخ ۲۲ اور ۲۳ دونوں پڑھی جا سکتی ہیں۔ جنتری کی رُو سے ۲۲ چاہئے۔ اس سوال کا کہ دونوں میں سے کونسی مسجد البیت اس مکتوب میں مراد ہے۔ یہ جواب ہے کہ خاکسار مرتب کے نزدیک وہ مسجد البیت مراد ہے جسے بیت الدعا بھی کہتے ہیں۔ گو الحکم نے اپنے پرچہ ۲۱/ مارچ ۱۹۰۳ء میں جہاں اس کی تکمیل کا ذکر کیا ہے اسے صرف بیت الدعا لکھا ہے۔ غالباً اس کا یہ نام مسجد البیت نام پر غالب آ کر زیادہ متعارف و شائع ہو گیا ہو۔ چنانچہ سوائے البدر کے مذکورہ بالا حوالہ کے اس کا نام مسجد البیت سلسلہ کے لٹریچر میں کہیں مذکور نہیں اور نہ ہی ان صحابہ کرام کو اس کا علم ہے جن کو دارالمسیح میں حضورؑ کے عصرِ سعادت میں قیام رکھنے کا موقعہ ملا نہ ہی حضور کے خاندان میں اس نام کا علم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپریل ۱۹۵۰ء میں حضرت بھائی عبدالرحیم صاحب قادیانی اور حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی کو اور مارچ ۱۹۵۰ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب دام فیضہم نے حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب کو خطوط لکھے ان میں بھی بیت الدّعا کا نام ہی آتا ہے۔
(ضمیمہ اصحابِ احمد جلد اوّل صفحہ ۲۲ و مکتوبات اصحابِ احمد جلد اوّل صفحہ ۵۷)

بیت الدعا بھی مسجد البیت ہے کیونکہ حضورؑ نے اسے اسی نام سے اس مکتوب میں پکارا ہے۔ حدیث شریف میں جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا [1] آتا ہے گویا کہ ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے خواہ بغیر جماعت کے ہو اور ایک مکفوف العین صحابیؓ کے متعلق ذکر آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے عرض کی کہ حضورؐ میرے گھر کے کسی حصہ میں دعا فرمائیں تا میں اس جگہ کو مسجد بنالوں۔ سو اسی کو مسجد البیت کہتے ہیں۔ بیت الدعا خلوت میں دعائیں کرنے کے لئے بنائی گئی اس لئے اسے کھلا اور وسیع نہیں بنایا گیا ورنہ اگر وہ بھی باجماعت نماز ادا کرنے کیلئے استعمال میں لائی ہوتی تو کھلی بنائی جاتی۔ لیکن بیت العافیۃ والی مسجد البیت کی غرض ہی یہ تھی کہ جب حضورؑ علالت کے باعث مسجد میں نہ جاسکیں تو وہاں مستورات اور بچوں کو ساتھ شامل کر کے باجماعت نماز ادا کرلیا کریں اس لئے اس کے واسطے کھلی نہ کہ تنگ جگہ تجویز کی گئی اور وہ کھلی جگہ یعنی برآمدہ ہے جو سارا یکساں کھلا ہے اور وہاں دعاؤں کے لئے خلوت اور یکسوئی کا کوئی موقعہ نہیں۔

سو یہ اندرونی شہادت بہت وزنی ہے۔ حضورؑ نے اپنے مکتوب میں مسجد البیت کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ اس میں خلوت میسر آئے گی ورنہ باقی کا مکان کھلا ہے جس میں ہر طرف سے بچے اور عورتیں آتی رہتی ہیں اور خلوت میسر نہیں آتی اور یہ بات صرف بیت الدُّعا پر ہی صادق آتی ہے۔ پس یہ مکتوب ۲۱؍مارچ ۱۹۰۳ء کے قریب کا ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی سے ساری تفصیل بالا کا راقم نے ذکر کیا ہے۔ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔

---

[1] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب قول النبی جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا

مکتوب نمبر ۵۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مجھے تورات کے خواب سے کہ ایک قسم کا کشف تھا نہایت خوشی ہوئی کہ اندازہ سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ کل سے میں نے ارادہ کیا ہے کہ آپ کی دعا کے ساتھ اُن کو بھی شریک کر دوں۔ شاید خدا تعالیٰ نے یہ نمونہ اس لئے دکھایا ہے کہ میں ایک مستعد نفس کیلئے نماز میں دُعا کرتا رہا ہوں۔ اصل میں دنیا اندھی ہے۔ کسی شخص کی باطنی حالت کو معلوم نہیں کر سکتی بلکہ دنیا تو دنیا خود انسان جب تک وہ دن نہ آوے، اپنی حالت سے بے خبر رہتا ہے۔ ایک شہزادہ کا حال لکھا ہے کہ شراب پیتا اور سارنگی بجایا کرتا تھا۔ اتنے میں ایک بزرگ باخدا اس کوچہ میں سے گذرے اور قرآن شریف کی یہ آیت پڑھی اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُہُمۡ لِذِکۡرِ اللّٰہِ[1] یعنی کیا اب تک وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل خدا کے لئے فروتنی کریں اور اُس سے ڈریں۔ پس جب آیت اُس شہزادہ نے سنی فی الفور سارنگی کو توڑ دیا اور خدا کے خوف سے رونا شروع کیا اور کہا کہ وقتم رسید وقتم رسید۔ اور کہتے ہیں کہ وہ آخر کار بڑے اولیاء سے ہو گیا۔ سو یہ کشف کچھ ایسی ہی خوشخبری سنا رہا ہے۔ اس لئے کل میں نے ارادہ کیا کہ ہماری دو لڑکیاں ہیں مبارکہ اور امۃ النصیر۔ پس امۃ الحمید بیگم کو بھی اپنی لڑکی بنالیں اور اس کے لئے نماز میں بہت دعائیں کریں تا ایک آسمانی رُوح خدا اُس میں پھونک دے۔ وہ لڑکیاں تو ہماری کمسن ہیں شاید ہم ان کو بڑی ہوتی دیکھیں یا عمر وفا نہ کرے۔ مگر یہ لڑکی جوان ہے ممکن ہے کہ ہم باطنی توجہ سے اس کی ترقی بچشم خود دیکھ لیں۔ پس جب کہ ہم ان کو لڑکی بناتے ہیں تو پھر آپ کو چاہئے کہ .... ہماری لڑکی (کے☆) ساتھ زیادہ ہمدردی اور محبت اور وسیع اخلاق سے پیش آویں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

---

[1] الحدید: ۱۷   ☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

نوٹ از مؤلف: مکتوب ہذا و مکتوب ۵۴ کی تعیین تاریخ اس امر سے ہوتی ہے کہ صاحبزادی امۃ النصیر صاحبہ کی ولادت ۲۸؍جنوری ۱۹۰۳ء اور وفات چند ماہ بعد کی ہے مکتوب سابق میں چار بجے کے بعد جلد صبح کی نماز کا وقت ہو جانے کا ذکر ہے۔ یہ وقت اپریل مئی میں ہوتا ہے مکتوب ۵۴ کے آخر پر حضورؑ نے تاریخ درج فرمائی ہے جو اب پوری طرح پڑھی نہیں جاتی کچھ ا؍مئی ۱۹۰۳ء پڑھا جاتا ہے۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۷

۲۸ مئی ۱۹۰۳ء کو تعلیم الاسلام کالج کی افتتاحی کارروائی کے اختتام پر حضرت نواب صاحبؓ نے حضور کی خدمت میں ذیل کا عریضہ تحریر کیا۔ (مرتب)

سیّدی و مولائی طبیب روحانی سلّمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کی زبانی معلوم ہوا کہ حضور کی طبیعت نصیب اعداء علیل ہے اس لئے حضور تشریف نہیں لا سکتے۔ گو کہ اس سے ایک گونہ افسوس ہوا مگر وہ کلمات جو مولانا موصوف نے نیابتاً فرمائے، ان سے رُوح تازہ ہوگئی اور خداوند تعالیٰ کے فضل اور حضورؑ کی دعاؤں کے بھروسہ پر کارروائی شروع کی گئی۔ جلسہ نہایت کامیابی سے تمام ہوا اور کالج کی رسم افتتاح ہوگئی۔ اطلاعاً گذارش ہے خداوند تعالیٰ حضورؑ کو صحت عطا فرمائے۔ حضورؑ نے .... دعا فرمائی ہوگی۔ اب بھی استدعائے دعا ہے۔

راقم محمد علی خاں

جواباً حضورؑ نے تحریر فرمایا:۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رات سے مجھ کو دل کے مقام پر درد ہوتی تھی اس لئے حاضر نہیں ہو سکا لیکن میں نے اُسی حالت میں بیت الدّعا میں نماز میں اس کالج کے لئے بہت دعا کی۔ غالباً آپ کا وہ وقت اور میری دعاؤں کا وقت ایک ہی ہوگا۔ خدا تعالیٰ قبول فرماوے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

☆ الحکم ۲۴ ؍جون ۱۹۰۳ء

مکتوب نمبر ۵۸ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت تار کے نہ پہنچنے سے بہت تفکر اور تردّد ہوا۔ خدا تعالیٰ خاص فضل کر کے شفاء بخشے ۔ اس جگہ دور بیٹھے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ اصل حالت کیا ہے ۔ اگر کوئی صورت ایسی ہو کہ عبدالرحمٰن کو ساتھ لے کر قادیان آ جاویں ۔ تو روبرو دیکھنے سے دعا کے لئے ایک خاص جوش پیدا ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ شفاء بخشے اور وہ آپ کے دل کا درد دُور کرے ۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے ۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵ / مارچ ۱۹۰۴ء

☆☆☆

مکتوب نمبر ۵۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کی ڈاک میں آپ کا خط مجھ کو ملا۔ اس وقت تک خدا کے فضل وکرم اور جُود اور احسان سے ہمارے گھر اور آپ کے گھر میں بالکل خیر و عافیت ہے۔ بڑی غوثاں کو تپ ہو گیا تھا۔ اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ لیکن میری دانست میں اس کو طاعون نہیں ہے۔ احتیاطاً نکال دیا ہے اور ماسٹر محمد دین کو تپ ہو گیا اور گلٹی بھی نکل آئی۔ اس کو بھی باہر نکال دیا ہے۔ غرض ہماری اس طرف بھی کچھ زور طاعون کا شروع ہے، بہ نسبت سابق کچھ آرام ہے۔ میں نے اس خیال سے پہلے لکھا تھا کہ اس گاؤں میں اکثر وہ بچے تلف ہوئے ہیں جو پہلے بیمار یا کمزور تھے۔ اسی خیال نے مجھے اس بات کے لکھنے پر مجبور کیا تھا کہ وہ دو ہفتہ تک ٹھہر جائیں یا اس وقت تک کہ یہ جوش کم ہو جائے۔ اب اصل بات یہ ہے کہ محسوس طور پر تو کچھ کمی نظر نہیں آتی۔ آج ہمارے گھر میں ایک مہمان عورت کو جو دہلی سے آئی تھی بخار ہو گیا ہے۔ لیکن اس خیال سے کہ آپ سخت تفرقہ میں مبتلا ہیں۔ اس وقت یہ خیال آیا کہ بعد استخارہ مسنونہ خدا تعالیٰ پر توکل کر کے قادیان آ جاویں۔ میں تو دن رات دعا کر رہا ہوں اور اس قدر زور اور توجہ سے دعائیں کی گئی ہیں کہ بعض اوقات میں ایسا بیمار ہو گیا کہ یہ وہم گزرا کہ شاید دو تین منٹ جان باقی ہے اور خطرناک آثار ظاہر ہو گئے۔ اگر آتے وقت لاہور سے ڈس انفیکٹ کے لئے کچھ رس کپور اور کسی قدر رفینائل لے آویں اور کچھ گلاب اور سرکہ لے آویں تو بہتر ہوگا۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۶؍اپریل ۱۹۰۴ء

مکتوب نمبر ۶۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ **الحمد للّٰہ و المنۃ** کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے عزیزی عبدالرحمٰن خان کو صحت بخشی۔ گویا نئے سرے زندگی ہوئی ہے۔ اب میرے نزدیک تو یہی بہتر ہے کہ جس طرح ہو سکے قادیان میں آ جائیں۔ لیکن ڈاکٹر کا مشورہ ضروری ہے۔ کیونکہ مجھے دور بیٹھے معلوم نہیں کہ حالات کیا ہیں اور صحت کس قدر ہے؟ بظاہر اس سفر میں چنداں تکلیف نہیں کیونکہ بٹالہ تک تو ریل کا سفر ہے اور پھر بٹالہ سے قادیان تک ڈولی ہو سکتی ہے اور گو ڈولی میں بھی کسی قدر حرکت ہوتی ہے۔ لیکن اگر آہستہ آہستہ یہ سفر کیا جائے تو بظاہر کچھ حرج معلوم نہیں ہوتا اور قادیان کی آب و ہوا بہ نسبت لاہور کے عمدہ ہے۔ آپ ضرور ڈاکٹر سے مشورہ لے لیں اور پھر ان کے مشورہ کے مطابق بلاتوقف قادیان میں چلے آویں۔ باقی اس جگہ زور طاعون کا بہت ہو رہا ہے۔ کل آٹھ آدمی مرے تھے۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل وکرم کرے۔ آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۶؍اپریل ۱۹۰۴ء

☆☆☆

مکتوب نمبر ۶۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ　　　نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّيۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللّٰہ والمنۃ عزیز عبدالرحمٰن خاں صاحب کی طبیعت اب رو بہ صحت ہے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔ اب میرے نزدیک (واللہ اعلم) مناسب یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر مشورہ دیں تو عبدالرحمٰن کو قادیان میں لے آویں۔ اس میں آب وہوا کی تبدیلی بھی ہو جائے گی۔ ریل میں تو کچھ سفر کی تکلیف نہیں۔ بٹالہ سے ڈولی کی سواری ہو سکتی ہے۔ بظاہر بات تو یہ عمدہ ہے، تفرقہ دور ہو جائے گا۔ اس جگہ قادیان میں آج کل طاعون کا بہت زور ہے۔ اردگرد کے دیہات تو قریباً ہلاک ہو چکے ہیں۔ باقی اس جگہ سب خیریت ہے۔

والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر۶۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط آج کی ڈاک میں پہنچا۔ پہلے اس سے صرف بہ نظر ظاہر لکھا گیا تھا۔اب مجھے یہ خیال آیا ہے کہ توکلاً علی اللہ اس ظاہر کو چھوڑ دیں۔ قادیان ابھی تک کوئی نمایاں کمی نہیں ہے۔ابھی اس وقت جولکھ رہا ہوں ایک ہندو بیجناتھ نام جس کا گھر گویا ہم سے دیوار بہ دیوار ہے۔ چند گھنٹہ بیمار رہ کر راہی ملک بقا ہوا۔ بہرحال خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ آپ بخیر وعافیت تشریف لے آویں۔شب بیداری اور دلی توجہات سے جو عبدالرحمٰن کے لئے کی گئی میرا دل ودماغ بہت ضعیف ہو گیا ہے۔ بسا اوقات آخری دم معلوم ہوتا تھا۔یہی حقیقت دعا ہے۔کوئی مرے تا مرنے والے کو زندہ کرے۔یہی الٰہی قانون ہے۔سو میں اگرچہ نہایت کمزور ہوں لیکن میں نے مصمم ارادہ کرلیا ہے کہ آپ جب آویں تو پھر چند روز دردانگیز دعاؤں سے فضلِ الٰہی کو طلب کیا جائے۔ خدا تعالیٰ صحت اور تندرستی رکھے۔سو آپ بلاتوقف تشریف لے آویں۔ اب میرے کسی اور خط کی انتظار نہ کریں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر۶۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیزہ سعیدہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے آپ کا خط غور سے پڑھ لیا ہے اور جس قدر آپ نے اپنی عوارض لکھی ہیں، غور سے معلوم کر لئے ہیں ۔ انشاء اللہ صحت ہو جائے گی ۔ میں نہ صرف دوا بلکہ آپ کے لئے بہت توجہ سے دعا بھی کرتا ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو پوری شفاء دے گا ۔ یہ تجویز جو شروع ہے ۔ آپ کم سے کم چالیس روز تک اس کو انجام دیں اور دوسرے وقت کی دوا میں آپ ناغہ نہ کریں ۔ وہ بھی خون صاف کرتی ہے اور دل کی گھبراہٹ کو دور کرتی ہے اور آنکھوں کو بھی مفید ہے ۔ مگر آپ بیچ میں ناغہ کر دیتے ہیں ۔ جیسا کہ کل آپ نے دوا نہیں پی ۔ ناغہ نہیں ہونا چاہئے اور نیز مصالحہ ۔ مرچیں اور لونگ اور لہسن وغیرہ نہیں کھانا چاہئے یہ آنکھوں کے لئے بھی مضر ہیں ۔

آپ کے لئے یہ غذا چاہئے ۔ انڈا ۔ دودھ ۔ پلاؤ گوشت ڈال کر ۔ گوشت جس میں کچھ سبزی ہو ۔ ثقیل یعنی بوجھل چیزوں سے پرہیز چاہئے ۔ بہت میٹھا یعنی شیرینی نہیں کھانی چاہئے ۔ ایک جگہ بیٹھے نہیں رہنا چاہئے ۔ کچھ حرکت چاہئے ۔ عمدہ ہوا ربیع کی لینی چاہئے ۔ غم نہیں کرنا چاہئے ۔ اس علاج سے پھنسیاں وغیرہ انشاء اللہ دور ہو جائیں گی ۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر۶۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خط میں نے پڑھا۔اصل بات یہ ہے کہ اس بات کے معلوم ہونے سے کہ جس قدر بوجہ ہمسائیگی ہمدردی ضروری ہے، وہ آپ سے ظہور میں نہیں آئی۔یعنی والدہ محمود جوقریباً دس ماہ تک تکالیف حمل میں مبتلا رہیں اور جان کے خطرہ سے اللہ تعالیٰ نے بچایا۔اس حالت میں اخلاق کا تقاضا یہ تھا کہ آپ سب سے زیادہ ایسے موقعہ پرآمدورفت سے ہمدردی ظاہر کرتے اور اگر وہ موقعہ ہاتھ سے گیا تھا۔تو عقیقہ کے موقعہ پر برادرانہ تعلق کے طور پرآنا ضروری تھا۔ بلکہ اس موقعہ پر کم تعلق والی عورتیں بھی مبارک باد کے لئے آئیں۔مگر آپ کی طرف سے ایسا دروازہ بند رہا کہ گویا سخت ناراض ہیں۔اس سے سمجھا گیا کہ جب کہ اس درجہ تک آپ ناراض ہیں۔تو پھر دروازہ کا کھلا رہنا نا مناسب ہے۔ ایسے دروازے محض آمدورفت کے لئے ہوتے ہیں اور جب آمدورفت نہیں تو ایسا دروازہ ایسی ٹہنی کی طرح ہے۔جس کو کبھی کوئی پھل نہ لگتا ہو۔اس لئے اس دروازہ کو بند کر دیا گیا۔لیکن خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سخت بیمار تھے۔اس وجہ سے آنے سے معذوری ہوئی۔اس عذر کے معلوم ہونے کے بعد میں نے وہ دروازہ کھلا دیا ہے اور درحقیقت ایسی بیماری جس سے زندگی سے بھی بیزاری ہے خدا تعالیٰ شفاء بخشے۔ میں نے والدہ محمود کو بھی سمجھا دیا ہے کہ ایسی سخت بیماری کی حالت میں کیونکر آسکتے تھے۔امید ہے کہ جس طرح نواب صاحب سچی ہمدردی رکھتے ہیں۔آپ بھی اس میں ترقی کریں۔خدا تعالیٰ ہر ایک آفت اور بیماری سے بچاوے۔آمین۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۶۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عنایت علی صاحب کو اس نوکری کی پرواہ نہیں ہے۔ ورنہ باوجود اس قدر بار بار لکھنے کے کیا باعث کہ جواب تک نہ دیا۔ اس صورت میں آپ کو اختیار ہے جس کو چاہیں مقرر کر دیں۔ اور یہ بھی آپ کی مہربانی تھی ورنہ نوکروں کے معاملہ میں بار بار کہنے کی کیا ضرورت تھی۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۶۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جب کہ وہ خود استعفاء بھیجتا ہے تو آپ حق ترحم ادا کر چکے۔ اس صورت میں اس کی جگہ بھیج سکتے ہیں۔ آپ پر کوئی اعتراض نہیں کہ آپ نے موجودہ حالت کے لحاظ سے یہ انتظام کیا ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۶۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کل کے خط کے جواب میں لکھتا ہوں کہ میں صرف چندروز کیلئے اہل وعیال کو ساتھ لے جاتا ہوں کیونکہ میں بیمار رہتا ہوں اور گھر میں بھی سلسلہ بیماری جاری ہے۔ بچے بھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ بار بار مجھے خط پہنچتے ہیں۔ حیران ہو جاتا ہوں اور محض اس امید پر کہ آپ یہاں تشریف رکھیں گے اور مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب یہاں ہیں۔ میں نے یہ ارادہ کیا ہے اور یقین ہے اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ جلدی یہ فیصلہ ہو جائے گا۔ اس لئے میرے نزدیک آپ کا اس جگہ ٹھہرنا مناسب ہے۔ آپ کے یہاں رہنے سے مکان میں برکت ہے۔ امید ہے کہ آپ پسند نہیں فرمائیں گے کہ مکان ویران ہو جائے اور آنے والے مہمان خیال کریں گے کہ گویا سب لوگ اُجڑ گئے ہیں اور شماتتِ اعداء ہوگی۔ ماسوا اس کے آپ اگر گورداسپور جائیں تو دو تین میل کے فاصلہ پر مجھ سے دُور رہیں گے۔ ملاقات بھی تکلیف اُٹھانے کے بعد ہوگی پھر علاوہ اس کے خواہ نخواہ چھ سات (صد[1]) روپیہ کرایوں وغیرہ میں آپ کا خرچ آ جائے گا۔ پہلے ہی مصارف کا نتیجہ ظاہر ہے۔ اب اس قدر بوجھ اپنے سر پر ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ میرے خیال میں یہ سفر صرف چندروز کا ہے۔ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف: یہ مکتوب ۶ رجولائی تا ۱۳ راگست ۱۹۰۴ء کے درمیانی عرصہ کا ہے۔ تفصیل اصحابِ احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ ۴۸۱۔۴۸۲ پر مرقوم ہے۔

---

[1] نقل مطابق اصل۔ سات کے بعد صد کا لفظ چھوٹ گیا ہے جیسا کہ فارسی اعداد ظاہر کرتے ہیں۔

مکتوب نمبر ۶۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ میں برابر آپ کی ہر ایک کامیابی کیلئے نماز میں دُعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ (کو☆) مشکلات سے نجات بخشے۔آمین۔گھر میں میری طرف سے اور والدہ محمود احمد کی طرف سے السلام علیکم کہہ دیں۔میں اُن کی شفا کے لئے بھی دعا کرتا رہتا ہوں۔خدا تعالیٰ شفا بخشے۔آمین

دوسرے ضروری امر یہ ہے کہ ایک شہادت واقعہ کے لئے آپ کو گورداسپور میں تکلیف دینے کیلئے ضرورت پڑی ہے باوجودیکہ مجھ کو علم ہے کہ آپ کا لاہور سے ایسے موقعہ پر نکلنا بہت مشکل ہے مگر تاہم یہ ضرورت اشد ضرورت ہے۔بجز اس شہادت کے معاملہ خطرناک ہے۔شاید تار کے ذریعہ سے آپ کو خواجہ صاحب اطلاع دیں۔باقی سب خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۹ رستمبر ۱۹۰۴ء (ب)

☆......☆......☆

☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کا ہے۔

مکتوب نمبر ۶۹

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ حال معلوم ہوا مجھ کو پہلے ان مجبوریوں کا مفصل حال معلوم نہ تھا اب معلوم ہوا۔ اس لئے میں اپنے خیال کو ترک کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ جلدتر شفا بخشے آمین۔ میں نے ان دنوں میں آپ کے لئے بہت بہت دعا کی ہے اور دعا کرنے کا ایسا موقعہ ملا کہ کم ایسا ملتا ہے۔ الحمدللہ۔ امید کہ جلد یا کسی دیر سے ان دعاؤں کا ضرور اثر ظاہر ہو جائے گا۔ دوسرے آپ کو یہ تکلیف دیتا ہوں۔ میں بروز پنجشنبہ ۲۷؍اکتوبر ۱۹۰۴ء سیالکوٹ کی طرف مع اہل وعیال جاؤں گا اور شاید ایک ہفتہ تک وہاں رہوں اور شاید دوروز کیلئے کڑیانوالہ ضلع گوجرانوالہ میں جاؤں اور میرے ساتھ اہل وعیال اور چھوٹے بچے ہیں۔ آپ براہِ مہربانی ہفتہ عشرہ کے لئے مرزا خدا بخش صاحب کو میرے اس سفر میں ہمراہ کر دیں تا ایک حصہ حفاظت اور کام کا ان کے سپرد کیا جائے۔ امید ہے کہ دس دن تک بہرحال یہ سفر طے ہو جائے گا۔ اگر وہ قادیان آ جائیں اور ساتھ جائیں تو بہتر ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۴؍اکتوبر ۱۹۰۴ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس کام میں بالکل دخل نہیں دیتا۔آپ کا کلّی اختیار ہے۔اس وقت مجھے وہی حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی ہے۔ اَنۡتُمۡ اَعۡلَمُ بِاُمُوۡرِ دُنۡیَاکُمۡ[1]. اور سرمایہ لنگر خانہ کا یہ حال ہے کہ گھر میں دیکھتا ہوں کہ کوئی ایسا دن نہیں گزرا کہ کچھ روپیہ نہیں دیا۔مگر ساتھ ہی ساتھ اس کا خرچ متفرق ہوتا رہا۔میرے پاس اس وقت شائد پانچ سو روپیہ کے قریب ہوگا جو لنگر خانہ کے لئے جمع تھے۔باقی سب خرچ ہو چکا ہے۔میں دیکھتا ہوں کہ یہ بھی ایک ابتلا ہے کہ خیال کیا جاتا ہے کہ روپیہ بہت جمع ہوتا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں رہتا۔اگر کوئی ان اخراجات کا ذمہ وار ہو جو ہر ایک پہلو سے ہو رہے ہیں تو وہ اس روپیہ کو اپنے پاس رکھے تو مجھے اس رنج و بلا سے سبکدوشی ہو۔خواہ مخواہ تفرقہ طبیعت ہر وقت لگا رہتا ہے اور موجب آزار ٹھہرتا ہے۔

---

[1] صحیح مسلم کتاب الفضائل

مکتوب نمبر ۷۱ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا ۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان مشکلات سے نجات دے ۔ علاوہ اور باتوں کے میں خیال کرتا ہوں کہ جس حالت میں شدت گرمی کا موسم ہے اور بباعث قلّت برسات یہ موسم اپنی طبعی حالت پر نہیں اور آپ کی طبیعت پر سلسلہ اعراض اور امراض کا چلا جاتا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ آپ درحقیقت بہت کمزور اور نحیف ہو رہے ہیں اور جگر بھی کمزور ہے ۔ عمدہ خون بکثرت پیدا نہیں ہوتا ۔ تو ایسی صورت میں آپ کا شدائد سفر تحمل کرنا میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ کیوں اور کیا وجہ کہ آپ کے چھوٹے بھائی سردار ذوالفقار علی خاں صاحب جو صحیح اور تندرست ہیں ۔ ان تکالیف کا تحمل نہ کریں ۔ اگر موسم سرما ہوتا تو کچھ مضائقہ بھی نہ تھا ۔ مگر یہ موسم آپ کے مزاج کے نہایت ناموافق ہے ۔ جو مشکلات پیش آئی ہیں وہ بے صبری اور بے جا شتاب کاری سے دور نہیں ہوسکتیں ۔ صبر اور متانت اور آہستگی اور ہوش مندی سے ان کا علاج طلب کرنا چاہئے ۔ ایسا نہ ہو کہ آپ اس خطرناک موسم میں سفر کریں اور خدانخواستہ کسی بیماری میں مبتلا ہو کر موجب شماتتِ اعداء ہوں ۔ پہلے سفر میں کیسی کیسی حیرانی پیش آئی تھی اور لڑکے کے بیمار ہونے سے کس قدر مصائب کا سامنا پیش آ گیا تھا ۔ کیا یہ ضروری ہے کہ کمشنر کے پاس آپ ہی جائیں اور دوسری کوئی تدبیر نہیں ۔ غرض میری بھی یہی رائے ہے کہ یہ کاروبار آپ پر ہی موقوف ہے تو اگست اور ستمبر تک التوا کیا جائے اور اگر ابھی ضروری ہے تو آپ کے بھائی یہ کام کریں ۔ ڈرتا ہوں کہ آپ بیمار نہ ہو جائیں ۔ خط واپس ہے ۔ اس وقت مجھے بہت سر درد ہے ۔ زیادہ نہیں لکھ سکتا ۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہٗ

اصل خط☆ نواب صاحب ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُهٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

التجا ہے کہ بعد ملاحظہ کل عریضہ حکم مناسب سے مطلع فرمایا جاوے۔

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلّمہٗ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھ کو جب کسی ملازم کوموقوف کرنا پڑتا ہے تو مجھ کو بڑی کشش و پیچ ہوتی ہے اور دل بہت کڑھتا ہے۔اس وقت بھی مجھ کو دو ملازموں کو برخاست کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ایک قدرت اللہ خاں صاحب اور دوسرے عنایت علی صاحب۔ یہ دونوں صاحب احمدی بھی ہیں۔اس سے اور بھی طبیعت میں پیچ وتاب ہے۔ میرا جی نہیں چاہتا کہ کوئی لائق آدمی ہو اور اس کو بلاقصور موقوف کر دوں۔اب دقت یہ پیش آئی ہے کہ سید عنایت علی کوئی پانچ سال سے میرے ہاں ملازم ہیں۔مگر کام کی حالت ان کی اچھی نہیں۔اب تک جس کام پر ان کو میں نے لگایا ہے۔اس کی سمجھ اب تک ان کو نہیں آئی اور انہوں نے کوئی ترقی نہیں کی اور میرے جیسے محدود آمدنی کے لئے ایسے ملازم کی ضرورت ہے کہ جو کئی کئی کام کر سکے۔ وہ اپنا مفوضہ کام پوری طرح نہیں چلا سکتے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ نیک اور دیانت دار ہیں مگر کام کے لحاظ سے بالکل ندارد ہیں اور اس پانچ سال کے تجربہ نے مجھے اس نتیجہ پر پہنچا دیا ہے کہ میں ان کو علیحدہ کر دوں۔ یہ میری سال گزشتہ سے منشاء تھی۔مگر صرف اس سبب سے کہ وہ نیک ہیں، دیانت دار ہیں اور احمدی ہیں میں رکا تھا۔مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ جو فائدہ ان کی دیانت سے ہے اس سے زیادہ نقصان ان کی عدم واقفیت کام سے ہوتا ہے۔پس اب میں نہایت ہی متردد ہوں کہ ان کو موقوف کر دوں کہ نہیں۔کاش وہ میرا کام چلا سکتے تو بہت اچھا ہوتا۔ایک وقت ہے کہ میں نے ان سے مختلف صیغوں میں کام لیا۔مگر وہ ہر جگہ نا قابل ہی ثابت ہوئے۔

☆ یہ خط نواب صاحب کا ہے جس کے جواب میں مکتوب نمبر ۲۷ لکھا گیا ہے۔(عرفانی)

مکتوب نمبر۲۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

میں نے آپ کے تمام خطوط مرسلہ پڑھ لئے ۔ میرے نزدیک اب کفایت شعاری کے اصول کی رعایت رکھنا ضروریات سے ہے ۔ اس لئے اب جواب کافی ہے ۔ یعنی نسبت میر عنایت علی کہ چونکہ وقت پر وہ حاضر نہیں ہو سکے اس لئے بالفعل گنجائش نہیں اور آئندہ اگر گنجائش ہوئی تو اطلاع دے سکتے ہیں اور مرزا خدا بخش صاحب کے خواہرزادے چونکہ بباعث کمی استعداد تعلیم پانے کے لائق نہیں ۔ ان کو بہ توقف رخصت کرنا بہتر ہے ۔ ناحق کی زیر باری کی کیا ضرورت ہے اور افسوس کہ جس قدر آپ نے اپنے کاروبار میں تخفیف کی ہے ۔ ابھی وہ قابل تعریف نہیں ۔ شاید کسی وقت پھر نظر ثانی کریں تو اور تخفیف کی صورتیں پیدا ہو جائیں ۔ اور دعا تو کی جاتی ہے ۔ مگر وقت پر ظہور اثر موقوف ہوتا ہے ۔ خدا تعالیٰ تکالیف سے آپ کو نجات بخشے ۔ آمین ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

نواب صاحب کا خط ملفوف

سیّدی مولائی مکرمی معظمی طبیب روحانی سلّمہٗ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ۔ جو رنج اور قلق اس واقعہ سے جو ہماری بدقسمتی اور بے سمجھی سے پیش آیا ہے ۔ یعنی میرے گھر سے حضور کی علالت کے موقعہ پر حاضر نہیں ہوئے ۔ اب اس کے وجوہات کچھ بھی ہوں ہم کو اپنے قصور کا اعتراف ہے ۔

ہم اپنی روحانی بیماریوں کے علاج کے لئے حاضر ہوئے ہیں ۔ اب تک جو معافی قصور کے لئے درخواست کرنے میں دیر ہوئی ۔ وہ میرے گھر کے لوگوں کو بہ سبب ایسے واقعات کے کبھی پیش نہ آنے کی وجہ سے اور زیادہ حجاب واقع ہو گیا اور ان کو شرم ہر ایک سے آنے لگی ۔ میں اب تک خاموش رہا کہ جب تک اس جھوٹی شرم سے خود ہی باز نہ آئیں گے ۔ جب تک میں خاموش رہوں ۔ تا کہ دل سے ان کو یہ اثر محسوس ہو اور خود دل سے معافی چاہیں ۔ چنانچہ انہوں نے ایک پرچہ اپنے حال کا لفافہ میں رکھ بھیجا ہے تا کہ حضور کی خدمت میں پیش کروں ۔ پس اب عرض ہے ۔

بقول بر مامنگر بر کرم خویش نگر از خوردان خطا و از بزرگان عطا ۔

آپ میری بیوی کا یہ قصور معاف فرما دیں ۔

(راقم محمد علی خاں)

مکتوب نمبر ۳۷

(حضرت اقدس کا جواب)

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جو کچھ میں نے رنج ظاہر کیا تھا۔ وہ درحقیقت ایسا ہی تھا جیسا کہ باپوں کو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتا ہے۔ چونکہ میں تربیت کے لئے مامور ہوں۔ سو میری فطرت میں داخل کیا گیا ہے کہ میں ایک معلّم ناصح اور شفیق مربی کی طرح اصلاح کی غرض سے کبھی رنج بھی ظاہر کروں اور خطا کو معاف نہ کرنا خود عیب میں داخل ہے۔ اس لئے میں پورے دل کی صفائی سے اس خطا کو معاف کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو اپنے فضل سے سچی پاکیزگی اور سچی دینداری سے پورے طور پر متمتع فرمائے۔ آمین ثم آمین اور اپنی محبت اور اپنے دین کی التفات عطا فرمائے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۹۷

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بحمداللّٰہ اس جگہ سب طرح سے خیریت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام غموم ہموم سے نجات بخشے۔ آمین۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق اچھی ہے۔ صرف کثرتِ پیشاب اور دورانِ سر کی شکایت ہے اور بعض اوقات ضعفِ قلب ایسا ہو جاتا ہے کہ ہاتھ پیر سرد ہو کر ایسے ہو جاتے ہیں کہ گویا ان میں ایک قطرہ خون نہیں اور زندگی خطرناک معلوم ہوتی ہے۔ پھر کثرت سے دبانے سے وہ حالت جاتی رہتی ہے۔ میں تو جانتا ہوں کہ ضرور تھا کہ ایسا ہوتا تا وہ پیشگوئی پوری ہو جاتی کہ جو دو زرد چادروں کی نسبت بیان فرمائی گئی ہے۔ دشمن ہر طرف جوش وخروش میں ہے۔ خدا تعالیٰ دوستوں کو وہ اعتقاد بخشے کہ جو صحابہ رضی اللہ عنہم کو عطا کیا گیا تھا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں سے جن کے دل صاف ہیں اور روح پاک ہیں اور ایمانی ترقی کی استعداد رکھتے ہیں خدا تعالیٰ ضرور اُن کو ایمانی ترقی بخشے گا۔ اور جو لوگ نفسانی اغراض اور دنیا پرستی سے سخت ملوث اور دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں میں ہمیشہ ان کی حالت سے ڈرتا ہوں کہ ٹھوکر نہ کھاویں اور ایمان اور سعادت سے خارج نہ ہو جاویں لیکن میں اس بات کے لکھنے سے بہت ہی خوش ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے آپ میں ہر یک موقعہ پر دلی ہمدردی اور اخلاص کا نمونہ پایا۔ پس یہ نشان اس بات کا ہے کہ گو آپ کو دنیا کے تردّد کی وجہ سے ہزارہا غم ہوں لیکن بہرحال آپ دین سے محبت رکھتے ہیں۔ یہی ایک ایسی چیز ہے جس سے آخر کار ہر یک غم سے رہائی دی جاتی ہے۔ میں، جہاں تک مجھ سے ممکن ہے آپ کے لئے دعا میں مشغول ہے۔[۱] اور میرا ایمان ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی۔ آخر ایک معجزہ کے طور پر ظہور میں آئیں گی اور میں انشاء اللہ دعا کرنے میں سست نہیں ہونگا۔ جب تک اس قسم کا معجزہ نہ دیکھ لوں۔ پس آپ کو اپنے دل پر غم غالب نہیں کرنا چاہئے۔ ہونے ہوتا رہے[۲] جیسا کہ

---

۱ نقل مطابق اصل۔ مؤلف ۲ اصل مکتوب میں ’’ہوتا رہے‘‘ کے الفاظ ہیں۔ غالباً مراد ہوگی ’’ہونے والا ہوتا رہے‘‘ ہونے کے بعد ایک لفظ کٹا ہوا بھی ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مصیبت اور ابتلا کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔ ''ہر حملہ کہ داری نکنی نامردی''۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر آپ صبر کے ساتھ آخری دن کا انتظار کریں گے تو انجام کار میری دعاؤں کا نمایاں اثر ضرور دیکھ لیں گے۔ باقی سب خیریت ہے۔ میری طرف سے اور والدہ محمود کی طرف سے اپنے گھر میں السلام علیکم کہہ دیں اور بچوں کو پیار۔

راقم

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکرر یہ کہ اپیل خدا تعالیٰ کے فضل سے منظور ہو گیا ہے اور سات سَو روپیہ جیسا کہ دستور ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہُ واپس مل جائے گا اس لئے میں نے کہہ دیا ہے کہ جب وہ روپیہ ملے تو وہ آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے کیونکہ مشکلات کے وقت میں آپ کو ہر طرح سے روپیہ کی ضرورت ہے۔ والسلام

غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مؤلف: اپیل بمقدمہ کرم الدین کا فیصلہ ۷ر جنوری ۱۹۰۵ء کو لکھا گیا تھا اس لئے اس کے جلد بعد کا یہ مکتوب ہے۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡم

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں دعا میں مصروف ہوں خدا تعالیٰ جلد تر آپ کے لئے کوئی راہ کھولے۔ دنیا کی مشکلات بھی خدا تعالیٰ کے امتحان ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس امتحان سے نجات دے۔ آمین۔ میں اس پر ایمان رکھتا ہوں اور نیز تجربہ بھی کہ آخر دعائیں قبول ہو کر کوئی مخلصی کی راہ پیدا کی جاتی ہے اور کثرت دعاؤں کے ساتھ آسمان پر ایک خلق جدید اسباب کا ہوتا ہے یعنی بحکمِ ربی نئے اسباب پیدا کئے جاتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ سچ ہے کہ اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ [1] جو انقلاب تدبیر سے نہیں ہوسکتا وہ دعا سے ہوتا ہے۔ بایں ہمہ دعا کے ثمرات دیکھنے کیلئے صبر درکار ہے جیسا کہ حضرت یعقوبؑ کی دعاؤں کا اخیر نتیجہ یہ ہوا کہ باراں برس کے (بعد☆) یوسف زندہ نکل آیا۔ ایمان میں ایک عجیب برکت ہے جس سے مردہ کام زندہ ہو جاتے ہیں۔ سو آپ نہایت مردانہ استقامت سے کشائش وقت کا انتظار کریں۔ اللہ تعالیٰ کریم و رحیم ہے اور میری طرف سے اور والدہ محمود کی طرف سے گھر میں السلام علیکم ضرور کہہ دیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۱۲؍جنوری ۱۹۰۵ء

☆......☆......☆

---

[1] المؤمن: ۶۱

☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر۷۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قادیان میں تیزی سے طاعون شروع ہوگئی ہے۔ آج میاں محمد افضل ایڈیٹر اخبار البدر کا لڑکا جاں بلب ہے۔ نمونیا پلیگ ہے۔ آخری دم معلوم ہوتا ہے۔ ہر طرف آہ وزاری ہے۔ خدا تعالیٰ فضل کرے۔ ایسی صورت میں میرے نزدیک بہت مناسب ہے کہ آپ اخیر اپریل ۱۹۰۵ء تک ہرگز تشریف نہ لاویں۔ دنیا پر ایک تلوار چل رہی ہے۔ خدا تعالیٰ رحم فرماوے۔ باقی خدا تعالیٰ کے فضل سے سب خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۷۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج مولوی مبارک علی صاحب جن کی نسبت آپ نے برخاستگی کی تجویز کی تھی، حاضر ہو گئے ہیں۔ چونکہ وہ میرے استادزادہ ہیں اور مولوی فضل احمد صاحب والد بزرگواران کے جو بہت نیک اور بزرگ آدمی تھے۔ ان کے میرے پر حقوق استادی ہیں۔ میری رائے ہے کہ اب کی دفعہ آپ ان کی لمبی رخصت پر اغماض فرماویں۔ کیونکہ وہ رخصت بھی چونکہ کمیٹی کی منظوری سے تھی کچھ قابلِ اعتراض نہیں۔ ماسوا اس کے چونکہ وہ واقعہ (میں) ہم پر ایک حق رکھتے ہیں اور عفو اور کرم سیرتِ ابرار میں سے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلۡیَعۡفُوۡا وَلۡیَصۡفَحُوۡا اَلَا تُحِبُّوۡنَ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللّٰہُ لَکُمۡ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ[1] یعنی عفو اور درگذر کی عادت ڈالو۔ کیا تم نہیں چاہتے کہ خدا بھی تمہاری تقصیریں معاف کرے اور خدا تو غفور رحیم ہے۔ پھر تم غفور کیوں نہیں بنتے۔ اس بناء پر ان کا یہ معاملہ درگذر کے لائق ہے۔ اسلام میں یہ اخلاق ہرگز نہیں سکھلائے گئے۔ ایسے سخت قواعد نصرانیت کے ہیں اور ان سے خدا ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔ ماسوا اس کے چونکہ میں ایک مدت سے آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں ان کے گناہ معاف کرتا ہوں جو لوگوں کے گناہ معاف کرتے ہیں اور یہی میرا تجربہ ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ آپ کی سخت گیری کچھ آپ ہی کی راہ میں سنگ راہ نہ ہو۔ ایک جگہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ جس کے اعمال کچھ اچھے نہ تھے۔ اس کو کسی نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بخش دیا اور فرمایا کہ تجھ میں یہ صفت تھی کہ تُو لوگوں کے گناہ معاف کرتا تھا اس لئے میں تیرے گناہ معاف کرتا ہوں۔ سو میری صلاح یہی ہے کہ آپ اس امر سے درگذر کرو، تا آپ کو خدا تعالیٰ کی جناب میں درگزر کرانے کا موقعہ ملے۔ اسلامی اصول انہی باتوں کا چاہتے ہیں۔ دراصل ہماری جماعت کے ہمارے عزیز دوست جو خدمت مدرسہ پر لگائے گئے ہیں وہ ان طالب علم لڑکوں سے ہمیں زیادہ عزیز ہیں۔ جن کی نسبت ہمیں ابھی تک معلوم نہیں کہ نیک معاش

---

[1] النّور: ۲۳

ہوں گے یا بدمعاش۔

یہ سچ ہے کہ آپ تمام اختیارات رکھتے ہیں۔مگر یہ محض بطور نصیحتاً للہ لکھا گیا ہے۔اختیارات سے کام چلانا نازک امر ہے۔اس لئے خلفاء راشدین نے اپنے خلافت کے زمانہ میں شوریٰ کو سچے دل سے اپنے ساتھ رکھا۔تا اگر خطا بھی ہو تو سب پر تقسیم ہو جائے نہ صرف ایک کی گردن پر۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۸۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

ایسے وقت آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ کہ میں دعا میں مشغول ہوں اور امیدوار رحمت ایزدی۔ حالات کے معلوم کرنے سے میری بھی یہی رائے ہے کہ ایسی حالت میں قادیان میں لانا مناسب نہیں۔ امید کہ انشاء اللہ تعالیٰ جلد وہ دن آئے گا کہ بآسانی سواری کے لائق ہو جائیں گے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ جس وقت عزیزی عبدالرحمٰن ڈاکٹروں کی رائے سے ریل کی سواری کے لائق ہو جائیں۔ تو بٹالہ میں پہنچ کر ڈولی کا انتظام کیا جائے۔ کیونکہ یکہ و راستہ وغیرہ ضعف کی حالت میں ہرگز سواری کے لائق نہیں ہیں۔ میں خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے بہت توجہ سے دعا کرتا رہوں گا۔

دو خاص وقت ہیں (۱) وقت تہجد (۲) اشراق۔ ماسوا اس کے پنج وقت نماز میں انشاء اللہ دُعا کروں گا اور جہاں تک ہو سکے آپ تازہ حالات سے ہر روز مجھے اطلاع دیتے رہیں کیونکہ اگرچہ اسباب کی رعایت بھی ضروری ہے۔ مگر حق بات یہ ہے۔ کہ اسباب بھی تب ہی درست اور طبیب کو بھی تب ہی سیدھی راہ ملتی ہے جب کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ ہو اور انسان کے لئے بجز دعا کے کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے جو خدا تعالیٰ کے ارادہ کو انسان کی مرضی کے موافق کر دے۔ ایک دعا ہی ہے کہ اگر کمال تک پہنچ جائے تو ایک مردہ کی طرح انسان اس سے زندہ ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ دعا کمال کو پہنچ جائے وہ نہایت عمدہ چیز ہے۔ یہی کیمیا ہے اگر اپنی تمام شرائط کے ساتھ متحقق ہو جائے۔ خدا تعالیٰ کا جن لوگوں پر فرض ہے اور جو لوگ اصطفا اور اجتبا کے درجہ تک پہنچتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ان کو نہیں دی گئی کہ اکثر دعائیں ان کی قبول ہو جائیں۔ مشیتِ الٰہی نے یہ قانون رکھا ہے کہ بعض دعائیں مقبولوں کی بھی قبول نہیں ہوتیں لیکن جب دعا کمال کے نقطہ تک پہنچ جاتی ہے۔ جس کا پہنچانا محض خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ یہ کبریتِ احمر ہے جس کا وجود قلیل ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

مکتوب نمبر۷۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ جو کچھ آپ نے مجھ کو لکھا ہے اس سے مجھے بکلّی اتفاق ہے۔ میں نے مفتی محمد صادق صاحب کو کہہ دیا ہے کہ آپ کے منشاء کے مطابق جواب لکھ دیں اور آپ ہی کی خدمت میں بھیج دیں۔ آپ پڑھ کر اور پسند فرما کر روانہ کر دیں۔ ہاں ایک بات میرے نزدیک ضروری ہے گو آپ کی طبیعت اس کو قبول کرے یا نہ کرے اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ دو چار ماہ کے بعد کمشنر صاحب وغیرہ حکّام کو آپ کا ملنا ضروری ہے۔ کیونکہ معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ بعض شکی مزاج حکّام کو جو اصلی حقیقت سے بے خبر ہیں ہمارے فرقہ پر سوءِ ظن ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی حکّام کو نہیں ملتا اور مخالف ہمیشہ ملتے رہتے ہیں۔ پس جس حالت میں آپ جاگیردار ہیں اور حکّام کو معلوم ہے کہ آپ اس فرقہ میں شامل ہیں۔ اس لئے ترک ملاقات سے اندیشہ ہے کہ حکّام کے دل میں یہ بات مرکوز نہ ہو جائے کہ یہ فرقہ اس گورنمنٹ سے بغض رکھتا ہے۔ گو یہ غلطی ہوگی اور کسی وقت رفع ہوسکتی ہے۔ مگر تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ میں انشاء اللہ القدیر بروز جمعرات قادیان سے روانہ ہوں گا۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۸۰

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

عزیزی محبی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اس وقت آپ کا پریشانی سے بھرا ہوا خط پڑھ کر میرے دل کو اس قدر قلق اور اضطراب کا صدمہ پہنچا جو میں بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے بباعث لحوقِ امراض وصدمات ضعف قلب ہے۔ کسی مخلص دوست کے غم سے بھری ہوئی بات کو سن کر اس قدر متاثر ہو جاتا ہوں کہ گویا وہ غم میرے پر ہی وارد ہو گیا۔ مجھے آپ کی غمخواری کیلئے بے اختیار ایک کشش اور کرب دل میں پیدا ہو گیا ہے۔ انشاء اللہ القدیر میں پوری توجہ سے آپ کیلئے دعا کروں گا۔ مگر اے عزیز! آپ کو یاد رہے۔ ہمارا آقا ومولیٰ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ[1] نہایت درجہ کا مہربان اور رحیم وکریم ہے کہ اپنے گنہ گار بندوں کی پردہ پوشی کرتا ہے اور آخر وہی ہے جو اُن کے زخموں پر مرہم رکھتا ہے اور اُن کی بیقراری کی دعاؤں کو سنتا ہے۔ کبھی کبھی وہ اپنے بندہ کی آزمائش بھی کرتا ہے لیکن آخر کار رحم کی چادر سے ڈھانک لیتا ہے۔ اُس پر جہاں تک ممکن ہو توکّل رکھو اور اپنے کام اُس کو سونپ دو۔ اُس سے اپنی بہبودی چاہو مگر دل میں اُس کی قضاء وقدر سے راضی رہو۔ چاہئے کہ کوئی چیز اُس کی رضا سے مقدم نہ ہو۔ میں آپ کیلئے بہت دعا کرتا ہوں اور کروں گا اور اگر کچھ معلوم ہوا تو آپ کو اطلاع دوں گا۔ آپ درویشانہ سیرت سے ہر یک نماز کے بعد گیارہ دفعہ **لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم** پڑھیں اور رات کو سونے کے وقت معمولی نماز کے بعد کم سے کم اکتالیس دفعہ درود شریف پڑھ کر دو رکعت نماز پڑھیں اور ہر یک سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ یہ دعا پڑھیں **یاحی یا قیوم برحمتک استغیث**[2] پھر نماز پوری کر کے سلام پھیر دیں اور اپنے لئے دعا کریں۔ اور مرزا خدا بخش کو کہہ چھوڑیں کہ جلد جلد مجھے اطلاع دیویں۔ دہلی میں آ کر میری طبیعت بہت علیل ہو گئی ہے۔ اس وقت خارش کی پھنسیاں ایسی ہیں جیسے شاخ کو پھل لگا ہوا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے بخار بھی رہا۔ ریزش بھی

---

[1] الرعد: ۱۷

[2] بخاری کتاب الصلوٰۃ باب مایقول اذا سمع المنادی

بشدت ہوگئی۔ طبیعت ضعیف اور کمزور ہے لیکن میں نے نہایت قلق کی وجہ سے نہ چاہا کہ آپ کے خط کو تاخیر میں ڈالوں۔ خدا تعالیٰ آپ کے غم و درد دُور کرے اور اپنی مرضات کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از دہلی

کوٹھی نواب لوہارو غلام احمد[1]

۲۴؍اکتوبر۱۹۰۵ء

☆☆☆

---

[1] نام دوبار درج ہے۔ (مرتب)

مکتوب نمبر ۸۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ آپ کے تردّدات اور غم اور ہم انتہا تک پہنچ گیا ہے اس لئے بموجب مثل مشہور کہ ہر کمالے را زوالے۔ امید کی جاتی ہے کہ اب کوئی صورت مخلصی کی اللہ تعالیٰ پیدا کر دے گا اور اگر وہ دعا جو گویا موت کا حکم رکھتی ہے اپنے اختیار میں ہوتی تو میں اپنے پر آپ کی راحت کے لئے سخت تکالیف اُٹھا لیتا۔ لیکن افسوس کہ جب سے کہ انسان پیدا ہوا ہے ایسی دُعا خدا تعالیٰ نے کسی کے ہاتھ میں (نہیں☆) رکھی۔ بلکہ جب کہ وقت آ جاتا ہے تو آسمان سے وہ حالت دل پر اُترتی ہے۔ میں کوشش میں ہوں اور دعا میں ہوں کہ وہ حالت آپ کے لئے پیدا ہو اور امید رکھتا ہوں کہ کسی وقت وہ حالت پیدا ہو جائے گی اور میں نے آپ کی سبکدوشی کیلئے کئی دعائیں کی ہیں اور امید رکھتا ہوں کہ وہ خالی نہ جائیں گی۔ جس قدر آپ کے لئے حصہ تکالیف اور تلخیوں کا مقدر ہے اُس کا چکھنا ضروری ہے۔ بعد اس کے یکدفعہ آپ دیکھیں گے کہ نہ وہ مشکلات ہیں اور نہ وہ دل کی حالت ہے۔ اعمال صالحہ جو شرط دخول جنت ہیں دو قسم کے ہیں۔ اوّل وہ تکلیفاتِ شرعیہ جو شریعتِ نبویہ میں بیان فرمائی گئی ہیں اور اگر کوئی ان کے ادا کرنے میں قاصر رہے یا بعض احکام کی بجا آوری میں قصور ہو جائے اور وہ نجات پانے کے پورے نمبر نہ لے سکے تو عنایتِ الٰہیہ نے ایک دوسری قسم بطور تتمہ اور تکملہ شریعت کے اُس کے لئے مقرر کر دی ہے اور وہ یہ کہ اُس پر کسی قدر مصائب ڈالی جاتی ہیں اور اُس کو مشکلات میں پھنسایا جاتا ہے اور جس قدر کامیابی کے دروازے اُس کی نگہ میں ہیں سب کے سب بند کر دئے جاتے ہیں۔ تب وہ تڑپتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید میری زندگی کا یہ آخری وقت ہے اور صرف اسی قدر نہیں بلکہ اور مکروہات بھی اور کئی جسمانی عوارض بھی اُس کی جان کو تحلیل کرتے ہیں۔ تب خدا کے کرم اور فضل اور عنایت کا وقت آ جاتا ہے اور دردانگیز دعائیں اُس قفل کے لئے بطور کنجی کے ہو جاتی ہیں۔ معرفت زیادہ کرنے اور نجات دینے کیلئے

☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔ (عرفانی)

یہ خدائی کام ہیں۔ مدت ہوئی ایک شخص کے لئے مجھے انہی صفاتِ الٰہیہ کے متعلق یہ الہام ہوا تھا۔

قادر ہے وہ بار گاہ ٹوٹا کام بناوے

بنا بنایا توڑ دے کوئی اُس کا بھید نہ پاوے

ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب قیامت کے دن اہل مصائب کو بڑے بڑے اَجر ملیں گے تو جن لوگوں نے دنیا میں کوئی مصیبت نہیں دیکھی وہ کہیں گے کہ کاش ہمارا تمام جسم دنیا میں قینچیوں سے کاٹا جاتا تا آج ہمیں بھی اَجر ملتا۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب: جیسا کہ دیگر متعدد خطوط سے ظاہر ہے ریاستی حقوق کے بارہ میں ابتلا اواخر ۱۹۰۴ء میں شروع ہوا۔ ۱۳؍نومبر ۱۹۰۶ء کو اس بارہ میں حضور کو الہام ہوا۔ ’’اے سیف! اپنا رُخ اس طرف پھیر لے‘‘ اور ۱۶؍فروری ۱۹۰۸ء کے حضرت نواب صاحب کے مرقومہ خط سے معلوم ہوتا ہے کہ چند دن قبل اس بارہ میں اُن کو اور ان کے بھائیوں کو کامیابی ہوئی تھی۔ حضور کے مکتوب ہذا کی اندرونی شہادت واضح ہے کہ اس کی تحریر تک ۱۳؍نومبر ۰۶ء والا الہام نہ ہوا تھا ورنہ دیگر نصائح کے ساتھ حضورؑ تسلی کی خاطر اس امر کا اشارۃً ہی ذکر فرما دیتے بلکہ اس الہام کے ہو جانے کے بعد طبعاً حضرت نواب صاحبؓ کا کرب وقلق کم ہو جاتا۔ سو جب ۱۳؍نومبر ۱۹۰۶ء کی تاریخ ہی ابھی نہیں آئی تھی تو دو دن بعد (۱۵؍نومبر) کے الہام ’’قادر ہے وہ بارگاہ......الخ‘‘ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ظاہر ہے کہ ۱۵؍نومبر ۱۹۰۶ء والا الہام یہاں مراد نہیں۔ اس پر مزید اندرونی شہادات بھی ہیں ایک تو یہ کہ ’’قادر ہے‘‘ والے الہام کے متعلق حضور تحریر فرماتے ہیں کہ ’’مدت قبل کا ہے‘‘ جو یہاں صادق نہیں آتی۔ دوسرے اسے ایک معین شخص کے لئے قرار دیتے ہیں جب کہ اس اور دیگر الہامات کے ساتھ مرقوم ہے ’’اصل میں یہ ہرسہ الہام پیشگوئیاں ہیں خواہ ایک شخص کیلئے ہوں اور خواہ تین جُدا شخصوں کے حق میں ہوں‘‘۔ (بدر جلد ۲ صفحہ ۴۷ والحکم جلد ۱۰ صفحہ ۳۹)

تیسرے ۱۵؍نومبر ۱۹۰۶ء والے الہام کی عبارت یہ ہے:۔

''قادر ہے وہ بارگاہ جوٹوٹا کام بناوے'' اورمکتوب زیر بحث میں ''جو'' کا لفظ موجود نہیں۔ان شواہد سے ثابت ہوتا ہے کہ ان دونوں الہاموں میں سے مدت قبل یعنی ۲۱/دسمبر ۱۸۹۸ء کا الہام مراد ہے جو معیّن طور پر حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی کے لئے ہوا تھا اوراس میں ''جو'' کا لفظ بھی موجود نہیں۔سو یہ مکتوب زیر بحث اواخر ۱۹۰۴ء سے ۱۳/نومبر ۱۹۰۶ء تک کے عرصہ کا ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اس عرصہ کے آخری حصہ کا ہے جب کہ ریاست کے پولیٹکل ایجنٹ اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کی طرف سے مایوسی ہوئی اور معاملہ وائسرائے تک پہنچایا گیا۔ چنانچہ وہاں کامیابی ہوئی۔اس معاملہ کے متعلق مکتوب ۹۴ کتاب ہذا ہے۔

☆☆☆

مکتوب نمبر۸۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ تا دم تحریر خط ملا ہر طرح سے خیریت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو معہ اہل وعیال سلامت قادیان میں لاوے۔ آمین

آج میں میاں الٰہی بخش صاحب کو خود ملا تھا۔ وہ بہت مضطرب تھے کہ کسی طرح مجھ کو کوٹلہ میں پہنچایا جاوے اور کہتے تھے کہ کوٹلہ میں میری پنشن مقرر ہے۔ جولائی سے واجب الوصول ہوئی۔ میں نے ان کے بیش اصرار پر تجویز کی تھی کہ ان کو ڈولی میں سوار کر کے اور ساتھ ایک آدمی کر کے پہنچایا جاوے۔ مگر پھر معلوم ہوا کہ ایسا سخت بیمار جس کی زندگی کا اعتبار نہیں وہ بموجب قانون ریل والوں کے ریل پر سوار نہیں ہوسکتا۔ اس لئے اسی وقت میں نے ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب کو ان کی طرف بھیجا ہے تا ملائمت سے ان کو سمجھا دیں کہ ایسی بے اعتبار حالت میں ریل پر وہ سوار نہیں ہوسکتے اور بالفعل میں نے دو روپیہ ان کو بھیج دیئے ہیں کہ اپنی ضروریات کے لئے خرچ کریں اور اگر میرے روبرو واقعہ وفات کا ان کو پیش آ گیا تو میں انشاء اللہ القدیر اسی قبرستان میں ان کو دفن کراؤں گا۔

باقی سب طرح سے خیریت ہے بہتر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ضروری کام کے انجام کے بعد زیادہ دیر تک لاہور میں نہ ٹھہریں اور میری طرف سے اور میرے گھر کے لوگوں کی طرف سے آپ کے گھر میں السلام علیکم کہہ دیں۔ والسلام

۴؍اپریل ۱۹۰۶ء　　　راقم

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ از مرتب: میاں الٰہی بخش صاحب خلیفہ کہلاتے تھے۔ نعلبند تھے۔ فوج میں ملازم رہ چکے تھے۔ حضرت نواب صاحب سے بطور اعانت ماہوار وظیفہ پاتے تھے۔ وطن مالیر کوٹلہ بعمر اسّی سال ۹؍اپریل ۱۹۰۶ء کو قادیان میں فوت ہو کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے اور ڈاکٹر محمد اسماعیل خاں صاحب موصوف ۹؍جون ۱۹۲۱ء کو۔ ڈاکٹر صاحب سکنہ گوریانی تحصیل جھجھر ضلع رہتک کا نام ۳۱۳ صحابہ مندرجہ ضمیمہ انجام آتھم میں ۶۸ نمبر پر ہے۔

مکتوب نمبر ۸۳

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھ کو ملا جو بہت غمناک دل کے ساتھ پڑھا گیا کل مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک الہام مندرجہ ذیل الفاظ میں یا کسی قدر تغیر لفظ سے ہوا تھا کہ کئی آفتیں اور مصیبتیں ہم پر نازل ہوگئی ہیں۔ مَیں تمام دن اس الہام کے بعد غمگین رہا کہ یہ کیا بھید ہے۔ آج خط پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ آپ کا پیغام خدا تعالیٰ نے پہنچایا تھا۔ میں اس میں خاص توجہ سے دعا کروں گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ یہ بلا ٹال دے گا۔ وہی **احکم الحاکمین** ہے اور ہر یک امر اس کے اختیار میں ہے آپ اس میں بے صبری نہ کریں اور نہایت نرمی سے کام لیں۔ اصل حکم خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ دنیا ایک عجیب مقام ہے کہ ایک دن ایک شخص ایک کے ہاتھ سے روتا ہے اور دوسرے دن وہی ظالم مصیبت میں گرفتار ہوکر رونا شروع کر دیتا ہے۔ پس آپ بار بار یہ عذر پیش نہ کریں کہ جاگیر سے دست بردار ہوتے ہیں بلکہ سب کچھ قبول کر لیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ابتلا ہے۔ ہاں قادیان میں رہنے کے بارے میں نرمی سے عذر کرنا چاہئے اور ہوسکتا ہے کہ آپ عذر کر دیں کہ مالیرکوٹلہ میں میری حالت صحت اچھی نہیں رہتی کیونکہ صحت جیسا کہ صحت جسمانی ہے روحانی بھی ہے اور روحانی صحت کے خیال سے کسی طرح آپ کے لئے کوٹلہ کی سکونت مفید نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر تنگ کریں تو سکونت کو اس شرط سے قبول کریں کہ اس وقت تک رہوں گا جب تک اس جگہ کا قیام میری صحت کے مخالف نہ ہو۔ یہ تو تمام ظاہری باتیں ہیں مگر میں امید رکھتا ہوں کہ میری دعا پر ضرور خدا تعالیٰ کوئی راہ آپ کے لئے نکال دے گا۔ بالفعل آپ کو قضا و قدر الٰہی پر سر تسلیم خم کرنا چاہئے اور یہ نہ سمجھیں کہ انسان کی طرف سے یہ ایک ابتلا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ایک ابتلا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَلَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَالثَّمَرٰتِ[1] اور میں آپ کو جھوٹی تسلی نہیں دیتا بلکہ میں آج ہی بہت توجہ سے آپ کے لئے دعا

---

[1] البقرۃ: ۱۵۶

کروں گا اور امید رکھتا ہوں کہ آخر دعاؤں کے بعد کوئی راہ آپ کے لئے نکل آئے گی۔ بالفعل نرمی اور صبر اور رضا بقضا سے کام لینا چاہئے کہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ[1] اور یہ بات ضروری ہے کہ آپ دوسرے بھائیوں کے جوشوں کی پیروی نہ کریں کیونکہ کہ ان کی زندگی غافلانہ ہے اور وہ نہیں جانتے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھی ابتلا آیا کرتے ہیں۔ جب دیکھیں کہ ہر ایک راہ بند ہے اور سیدھی بات بھی الٹی ہوئی جاتی ہے۔ تب لازم ہے کہ فی الفور عبودیت کا جامہ پہن لیں اور سمجھ لیں کہ خدا تعالیٰ کی آزمائش ہے۔ عزت خدا کے ہاتھ میں ہے میں دنیا داری طریقوں کی عزت کو پسند نہیں کرتا۔ میں تو اس میں بھی مضائقہ نہیں دیکھتا کہ نذریں دی جائیں اور رعایا کہلایا جائے۔ دنیا کی ہستی حباب کی طرح ہے۔ معلوم نہیں کہ کل کون زندہ ہوگا اور کون قبر میں جائے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب واقعہ حدیبیہ کے وقت کفار مکّہ سے صلح کرنے لگے تو صلح نامہ کے سر پر لکھا **ھذا من محمد رسول اللّٰہ** کفار مکّہ نے کہا کہ رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو۔ اگر ہم آپ کو رسول جانتے تو اتنے جھگڑے کیوں ہوتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا کہ ’’اچھا رسول اللہ کا لفظ کاٹ دو‘‘ حضرت علی نے عرض کیا کہ میں تو ہرگز نہیں کاٹوں گا۔ تب آپ نے اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا۔ پھر وہی لوگ تھے جو فتح مکّہ کے بعد ایمان لائے۔ ہر یک بات وقت پر موقوف ہے۔ (ب)

نوٹ از مرتب: اس مکتوب کے پہلے صفحہ پر حضور کی ایک مہر بھی ثبت ہے جو مجھ سے پڑھی نہیں گئی۔ بدر جلد ۲ نمبر ۲۲ و الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۹ میں مرقوم ہے۔ ’’(۲) آفتوں اور مصیبتوں کے دن ہیں‘‘ ایک دوست کا ذکر تھا جس پر بہت سے دنیاوی مشکلات گر رہے ہیں۔ فرمایا ’’یہ الہام اس کے متعلق معلوم ہوتا ہے‘‘ اور اس الہام کی تاریخ ۲۷ رمئی ۱۹۰۶ء درج ہے۔ گویا کہ یہ مکتوب ۲۸ رمئی ۱۹۰۶ء کا ہے۔

---

[1] البقرة: ۱۵۶۔۱۵۷

مکتوب نمبر۸۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مُحِبّی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ مضمون سے آگاہی ہوئی۔ اب یقیناً معلوم ہوا کہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک ابتلا ہے بلکہ ایک سخت ابتلا ہے۔ میں اسی فکر میں تھا کہ خدا تعالیٰ دعا کرنے کیلئے پوری توجہ بخشے اور خدا کا استغناء ذاتی بھی پیش نظر تھا کہ اتنے میں نظام الدین مستری کا قصہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا۔ معاً دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ خدا کے فضل اور کرم سے کیا تعجب ہے کہ اگر نظام الدین کی کارروائی کے موافق آپ کی طرف سے مع اپنے بھائیوں کے کارروائی ہو تو خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ وہی معاملہ کرے جو نظام الدین کے ساتھ کیا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نظام الدین نام سیالکوٹ میں ایک مستری ہے۔ چند روز ہوئے اس کا ایک خط میرے نام آیا۔ افسوس ہے کہ وہ خط شاید چاک کیا گیا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ میں ایک فوجداری جرم میں گرفتار ہو گیا ہوں اور کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ اس بیقراری میں مَیں نے یہ نذر مانی ہے کہ اگر خدا تعالیٰ اس خوفناک مقدمہ سے رہا کر دے تو میں مبلغ پچاس ۵۰ روپیہ نقد آپ کی خدمت میں بلاتوقف ادا کروں گا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جب اس کا خط پہنچا تو مجھے خود روپیہ کی ضرورت تھی۔ تب میں نے دعا کی کہ اے خدائے قادر و کریم! اگر تو اس شخص کو اس مقدمہ سے رہائی بخشے تو تین طور کا فضل تیرا ہوگا۔ اوّل یہ کہ یہ مضطر آدمی اس بلا سے رہائی پا جائے گا۔ دوم مجھے جو اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے میرا مطلب کسی قدر پورا ہوگا۔ سوم تیرا ایک نشان ظاہر ہو جائے گا۔ دعا کرنے سے چند روز بعد نظام الدین کا خط آیا جو آپ کے ملاحظہ کیلئے بھیجتا ہوں اور دوسرے روز پچاس روپے آ گئے۔ پس میرے دل میں خیال گزرا کہ ان دنوں میں دینی ضروریات کے لئے بہت کچھ تفکرات مجھے پیش ہیں۔ مہمانوں کے اُترنے کیلئے عمارت نامکمل ہے۔ مرزا خدا بخش کی چارسَو روپیہ کی خریدی ہوئی زمین ہے وہ توسیع مکان کے لئے مل سکتی ہے۔ اگر اس قدر روپیہ دیا جائے۔ پھر کم سے کم دو ہزار روپیہ اور چاہئے تا اس پر عمارت بنائی جائے اور تکمیل مینار کا فکر بھی ہر وقت دل کو لگا ہوا ہے۔ مگر وہ ہزار ہا روپیہ کا کام ہے۔

جس طرح خدا چاہے گا اس کو انجام دے گا۔ بالفعل بموجب وحی الٰہی وَسِّعْ مَکَانَکَ کے مہمانوں کے پورے آرام کے لئے ان اخراجات کی ضرورت ہے۔ پس میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اگر ایک بلا سے رہا ہونے کے لئے آپ معہ اپنے بھائیوں کے دوسری بلا کو منظور کر لیں یعنی یہ نذر کر لیں کہ اگر ہمیں اس بلا سے غیبی مدد سے رہائی ہوئی تو ہم اس قدر روپیہ محض للہ ان دینی ضروریات کیلئے ، جس طرح ہم سے ہو سکے، بلا توقف ادا کر دیں گے۔ تو میں اسی طرح دعا کروں گا جس طرح میں نے نظام الدین مستری کیلئے دعا کی تھی۔ خدا تعالیٰ نکتہ نواز ہے۔ کچھ تعجب نہیں کہ آپ کے اس صدق کو دیکھ کر آپ کی مشکل کشائی فرماوے۔ میں یہ وعدہ نہیں کرتا کہ ضرور یہ دعا قبول ہو جائے گی کیونکہ خدا تعالیٰ بے نیاز ہے مگر مجھے اپنے ربّ کریم کی سابق عنایتوں پر نظر کر کے یقین کُلّی ہے کہ کم سے کم وہ مجھے آئندہ کے حالات سے اطلاع دے دے گا اور چونکہ اس نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میں پچاس یا ساٹھ نشان اور دکھلاؤں گا اس لئے تعجب نہیں کہ آپ کی اس بیقراری کے وقت یہ بھی ایک نشان ظاہر ہو جائے۔ لیکن قبل اس کے کہ خدا تعالیٰ مشکل کشائی فرما دے۔ ہماری طرف سے کوئی مطالبہ نہیں اور ایک پیسہ کا بھی مطالبہ نہیں۔ ہاں اگر دعا سنی جائے اور آپ کا کام ہو جائے۔ تب فی الفور آپ کو نذر مقررہ بلا تاخیر ایک ساعت ادا کرنا ہوگا اور دو نفل پڑھ کر خدا تعالیٰ سے یہ عہد کرنا ہوگا اور بعد پختگی عہد بلا توقف مجھے اطلاع دینا ہوگا۔

مجھے یاد ہے کہ جب نظام الدین کے لئے میں نے دعا کی تب خواب میں دیکھا کہ ایک چڑا اُڑتا ہوا میرے ہاتھ میں آ گیا اور اس نے اپنے تئیں میرے حوالہ کر دیا اور میں نے کہا کہ یہ ہمارا آسمانی رزق ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آسمان سے رزق اُترا کرتا تھا۔

یہ بات خدا نے میرے دل میں ڈالی ہے۔ دل تو مانتا ہے کہ کچھ ہونہار بات ہے۔ **واللہ اعلم۔**

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۵؍جون ۱۹۰۶ء (ب)

نوٹ: مکتوب مندرجہ بالا میں جو مستری نظام الدین صاحب سیالکوٹی کا ذکر ہے۔ حضور نے اس امر کا ذکر ''حقیقت الوحی'' صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴ پر بھی فرمایا ہے۔

مکتوب نمبر۸۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزم اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مرسلہ پہنچا۔ اس کے رقعہ کی کچھ ضرورت نہ تھی لیکن میں جانتا ہوں کہ جس طرح انسان دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک فیصلہ کر کے مطمئن ہو جاتا ہے اور پھر اس درد سے نجات پاتا ہے کہ جو تنازع کی حالت میں ہوتی ہے اسی طرح انسان کا نفس خدا تعالیٰ نے ایسا بھی بنایا ہے کہ وہ بھی اپنے اندر کئی مقدمات برپا رکھتا ہے اور ان مقدمات سے نفس انسانی بے آرام رہتا ہے لیکن جب انسان کسی امر کے متعلق ایک فیصلہ کر لیتا ہے تب اس فیصلہ کے بعد ایک آرام کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ آپ کی رائے میں صرف یہ کسر باقی ہے کہ ہمیں زندگی کا اعتبار نہیں جیسا کہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے ایسا ہی آپ بھی زندگی پر بھروسہ نہیں کر سکتے اور اس بارے میں یہ شعر شیخ سعدی کا بہت موزوں ہے۔

مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار مباش ایمن از بازی روزگار

پس اگر ہمیں موت آ گئی تو ہم اس رشتہ کی خوشی سے محروم گئے اور نیز اس دعا سے محروم رہے کہ جو ہماری زندگی کی حالت میں اس رشتہ کے مبارک ہونے کیلئے کر سکتے تھے۔ کیونکہ وہ دعا اس وقت سے مخصوص ہے جب نکاح ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے ہر یک کو اپنی عمر پر اعتماد کرنا بڑی غلطی ہے۔ آج سے چھ ماہ پہلے آپ کے گھر کے لوگ صحت کے ساتھ زندہ موجود تھے۔ کون خیال کر سکتا تھا کہ وہ اس عید کو بھی نہ دیکھ سکیں گے اسی طرح ہم میں سے کس کی زندگی کا اعتبار ہے؟ اگر موت کے بعد اس وعدہ کی تکمیل ہو تو گویا میری اس بات کو یاد کر کے خوشی کے دن میں رونا ہوگا مگر میں آپ کی رائے میں کچھ دخل نہیں دیتا صرف عمر کی بے ثباتی پر خیال کر کے یہ چند سطریں لکھی ہیں کیونکہ بقول شخصے

اے ز فرصت بے خبر در ہرچہ باشی زود باش

وقتِ فرصت کو ہاتھ سے دینا بسا اوقات کسی دوسرے وقت میں موجب حسرت ہو جاتا ہے۔ میری دانست میں تو اس میں کچھ حرج نہیں اور سراسر مبارک ہے کہ رمضان کی ۲۷ر تاریخ کو بظن غالب لیلۃ القدر کی رات اور دن ہے مسنون طور پر نکاح ہو جائے اور اس میں کیا حرج ہے کہ

اس سے لڑکی کو اطلاع دی جائے مگر وداع نہ کیا جائے۔لڑکی بجائے خود پرورش اور تعلیم پاوے اور لڑکا بجائے خود۔ جب دونوں بالغ ہو جائیں تب رخصت کیا جائے کیونکہ فی التاخیر آفات کا ہی مقولہ صحیح ہے جو تجربہ اس کی صحت پر گواہی دیتا ہے۔زندگی کا کچھ بھی اعتبار نہیں۔شیخ سعدی نے اس میں کیا عمدہ ایک غزل لکھی ہے اور وہ یہ ہے۔

بلبلے زار زار می نالید بر فراق بہار و وقتِ خزاں
گفتمش صبر کن کہ باز آید آں زمانِ شگوفہ و ریحاں
گفت ترسم بقا وفا نکند ورنہ ہر سال گل دہد بستاں

اسی طرح شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سال دیگر را کہ میداند حساب تا کجا رفت آنکہ باما بود یار

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] یعنی ان باتوں کے پیچھے مت پڑ جن کا تجھے علم نہیں۔ پس ہمیں کیا علم ہے کہ سال آئندہ میں ہم زندہ ہوں گے یا نہ ہوں گے اور جب قائمقاموں کے ہاتھ میں بات جاتی ہے تو وہ اپنی ہی رائے کو پسند کرتے ہیں میں نے☆ یہ محض میں نے اپنی رائے لکھی ہے اور آپ اپنی رائے اور ارادہ میں مختار ہیں۔

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۰؍رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ

۸؍نومبر ۱۹۰۶ء

☆......☆......☆

☆''میں نے'' خط میں دوبار مرقوم ہے۔مرتب

[1] بنی اسرائیل: ۳۷

مکتوب نمبر۸۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ خاکسار بباعث کثرت پیشاب اور دورانِ سر اور دوسرے عوارض کے خط لکھنے سے قاصر رہا۔ضعف بہت ہورہا ہے ۔ یہاں تک کہ بجز دو وقت یعنی ظہر اور عصر کے گھر میں نماز پڑھتا ہوں ۔آپ کے خط میں جس قدر تر دّدات کا تذکرہ تھا پڑھ کر اور بھی دعا کے لئے جوش پیدا ہوا۔ میں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ پنج وقت نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور میں بہ یقین دل جانتا ہوں کہ یہ دعائیں بیکار نہیں جائیں گی ۔ابتلاؤں سے کوئی انسان خالی نہیں ہوتا۔اپنے اپنے قدر کے موافق ابتلا ضرور آتے ہیں اور وہ زندگی بالکل طفلانہ زندگی ہے جو ابتلاؤں سے خالی ہو۔ ابتلاؤں سے آخر خدا تعالیٰ کا پتہ لگ جاتا ہے۔حوادث دَہر کا تجربہ ہو جاتا ہے اور صبر کے ذریعہ سے اجر عظیم ملتا ہے۔ اگر انسان کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہے تو اس پر بھی ایمان ضرور ہوتا ہے کہ وہ قادر خدا بلاؤں کے دور کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ میرے خیال میں اگرچہ وہ تلخ زندگی جس کے قدم قدم میں خارستان مصائب وحوادث ومشکلات ہے، بسا اوقات ایسی گراں گزرتی ہے کہ انسان خودکشی کا ارادہ کرتا ہے۔ یا دل میں کہتا ہے کہ اگر میں اس سے پہلے مرجاتا تو بہتر تھا۔مگر درحقیقت وہی زندگی قدرتاً ہوتی ہے اور اس کے ذریعہ سے سچا اور کامل ایمان حاصل ہوتا ہے ۔ ایمان ایوبؑ نبی کی طرح چاہئے کہ جب اس کی سب اولاد مرگئی اور تمام مال جاتا رہا تو اس نے نہایت صبر اور استقلال سے کہا کہ **میں ننگا آیا اور ننگا جاؤں گا۔**

پس اگر دیکھیں تو یہ مال اور متاع جو انسان کو حاصل ہوتا ہے صرف خدا کی آزمائش ہے۔ اگر انسان ابتلا کے وقت خدا تعالیٰ کا دامن نہ چھوڑے ۔تو ضرور وہ اس کی دستگیری کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ درحقیقت موجود ہے اور درحقیقت وہ ایک مقرر وقت پر دعا قبول کر لیتا ہے اور سیلاب ہموم وغموم سے رہائی بخشتا ہے۔ پس قوی ایمان کے ساتھ اس پر بھروسہ رکھنا چاہئے ۔ وہ دن آتا ہے کہ یہ تمام ہموم وغموم صرف ایک گزشتہ قصہ ہو جائے گا۔ آپ جب تک مناسب سمجھیں لاہور میں رہیں۔

خدا تعالیٰ جلد ان مشکلات سے رہائی بخشے۔ آمین۔

اپیل مقدمہ جرمانہ دائر کیا گیا ہے۔ مگر حکّام نے مستغیث کی طرف سے یعنی کرم دین کی مدد کے لئے سرکاری وکیل مقرر کر دیا ہے۔ یہ امر بھی اپیل میں ہمارے لئے بظاہر ایک مشکل کا سامنا ہے۔ کیونکہ دشمن کو وکیل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ اس میں وہ بہت خوش ہوگا اور اس کو بھی اپنی فتح سمجھے گا۔ ہر طرف دشمنوں کا زور ہے۔ خون کے پیاسے ہیں۔ مگر وہی ہوگا جو خواستۂ ایزدی ہے۔

والسلام

۲؍دسمبر ۱۹۰۶ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر ۸۷ دستی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

رات مجھے مولوی صاحب نے خبر دی کہ آپ کی طبیعت بہت بیمار تھی ۔ تب میں نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا رہا ۔ چند روز ایک دینی کام کے لئے اس قدر مجھے مشغولی رہی کہ تین راتیں میں جاگتا رہا ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو شفا بخشے ۔ میں دعا میں مشغول ہوں اور بیماری مومن کے لئے کفارہ گناہ ہوتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ شفا بخشے آمین ۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ :۔ یہ مکتوب حضرت نواب صاحب قبلہ کے ایک خط کے جواب میں ہے جو حسب ذیل ہے ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیّدی ومولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم

مجھ کو اس دفعہ نزلہ کچھ عجیب طرح کا ہوا ہے ۔ بالکل بخار کی سی کیفیت رہتی ہے ۔ پہلے زکام ہوا ۔ اس میں سوزش تو کسی قدر کم تھی مگر ضعف اس میں بھی تھا ۔ سر میں غبار ۔ اس سے ذرا افاقہ ہوا ، میں نے سمجھا کہ اب آرام ہوگیا ۔ مگر اسی روز کھانسی ہوگئی ۔ اب سینہ میں جس طرح چُھری سے کھرچتے ہیں اس طرح خراش ہو رہی ہے اور سر میں ، بدن میں کسل ۔ کمر میں درد ہوگیا ۔ چونکہ قبض بھی رہتی ہے ۔ اس لئے سر میں غبار رہتا ہے ۔ کل ذرا طبیعت بحال ہوئی تھی مگر آج کچھ باقی ۔ استدعائے دعا ۔ (راقم محمد علی خاں)

مکتوب نمبر۸۸ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تمام خط میں نے پڑھا۔ اصل حال یہ ہے کہ جو کچھ میں نے لکھا تھا وہ اس بنا پر تھا کہ نور محمد کی بیوی نے میرے پاس بیان کیا کہ نواب صاحب میرے خاوند کو یہ تنخواہ چار روپیہ ماہوار کوٹلہ میں بھیجتے ہیں اور اس جگہ چھ روپیہ تنخواہ تھی اور روٹی بھی ساتھ تھی۔ اب ہماری تباہی کے دن ہیں اس لئے ہم کیا کریں۔ یہ کہہ کر وہ رو پڑی۔ میں یہ تو جانتا تھا کہ اس تـنـزّل تبدیلی کے کوئی اسباب ہوں گے اور کوئی ان کا قصور ہوگا۔ مگر مجھے خیال آیا کہ ایک طرف تو میں نواب صاحب کے لئے پنج وقت نماز میں دعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کی پریشانی دور کرے اور دوسری طرف ایسے لوگ بھی ہیں جن کی شکایت ہے کہ ہم اب اس حکم سے تباہ ہو جائیں گے تو ایسی صورت میں میری دعا کیا اثر کرے گی۔ گو یہ سچ ہے کہ خدمت گار کم حوصلہ اور احسان فراموش ہوتے ہیں۔ مگر بڑے لوگوں کے بڑے حوصلے ہوتے ہیں۔ بعض وقت خدا تعالیٰ اس بات کی پرواہ نہیں رکھتا کہ کسی غریب نادار خدمت گار نے کوئی قصور کیا ہے اور یہ دیکھتا ہے کہ صاحب دولت نے کیوں ایسی حرکت کی کہ اس کی شکر گزاری کے برخلاف ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو ان کی دلی رنجش کے بُرے اثر سے بچانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب کو لکھا تھا۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ اکثر خدمت گار اپنے قصور پر پردہ ڈالتے ہیں اور یوں ہی واویلا کرتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے میں نے مہمان کے طور پر اس کی بیوی کو اپنے گھر میں رکھ لیا۔ تا کوئی امر ایسا نہ ہو کہ جو میری دعاؤں کی قبولیت میں حرج ڈالے اور حدیث شریف میں آیا ہے۔ اِرۡحَمُوۡا فِیۡ الۡاَرۡضِ تُرۡحَمُوۡا فِیۡ السَّمَآءِ زمین میں رحم کرو تا آسمان پر تم پر رحم ہو۔ مشکل یہ ہے کہ امراء کے قواعد انتظام قائم رکھنے کے لئے اور ہیں اور وہاں آسمان پر کچھ اور چاہتے ہیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۸۹ دستی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اشتہار کے بارے میں جو مدرسہ کے متعلق لکھا ہے۔ چند دفعہ میں نے ارادہ کیا کہ لکھوں اور ایک دفعہ یہ مانع اس میں آیا کہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو یہ لکھا جائے کہ جس قدر مدد کا لنگر خانہ کی نسبت ارادہ کیا جاتا ہے۔ اسی رقم میں سے مدرسہ کی نسبت ثلث یا نصف ہونا چاہئے۔ تو اس میں یہ قباحت ہے کہ ممکن ہے اس انتظام سے دونوں میں خرابی پیدا ہو۔ یعنی نہ تو مدرسہ کا کام پورا ہو اور نہ لنگر خانہ کا۔ جیسا کہ دو روٹیاں دو آدمیوں کو دی جائیں تو دونوں بھوکے رہیں گے اور اگر چندہ دینے والے صاحبوں پر یہ زور ڈالا جائے کہ وہ علاوہ اس چندہ کے مدرسہ کے لئے ایک چندہ دیں تو ممکن ہے کہ ان کو ابتلا پیش آوے اور وہ اس تکلیف کو فوق الطاقت تکلیف سمجھیں۔ اس لئے میں نے خیال کیا کہ بہتر ہے کہ مارچ اور اپریل دو مہینے امتحان کیا جائے کہ اس تحریک کے بعد جو لنگر خانہ کے لئے کی گئی ہے۔ کیا کچھ ان دو مہینوں میں آتا ہے۔ پس اگر اس قدر روپیہ آ گیا جو لنگر خانہ کے تخمینی خرچ سے بچت نکل آئے تو وہ روپیہ مدرسہ کے لئے ہوگا۔ میرے نزدیک ان دو ماہ کے امتحان سے ہمیں تجربہ ہو جائے گا کہ جو کچھ انتظام کیا گیا ہے۔ کس قدر اس سے کامیابی کی امید ہے۔ اگر مثلاً ہزار روپیہ ماہوار چندہ کا بندوبست ہو گیا تو آٹھ سو روپیہ لنگر خانہ کے لئے نکال کر دو سو روپیہ ماہوار مدرسہ کے لئے نکل آئے گا۔ یہ تجویز خوب معلوم ہوتی ہے کہ ہر ایک روپیہ جو ایک رجسٹر میں درج ہوتا رہے اور پھر دو ماہ بعد سب حقیقت معلوم ہو جائے۔

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر۹۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں اس جگہ آکر چند روز بیمار رہا۔ آج بھی بائیں آنکھ میں درد ہے۔ باہر نہیں جا سکتا۔ ارادہ تھا کہ اس شہر کے مختلف فرقوں کو سنانے کے لئے کچھ مضمون لکھوں۔ ڈرتا ہوں کہ آنکھ کا جوش زیادہ نہ ہو جائے خدا تعالیٰ فضل کرے۔

مرزا خدا بخش کی نسبت ایک ضروری امر بیان کرنا چاہتا ہوں۔ گو ہر شخص اپنی رائے کا تابع ہوتا ہے مگر میں محض آپ کی ہمدردی کی وجہ سے لکھتا ہوں کہ مرزا خدا بخش آپ کا سچا ہمدرد اور قابلِ قدر ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی لوگ جیسا کہ ان کی عادت ہوتی ہے، اپنی کمینہ اغراض کی وجہ سے یا حسد سے یا محض سفلہ پن کی عادت سے بڑے آدمیوں کے پاس ان کے ماتحتوں کی شکایت کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ان دنوں میں کسی شخص نے آپ کی خدمت میں مرزا خدا بخش صاحب کی نسبت خلاف واقعہ باتیں کہہ کر آپ کو ان پر ناراض کیا ہے۔ گویا انہوں نے میرے پاس آپ کی شکایت کی ہے اور آپ کی کسر شان کی غرض سے کچھ الفاظ کہے ہیں۔ مجھے اس امر سے سخت ناراضگی حاصل ہوئی اور عجیب یہ کہ آپ نے ان پر اعتبار کر لیا ایسے لوگ دراصل بدخواہ ہیں نہ کہ مفید۔ میں اس بات کا گواہ ہوں کہ مرزا خدا بخش کے منہ سے ایک لفظ بھی خلاف شان آپ کے نہیں نکلا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ وہ بے چارہ دل و جان سے آپ کا خیر خواہ ہے اور غائبانہ دعا کرتا ہے اور مجھ سے ہمیشہ آپ کے لئے دعا کی تاکید کرتا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ چند روزہ زندگی آپ کے ساتھ ہو۔ رہی یہ بات کہ مرزا خدا بخش ایک بیکار رہے۔ یا آج تک اس سے کوئی کام نہیں ہو سکا۔ یہ قضاؤ قدر کا معاملہ ہے۔ انسان اپنے لئے خود کوشش کرتا ہے اور اگر بہتری مقدر میں نہ ہو تو اپنی کوشش سے کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ ایسے انسانوں کے لئے جو ایک بڑا حصہ عمر کا خدمت میں کھو چکے ہیں اور پیرانہ سالی تک پہنچ گئے ہیں۔ میرا تو یہی اصول ہے کہ ان کی مسلسل ہمدردیوں کو فراموش نہ کیا جائے۔ کام کرنے والے مل جاتے ہیں۔ مگر ایک سچا ہمدرد انسان حکم کیمیا رکھتا ہے۔ وہ نہیں ملتا۔ ایسے انسانوں کے لئے

شاہان گزشتہ بھی دست افسوس ملتے رہے ہیں۔ اگر آپ ایسے انسانوں کی محض کسی وجہ سے بے قدری کریں تو میری رائے میں ایک غلطی کریں گے۔ یہ میری رائے ہے جو میں نے آپ کی خدمت میں پیش کی ہے اور آپ ہر ایک غائبانہ بدذکر کرنے والوں سے بھی چوکس رہیں کہ حاسدوں کا وجود دنیا میں ہمیشہ بکثرت ہے۔

والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد

مکرر یاد دِلاتا ہوں کہ میرے کہنے سے مرزا خدا بخش چند روز کے لئے لاہور میرے ساتھ آئے تھے۔

مکتوب نمبر ۹۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عزیزہ امۃ الحمید بیگم زادعمرہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط مجھ کو ملا۔ میں نے اوّل سے آخر تک اس کو پڑھ لیا ہے۔ یاد رہے کہ میں آپ کی نسبت کسی قسم کی بات نہیں سنتا۔ ہاں مجھے یہ خیال ضرور ہوتا ہے کہ جن کو ہم عزیز سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دین اور دنیا میں ان کی بھلائی ہو۔ ان کی نسبت ہمیں یہ جوش ہوتا ہے کہ کوئی غلطی ان میں ایسی نہ رہے جو خدائے تعالیٰ کے سامنے گناہ ہو یا جس میں ایمان کا خطرہ ہو اور جس قدر کسی سے میری محبت ہوتی ہے اسی قدر

مکتوب نمبر۹۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلّمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم

مقبرہ بہشتی میں قبروں کی بُری حالت ہے ایک تو قبروں میں نالیوں کی وجہ سے سیلاب ویسے ہی رہتا ہے اور یہ نالیاں درختوں کے لئے ضروری ہیں پھراس پر یہ زیادہ ہے۔ پانی جو آیا کرتا ہے اس کی سطح سے یہ قبریں کوئی دوفٹ نیچی ہیں۔اب معمولی آب پاشی ہے اوران بارشوں سے اکثر قبریں دَب جاتی ہیں۔ پہلے صاحب نوراورغوثاں کی قبریں دَب گئی تھیں ان کو میں (نے) درست کرا دیا تھا۔اب پھر یہ قبریں دَب گئی ہیں اور یہ پانی صاف نظر آتا ہے کہ نالیوں کے ذریعہ گیا ہے۔پس اس کے متعلق کوئی ایسی تجویز تو میر صاحب فرمائیں گے کہ جس سے روز کے قبروں (کے) دبنے کا اندیشہ جاتا رہے مگر میرا مطلب اس وقت اس عریضہ سے یہ ہے کہ ابھی تو معمولی بارش سے یہ قبریں دبی ہیں پھر معلوم نہیں کوئی رو آ گیا تو کیا حالت ہوگی۔

اس لئے نہایت ادب سے عرض ہے کہ اگر حضور حکم دیں تو میں اپنے گھر کے لوگوں کی قبر کو پختہ کر دوں اور ایک (دو) دوسری قبریں بھی یا (جیسا) حضور حکم دیں ویسا کیا جائے۔

(راقم محمد علی خاں)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔میرے نزدیک اندیشہ کی وجہ سے کہ تا سیلاب کے صدمہ کی وجہ سے نقصان (نہ ہو) پختہ کرنے میں کچھ نقصان نہیں معلوم ہوتا کیونکہ انما الاعمال بالنیات[1] باقی رہے مخالف لوگوں کے اعتراضات تو وہ تو کسی طرح کم نہیں ہو سکتے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ (ب)

نوٹ از مرتب: (ا) دونوں مکتوبات میں خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مؤلف کی طرف سے ہیں۔(۲) دونوں مکتوبات کی تاریخ کی تعیین ذیل کے امور سے ہوتی ہے۔

(الف) تاریخ وفات غوثاںؓ ۲۳؍ستمبر ۱۹۰۶ء، صاحب نور صاحب ۲۰؍اکتوبر ۱۹۰۶ء اور

---

[1] بخاری کتاب بدء الوحی

اہلیہ صاحبہؓ حضرت نواب صاحب ۲۷/اکتوبر ۱۹۰۶ء ہے۔(ب) موسم برسات یہاں جون سے ستمبر تک ہوتا ہے۔ اور مکتوب میں معمولی بارش ہونے کا ذکر ہے اور ۱۹۰۶ء میں ان مرحومین کی وفات سے پہلے یہ موسم گزر چکا تھا اور ۱۹۰۸ء میں حضور نے ۲۷/اپریل کو سفر لاہور اور وہاں اگلے ماہ سفر آخرت اختیار کیا۔ گویا کہ اس سال میں موسم برسات شروع بھی نہیں ہوا تھا۔ (ج) ایک دفعہ پہلے یہ قبریں بارش سے دَب چکی تھیں اور درست کرائی گئیں تھیں اور اب موسم برسات کی ابتداء تھی ان تمام امور سے معلوم ہوتا ہے کہ موسم برسات ۱۹۰۷ء یا برسات دسمبر ۱۹۰۷ء یا اوائل ۱۹۰۸ء کا یہ مکتوب ہے۔ موسم سرما میں دسمبر یا جنوری میں بھی بارش ہوتی ہے۔ قابل ترجیح یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ پہلی بار نئی نئی قبریں دسمبر ۱۹۰۶ء یا جنوری ۱۹۰۷ء میں بارش سے دَب گئی ہوں گی اور دوبارہ موسم برسات ۱۹۰۷ء کی ابتداء میں دَب گئیں۔ **واللہ اعلم**

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم

آج سیر میں تذکرہ تھا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی طبیعت پھر علیل ہے اور ان کی غذا کا انتظام درست نہیں ہے چونکہ مجھ کو حضرت مولانا نے قرآن شریف کا ترجمہ پڑھایا ہے اور اس طرح مجھ کو ان کی شاگردی کا (گو میں بدنام کنندہ نکونامے چند کے طور سے شاگرد ہوں) فخر حاصل ہے۔ اس لئے میرے دل میں یہ خواہش رہتی ہے کہ حضرت مولانا کی کچھ خدمت کرسکوں۔ کبھی کبھی میں (نے☆) ان کی غذا کا التزام کیا ہے مگر حضرت مولانا کی غیور طبیعت برداشت نہیں کرتی اور وہ روک دیتے ہیں اس لئے اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ کے لحاظ سے پھر جرأت نہیں پڑتی۔ اب اگر حضور حکم فرماویں تو اس طرح مجھ کو خدمت کا ثواب اور حضرت مولانا کے غذا کا انتظام ہوجاتا ہے اور حضرت مولانا حضور کے حکم کی وجہ سے انکار بھی نہ کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ لنگر میں بہ سبب کثرت کار پوری طرح سے التزام مشکل ہے میرے باورچی کو چونکہ اتنا کام نہیں اس لئے خدا کے فضل اور حضور کی دعا سے امید کی جاتی ہے کہ التزام ٹھیک رہے گا۔ بس اگر میری یہ عرض قبول ہو جائے تو میرے لئے سعادتِ دارین کا موجب ہو۔

دوم میں نے اپنے بھائی کو حضور کے حکم کے بموجب خط لکھا ہے حضور ملاحظہ فرمالیں اگر یہ درست ہو تو بھیج دوں۔

راقم محمد علی خاں

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حضرت مولوی صاحب کی نسبت مجھے کچھ عذر نہیں واقعی لنگر خانہ کے لوگ، ایک طرف تاکید کی جائے دوسری طرف پھر غافل ہوجاتے ہیں۔ کثرت آمد مہمانوں کی

☆ خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہیں۔

طرف سے بعض اوقات دیوانے کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اگر آپ سے عمدہ طور سے انتظام ہو سکے تو میں خوش ہوں اور موجب ثواب۔

خط آپ نے بہت عمدہ لکھا ہے مگر ساتھ لکھتے وقت ترتیب اوراق کا لحاظ نہیں رہا۔ خط ...... پڑھتے جب دوسرے صفحہ میں مَیں پہنچا تو وہ عبارت پہلے صفحہ سے ملتی نہیں تھی اس کو درست کر دیا جائے۔

والسلام

مرزا غلام احمد

نوٹ از مرتب: یہ مکتوب آخر ۱۹۰۶ء یا ابتدا ۱۹۰۷ء کا ہے۔ تفصیل کیلئے دیکھئے اصحابِ احمد جلد دوم صفحہ ۴۸۶۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عجیب اتفاق ہوا کہ آپ نے ہزار روپیہ کا نوٹ بند خط کے اندر بھیجا اور میاں صفدر نے شادی خاں کی والدہ کے حوالہ کیا جس کو دادی کہتے ہیں۔ وہ بیچاری نہایت سادہ لوح ہے۔ وہ میری چار پائی پر وہ لفافہ چھوڑ گئی۔ میں باہر سیر کرنے کو گیا تھا اور وہ بھول گئی۔ اب اس وقت اس نے یاد دلایا کہ نواب صاحب کا ایک خط آیا تھا میں نے پلنگ پر رکھا تھا پہلے تو وہ خط تلاش کرنے سے نہ ملا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ کل زبانی دریافت کرلیں گے پھر اتفاقاً بستر کو اُٹھانے سے وہ خط مل گیا اور کھولا تو اس میں ہزار روپیہ کا نوٹ تھا۔ یہ بے احتیاطی اتفاقی ہوگئی گویا ہزار روپیہ کا نقصان ہو گیا تھا۔ مگر الحمدللہ مل گیا۔ وہ عورت بیچاری نہایت سادہ اور نیم دیوانہ ہے۔ وہ بے احتیاطی سے پھینک گئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے اپنی نذر کو پورا کیا۔ آمین۔

والسلام

مرزا غلام احمد

حضور چشمہ معرفت میں تحریر فرماتے ہیں کہ نواب صاحبؓ نے بعد کامیابی بلاتوقف تین ہزار روپیہ لنگر خانہ کے لئے ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جو پورا کردیا۔ (صفحہ ۳۲۳، ۳۲۴)

چنانچہ مکتوب ہذا میں اس نذر کے پورا کرنے کا ذکر ہے اور نواب صاحب کے ۱۶؍فروری ۱۹۰۸ء کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ چند روز قبل بذریعہ تار کامیابی کی اطلاع آئی تھی اس لئے مکتوب حضور اس تاریخ کے قریب کا ہے۔ تفصیل کیلئے اصحاب احمد جلد دوم حاشیہ صفحہ ۵۹۶ دیکھئے۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم　　　نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

سیدی ومولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم

بھائی خاں صاحب محمد احسن علی خاں صاحب نے مجھ کو ایک خط لکھا تھا اور ایک خط حضور کی خدمت میں بھی بھیجا تھا جو کل یہاں پہنچے۔ میں (نے☆) اس خط کا جواب لکھا ہے اور برائے ملاحظہ حضور پیش ہے۔ اگر حضور اس کو ملاحظہ (کرکے☆☆) تصحیح سے سرفراز فرمائیں تو عین سعادت ہے۔

راقم محمد علی خاں

جواباً حضور نے رقم فرمایا:

مجی عزیزی اخویم نواب صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں نے اوّل سے آخر تک حرفاً حرفاً پڑھ لیا ہے یہ خط نہایت عمدہ اور مؤثر معلوم ہوتا ہے۔ ایسا ہی لکھنا چاہئے تھا۔ جزاکم اللہ خیراً۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

☆ خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہیں۔

☆☆ خطوط وحدانی کے الفاظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہیں۔

مکتوب نمبر ۹۶

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خدا تعالیٰ کا درحقیقت ہزار ہا گونہ شکر ہے کہ موت جیسی حالت سے واپس لا کر صحت بخشی۔ اب آپ کو اختیار رہے کہ کسی دن خواہ جمعہ کو عام دعوت سے اس شکریہ کا ثواب حاصل کریں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹۷

مکتوب ہذا منجانب نواب صاحب بنام حضرت اقدس ہے۔

حضور نے جواباً تحریر فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آپ کو اجازت ہے آپ چلے جائیں۔ نور محمد بے شک اس وقت تک رہے صرف اس قدر کام کر دیا کرے کہ پانچ چار روٹیوں کے لئے جو پھلکے پکاتا ہے وہیں آٹا لے جائے اور پکا کر بھیج دے اور لال ٹینوں میں تیل ڈال دیا کرے اور رتھ تو آپ کا مال ہے جب چاہیں لے جائیں اور میں اب ایک مدت سے ہر یک نماز میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں اور کل میں نے سنا ہے کہ میری لڑکی مبارکہ کے (لئے☆) آپ کی طرف سے پیغام آیا تھا۔ اس میں ابھی دو مشکلات ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ ابھی وہ صرف گیارہ سال عمر پورے کر چکی ہے اور پیدائش میں ......[۱]بہت ضعیف البنیان اور کمزور ہے۔ کھانسی ریزش تو ساتھ لگی ہوئی ہے جب تک کہ پندرہ سال کی نہ ہو جائے کسی صورت میں شادی کے لائق نہیں اگر پہلے ہو تو اس کی عمر کا خاتمہ ہو جائے گا۔

(۲) دوسرے نہایت خوفناک امر جو ہر وقت دل کو غمناک کرتا رہتا ہے ایک پیشگوئی ہے جو چند دفعہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو چکی ہے میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مشترک ہے۔ بہت دعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے۔ یہ بھی الہام کسی حصہ کی نسبت ہے کہ ۲۷ رتاریخ کو وہ واقعہ ہوگا۔ نہیں معلوم کس مہینہ کی تاریخ اور کونسا سن ہے۔ اخبار میں میں نے چھپوا دیا ہے اور آپ کو معلوم ہوگا کہ شاید ایک مہینہ کے قریب ہو گیا کہ میں نے ایک الہام اخبار میں صرف اشارہ کے طور پر چھپوایا تھا جس کی یہ عبارت تھی کہ ایک نہایت چھپی ہوئی خبر پیش کرتا ہوں۔ دراصل وہ خبر انہی حوادث کے متعلق ہے۔ یہ بھی دیکھا کہ گھر میں ہمارے ایک بکرا ذبح کیا ہوا کھال اُتاری ہوئی ایک جگہ لٹک رہا ہے۔ پھر دیکھا کہ ایک ران لٹک رہی ہے۔ یہ

☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

[۱] خالی جگہ پر مرتب سے دو لفظ پڑھے نہیں گئے غالباً ''شروع سے'' ہیں۔

سب بعض موتوں کی طرف اشارات ہیں۔ میں دعا کر رہا ہوں۔

والسلام

مرزا غلام احمد

نوٹ: اس خط کا جواب میں نے یہ دیا تھا کہ جو کچھ حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے درست اور قبول و منظور اور انتظار ممکن۔ (محمد علی خاں)

نوٹ از مرتب: (۱) رؤیا کہ ''ایک ران لٹک رہی ہے''۔ غیر مطبوعہ ہے اور خاکسار کو پہلی بار صرف اس کی اشاعت کی سعادت حاصل ہوئی۔ فالحمدللہ علی ذالک۔ (۲) ۱۹۰۷ء کا رؤیا بدر والحکم میں اس قدر شائع ہوا ''ایک گوسفند مسلوخ دیکھا''، لیکن مکتوب ہذا میں زیادہ تفصیل ہے (۳) الہام و رؤیا اس مکتوب میں ۱۹۰۷ء کے درج ہیں۔ نواب صاحب کے خط سے جلسہ سالانہ کا قرب اور ۲۷؍ سے ایک ہفتہ قبل ان کے اجازت طلب کرنے کا علم ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ مکتوب ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کا ہے یہ خیال نہ کیا جائے کہ مسلوخ گوسپند والی رؤیا صاحبزادہ مبارک احمد صاحب کی وفات (۱۶؍ستمبر ۱۹۰۷ء) سے پوری ہوگئی جیسا کہ الحکم بابت ۱۷؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ب کالم ۲ اور بابت ۲۴؍ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۶ کالم ۲ اور بدر بابت ۱۹؍جولائی ۱۹۰۷ء صفحہ ۵ کالم ۳ میں لکھا گیا ہے (اور یہ بھی درج ہے کہ یہ رؤیا حضرت نے تین اشخاص کو سنائی تھی جن میں سے ایک حضرت نواب صاحب تھے) کیوں کہ صاحبزادہ صاحب کی وفات کے بعد حضور مکتوب ہذا میں اس رؤیا کا ذکر فرماتے ہیں کہ گویا کہ ابھی پوری نہیں ہوئی اور اس رؤیا کے متعلق اس امر کا علم صرف نواب صاحب اور حضور کے ان مکتوبات سے ہوتا ہے۔ نیز تذکرہ میں اس رؤیا کی تاریخ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۷ء سے قبل لکھی گئی ہے۔ حوالہ جات مذکورہ سے ظاہر ہے کہ یہ ۳۱؍اکتوبر نہیں بلکہ اس کی تاریخ ڈیڑھ ماہ قبل درج ہونی چاہئے۔ یعنی ۱۶؍ستمبر ۱۹۰۷ء سے قبل۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹۸

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

میری لختِ جگر مبارکہ بیگم کی نسبت جو آپ کی طرف سے تحریک ہوئی تھی میں بہت دنوں تک اس معاملہ میں سوچتا رہا۔ آج جو کچھ خدا نے میرے دل میں ڈالا ہے اس شرط کے ساتھ اس رشتے میں مجھے عذر نہیں ہوگا اور میں امید رکھتا ہوں کہ آپ کو بھی اس میں تأمّل نہیں ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ مہر میں آپ کی دو سال کی آمدن جاگیر مقرر کی جائے یعنی پچاس ہزار روپیہ اور اس اقرار کے بارے میں ایک دستاویز شرعی تحریری آپ کی طرف سے حاصل ہو۔ میں خوب جانتا ہوں کہ آپ نہایت درجہ اخلاص میں گداز شدہ ہیں اور آپ نے ہر ایک پہلو سے ثبوت دے دیا ہے کہ آپ کو جانفشانی تک دریغ نہیں مگر جو کچھ میں نے تحریر کیا ہے وہ اوّل تو آپ کی خداداد حیثیت سے بڑھ کر نہیں اور پھر آپ کی ذات کے متعلق نعوذ باللہ اس میں کوئی بدگمانی نہیں۔ محض خدا نے میرے دل میں ایسا ہی ڈال دیا ہے اور ظاہری طور پر اس کے لئے ایک صحیح بنا بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ موت حیات کا اعتبار نہیں اور آپ کے خاندان کے عمل درآمد کے رو سے عورتیں اپنے شرعی حقوق سے محروم ہوتی ہیں۔ اگر بعد میں کچھ گزارہ تجویز کیا جائے تو وہ مشکوک اور (نہ☆) اپنے اختیار میں ہوتا ہے اور خدا آپ کی اولاد کی عمر دراز کرے۔ وہ بعد بلوغ اپنے اپنے خیالات اور اغراض کے پابند ہونگے اور حق مہر کا فیصلہ ایک قطعی امر ہے اور ایک قطعی حق ہے جو خدا نے ٹھہرا دیا ہے اور عورتیں جو بے دست و پا ہیں اس حق کے سہارے سے ظلم سے محفوظ رہتی ہیں۔ آپ کی زندگی میں اس مہر کا مطالبہ نہیں لیکن خدانخواستہ اگر لڑکی کی عمر ہو اور آپ کی عمر وفا نہ کرے تو اس کی تسلی اور اطمینان کیلئے اور پریشانیوں سے محفوظ رہنے کے لئے یہ طریق اور اس قدر مہر کافی ہوگا تا کہ دوسروں کے لئے صورتِ رُعب قائم رہے۔ یہ وہ امر ہے جس کو سوچنے کے لئے میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ ایک قطعی فیصلہ ہے اور میں نے ارادہ کیا ہے کہ اگر ان دونوں باتوں کی آج آپ تکمیل کر دیں تو گو لڑکی ایک سال کے بعد رخصت ہو مگر پیر کے دن نکاح ہو جائے یہ ایک قطعی فیصلہ ہے جو میری طرف سے ہے۔ اس میں کسی

☆ خطوط وحدانی والا لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہے۔

طرح کمی بیشی نہیں ہوگی اس وجہ سے میں نے اس خیال سے اور اسی انتظار سے عزیزی سید محمد اسماعیل کو پیر کے دن تک ٹھہرا لیا ہے اگر آپ کی طرف سے اس شرط کی نامنظوری ہوگئی تو پھر وہ کل ہی اپنی نوکری پر چلا جائے گا۔

والسلام

راقم

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۲؍فروری ۱۹۰۸ء

نوٹ: اس خط کا جواب زبانی پیر منظور محمد صاحب حامل خط ہذا کو یہ دے دیا تھا کہ مجھ کو بلا عذر سب کچھ منظور ہے۔

(محمد علی خاں)

نوٹ: مکتوب میں حضور کے برادر نسبتی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ مراد ہیں۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۹

یہ مکتوب منجانب نواب صاحب بنام حضرت اقدس ہے

اس کے جواب میں حضرت اقدس علیہ السلام نے حسب ذیل مکتوب ارسال فرمایا۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ یہ تجویز آپ کی خدمت میں اس لئے پیش کی گئی تھی کہ **فی التاخیر آفات** کا مقولہ یاد آتا ہے۔اصل بات یہ ہے کہ میں نے بعض خوابیں دیکھی ہیں اور بعض الہام ہوئے ہیں جن کا میں نے مختصر طور پر آپ کی خدمت میں کچھ حال بیان کیا تھا۔اگر میرے پاس زینب ہو تو دعا کا موقعہ ملتا رہے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لڑکا بھی جوان ہے۔ابھی مجھے نیا مکان بنانے کی گنجائش نہیں اسی مکان میں میں نے تجویز کر دی ہے لیکن چونکہ تجربہ سے ثابت ہے کہ اگر لڑکیاں والد کے گھر سے سرسری طور پر رخصت ہوں تو ان کی دل شکنی ہوتی ہے اس لئے میں اس وقت تک جو آپ مناسب سمجھیں اور رخصت کیلئے تیاری کر سکیں مہلت دیتا ہوں مگر آپ اس مدت سے مجھے اطلاع دے دیں۔ میرے نزدیک دنیا کے امور اور ان کی الجھنیں چلی جاتی ہیں۔لڑکیوں کی رخصت کو ان سے وابستہ کرنا مناسب نہیں۔

والسلام

مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۱۰۰

مذکورہ بالا کے جواب میں نواب صاحب نے تحریر فرمایا:

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سیّدی ومولائی طبیب روحانی سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ۔ میری اپنی رائے تو یہی تھی کہ حضور ہی کوئی مہلت معقول عطا فرما دیتے مگر جب حضور (نے☆) مجھ پر چھوڑا تو یہ امر زیادہ ذمہ داری کا ہوگیا۔ اس لئے جہاں حضور نے یہ عنایت فرمائی ہے اتنی مہربانی اور ہو کہ میں ایک ماہ کے اندر سوچ کر عرض کر دوں کہ میں کب تک رخصتانہ کا انتظام کرسکتا ہوں ۔ اس کی صرف یہ ضرورت ہے کہ میں انتظام میں لگا ہوں ۔ پس اس عرصہ میں مجھ کو اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی ٹھیک معلوم ہو جائے گا کہ کس قدر عرصہ میں انتظام مکمل ہو جائے گا۔ حضور بھی دُعا فرمائیں کہ میں اس میں کامیاب ہوں ۔ میں آج کل ہر طرح کے ابتلاؤں (کے☆) نرغے میں ہوں ۔

راقم محمد علی خان

مکرر: اس عرصہ بعد مجھ کو جتنی مہلت کی ضرورت ہوگی عرض کر کے تاریخ مقرر کر دوں گا۔ باقی اختیار اللہ تعالیٰ کے ہیں وہی سامان کرنے والا ہے حضور کی دُعا کے ہم سب ہر وقت محتاج ہیں ۔

محمد علی خان

اس پر حضور نے تحریر فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مجھے منظور ہے امید کہ آپ ایک ماہ کے بعد مطلع فرمائیں گے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆ خطوط وحدانی والے لفظ خاکسار مرتب کی طرف سے ہیں ۔

حضرت حاجی سیٹھ

اللہ رکھا عبدالرحمٰن صاحب مدراسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

نام خطوط

سابقہ جلد پنجم حصہ اوّل

مرتبہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

صفحہ ۳۲۳ تا ۴۴۲

فہرست مکتوبات بنام

حضرت حاجی سیٹھ اللہ رکھا عبد الرحمٰن مدراسیؓ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

عرضِ حال

الحمدللّٰہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ والصلٰوۃ والسلام علٰی رسولہ محمد الْاُمّیّین وخاتم النّبیین وآلہ واصحابہ الطیبین وعلی خلفائہِ الراشدین المھدیّین۔

امابعد! خاکسار **ایڈیٹر الحکم** نہایت خوشی اور مسرت قلبی سے اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ جب سے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے اس کو اس چشمہ ہدایت کی طرف رہنمائی فرمائی اور اپنے فضل ہی سے اس کے ہاتھ میں قلم اور دل و دماغ میں قوت بخشی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی قلمی خدمت کے لئے اسے ایک جوش عطا فرمایا تب ہی سے اسے یہ آرزو ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے **ملفوظات۔مکتوبات** اور ہر ایسی تحریروں کو جمع کروں جو حضور کے قلم سے کسی وقت نکلی ہوں اور وہ کسی منتشر حالت میں ہوں یا اندیشہ ہو کہ وہ نایاب نہ ہو جائیں۔محض اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اسے یہ موقع دیا کہ وہ **الحکم** کے ذریعہ آپ کے **ملفوظات** اور **الہامات** اور **مکتوبات** وغیرہ کو ایک حد تک جمع کرسکا۔ **الحکم** کے ذریعہ اس سلسلہ میں فضل ربی سے بہت بڑا کام ہوا۔ پرانی تحریروں کے جمع کرنے میں بھی ایک حد تک کامیابی ہوئی ہے۔ پرانی تحریروں کے سلسلہ ہی میں مکتوبات کا سلسلہ شامل کر دیا گیا تھا۔ خدا کا شکر ہے کہ مکتوبات کے سلسلہ میں **پانچویں جلد** کا پہلا حصہ شائع کرنے کی توفیق پاتا ہوں۔اس پانچویں جلد کے کئی حصے ہوں گے کیونکہ اس جلد میں وہ مکتوبات آئیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخلص خدام کو لکھے تھے۔ پہلی جلد مکتوبات کی جب شائع کی گئی تھی۔ اس وقت میرا خیال تھا کہ دوسری جلد میں حضرت مولانا نورالدین صاحب کے نام کے مکتوبات درج کروں لیکن بعد میں میرا خیال ہوا کہ مخالفین اسلام کے نام کے مکتوبات کی جلدوں کو پہلے چھاپ دوں۔ اور مخلص خدام کے مکتوبات کا سلسلہ بعد میں رکھوں۔ چنانچہ آریوں۔ ہندوؤں۔ برہموؤں کے نام کے مکتوبات دوسری جلد میں اور عیسائی مذہب کے لیڈروں کے نام کے مکتوبات تیسری جلد

میں شائع ہو چکے ہیں۔ چوتھی جلد میں سلسلہ عالیہ کے تلخ ترین دشمن مولوی محمد حسین بٹالوی کے نام کے مکتوبات ہیں۔ یہ مکتوبات جمع ہو چکے ہیں اور جلد تر شائع ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ العزیز۔ **پانچویں جلد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلصین کی جلد ہے** اس کے متعدد حصے ہوں گے۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے۔ حصہ دوم میں حضرت چودھری رستم علی صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات ہیں۔

میں یہ بھی کوشش کر رہا ہوں کہ آئندہ جو مکتوبات طبع ہوں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ہی خط کے عکس میں شائع ہوں مگر یہ بہت محنت اور کوشش اور صرف کا کام ہے۔ احباب نے میری حوصلہ افزائی کی اور اس کام میں میری مالی مدد کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بعید نہیں کہ میں اس میں کامیاب ہو جاؤں کیونکہ اصل مکتوبات میرے پاس موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی اوّل اور آخر حمد ہے۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ادنیٰ خدمت گزار
خاکسار یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم

تراب منزل قادیان دارالامان
الحکم آفس ۱۰؍دسمبر ۱۹۱۸ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکتوب نمبر۱

مکرمی اخویم حاجی سیٹھ اللہ رکھا عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

کل کی تاریخ میں مبلغ سو روپیہ مجھ کو پہنچے۔ جزاکم اللہ خیراً، کوئی خط ساتھ نہیں آیا۔ اس لئے بدستخط خود رسید سے اطلاع دیتا ہوں۔ امید کہ ہمیشہ خیر خیریت سے مطلع اور مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔ مخالفوں کا اس طرف بہت غلبہ ہے۔ ایام ابتلا معلوم ہوتے ہیں خدا تعالیٰ ہر ایک مومن کو ثابت قدم رکھے۔ والسلام

۲۲ر اگست ۱۸۹۴ء　　　　خاکسار

غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲

مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آنمکرم کی طرف (سے) ایک دفعہ سو روپیہ اور ایک دفعہ تار کے ذریعہ ڈیڑھ سو روپیہ مجھ کو کل پہنچا۔ اللہ جلّشانہٗ بعوض ان دینی خدمات کے دنیا و آخرت میں آپ کو اجر بخشے۔ اور آپ کے ساتھ مجھ کو یہ روپیہ بہت ہے اس قدر کہ وقت پر کام دیا۔ ایسا اتفاق ہوا کہ عبداللہ آتھم عیسائی اور اس کا باقی گروہ جن کی نسبت پیشگوئی تھی کہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں ان کو ہر ایک طرح کا عذاب اور ذلّت پہنچے گی ان کی نسبت پیشگوئی پوری ہوئی مگر بعض شریر قبول نہیں کرتے۔ عبداللہ آتھم کی نسبت یہ الہام تھا کہ اگر وہ پندرہ مہینے تک حق کی طرف رجوع نہ کرے تو مر جائے گا۔ چنانچہ وہ پندرہ ماہ تک مارے خوف جان بلب رہا اور شہر بہ شہر موت سے ڈرتا پھرا اور اس کے دماغ میں بھی خلل آ گیا اور مجھ کو

خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اس نے پوشیدہ طور پر حق کی طرف رجوع کیا لہذا اس شرط کے موافق موت سے بچ گیا۔ گو **ھاویہ** کا مزہ دیکھ لیا۔ اس لئے میں نے عیسائیوں پر حجت ثابت کرنے کے لئے پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے اور اسی بارے میں ایک رسالہ **انوارالاسلام** چھاپا۔ اس پر آپ ہی کا روپیہ آمدہ خرچ ہوا۔ یہ اشتہار اور رسائل عنقریب آپ کی خدمت میں مرسل ہوں گے۔ ان کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی پیشگوئی کو پورا کیا اور عیسائیوں کے بحث کرنے والے گروہ کو طرح طرح کے عذاب اور دکھوں میں مبتلا کیا اور عبداللہ آتھم نے پوشیدہ طور پر حقانیت اسلام کو قبول کر لیا اور اگر عبداللہ آتھم انکار کریں کہ میں نے قبول نہیں کیا تو وہ ہم سے بلاتوقف ہزار روپیہ لے اور قسم کھا جائے اور اگر وہ قسم کھا کر ایک سال تک بچ گیا تو روپیہ اس کا ہوا اور نیز ہم اقرار کر دیں گے کہ ہمارا الہام غلط ہے۔ اس غرض سے یہ پانچ ہزار اشتہار چھپوایا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اچھی طرح کھول دیا ہے کہ اس کی رہائی محض اسلام کی طرف جھکنے سے ہوئی ہے لیکن اگر وہ ہزار روپیہ طلب کرے تو پہلے سے اس کا فکر ہو رہنا ضروری ہے۔ سو اگرچہ میں آپ کی متواتر خدمات کی وجہ سے کوئی تکلیف آپ کو دینا نہیں چاہتا مگر پھر خیال آتا ہے کہ ایسے کاموں میں اگر دوستوں کو نہ کہا جائے تو اور کس کو کہا جائے۔ میں خواہش رکھتا ہوں کہ چند دوست مل کر یہ ہزار روپیہ مجھ کو بطور قرضہ کے دے دیں۔ مگر ابھی میرے پاس بھیجا نہ جائے۔ اگر اس عیسائی نے مقابلہ کے لئے دم مارا اور روپیہ طلب کیا تو اس وقت بذریعہ تار بھیج دیں۔ یہ روپیہ محض میرے ذمہ ہوگا۔ اور خدا کے متواتر الہامات سے آفتاب کی طرح میرے پر روشن ہے کہ ہم فتح پائیں گے۔ لیکن ایک معاملہ کی بات کو طے کرنے کے لئے لکھتا ہوں کہ اگر محال کے طور پر جو بالکل محال ہے کافر بے دین فتح یاب ہوا تو یہ قرضہ بلا تامّل ادا کر دوں گا۔ ورنہ وہ ہزار روپیہ جو بطور امانت اس کے پاس ہوگا، واپس کر دیا جائے گا۔ مجھ کو اس کا کمال تردّد ہے خدا تعالیٰ بہم پہنچاوے اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہر طرح پر بہم پہنچاوے گا۔ وہ قادر مطلق ہے مگر اس وقت بھیجا جائے کہ جب میں طلب کروں اور لکھوں کہ اب بھیجا جائے ابھی اشتہار چھپ رہے ہیں۔ بلکہ جس وقت اشتہار رجسٹری کرا کر اس کے پاس پہنچایا جائے گا اور وہ روپیہ مانگے گا اس وقت درکار ہے۔ اوّل تو مجھے امید نہیں کہ وہ طلب کرے

کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور در حقیقت جیسا کہ الہام کا منشاء ہے اس نے اسلام کی طرف رجوع کیا ہے اور اگر طلب کرے تو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ذلیل ہو کر مرے گا اور ہزار روپیہ ضامنوں کے پاس باضابطہ تمسک لے کر رکھوایا جائے گا۔ امید کہ جواب سے مطلع فرماویں گے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام اور واضح کہ عبداللہ آتھم کے باقی گروہ کو جو فریق مباحثہ تھے ہر ایک طرح کا عذاب پہنچ گیا بلکہ موتیں بھی وارد ہوئیں جس کی نقل اشتہار میں درج ہے۔

فقط

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۸؍ستمبر ۱۸۹۴ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳

مشفق مکرمی ہمارے بہادر پہلوان حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تار پہنچا۔ حال یہ ہے کہ دروغ گو حق پوش عیسائی نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اس وقت دوسرا اشتہار لکھا جارہا ہے جس میں بجائے ایک ہزار دو ہزار روپیہ انعام رکھ دیا گیا ہے۔ امید نہیں اور ہرگز امید نہیں کہ اب بھی کھاوے لیکن یہ تمام ثواب آپ کے حصہ میں ہے۔ آپ اب بجائے ایک ہزار کے دو ہزار کی تیاری رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ پانچ ہزار تک یکے بعد دیگرے اشتہار دیئے جائیں اور میں چاہتا ہوں کہ یہ پانچ ہزار روپیہ کا ثواب آپ کو ملے۔ ہرگز امید نہیں کہ یہ پلید گروہ عیسائیوں کا مقابلہ پر آوے کیونکہ جھوٹے ہیں مگر خدا جانے اس تقریب سے کیا کیا ثواب آپ کو ملیں گے۔ ایسی صورت ہو کہ جب ہم آپ سے بذریعہ تار دو ہزار روپیہ طلب کریں تو بلا توقف پہنچ جائے اور اگر دو ہزار پر بھی یہ پلید گروہ خاموش رہے تو میں تین ہزار روپیہ کا اشتہار دوں گا تو بروقت طلب تین ہزار روپیہ پہنچنا چاہئے مگر ہمیں ہرگز امید نہیں کہ وہ نصرانی قسم کھاوے کیونکہ جھوٹا ہے۔ ان کی روسیاہی اور ان لوگوں کی روسیاہی مطلوب ہے جو مسلمان کہلا کر ان کے رفیق بن بیٹھے ہیں۔ شاید ایک

ہفتہ تک دو ہزار روپیہ کا اشتہار آپ کے پاس پہنچے گا اور غالباً یہ اشتہار دس ہزار تک چھپے گا۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد

(اس خط پہ تاریخ نہیں مگر مضمون سے معلوم ہوتا ہے ستمبر ۱۸۹۴ء کا ہے۔ ایڈیٹر)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴

مکرمی مخلص ومحبّ یک رنگ حاجی سیٹھ اللہ رکھا عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آنمکرم کے ایک سو روپیہ مرسلہ بذریعہ تارکل کی ڈاک میں مجھ کو ملا۔ خدا تعالیٰ ان خدمات کا بدلہ جو آپ للّٰہ کر رہے ہیں، دین و دنیا میں آپ کو عطا فرماوے اور ہر ایک قسم کی بلا اور آفت سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔ آپ کا روپیہ جس قدر دینی کاموں اور اغراض میں ہمیں کام آ رہا ہے۔ اس سے اطمینان دل کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ جلشانہٗ نے ثواب کبریٰ پہنچانے کا آپ کے لئے ارادہ فرمایا ہے۔ دنیا کی حقیقت خدا تعالیٰ کے نزدیک اس قدر ہیچ ہے کہ پَر پشہ کے برابر بھی نہیں اس لئے فاسق، فاجر اور بڑے بڑے کافر بھی اس میں شریک ہیں بلکہ دنیا میں زیادہ عروج انہیں کا نظر آتا ہے۔ پس نیک بخت مسلمان کے لئے جو سچا مسلمان ہے فکر آخرت مقدم ہے۔ دنیا میں ہم درختوں کے پتے کھا کر بھی گزارہ کر سکتے ہیں، فاقوں سے بھی بسر کر سکتے ہیں۔ لیکن آخرت کی ذلّت اور آخری محتاجگی ایک ابدی موت ہے۔ سو میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلّشانہٗ دنیا کی آفات سے محفوظ رکھ کر عاقبت کے مراتب نصیب کرے اور اپنی محبت عطا فرماوے۔ آمین۔ مجھے آپ سے دلی محبت ہے اور آپ کے لئے غائبانہ دعا کرتا رہتا ہوں اور آپ کے بھائی صالح محمد اور علی محمد اور یونس کے لئے بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ جلّشانہٗ دنیا کی بلاؤں سے بچاوے اور دین کی لغزشوں سے محفوظ رکھے۔

آپ کا پہلا روپیہ بھی پہنچ ☆ گیا۔ والسلام

۹ ؍دسمبر۱۸۹۴ء خاکسار

غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۵

محبّ یک رنگ مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اللہ رکھا۔ سلّمہٗ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل کی ڈاک میں بذریعہ تار مبلغ پانچ سَو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان لِلّٰہی خدمات کا دونوں جہان میں وہ اجر بخشے جو اپنے مخلص اور وفادار بندوں کا بخشتا ہے۔ آمین ثم آمین۔ یہ بات فی الواقعہ سچ ہے کہ مجھ کو آپ کے روپیہ سے اس قدر دینی کام میں مدد پہنچ رہی ہے کہ اس کی نظیر میرے پاس بہت ہی کم ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ آپ کو ان خدمات کا وہ بہ رحمت پاداش بخشے کہ تمام حاجات دارین پر محیط ہو اور اپنی محبت میں ترقیات عطا فرماوے۔ محض اللہ تعالیٰ کے لئے اس پُر آشوب زمانہ میں جو دل سخت ہو رہے ہیں آگے سے، آگے بڑھانا کچھ تھوڑی بات نہیں ہے۔ انشاء اللہ القدیر۔ آپ ایک بڑے ثواب کا حصہ پانے والے ہیں کچھ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ مجھ کو خواب آیا تھا کہ ایک جگہ میں بیٹھا ہوں یک دفعہ کیا دیکھتا ہوں کہ غیب سے کسی قدر روپیہ میرے سامنے موجود ہو گیا ہے۔ میں حیران ہوا کہ کہاں سے آیا۔ آخر میری یہ رائے ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے فرشتہ نے ہماری حاجات کے لئے یہاں رکھ دیا ہے۔ پھر ساتھ الہام ہوا کہ اِنِّیْ مُرْسِلٌ اِلَیْکُمْ ھَدِیَّۃً۔[1] کہ میں تمہاری طرف ہدیہ بھیجتا ہوں اور ساتھ ہی میرے دل میں پڑا کہ اس کی یہی تعبیر ہے کہ ہمارے مخلص دوست حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب اس فرشتہ کے رنگ میں متمثّل کئے گئے ہوں گے اور غالباً وہ روپیہ بھیجیں گے۔ اور میں نے اس خواب کو عربی زبان میں اپنی کتاب میں لکھ لیا۔ چنانچہ کل اس کی تصدیق ہوگئی۔ الحمد للہ! یہ قبولیت کی نشانی ہے کہ مولیٰ کریم نے خواب اور

---

[1] تذکرۃ صفحہ ۲۲۵۔ ایڈیشن چہارم ☆ الحکم ۲۱،۲۸ مارچ ۱۹۱۸ء صفحہ ۱۳

الہام سے تصدیق فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور فضل سے مکروہات سے بچاوے اور آپ کے ساتھ ہو۔ میں عنقریب ایک کتاب منن الرحمٰن نام شائع کرنے والا ہوں۔ شاید کل اس کے کاغذ کے لئے لاہور میں آدمی بھیج دوں۔ اس میں یہ بیان ہے کہ خدا تعالیٰ نے ہم پر کیا کیا فضل کئے اور قرآن کریم کی بعض آیتوں کی تفصیل ہوگی۔ غالباً عربی زبان میں معہ ترجمہ ہوگی۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔ ازطرف مجی اخویم مولوی حکیم نوردین صاحب السلام علیکم معلوم کریں۔

خاکسار

۱۷ر مارچ ۱۸۹۵ء مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ نقد مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا خدا تعالیٰ متواتر خدمات کے عوض میں آپ کو متواتر اپنے فضل اور جزا سے خوش کرے آمین ثم آمین۔ کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے، ابھی میں نہیں کہہ سکتا کہ کب ختم ہو۔ شاید اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دو ہفتہ تک ختم ہو جائے۔ یہ آپ کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ مشکلات میں آپ کی طرف سے مدد پہنچتی ہے اس ملک میں سخت قحط ہو گیا ہے۔ اور اب تک بارش نہیں ہوئی اور اب کی دفعہ ابتلا کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ کے اخراجات کا یہ حال ہے کہ علاوہ اور خرچوں کے دو سو روپیہ ماہوار کا آٹا ہی آتا ہے۔ اب میں خیال کرتا ہوں اور پانچ سو روپیہ کا آئے گا اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک چلے گا اور دوسرے اخراجات بھی مہمان داری کے ہوتے ہیں وہ بھی اس کے قریب قریب ہیں۔ چنانچہ ایندھن یعنی جلانے کی لکڑی وغیرہ غلہ کی طرح کمیاب ہوگئی ہیں اور ایسی کمیاب ہے کہ شاید اب کی دفعہ ڈیڑھ سو یا دو سو روپیہ ماہوار اسی کا خرچ ہو۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہی وقت نہ آ گیا ہو جو کہ احادیث میں پایا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مسیح موعود اور اس کی جماعت پر قحط کا سخت اثر ہوگا سو حیرت ہے کہ کیا کیا جائے۔ اگر دعا کے لئے وقت ملے تو دعا کروں ابھی تک ہماری جماعت میں سے اہل استطاعت میں سے

ایک آپ ہیں جو حتی الوسع اپنی خدمات میں تعہد رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ یا تو نادار ہیں یا سچا ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا لیکن ہمارے مرنے کے بعد بہت سے لوگ پیدا ہو جائیں گے کہ کہیں گے کہ اگر وہ وقت پاتے تو تمام مال اور جان سے قربان ہو جاتے مگر وہ بھی اس بیان میں جھوٹے ہوں گے۔ کیونکہ اگر وہ بھی اس زمانے کو پاتے تو وہ بھی ایسے ہی ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ ان میں سچا ایمان بخشے۔ خدا کے مامور جو آسمان سے آتے ہیں وہ اپنی جماعت کے ساتھ خرید اور فروخت کا سا معاملہ رکھتے ہیں۔ لوگوں سے ان کا چندروزہ مال لیتے ہیں اور جاودانی مال کا ان کو وارث بناتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ مشکلات کے وقت میں ایک اشتہار شائع کروں تا ہر ایک صادق کو ثواب کا موقع ملے اور اس میں کھلے کھلے طور پر آپ کا ذکر بھی کر دوں کیونکہ اب سخت ضرورت کا سامنا ہے اور ہمارے سیّد و مولیٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ضرورتوں کے وقت جب ایسا کرتے تھے تو صحابہ دل و جان سے اس راہ میں قربان تھے، جو کچھ گھروں میں ہوتا تھا تمام آگے رکھ دیتے تھے۔ غرض اسی طرح کا اشتہار ہوگا۔ والسلام ☆

۲۶ر ستمبر ۱۸۹۵ء خاکسار

مرزا غلام احمد

☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۷، ۳۸

مکتوب نمبر ۷

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل بذریعہ تار مبلغ یک صد روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو پہنچ گئے۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی** ۔ یہ ایک الطاف رحمانیہ ہے اور قبولیت خدمت کی نشانی ہے کہ آپ کی خدمات مالی سے اکثر پیش از وقت مجھ کو خبر دی جاتی ہے۔ اس لئے ایسا ہی اتفاق ہوا اور دوسروں کے لئے بہت ہی کم ایسا معاملہ وقوع میں آیا ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ عاجز ان دنوں بیمار رہا ہے اور اب بھی اکثر دردسر دورانِ سر کی بیماری لاحق ہے مگر الحمد للہ کہ ہزاروں خطرناک بیماریوں سے امن ہے۔ میری متواتر علالت طبع کے باعث سے رسائل اربعہ کے طبع میں توقف ہوا اب میں خیال کرتا ہوں کہ شاید یہ کام آخر نومبر ۱۸۹۶ء تک کامل ہو جائے۔ آئندہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے بخدمت محبی اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب بعد سلام علیکم۔ میری دانست میں سفر جاپان مناسب نہیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۶؍جون ۱۸۹۶ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸

مخدومی مخلصی محبی حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تین روز ہوئے کہ آپ کا لِلّٰہی عطیہ یعنی مبلغ سَو روپیہ بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا **جزاکم اللّٰہ خیرالجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی** ۔ جس قدر آپ اس محبت کے جوش سے جو بندگان خدا کو خدا تعالیٰ کی راہ میں ہوتے ہیں، خدمت مالی کر رہے ہیں اس کے عوض میں ہماری یہی دعا ہے کہ خدا کریم ورحیم آپ کو دنیا و آخرت میں لازوالی رحمتوں سے مالا مال کرے اور ہر ایک امتحان اور ابتلا سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ اس وقت انہیں رسائل کی تالیف میں مشغول ہوں۔ جن کا آنمکرم سے تذکرہ ہوا تھا۔ چونکہ بعض امور میں یہودیوں کی شہادتیں درکار تھیں اس لئے میرے وقت کا بہت حرج ہوا۔ اب صرف اُن امور مُستفسرہ سے ایک امر باقی ہے جس کی نسبت محبی منشی زین الدین محمد ابراہیم نے وعدہ کیا ہے کہ جلد میں اس کا جواب بھیج دوں گا اس کے بعد میری کارروائی جلد جلد انشاء اللہ خاتمہ کو پہنچے گی۔ خدا تعالیٰ ان پادریوں کے گروہ کو تباہ کرے۔ انہوں نے دنیا کو بہت نقصان پہنچایا ہے آمین۔ امید کہ ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع ومسرور الوقت فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۹؍ اگست ۱۸۹۶ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔
کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سَو روپیہ آنمکرم مجھ کو ملا اور حال خیر و عافیت معلوم ہوا ۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان مخلصانہ خدمات کا ثواب دارَین میں بخشے اور نیز آپ کے اموال میں برکت عطا کرے ۔

مکتوب نمبر ۱۰

مخدومی مکرمی حبی فی اللہ حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آن محبّ مجھ کو پہنچا ۔ اس کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ اس روپیہ کے پہنچنے سے تخمیناً سات گھنٹہ پہلے مجھ کو خدائے عزوجل نے اس کی اطلاع دی ۔ سو آپ کی اس خدمت کے لئے یہ اجر کافی ہے کہ **خدا تعالیٰ آپ سے راضی ہے ۔ اس کی رضا کے بعد اگر تمام جہاں ریزہ ریزہ ہو جائے تو کچھ پرواہ نہیں ۔ یہ کشف اور الہام آپ ہی کے بارہ میں مجھ کو دو دفعہ ہوا ہے ۔** فالحمدللہ الحمدللہ ۔ اس وقت میں تین رسالے اتمام حجت کے لئے تالیف کر رہا ہوں اور جو دوسرے رسالہ عیسائی مذہب پر لکھ رہا ہوں ۔ ان میں یہ ایک توقف ہے کہ چند یہودیوں اور .... کی کتابیں میرے پاس انگریزی میں پہنچی ہیں ۔ میں چاہتا ہوں کہ ان کا ترجمہ کرا کر کچھ ان کے مقاصد جو کارآمد ہوں ان رسائل میں درج کر دوں اور یہ رسالہ جواب چھپ رہا ہے ۔ غالباً وہ تین ہفتہ تک آپ کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا ۔ والسلام

۲/اکتوبر ۱۸۹۶ء　　خاکسار

مرزا غلام احمد

مکتوب نمبر ۱۱

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میں بباعث علالت طبع تین روز جواب دینے سے قاصر رہا۔ آپ کی تشریف آوری کے ارادہ سے نہایت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ خیر اور فضل اور عافیت سے پہنچاوے۔ امید کہ بعد تین دن کے استخارہ مسنونہ جو سفر کے لئے ضروری ہے، اس طرف کا قصد فرماویں۔ بغیر استخارہ کے کوئی سفر جائز نہیں۔ ہمارا اس میں طریق یہ ہے کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ پہلی رکعت میں سورۃ قُلْ یَآاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھیں۔ یعنی **الحمد** تمام پڑھنے کے بعد ملا لیں۔ جیسا کہ سورۃ فاتحہ کے بعد دوسری سورۃ ملایا کرتے ہیں اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر سورۃ اخلاص یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ملا لیں اور پھر التحیات میں آخر میں اپنے سفر کے لئے دعا کریں کہ یا الٰہی! میں تجھ سے کہ تو صاحب فضل اور خیر اور قدرت ہے، اس سفر کے لئے سوال کرتا ہوں کیونکہ تو عواقب الامور کو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہر ایک امر پر قادر ہے اور میں قادر نہیں۔ سو یا الٰہی! اگر تیرے علم میں یہ بات ہے کہ یہ سفر سراسر میرے لئے مبارک ہے، میری دنیا کیلئے، میرے دین کیلئے اور میرے انجام امر کیلئے اور اس میں کوئی شر نہیں۔ تو یہ سفر میرے لئے میسر کر دے اور پھر اس میں برکت ڈال دے اور ہر ایک شر سے بچا۔ اور اگر تُو جانتا ہے کہ یہ سفر میرا میری دنیا یا میرے دین کے لئے مضر ہے اور اس میں کوئی مکروہ امر ہے تو اس سے میرے دل کو پھیر دے۔ اور اس سے مجھ کو پھیر دے آمین۔ یہ دعا ہے جو کی جاتی ہے۔ تین دن کرنے میں حکمت یہ ہے کہ تا بار بار کرنے سے اخلاص میسر آوے۔ آج کل اکثر لوگ استخارہ سے لاپرواہ ہیں۔ حالانکہ وہ ایسا ہی سکھایا گیا ہے جیسا کہ نماز سکھائی گئی ہے۔ سو یہ اس عاجز کا طریق ہے کہ اگرچہ دس کوس کا سفر ہو تب بھی استخارہ کیا جاوے۔ سفروں میں ہزاروں بلاؤں کا احتمال ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ استخارہ کے بعد متولّی اور متکفّل ہو جاتا ہے اور اس کے فرشتے اس کے نگہبان رہتے ہیں جب تک اپنی منزل تک نہ پہنچے۔ اگرچہ یہ دعا تمام عربی میں موجود ہے۔ لیکن اگر

یاد نہ ہوتو اپنی زبان میں کافی ہے اور سفر کا نام لے لینا چاہئے کہ فلاں جگہ کے لئے سفر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا ہر جگہ حافظ ہو لیکن ہماری طرف سے شرط یہ ہے کہ ایام سابق کی طرح آپ صرف دس پندرہ دن نہ رہیں، چالیس دن سے کسی طرح کم نہ رہیں۔ ہر ایک جدائی کے بعد معلوم نہیں کہ پھر ملنا ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہ دنیا سخت بے ثبات اور ناپائیدار ہے۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا اس میں کیا عمدہ سبق ہے۔

بلبلے زار زار می نالید　　بر فراق بہار و وقت خزاں
گفتمش صبر کن کہ باز آید　　آن زمان شگوفہ و ریحان
گفت ترسم بقا وفا نکند　　ورنہ ہر سال گل دہد بستان

☆ والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد
۱۴؍نومبر ۱۸۹۶ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۲

مخدومی مکرمی حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل تار کے ذریعہ سے مبلغ سو روپیہ مجھ کو آپ کی طرف سے پہنچ گیا۔ اللہ جلّشانہ آنمکرم کو ان لِلّٰہی خدمات کا دونوں جہاں میں اجر بخشے اور آپ کو محبت میں اپنی ترقیات عطا فرماوے اور آپ کے ساتھ ہو۔ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ اپنی کسی کتاب میں محض بھائیوں کی دعا کے لئے آنمکرم کی دینی خدمات کا کچھ حال لکھوں۔ کیونکہ اس میں دوسروں کو نمونہ ہاتھ آتا ہے اور محبانِ اسلام غائبانہ دعا سے یاد کرتے ہیں اور آئندہ آنے والی نسلیں اس سے فائدہ اٹھاتی ہیں اور نیز چاہتا ہوں کہ آپ کے ساتھ چند اور دوستوں کا بھی ذکر کروں۔ کیونکہ اللہ جلّشانہ قرآن شریف میں ترغیب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ جیسا کہ تم بعض اپنے نیک اعمال کو پوشیدہ کرتے ہوایسا ہی بعض

☆ اخبار الحکم ۲۱، ۲۸؍ مارچ ۱۹۱۸ء صفحہ ۱۳، ۱۴

اوقات ان کو لوگوں پر ظاہر کرو تا لوگ تمہارے نمونہ پر چلیں۔ کیونکہ انسان کی عادت ہے کہ نمونہ دیکھ کر اس میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ سو امید رکھتا ہوں کہ اگر آئندہ کسی رسالہ میں جلد یا دیر سے ایسا لکھوں تو آپ اس سے موافقت ظاہر کریں۔ ہمارے کام محض اللہ جلّشانہ کے لئے ہیں اور کسی کی نسبت وہ حالات اور واقعات جو لکھے جائیں حاشا وکلّا اس کی خوشامد کے لئے ہرگز نہیں اور نہ اس کے خوش کرنے کے لئے، کہ یہ سخت معصیت ہے۔ بلکہ نمونہ دکھلانے کے لئے صحت نیت سے محض لِلّٰہِ ہوگا وَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور عنقریب بعض کاغذ دستخط کے لئے آنمکرم کی خدمت میں بھیجے جائیں گے امید کہ آنمکرم بہت کوشش کر کے ان کی تعمیل کر دیں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۱۳

مجی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج کی ڈاک میں مجھ کو آپ کا خط ملا۔ آپ کی بہو کی علالت طبع کا حال معلوم کر کے نہایت تردّد ہوا۔ اسی وقت دعا کی گئی۔ اللہ جلشانہٗ آپ پر رحم فرماوے اور صدمات سے محفوظ رکھے۔ میں انشاء اللہ القدیر بہت دعا کروں گا۔ دنیا جائے ابتلا اور جائے امتحان ہے۔ یہ مرض درحقیقت بہت خطرناک اور نازک ہے اور رِئیہ زیادہ آفت کا تحمل نہیں رکھتا اور گل جاتا ہے اور رِئیہ کی آفت کے ساتھ جو لازمی تپ ہو وہ دق کہلاتی ہے۔ اللہ جلّشانہٗ اس بلا سے بچاوے اور اس آفت سے محفوظ رکھے۔ کہتے ہیں کہ مچھلی کا تیل اس کے (لئے) مفید ہوتا ہے اور بکری کے پایہ کی یخنی بھی مفید ہے۔ برعایت ظاہر اسباب کسی حاذق ڈاکٹر سے علاج کرانا چاہئے اور یہ عاجز دعا کرتا رہے گا۔ اللہ جلّشانہٗ شفا بخشے۔ آمین ثم آمین۔

مکتوب نمبر۱۴

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج کی ڈاک میں مبلغ ایک سوروپیہ آنمکرم مجھ کوملا۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی۔ الحمد للّٰہ والمنۃ**۔ آپ میں صحابہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاص اور صدق کا رنگ پایا جاتا ہے۔ خداتعالیٰ آپ کا نگہبان ہو۔ اور تمام مکروہات سے آپ کو محفوظ رکھے۔ آمین۔ اس ملک میں اگرچہ غربا اور مساکین کثرت سے ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں مگر ابھی تک متعصب مولوی اسی اپنے بخل پر قائم ہیں اور ہر ایک طرح سے منہ کھول کر لوگوں کو حق کے قبول کرنے سے روکنا چاہتے ہیں۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ چند روز ہوئے ہیں کہ خداتعالیٰ کی طرف سے یہ مبشر الہام مجھے ہوا ہے۔ **انی مع الافواج اٰتیک بغتۃً**[۱] ترجمہ یعنی میں فوجوں کے ساتھ ناگاہ ترے پاس آنے والا ہوں۔ یہ کسی عظیم الشان نشان کی طرف اشارہ معلوم ہوتا ہے اور ظاہر بھی ہے کہ بجز آسمانی نشانوں کے دنیا حق کی طرف جھکتی نظر نہیں آتی۔ تعصب بہت بڑھ گیا ہے۔ بخدمت عزیزی سیٹھ صالح محمد صاحب اور محبی مشفقی مرزا خدابخش صاحب اگر وہاں ہوں۔ السلام علیکم۔ والسلام

۳؍جنوری ۱۸۹۷ء　　　　خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

۱؎ تذکرہ صفحہ ۲۴۲، ۲۴۳۔ ایڈیشن چہارم

مکتوب نمبر۱۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ ۔

بذریعہ تار مرسلہ آنمکرم بخیر و عافیت پہنچا معلوم ہوا۔ **الحمدللّٰہ علی ذالک** امید کہ حالات خیریت آیات سے مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ اس جگہ بفضلہٖ ربی خیریت ہے۔ اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب ومولوی سلطان محمود صاحب و دیگر احباب السلام علیکم۔ خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ
۲ رفروری ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۶

مخدومی مکرمی اخویم سراپا محبت واخلاص حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس وقت ۲۴ ؍ مارچ ۹۷ء میں مبلغ سورو پیہ بذریعہ تار مرسلہ آن مخدوم مجھ کو ملا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اس لِلّٰہی ہمدردی اور خدمت کے اپنے پاس سے اپنے لطف و احسان سے جزا بخشے اور اس دارالفتن میں تمام مکروہات سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ امید ہے کہ لیکھرام پشاوری کے متعلق دونوں قسم کے دو ورقہ اور ورقہ اشتہار پہنچ گئے ہوں گے اور دو رسالہ لکھے جارہے ہیں۔ جس وقت تیار ہوں گے انشاء اللہ خدمت میں بھیج دئے جائیں گے۔ تمام احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔

خاکسار

مرزا غلام احمد
۲۵ ؍ مارچ ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۷

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

کل کی ڈاک میں ایک نہایت عمدہ ریشمی تھان اطلس مرسلہ آنمکرم بذریعہ پارسل ڈاک مجھ کو ملا ۔ خدا تعالیٰ متواتر اور متوالی خدمات کا دونوں جہان میں آپ کو ثواب بخشے اور آپ پر راضی ہو اور اس بے ثبات دنیا کی مکروہات سے امن میں رکھے ۔ آمین ثم آمین ۔ یہ عاجز بفضلہٖ تعالیٰ بخیر وعافیت ہے اور تمام احباب اور اخویم مولوی سید محمد احسن صاحب بخیر وعافیت ہیں ۔ اس جگہ کے احباب کی خدمت میں السلام علیکم ۔

خاکسار

۲۱؍رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۸

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سَو روپیہ مرسلہ آں مکرم مجھ کو پہنچا **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء و احسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی** ۔ اس جگہ ہندوؤں کے ہر روزہ مقابلہ سے نہایت کم فرصتی رہتی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی فضل وکرم سے کوئی نشان دکھانے والا ہے ۔ امید کہ آنمکرم اپنی خیر وعافیت اور تمام عزیزوں کی خیر وعافیت سے مطمئن فرماتے رہیں ۔ بخدمت مجی سیٹھ صالح محمد صاحب السلام علیکم ۔ جو آپ نے کپڑے اور کڑے لڑکی کے لئے بھیجے تھے وہ سب پہنچ گئے ہیں ۔ باقی خیریت ہے ۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۱۹

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ ۔

آنمکرم کا خط پہنچا۔ میں آپ کے لئے بہت دعا کروں گا ۔ آپ خداوند کریم پر بہت توکّل اور بھروسہ رکھیں آں مکرم آپ سچے دل سے ہمارے اس سلسلہ کے خادم ہیں ۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا ۔ ہم نے دینی مصلحت اور شکر الٰہی کے طور پر ایک کتاب تحفہ قیصریہ نام بطور ہدیہ قیصرہ ہند کی خدمت میں بھیجنے کے لئے تجویز کی تھی ۔ آج ایک خواب سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید اس ارادہ میں کامیاب نہ ہو ۔ ایک الہام میں ہماری جماعت کے ایک ابتلا کی طرف بھی اشارہ ہے مگر انجام سب خیر و عافیت ہے ۔ خدا تعالیٰ نہایت توجہ سے اس سلسلہ کی مدد کرنا چاہتا ہے یہ الہام کہ انی مع الافواج اٰتِیْکَ بَغْتَۃً[1] صاف دلالت کر رہا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کوئی اور نشان ظہور میں آنے والا ہے ۔ باقی خیریت ہے ۔ بخدمت محبی سیٹھ صالح محمد صاحب السلام علیکم ۔ اور اگر محبی مرزا خدا بخش صاحب ہوں تو ان کی خدمت میں بھی السلام علیکم ۔

خاکسار

مرزا غلام احمد

۹ ؍ جون ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۵۶ ۔ ایڈیشن چہارم

مکتوب نمبر ۲۰

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ ۔

مجھے بذریعہ اس خبر کے پہنچنے سے کہ آں مکرم کے گھر کے لوگوں نے یکدفعہ انتقال کیا، اس قدر حزن وغم ہوا کہ تحریر سے باہر ہے ۔ اللہ جلّشانہٗ آپ کو صبر بخشے ۔ علاوہ مفارقت کے خانہ داری امور کی ابتری ایک مصیبت ہے مگر چونکہ اللہ جلّشانہٗ کا یہ فعل ہے اس لئے استقلال کے ساتھ صبر کرنا چاہئے اور شریعت اسلام میں اور احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات کی تاکید پائی جاتی ہے کہ دوسری شادی کریں ۔ میرے نزدیک یہ بہت مناسب ہے ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے ۔ میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے اور میں چندروز سے بعارضہ درد پہلو اور تپ اور کھانسی بیمار ہوں اور آپ کی نہایت محبت اس خط کے لکھنے کا موجب ہوئی ورنہ میں اپنے ہاتھ سے بباعث ضعف کے خط نہیں لکھ سکتا ۔ اسی وقت مبلغ یک صدروپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو پہنچا **جزاکم اللّٰہ خیرا لجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی** ۔ زیادہ خیریت ہے ۔ والسلام

یکم جولائی ۱۸۹۷ء

خاکسار

مرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۱

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

کل محبت نامہ آنمکرم مجھ کو ملا۔ یہ عاجز کئی دن تک دردگردہ اور کھانسی شدید میں مبتلا رہا۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ تخفیف ہے۔ انشاء اللہ آرام کُلّی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے۔ آپ کے قادیان آنے کے ارادہ سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ جلشانہٗ آپ کے درخت کارخانہ مقصد کو کامیابی کے ساتھ پورا کرے پھر آپ ستمبر ۱۸۹۷ء کے آخری ہفتہ میں اس طرف کا قصد کریں۔ کیونکہ اوائل ستمبر میں گرمی بہت ہوتی ہے اور یہ مہینہ عمدہ حالت پر نہیں ہوتا۔ اسی مہینہ میں اس ملک میں موسمی اور وبائی بیماریاں ہوتی ہیں مگر اس کے ختم ہونے پر سردی شروع ہو جاتی ہے اور اکتوبر کا مہینہ گویا سردی کا پیغام رسان ہوتا ہے۔ اس لئے اس ملک کی طرف جو سفر کیا جائے وہ ستمبر کے آخر یا اکتوبر کی پہلی تاریخ بہت مناسب ہے تا گھبراہٹ اور گرمی کے دن نکل جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ اور آپ کے صدق اور اخلاص اور محبت کا آپ کو اجر بخشے۔ باقی خیریت ہے۔ بخدمت جمیع اعزّہ جو حاضر الوقت ہوں۔ السلام علیکم۔

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مورخہ ۷؍جولائی ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۲

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو ملا۔ سبحان اللہ! کس قدر لِلّٰہی ہمدردی آپ کے دل و جان میں ڈال دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور ایسی تمام خدمات کا جن کو وہ دیکھ رہا ہے وہ اجر بخشے جو اس کی رحمت اور کرامت کے مناسب ہے۔ آمین۔ بباعث رمضان ابھی کوئی کتاب چھپی نہیں۔ انشاء اللہ بعد رمضان کام طبع بعض رسائل شروع ہوگا۔ اس وقت میں جو قریب غروب ہے طبیعت نہایت کمزور ہو جاتی ہے، زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ تمام احباب کی خدمت میں السلام علیکم۔

خاکسار

۲۶؍جولائی ۱۸۹۷ء مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆☆☆

مکتوب نمبر۲۳

محبی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ یکصد مرسلہ آنمکرم مجھ کو عین ضرورت کے وقت میں ملا۔ اللہ اللہ حصہ ثواب آخرت آپ کے لئے بہت بڑا مقدر ہے۔ کبھی کسی نے کسی منجانب اللہ کی اس اخلاص سے خدمت نہیں کی جس کو خدا تعالیٰ نے ضائع کیا ہو یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور رحمت اور اس کے لطف و احسان کا ایک مقدمہ ہے کہ دلی صدق اور صفا اور اخلاص سے آپ خدمت میں مشغول ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ[1] بخدمت جمیع احباب السلام علیکم۔ چونکہ اس جگہ وہ مسجد جس

[1] التوبۃ:۱۲۰

میں پانچ وقت نماز پڑھی جاتی ہے، بہت تنگ ہے اور کثرت نمازیوں کی ہوتی ہے اس لئے نہایت ضرورت کی وجہ کے باعث یہ تجویز کی گئی ہے کہ اپنے احباب کے چندہ سے یہ مسجد توسیع کی جائے۔ شاید اشتہار آج چھپ گئے ہوں گے۔ آن مکرم کی خدمت میں بھی پہنچیں گے۔ مدراس میں جس قدر دوست اور مخلص ہوں اگر وہ اس مسجد کی توسیع کے لئے کچھ مدد فرمائیں تو بہت ثواب ہوگا۔ یہ ایک خاص فضیلت کی مسجد ہے جس کا براہین احمدیہ میں ذکر ہے۔ توکلاً علی اللہ پرسوں تک عمارت شروع کرادی جاوے گی بالفعل قرضہ کے طور پر اینٹوں وغیرہ کا بندوبست کیا گیا ہے۔ پھر جیسا جیسا چندہ آوے گا قرضہ والوں کو دیا جاوے گا۔ والسلام

۳۱؍جولائی ۱۸۹۷ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ عاجز اب تک آنکھوں کے آشوب سے بیمار رہا اس لئے واقعہ وفات فرزند مرحوم اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب پر عزا پُرسی نہ کرسکا اور نہ آپ کی طرف کوئی خط لکھ سکا۔ اب کچھ کچھ آرام ہے۔ مگر ابھی تک آنکھ کمزور ہے۔ ہمیں وفات فرزند دلبند سیٹھ صالح محمد صاحب کا سخت رنج ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر عطا فرماوے چندہ مسجد دوسو روپیہ بہ تفصیل ذیل پہنچا۔ آپ کی طرف سے پچاس روپیہ، اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب پچیس روپے، اخویم حاجی مہدی بغدادی صاحب پچیس روپے، اخویم دال جی لال جی صاحب پچاس روپے، اخویم اسحاق اسمٰعیل صاحب سیٹھ پچیس روپے، اخویم سیٹھ عبدالرحیم احمد صاحب پچیس روپے اور دوسری مد میں آپ کی طرف سے سَو روپیہ

پہنچا۔ اللہ تعالیٰ تمام احباب کو ان کی خدمات کا اجر بخشے آمین ثم آمین۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں گے اور قبل روانگی مجھے اطلاع بخشیں کہ فلاں تاریخ تک اس طرف سفر کرنے کا ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک غم سے نجات بخشے اور کامیابی عطا فرماوے اور بلاؤں سے محفوظ رکھے بفضلہٖ وکرمہٖ۔ آمین ثم آمین۔

خاکسار

۹؍اکتوبر ۱۸۹۷ء مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۵

مجی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ بذریعہ تار مرسلہ آنمکرم مجھ کو ملا جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْراً واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی۔ خدا تعالیٰ آپ کو خوش رکھے اور مکروہات دنیا وآخرت سے بچاوے اور اپنی محبت سے بہرہ وافرہ بخشے آمین ثم آمین۔ اس جگہ چند کتابیں بڑی سرگرمی سے چھپ رہی ہیں۔ امید کہ دو تین ہفتہ تک بعض کتابیں چھپ جائیں گی۔ تب آنمکرم کی خدمت میں بھی مرسل ہوں گی۔ باقی بفضلہٖ تعالیٰ ہر طرح خیریت ہے تمام احباب اور دوستوں کو السلام علیکم۔

خاکسار

۲۱؍اکتوبر ۱۸۹۷ء مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

کل کی ڈاک میں آپ کا عنایت نامہ ملا ۔نہایت تشویش ہوئی ۔ اللہ تعالیٰ رحم کرے ۔کل میں ایک مقدمہ کی گواہی پر جوکسی شریر نے ناحق لکھا دی ہے اور سمن جاری کرا دیا ہے، ملتان جاؤں گا شاید کہ ۳۰ر اکتوبر ۹۷ء تک واپس آ ؤں ۔ میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ چالیس روز تک قبلہ وحید سے آپ کے لئے دعا کروں ۔ابھی سے میں نے شروع کر دی ہے ۔انشاء اللہ سفر سے واپس آ کر برابر چالیس روز تک دعا کروں گا اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حالت پر رحم فرماوے ۔آپ حمایت سلسلہ میں ایسے سرگرم ہیں کہ دل وجان سے آپ کے لئے دعا نکلتی ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے آپ تسلی رکھیں کہ بہت ہی توجہ سے آپ کے لئے دعا کی جاتی ہے ۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۸ر اکتوبر ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۷

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں نہایت توجہ سے آپ کے لئے مصروفِ دعا ہوں اور ہمارا خداوند کریم بے حد وشمار غفور رحیم ہے۔ اس پر اوراس کے فضل پر پورا بھروسہ رکھنا چاہئے۔ میں اس دعا کو چھوڑنا نہیں چاہتا جب تک اس کے آثار ظاہر ہوں۔ اس کے کاموں سے کیوں ڈرنا چاہئے جو معدوم کر کے پھر موجود کر سکتا ہے۔ آپ تمام شجاعت اور بہادری سے اور اولوا العزمی سے خدا تعالیٰ کے فضل کے امیدوار رہیں۔ جو لوگ صبر سے اس کے فضل کے منتظر رہتے ہیں وہی لوگ اس دنیا میں اوّل درجہ کے خوش قسمت ہیں۔ آپ کی ملاقات کیلئے بہت اشتیاق ہے مگر میں نہیں چاہتا کہ بے صبری اور گھبراہٹ سے آپ آویں اور مجھ کو ہر وقت اپنے حال پر متوجہ سمجھیں۔ خدا تعالیٰ آپ کے خوشی کے ایام جلد لاوے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

۹ رنومبر ۱۸۹۷ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز دعا میں بدستور مشغول اور انشاء اللہ القدیر اسی طرح مشغول رہے گا۔ جب تک آثار خیر وبرکت ظاہر نہ ہوں۔ دیر آید درست آید۔ میرے نزدیک بہتر ہے کہ آپ بھی اس تشویش کے وقت اکیس مرتبہ کم سے کم استغفار اور سو مرتبہ درود شریف پڑھ کر اپنے لئے دعا کر لیا کریں اور اب سے مجھے یہ بھی خیال آیا ہے کہ آپ اگر اس تردّد کے وقت میں قادیان تشریف لاویں تو غالباً دعا کی قبولیت کے لئے یہ تکلیف کشی اور بھی زیادہ موثر ہوگی سو اگر موانع اور حارج پیش نہ

ہوں تو بعد استخارہ مسنون ان دنوں میں جو سفر کے بہت مناسب حال ہیں، تشریف لاویں۔ لیکن اگر راہ میں بوجہ بیماری طاعون کے تکلیف قرنطینہ درپیش ہو اور کچھ تکلیف دہ روکیں ہوں جس کی مجھے اطلاع نہیں ہے تو اس امر کو خوب دریافت کر لیں۔ غرض تشریف لانے کے یہی دن ہیں۔ شاید آپ کا یہ کام ہی جناب الٰہی میں قابل رحم تصور ہو مگر میں بار بار آپ کو وصیتاً بھی کہتا ہوں کہ یہ تکالیف خدا تعالیٰ کے نزدیک کچھ چیز نہیں ہیں، صرف ثواب اور اجر دینے کیلئے خدا تعالیٰ امتحان میں ڈالتا ہے اس لئے آپ بہت استقلال اور مردانہ شجاعت اور بہادری سے بڑے قوی صبر سے ساتھ روز کشائش کے منتظر رہیں کہ جب وہ وقت آئے گا تو ایک دم میں فضل الٰہی شامل حال ہو جائے گا۔ آپ کیلئے اس خلوص اور توجہ کے ساتھ دعا کر رہا ہوں کہ جس سے بڑھ کر متصوّر نہیں۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

۱۳/ نومبر ۱۸۹۷ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آج کئی دن کے بعد آنمکرم کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ میں اوّل بمقام ملتان ایک گواہی کے لئے گیا تھا۔ پھر وہاں سے آکر دو مرتبہ سخت بیمار ہو گیا۔ ایک دفعہ شدت بیماری سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آخری دم ہے۔ ان حالات میں بھی میں آپ کے لئے دعا کرتا رہا۔ اب میں نے پختہ ارادہ کیا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے جیسا کہ میں نے وعدہ کیا ہے آپ کے لئے بہت دعا کروں جب تک اس دعا کا وقت پہنچ جائے کہ اللہ تعالیٰ قبولیت سے بشارت بخشے۔ سو آپ مطمئن رہیں وہ خدا جس پر ہم ایمان لاتے ہیں وہ نہایت کریم اور رحیم ہے اور آخر اپنے ضعیف بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے مومن کو چاہئے کہ ایک بہادر کی طرح ان کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ مومن کو تباہ کرنا نہیں چاہتا بلکہ ابتلاؤں کو اس لئے نازل کرتا ہے کہ اس کے گناہ بخشے اور اس کا مرتبہ زیادہ کرے۔ میں آپ کے لئے بہت جدوجہد سے دعا کروں گا اور خدا تعالیٰ پر یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری دعا کو

ضائع نہ کرے گا اور یہ خط رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہفتہ عشرہ میں آپ ضرور میری طرف خط مفصل لکھ دیا کریں۔ والسلام

۱۶؍نومبر ۱۸۹۷ء　　　خاکسار

مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۰

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج آں مکرم کا دوسرا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے اضطراب پر دل نہایت دردمند ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ ایسا کرے کہ مجھے جلدتر خوشخبری کا خط پہنچے۔ میں سرگرمی سے دعا میں مشغول ہوں اور میری وہ مثال ہے کہ جیسے کوئی نہایت احتیاط سے کسی نشانہ پر تیر مار رہا ہے کہ امید ہے کہ جلد یا کچھ دیر سے تیر بہدف ہو۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں آپ سے زیادہ اس غم میں آپ کا شریک ہوں۔ آپ خدائے کریم ورحیم پر پورا پورا بھروسہ رکھیں کہ ہم امید رکھتے ہیں کہ ایک دن خداتعالیٰ ہماری دعا سن لے گا۔ اِنَّهٗ لَا یَایْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ[1] امید کہ حالات سے جلد جلد مطلع فرماتے رہیں اور میری نصیحت یہی ہے کہ آپ نہ گھبرائیں اور نہ مضطر ہوں اور رحیم وکریم پر پورا یقین رکھیں کہ اس کی ذات عجیب در عجیب قدرتیں رکھتی ہے جن کو صبر کرنے والے آخرکار دیکھ لیتے ہیں اور بے صبر شامت بے صبری سے محروم رہ جاتے ہیں بلکہ ان کا ایمان بھی معرضِ خطر میں ہی ہوتا ہے۔ خداتعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین ثم آمین۔ میرے نزدیک بہتر خیال ہے کہ ان دنوں میں آپ استغفار اور درود شریف کا التزام بہت رکھیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جلدتر کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام

۲۶؍نومبر ۱۸۹۷ء　　　خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

---

[1] یوسف: ۸۸

مکتوب نمبر ۳۱

مخدومی مکرمی اخویم حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز نہایت جوش سے آپ کیلئے دعا کررہا ہے اور امیدوار ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد یا دیر سے دعا کو قبول فرماوے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل سے ناامید نہیں ہونا چاہئے کہ اسے فضل کرتے دیر نہیں لگتی اور میں برابر توجہ سے دعا کرتا ہوں اور کروں گا جب تک آثار ظاہر ہوں۔ آپ کی ملاقات کو تو دل بہت چاہتا ہے مگر میں مناسب نہیں دیکھتا کہ ایسی صورت میں آپ سفر کریں کہ کوئی حرج ہو یا حرج ہونا ممکن ہو، ہاں اگر بغیر حرج کے ملاقات ہوسکتی ہے تو قصد فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو۔ اگر سفر کا قصد ہو تو روانگی سے پہلے اطلاع بھی بخشیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۷؍دسمبر ۱۸۹۷ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل کی تاریخ مبلغ ایک سورو پیہ مرسلہ آنمکرم ڈاک کی معرفت مجھ کو ملا۔ **جزاکم اللّٰہ خیرًا۔** اللہ تعالیٰ آپ کو ہر ایک متردّد سے نجات بخشے۔ بہو کی بیماری بھی بہت تردّد کی جگہ ہے۔ اللہ جلّشانہٗ ان کو شفا عطا فرماوے آمین ثم آمین۔ یہ عاجز قریباً دس روز سے بیمار ہے، نزلہ اور کھانسی اور زکام کا اس قدر غلبہ ہے کہ طبیعت پریشان ہے اور رات کو نیند نہیں آتی گو میں اب بھی آپ کے تردّدات اور بیماری بہو کے لئے دعا کرتا ہوں مگر جس وقت اللہ جلّشانہٗ نے مجھے شفا بخشی تب نہایت توجہ سے دعا کروں گا۔ اس وقت صحت کی حالت ایسی خراب ہے کہ بعض وقت زندگی کا خاتمہ معلوم ہوتا ہے مگر اللہ تعالیٰ پر ہر طرح سے بھروسہ ہے۔ وہ قادر اور کریم اور رحیم ہے۔ میں نے جو دعا اور طاعون کے بارے میں ایک رسالہ شروع کیا تھا اسی بیماری کی وجہ سے اس میں توقف ہو گیا۔ کیونکہ نہایت ضعف اور سیلان دماغ کی وجہ سے میں تحریر سے عاجز ہوں۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مجھے مطلع فرماتے رہیں۔ میں اس وقت زیادہ طاقت نہیں رکھتا۔ گلا بھی پکا ہوا اور گلٹیاں سی معلوم ہوتیں ہیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۱۰/ مارچ ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۳۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ عین انتظار میں پہنچا۔آپ کی خدمت میں ایک خط پہلے لکھ چکا ہوں امید کہ پہنچ گیا ہوگا۔میری طبیعت ابھی علیل ہے کھانسی اور زکام کا بہت زور ہے مگر آپ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ امید کہ انشاء اللہ القدیر کسی وقت وہ دعا میسر آجائے گی۔جس سے پورے طور پر کامیابی حاصل ہو۔ بوجہ ضعف و علالت ابھی میں بہت توجہ سے قاصر ہوں۔ میں نے جو اپنی نسبت بعض خوابیں اور الہامات دیکھے ہیں۔ میں ان سے حیران ہوں۔ دومرتبہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا مجھے مرض طاعون ہوگئی ہے اور ورم طاعون نمودار ہے۔اب آج بھی یہی خواب آئی ہے۔اسی کے قریب قریب ایک الہام بھی ہے جو کسی رنج اور بلا پر دلالت کرتا ہے اور معبّرین نے طاعون سے مراد کبھی تو طاعون اور کبھی خارش اور حکاّم کی طرف سے کوئی عذاب وتکالیف اور کبھی کوئی اور فتنہ رنج دہ مراد لیا ہے،معلوم نہیں کہ اس خواب کی کیا تعبیر ہے۔اور طاعون اب ہمارے گاؤں سے صرف سات کوس کے فاصلہ پر ہے۔اللہ تعالیٰ اپنی بلاؤں کا محافظ ہو۔ میں اپنے بدن میں اس قدر ضعف محسوس کرتا ہوں کہ اس قدر خط بھی مشکل سے لکھا گیا ہے۔زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۲۵/مارچ ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اس عاجز کی طبیعت ہنوز کسی قدر علیل ہے کھانسی اور زکام کا عارضہ ہے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شفا بخشے گا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جس وقت مجھے وہ دعا آئی جو اپنی قبولیت ساتھ رکھتی ہے تو اللہ تعالیٰ سب غم آپ کے دور کر دے گا۔ آپ کے خیال میں یہ سب کام مشکل ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے آگے آسان ہیں۔ آپ اطمینان رکھیں اور ہرگز بے قرار نہ ہوں۔ میں یہ بھی خیال کرتا ہوں کہ آپ کو تجربہ کے بعد کہ خدا تعالیٰ ایسا قادر ہے پھر آئندہ ایسی بیقراری کبھی محسوس نہ ہوگی۔ میں بیمار ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ آپ کو یہ موقعہ پیش آوے مگر بہرحال دعا میں مصروف ہوں۔ ☆

والسلام

۲۸/ مارچ ۱۸۹۸ء

خاکسار

مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۶۲

مکتوب نمبر ۳۵

مجبی اخویم سیٹھ احمد صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ بدریافت خیر وعافیت شکر کیا گیا اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ ۔ میری طبیعت ابھی تک علیل ہے۔ ضعف دماغ اس قدر ہو گیا ہے کہ بعض اوقات غشی کا اندیشہ ہوتا ہے بباعث کثرت سیلان آب بینی دماغ خالی معلوم ہوتا ہے، ساتھ اس کے کھانسی بھی ہے۔ باوجود اس حالت کے میں دعا سے غافل نہیں۔ میرا دل اس بات کے لئے بہت بیتاب ہے کہ مجھے صحت ہو تو میں آپ کے والد صاحب کی رفع پریشانی کے لئے اس توجہ کامل سے دعا کرسکوں جو پہلے کرتا تھا۔ بایں ہمہ جناب باری تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ میری یہ دعائیں بھی خالی نہ جائیں۔ اس طرف طاعون کا زور بہت ہے۔ اب ضلع جہلم میں بھی، جو ہم سے قریباً ایک سو پچاس میل کے فاصلہ پر ہے، واردات شروع ہو گئی ہیں اور ہوشیار پور اور جالندھر کے ضلع میں قریباً ساٹھ گاؤں میں طاعون پھوٹ رہی ہے۔ نہ معلوم اللہ جلّشانہٗ کا کیا ارادہ ہے۔ میں ایک رسالہ طاعون کا لکھ رہا تھا کہ اتنے میں بیماری لاحق حال ہو گئی ہے اللہ جلّشانہ سے امید رکھتا ہوں کہ مجھے پوری صحت عطا فرماوے۔ زیادہ خیریت ہے۔ بخدمت مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب آپ کے والد صاحب کے سلام مسنون۔ سنا گیا ہے کہ پنجاب کی راہ بند ہو جائے گی۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲؍اپریل ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میری طبیعت بفضلہٖ تعالیٰ بہ نسبت سابق اب بہتر ہے **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ** ۔ میں اکثر اوقات بلکہ کل نمازوں میں آپ کے رفع ہجوم غموم اور حاجت براری کے لئے دعا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے آپ کو گردابِ غموم سے بچا دے گا اور میں جانتا ہوں کہ جس قدر گھبراہٹ کو کم کیا گیا ہے وہ بھی دعاؤں کا اثر ہے ۔ امید کہ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع اور مسرور الوقت فرماتے رہیں ۔ باقی سب خیریت ہے ۔ بخدمت اخویم صاحبزادہ احمد عبدالرحمٰن صاحب اور اخویم سیٹھ صالح محمد صاحب اور اخویم مولوی سلطان محمود صاحب کو السلام علیکم ۔

راقم خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

از قادیان

۹ر اپریل ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آج کی ڈاک میں یک صدروپیہ مرسلہ آنمکرم ملا۔ **جزاکم اللّٰہُ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبیٰ** آمین ثم آمین۔ عجیب اتفاق ہے عین ضرورتوں کے وقت آپ کی طرف سے مدد پہنچتی ہے یہی دلیل اس بات پر ہے کہ اللہ جلشانہ ہرگز آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔ **حسن من نصر اللّٰہ نصرۃ** ۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق اب بہت اچھی ہے۔ غالباً کسی نماز میں بھی آپ دعا سے فراموش نہیں رہتے۔ آپ کے لئے دلی توجہ سے اور خلوص سے بہت دعا ہو چکی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ دعائیں ضرور اپنا اثر دکھائیں گی بلکہ جس قدر گھبراہٹ کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کوئی صورت تخفیف کی نکالتا رہا ہے، درحقیقت یہ دعاؤں کا اثر ہے۔ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ امید کہ اپنے حالات سے مجھے جلد جلد خبر دیتے رہیں جب تک قبولیتِ دعا کے پورے طور پر آثار ظاہر ہوں۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

۱۵/اپریل ۱۸۹۸ء

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ خیر و عافیت اور آثار خدا تعالیٰ کے فضل کا حال سن کر بہت خوشی ہوئی۔ **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ** ۔ اللہ جلّشانہٗ بہت غفور رحیم ہے۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ بخیریت ہوں۔ اس طرف طاعون کا بہت زور ہے۔ سنا ہے ایک دو مشتبہ وارداتیں امرتسر میں بھی ہوئی ہیں۔ چند روز ہوئے ہیں میرے بدن پر بھی ایک گلٹی نکلی تھی۔ پہلے کچھ خوفناک آثار معلوم ہوئے مگر پھر خدا تعالیٰ کے

فضل سے اس کا زور جاتا رہا۔ یہ ایک جدا ہاتھ میں غدود پھول گئے تھے اور یہ طاعون جوڑوں میں ہوتی ہے۔ پس گوش یا کنج ران یا زیر بغل یا کوئی جوڑ کی جگہ جیسا کہ ہاتھ کے جوڑ یا پیروں کے۔ تپ ساتھ ہوتا ہے۔ ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتے ہیں کہ ہر ایک طرح ہمارے تمام احباب کو اس بلا سے بچاوے۔

والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد

۲۵؍اپریل ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۳۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل حالات مژدہ آپ کے خط سے معلوم ہو گئے۔ اب پھر میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دعا میں توجہ بڑھا دوں گا اور کوشش کروں گا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا کو آپ کے حق میں قبول فرمائے۔ آپ جلد جلد مجھے اطلاع بھیجتے رہیں اور بہتر ہے کہ ہر روز مجھے اطلاع دیں۔ زیادہ کیا لکھوں آپ کے تردّد سے بہت تشویش میں طبیعت ہے خدا تعالیٰ اس تشویش کو دور فرماوے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار
مرزا غلام احمد از قادیان

۳؍مئی ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۴۰

مکرمی مخدومی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو پہنچ گیا۔ **جزاکم اللّٰہ خیراً** مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے بعض اوقات میں آپ کے لئے دعا کرنے کا بہت عمدہ اتفاق ہوا ہے اور میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ امید کہ حالات موجودہ سے اطلاع بخشیں اور جلد جلد خط بھیجتے رہیں۔ یہ آپ کے ذمہ ہے زیادہ خیریت ہے۔ والسلام

۸؍مئی ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۴۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ خیریت شامہ پہنچا، بدریافت فضل الٰہی اور خیر وعافیت بدرگاہ باری تعالیٰ شکر کیا گیا۔ میں بمع اپنے دوستوں کے اور اہل وعیال کے خیر وعافیت سے ہوں۔ اس طرف طاعون چمکتی جاتی ہے۔ اب اسّی کے قریب گاؤں جن میں زور وشور ہو رہا ہے۔ قادیان میں یہ حال ہے کہ لڑکوں اور جوانوں اور بڈھوں کو بھی خفیف سا تپ چڑھتا ہے۔ دوسرے دن کانوں کے نیچے یا بغل کے نیچے یا بُن ران میں گلٹی نکل آتی ہے۔ ایک گلٹی مجھے بھی نکلی اور پہلے بھی ایک نکلی تھی اور میرے لڑکے بشیر احمد کو بھی ایک دن تپ چڑھ کر پھر کانوں کے مقابل گال کی طرف گلٹی نکل آئی۔ مولوی صاحب حکیم نورالدین صاحب کے داماد کو بغل کے نیچے گلٹی نکلی۔ میر ناصر نواب صاحب کے لڑکے اسحاق کو کنج ران میں تپ کے بعد گلٹی نکل آئی۔ مگر خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ تپ اس قدر خفیف کہ کام والے لوگ اس میں کام کرتے ہیں، نہ بے قراری، نہ سردرد، نہ کوئی گھبراہٹ، بعینہٖ وہی حالت جو صحت کی ہوتی ہے موجود رہتی ہے لڑکے بے تکلف ہنستے پھرتے ہیں اور گلٹی تیسرے چوتھے روز

خود بخود تحلیل ہو کر کم ہو جاتی ہے۔ کسی کو ایک ذرہ خیال نہیں ہوتا کہ کب ہوئی اور کب گئی۔ بلکہ اس کو مرض ہی نہیں سمجھتے۔ تمام لوگ خوب راضی اور خوشی اور اپنے کاموں میں مشغول ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور اِردگرد سخت خوفناک موتیں ہو رہی ہیں۔ سُنا ہے کہ کلکتہ میں بھی طاعون پھوٹی ہے۔ شاید یکم مئی ۹۸ء کو چوبیس وارداتیں ہوئیں۔ امید کہ آپ ہمیشہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ میں نے عید کے دن طاعون کے بارے میں ایک جلسہ کیا تھا وہ اشتہار چھپ رہا ہے جب چھپ چکے گا ارسال کروں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ والسلام

۱۵رمئی ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۴۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی تکالیف دور فرماوے۔ اگر تفکرات ہوں تو مجھے ہر روز خط لکھتے رہیں تا توجہ سرگرمی سے رہے۔ اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے کریم ہے، بڑی بڑی امیدیں اس کی ذات پر ہیں امید قوی ہے کہ وہ فضل کرے گا اور کوئی راہ نکال دے گا۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں اور اس پر ایمان رکھتا ہوں جو کچھ سخت تر ددات کے وقت میں خدا تعالیٰ غم کو کم کرتا رہا ہے وہ اسی کا فضل ہے اور اسی کی استجابت دعا کا اثر ہے۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ ہر روزہ کارڈ سے مجھ کو اطلاع بخشتے رہیں گے۔ والسلام۔ عزیزی سیٹھ احمد عبدالرحمٰن صاحب کی اہلیہ کے لئے بھی دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک ابتلا سے بچاوے۔ آمین۔

خاکسار

۱۶رمئی ۱۸۹۸ء مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۴۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا ہے **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء**۔ جو کچھ آنمکرم کے حل مشکلات کیلئے دعا کی جاتی ہے اس کی تفصیل اور تصریح کی کچھ ضرورت نہیں۔ اللہ جلّشانہٗ سے چاہتا ہوں کہ ان دعاؤں کے آثار آپ کے کسی خط سے سنوں۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک امر پر قادر ہے۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے مسرور الوقت فرماتے رہیں۔ والسلام

۲؍جون ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں آپ ہرگز دل برداشتہ نہ ہوں۔ گو کیسی ہی ظاہری بدعلامات ہوں کیونکہ درحقیقت خدا تعالیٰ مظہر العجائب ہے، تاریکی سے روشنی نکال دیتا ہے۔ سب کچھ کر سکتا ہے ہر ایک بات پر قادر ہے سو اس کی طرف جھکے رہیں اور مجھے ایسے حالات سے خبر دیتے رہیں۔ والسلام

۷؍جون ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

آپ کے صاحبزادہ صاحب کو بشوق السلام علیکم۔

مکتوب نمبر ۴۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میں اس قدر آپ کے لئے دعا میں لگا ہوا ہوں جس کی تفصیل آپ کے پاس کرنا ضروری نہیں خداوند علیم بہتر جانتا ہے ۔ میں آپ کے تار کا منتظر نہیں ۔ زیادہ مجھے اس بات کا انتظار ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت کی تار پہنچے ۔ یہ حالتیں عسر و یسر کی دنیا میں ہوتی رہتی ہیں مگر بڑی بھاری دولت یہ ہے کہ ایسی تقریبوں سے انسان کو خدا تعالیٰ پر زیادہ یقین پیدا ہو جائے جبکہ میں آپ کے لئے دعا کرتا ہوں ۔ جس کو میں جانتا ہوں کہ وہ حضرت عزت جلّشانہٗ میں قدر رکھتی ہے تو پھر آپ کو زیادہ ترقلق اور کرب میں نہیں رہنا چاہئے ۔ دنیا کے محجوب لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے بلاواسطہ اور بواسطہ کچھ تعلق نہیں ہوتا ہے اگر غموں کے صدمہ سے مر بھی جائیں تو کچھ تعجب نہیں ۔ مگر جس کو یہ تقریب پیش آئے جو آپ کو میسر آئی ہے اس کو غم کرنا اس تقریب کی ناقدر شناسی ہے ۔ دنیا تماشا گاہ ہے کبھی انسان عروج میں گویا افلاک تک پہنچتا ہے اور کبھی خاک میں ۔ مگر جو لوگ خدا کی طرف اور خدا کے بندوں کی طرف جھکتے ہیں وہ ضائع نہیں کئے جاتے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ [۱] میں ہر ایک رات پیام بشارت کا منتظر ہوں اور میں خداوند کریم کو جس قدر فی الواقع رحیم کریم دیکھتا ہوں میرے پاس الفاظ نہیں کہ اُن کو بیان کرسکوں ☆ والسلام

یکم جولائی ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

---

[۱] التَّوبة: ۱۲۰ ☆ اخبار الحکم مورخہ ۲۸؍ اپریل ۱۹۱۸ء صفحہ ۵

مکتوب نمبر ۴۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میں یہ خط اس غرض سے رجسٹری کرا کر بھیجتا ہوں کہ میں آپ کے تردّدات اور تفکّرات اور حالت اضطراب سے غافل نہیں ہوں ہر روز رُو بآسمان ہوں کہ کب خدا تعالیٰ کے فضل سے مشکل کشائی ہوتی ہے اور میرا یقین اور میرا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ نہایت رحیم اور کریم ہے وہ ضرور دعا سنے گا۔ میں امید رکھتا ہوں کہ آپ زیادہ فکر کرنے سے اس قدر ثواب کو کم نہ کریں جو اس غم کی حالت میں آپ کو ملے گا۔ میں عین دعا کے ساتھ اس خط کو روانہ کرتا ہوں اور خدا کے فضل پر نظر ہے۔ ....

والسلام

خاکسار

میرزا غلام احمد

از قادیان

۱۵؍جولائی ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ نقد مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا۔ خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر بخشے کہ باوجود اس قدر انواع اقسام تردّدات کے اس ہموم وغموم کے وقت میں آپ لِلّٰہِ خدمت میں سرگرمی سے مصروف ہیں لیکن باوجود اس علم کے کہ یہ کام اخلاص کا جوش آپ سے کراتا ہے پھر بھی خوشی سے ظاہر کرتا ہوں کہ جب تک یہ ہموم دور نہ ہوں اس وقت تک تکلیف نہ فرمائیں۔ میں ہرگز دعا میں قاصر نہیں ہوں گا اور میں دعا کو نہیں چھوڑوں گا جب تک صریح آثار نہ دیکھوں اور میں دعا میں مشغول ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل کا ہر وقت، ہر لحظہ منتظر ہوں۔ والسلام۔

خاکسار

۱۷؍جولائی ۱۸۹۸ء　　　مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ عاجز آپ کیلئے نماز میں اور خارج کے دعا میں مشغول ہے۔ جس ذوالجلال خدا کی جناب میں دعا کی جاتی ہے وہ قدرت اور رحمت دونوں صفات اپنی ذات میں رکھتا ہے صرف ایک امر کی دیر ہے۔ عقل مند کسی کی آزمائش کے بعد پھر اس میں شک نہیں کرسکتا۔ میں نے بے شمار مرتبہ اس غفور رحیم کی رحمتوں کو آزمایا اور دیکھا ہے۔ آپ کو وہ الہام یاد ہوگا۔ **قادر ہے وہ بادشاہ ٹوٹا کام بناوے**[1] میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ نہایت یقین سے آپ اس ذات پاک ربّ جلیل پر یقین رکھیں۔ مجھے جس قدر اپنی دعاؤں کے قبول ہونے پر وثوق ہے یہ ایک ایسا راز ہے کہ

[1] تذکرہ صفحہ ۲۶۵۔ ایڈیشن چہارم

میرے خدا کے سوا کسی کو واقعی اور پورا علم اس کا نہیں ہے۔ **فالحمدللّٰہ**۔ والسلام

۲۶؍جولائی ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۴۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اللہ جلّشانہٗ آپ کی نیّات خیر سے صد ہا حصہ زیادہ آپ سے معاملہ کرے آمین۔ میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ قبولیت کی بشارت سنوں۔ مجھے اس قدر خدا تعالیٰ کے لطف اور احسان پر امید ہے کہ ان کا اظہار مشکل ہے اور **بغیر کسی فخر کے مجھے یقین ہے کہ میری دعا معمولی نہیں۔**

ہر آن کاریکہ گردد از دعائے محو جانانے
نہ شمشیرے کند آن کار و نے بادے نہ بارانے

عجب دارد اثر دستے کہ دستِ عاشقی باشد
بگرداند جہانے را ز بہر کار گریانے

اگر جنبد لب مَردے ز بہر آنکہ سرگردان
خدا از آسمان پیدا کند ہر نوع سامانے

ز کارِ اوفتادہ را ہرکار می آرد خدا زین رہ
ہمین باشد دلیلِ آنکہ ہست از خلق پنہانے

مگر باید کہ باشد طالبِ او صابر و صادق
نہ بیند روز نومیدی وفا دار از دل و جانے

خاکسار ☆
مرزا غلام احمد
از قادیان

۵/ اگست ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم پہنچا **جزاکم اللّٰہ احسن الجزاء** ۔اب دعائیں جناب حضرت عزّت میں آپ کے لئے کمال کو پہنچ گئیں۔ ہرگز امید نہیں کہ خدا تعالیٰ ان دعاؤں کو ضائع کرے۔ امید کہ آپ اپنی رؤیا سے بھی، اگر ہو، تو مطلع کریں۔ مجھ کو یاد ہے کہ جب میں نے قادیان میں آپ کو کہا تھا تو ایک مبشر رؤیا آپ کو ہوئی تھی اور میں منتظر بشارت الہام کا ہوں۔ جس وقت الہامی بشارت ہوئی تو بذریعہ خط یا بذریعہ تار اطلاع دوں گا۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو معہ عزیزوں کے آفات سے محفوظ رکھے آمین۔

خاکسار
مرزا غلام احمد عفی عنہ
از قادیان

۲۲/ اگست ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

☆ الحکم ۲۸/ اپریل ۱۹۱۸ء صفحہ ۵

مکتوب نمبر ۵۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مبلغ سو روپیہ کی رسید پہلے لکھ چکا ہوں۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔ اس سطر تک پہنچا تھا کہ آپ کا عنایت نامہ پہنچ گیا۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک فتنہ اور بلا سے بچاوے۔ اس جگہ طاعون کے لئے ایک دوا تیار ہوئی ہے خدانخواستہ اگر مدراس کے قریب آ گیا تو وہ دوا بھیج دوں گا اور آپ تسلی رکھیں۔ آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ مناسب ہے کہ ہیضہ کے دنوں گھر کے تمام لوگ دو وقت دو۲ دو۲ رتی کونین کھاویں۔ ثقیل چیزوں اور مچھلی اور گوشت کی بوٹی اور عفونت پیدا کرنے والی چیزوں سے حتی الوسع پرہیز کریں اور کھانے میں کسی قدر ترشی استعمال کریں اور خدا تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں۔ میں برابر دعا میں مشغول ہوں۔ بے قرار نہیں ہونا چاہیئے، دعائیں منظور ہو جاتی ہیں، کسی وقت پر ان کا ظہور موقوف ہوتا ہے خدا تعالیٰ پر بہت یقین اور بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۲۸ ؍اگست ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمۂ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سَو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو ملا۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء۔** آپ کا عنایت نامہ بھی مجھ کو ملا۔ میں اس بات پر یقین کامل رکھتا ہوں کہ جس قدر میں نے آپ کے حق میں دعا کی ہے اور کر رہا ہوں گو بظاہر ابھی کچھ بھی آثار ظاہر نہ ہوں تب بھی پوشیدہ طور پر آپ کے لئے بہتری کی تجویز ہے بلکہ شاید آپ کی بہتری کی غرض سے بعض اور ہم پیشوں کی بہتری بھی ہو جائے اور میں ابھی تک دعا میں سست نہیں ہوا۔ **شاید آپ جس وقت سوتے ہوں اس وقت میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوتا ہوں۔** آپ کی یہ نہایت خوش قسمتی ہے کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو نہایت نیک اور پختہ اعتقاد بخشا ہے۔ پس یہی ایک چیز ہے جس سے فتح یابی کی امید ہوسکتی ہے کیونکہ جس قدر اعتقاد ہوتا ہے اسی قدر دعا میں تحریک بھی ہوتی ہے۔ سو یہ ایک پاک دانائی ہے جو ہر ایک کو میسر نہیں آتی جو آپ کے دل میں ڈالی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ جلد تر آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب فرماوے آمین۔ اور ان دنوں میں یہ دعا بھی کرتا رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ مدراس کو ہیضہ سے نجات بخشے اور طاعون سے محفوظ رکھے اور دونوں بلاؤں کو آپ سے اور آپ کے عزیزوں سے دور رکھے۔ امید کہ حالات خیریت آیات سے ہمیشہ مطلع فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۲؍ستمبر ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا جو کچھ آپ نے لکھا ہے آپ کے صدق و اخلاص پر قوی نشانی ہے میں نے جو خط لکھا تھا اس کے لکھنے کے لئے یہ تحریک پیدا ہوئی تھی جو چند ہفتہ ہوئے ہیں مجھے الہام ہوا تھا۔ **غَثَمَ غَثَمَ غَثَمَ لَهٗ دَفَعَ اِلَيهِ مِنْ مَّالِهٖ دَفْعَةً**[1] اس میں تفہیم یہ ہوئی تھی کہ کوئی شخص کسی مطلب کے حصول پر بہت سا حصہ اپنے مال میں سے بطور نذر بھجوائے گا۔ میں نے اس الہام کو اپنی کتاب میں لکھ لیا تھا۔ بلکہ اپنے گھر کے قریب دیوار پر مسجد کی نہایت خوشخط یہ الہام لکھ کر چسپاں کر دیا۔ اس الہام میں نہ کسی مدت کا ذکر ہے کہ کب ہوگا اور نہ کسی انسان کا ذکر ہے کہ کس شخص کو ایسے کامیابی ہوگی یا ایسی مسرت ظہور میں آئے گی۔ لیکن چونکہ میرا دل آنمکرم کی کامیابی کی طرف لگا ہوا ہے اس لئے طبیعت نے یہی چاہا کہ کسی وقت اس کے مصداق آپ ہی ہوں اور خدا تعالیٰ ایسا کرے۔ کیا اللہ جلّشانہٗ کے نزدیک لاکھ دو لاکھ روپیہ کچھ بڑی بات ہے۔ دعاؤں میں اثر ہوتے ہیں مگر صبر سے ان کا ظہور ضرور ہوتا ہے۔ میرے نزدیک نہایت ہی خوش قسمت وہ شخص ہے جو ہمیشہ اپنے تئیں دعا کے سلسلہ کے نزدیک رکھتا ہے اگر تمام جہان اس قول کے برخلاف ہو جائے تب بھی وہ سب غلطی پر ہیں۔ **دعا سے بڑے بڑے انقلاب پیدا ہو جاتے ہیں۔** دعا زمین سے لے کر آسمان تک اپنا اثر رکھتی ہے۔ عجیب کرشمے دکھاتی ہے۔ ہاں پورے طور پر اس زندہ دعا کا ظہور میں آجانا اور ہو جانا، یہی خدا تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہے۔ میں آپ کے شدت اخلاص کی وجہ سے اس میں لگا ہوا ہوں کہ اعلیٰ درجہ کی زندہ دعا آپ کے حق میں ہو جاوے۔ اور جس طرح شکاری ایک جگہ سے دام اٹھاتا ہے اور دوسری جگہ بچھاتا ہے تا کسی طرح شکار مارنے میں کامیاب ہو جائے۔ اس طرح میں ہر طرح سے دعا میں روحانی حیلوں کو استعمال میں لاتا ہوں۔ اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ القدیر والموفق، میں اسبات کو اسی قادر کے فضل وکرم اور توفیق سے دکھلاؤں گا کہ زندہ دعا اس کو کہتے ہیں۔ ہمارا خدا بڑی قدرتوں

[1] تذکرہ صفحہ ۲۶۶۔ ایڈیشن چہارم

والا ہے۔اس پر ایمان لانا اور اس کی ان صفات کو جاننا بھی ایک سرور بخشتا ہے وہ خدا ایک مُردہ اور نومید شدہ کو از سرنو اُمید دیتا ہے۔ جو اس کے واصل ہوں ان کا بڑا معجزہ یہی ہے کہ ان کی فوق العادت دعا منظور ہو جائے اور وہ کسی تباہ شدہ کشتی کو کنارہ لگا سکیں اور اس کا مال اور جانیں بچا سکیں۔ باقی خیریت ہے تمام عزیزوں کو سلام دعا۔ والسلام

۳/ اکتوبر ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

دو عنایت نامے یکے بعد دیگرے پہنچے۔ بدریافت خیر وعافیت اطمینان ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دیوے کہ آپ ہر ایک کام میں للہ خدمت میں سبقت لے جاتے ہیں اللہ جلّشانہٗ یہ تمام مخلصانہ خدمات دیکھتا ہے اور ان کے موافق اجر دے گا۔ مجھے بیماری دورہ سے دامنگیر ہوتی ہے۔ چند روز اچھی حالت رہتی ہے اور پھر دورہ مرض ہو جاتا ہے۔ یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے شفا عنایت فرمائے گا۔ ایسی حالت دعاؤں کے لئے بہت مناسب حال ہے۔ رات کو کئی مرتبہ اُٹھنا ہوتا ہے اور دعا کا موقعہ خوب نکل آتا ہے اور طبیعت کی بیقراری اور شکستگی خود دعا کے مناسب حال ہوتی ہے۔ الحمدللہ کہ آپ کیلئے دعاؤں کا بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے۔ میں خدائے ذوالفضل و الکرم سے امید رکھتا ہوں کہ یہ دعائیں خالی نہ جائیں۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مجھ کو مسرورالوقت فرماتے رہیں زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

۲۰/ اکتوبر ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد

مکتوب نمبر ۵۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

پہلے خط کے روانہ کرنے کے بعد آج مبلغ سو روپیہ مرسلہ آنمکرم بذریعہ ڈاک مجھ کو ملا ۔ میں آپ کے اس صدق واخلاص سے نہایت امیدوار ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا ۔ مجھے آپ کے روپیہ سے اپنے کاروبار میں اس قدر مدد ملتی ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتا **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء** یہی عملی حالت ہے کہ جو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم پر بہت ہی امید دلاتی ہے ۔ چونکہ مجھے اپنے سلسلہ طبع تک میں ایسی حاجتیں پیش آتی رہتی ہیں اور مجھے اس سے زیادہ دنیا میں کوئی غم نہیں کہ جو میں بوجہ نہ میسر آنے مالی سرمایہ کے طبع کتب دینیہ سے مجبور رہ جاؤں ۔ اس لئے میں ایک یہی حکمت عملی آپ کے متعلق دیکھتا ہوں کہ آپ دل میں ایک نذر مقرر کر چھوڑیں کہ اگر ایک عمدہ کامیابی امور تجارت میں آپ کو میسر آوے تو آپ یکمشت نذر اس کارخانہ کے لئے ارسال فرماویں ۔ کیا تعجب ہے کہ خدا تعالیٰ آپ کے اس صدق اور اخلاص پر نظر کر کے وہ کامیابی آپ کے نصیب کرے کہ جو فوق العادت ہو اور اس ذریعہ سے اس اپنے سلسلہ کو بھی کافی مدد پہنچ جاوے کیونکہ اب یہ سلسلہ مشکلات میں پھنسا ہوا ہے اور شاید یہ کام طبع کتب کا آگے کو بند ہو جائے ۔ آپ کی طرف سے جو مدد آتی ہے وہ لنگر خانہ میں خرچ ہو جاتی ہے اور مجھے جس قدر آپ کے کاروبار کے لئے توجہ ہے، یہ ایک دلی خواہش ہے جو خدا تعالیٰ نے مجھ میں پیدا کی ہے اور یہ یقین جانتا ہوں کہ یہ خالی نہیں جائے گا ۔ کیا تعجب کہ اس نیت کے پختہ کرنے پر خدا تعالیٰ فوق العادت کے طور پر آپ سے کوئی رحمت کا معاملہ کرے ۔ میں تو جانتا ہوں آپ نہایت خوش نصیب ہیں، آپ کی دنیا بھی اچھی ہے اور آخرت بھی ۔ کیونکہ آپ اس طرف دل سے اور پورے اعتقاد سے جھک گئے ہیں ۔ سو اگر تمام دنیا کا کاروبار تباہی میں آجائے تب بھی میں یقین نہیں کرتا کہ آپ ضائع کئے جائیں ۔ والسلام

۲۱ را کتوبر ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۵۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آج مشک وعنبر بمبئی سے پہنچ گیا۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء** ۔ خداوند کریم آپ کو ان تمام خدمات کا احسن پاداش بخشے آمین ثم آمین ۔ اس کی درگاہ سے امید ہے ۔ کوئی شخص اس کے لئے نیک عمل نہیں کرتا جو اس کی جزا نہیں دیکھ لیتا۔ اس کے فضل اور رحم کی ہر وقت امید ہے اور انجام بخیر دنیا و آخرت کے نہایت آثار نیک ہیں ۔ میری طبیعت بہ نسبت سابق کے رُو بہ اصلاح ہے ۔ **الحمدللّٰہ علی ذٰلک** باقی سب طرح سے خیریت ہے ۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۲؍اکتوبر ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ حالات تردّد و اضطراب معلوم کر کے جس قدر دل کو درد پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے مگر ساتھ ہی وہ امیدیں جو خدا تعالیٰ کے فضل پر ہیں وہ نومیدی کو نزدیک نہیں آنے دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ دن دکھلائے کہ آپ کی قلم سے نکلی ہوئی یہ عبارت پڑھوں کہ حسب المراد خدا تعالیٰ نے فضل کر دیا۔اس کے آگے کچھ بھی دور نہیں۔ ہر ایک رات اس امید کے ساتھ پلنگ پر لیٹتا ہوں کہ کوئی خوشخبری حضرت عزّت جلّشانہٗ سے آپ کی نسبت پاؤں۔ اگر ایسی خوشخبری مجھ کو ملی تو مجھ کو وہ خوشی ہوگی جس کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔اللہ تعالیٰ آپ کا معہ تمام عزیزوں کے ہر اک ارضی سماوی بلا سے بچاوے اور اپنے سایۂ رحمت سے محفوظ رکھے۔ ہمیشہ حالات خیریت آیات سے مطلع فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۱رنومبر ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۵۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آپ کا عنایت نامہ معہ مبلغ ایک سو روپیہ آج مجھ کو ملا ۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء ۔** آمین ۔ جس قدر یہ عاجز آپ کو تسلی اور اطمینان کے الفاظ لکھتا ہے یہ لغو اور بیہودہ نہیں ہے ۔ بلکہ بوجہ آپ کے نہایت درجہ کے اخلاص کے اس درجہ پر آپ کے لئے دُعا ظہور میں آتی ہے کہ دل گواہی دیتا ہے کہ یہ دعائیں خالی نہیں جائیں گی ۔ جو لوگ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لائے ہیں اور اس کو قادر اور کریم اور رحیم سمجھتے ہیں ان کے لئے دعاؤں سے زیادہ کوئی امر موجب تسلی نہیں ہوسکتا ۔ میں اپنے دل سے یہ گواہی پاتا ہوں کہ جیسا کہ ایک شخص اپنے جوش اخلاص اور محبت اور ہمدردی سے کسی کے لئے دعا کرسکتا ہے وہ دعا میں آپ کے لئے کرتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا ۔ وہ خداوند رحیم وکریم ذوالحیاء الکرم ہے ۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع اور مسرور الوقت فرماتے رہیں باقی خیریت ہے ۔ والسلام مبلغ ایک سو روپیہ سیٹھ دال جی صاحب کی طرف سے بھی پہنچ گیا تھا ۔ میری طرف سے دعا اور شکر اُن کو پہنچا دینا ۔

خاکسار

مرزا غلام احمد

۲۲ رنومبر ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۵۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ اور آپ کا محافظ ہو۔ اس وقت باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ کل کی ڈاک میں مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ عرب صاحب بغدادی پہنچے۔ چونکہ مجھے پتہ یادنہیں ہے اس لئے مکلّف ہوں کہ میری طرف سے رسید معہ شکر ودعا پہنچا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمام دوستوں کو آفات سے بچاوے۔ اور اطلاع بخشیں کہ مدراس میں پھر تو کوئی واردات طاعون نہیں ہوئی اور سو روپیہ لال جی دال جی صاحب کا بھی پہنچ گیا تھا۔ آپ کی خدمت میں بھی میری طرف سے دعا اور رسید روپیہ کی خبر پہنچا دیں۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۶رنومبر ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۶۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

دو عنایت نامے یکے بعد از دیگرے پہنچے۔ آپ کی تشویشات کو اللہ تعالیٰ دور فرماوے اور اس طرف یہ حال ہے کہ جیسے ایک گدا کچھ سوال کر کے اسی دروازہ پر جم کر کھڑا ہو جاتا ہے جب تک کہ اندر سے اس کو کچھ دیا نہ جائے۔ یہی حال ہمارا آپ کے لئے ہے۔ آپ اگر بیقرار ہوں یا نہ ہوں، ہماری طرف سے سلسلہ دعا کا جاری ہے اور جناب الٰہی کے آستانہ سے امید کی جاتی ہے کہ رات کو یا دن کو یہ بشارت ہم کو ملے۔ زمین و آسمان پیدا کرنے والے کے آگے یہ آرزوئیں کیا چیز ہیں۔ اس کی ایک نظر فضل سے ہزاروں پیچیدہ کام سہل ہو جاتے ہیں۔ اس طرف اب بظاہر طاعون سے امن ہے۔ پھر بعد میں کوئی واردات نہیں ہوئی زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۲؍دسمبر ۱۸۹۸ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

آپ کا انتظار ہے اور اب تک ہے نہ معلوم کیا باعث ہوا کہ آپ تشریف نہ لائے۔ دعا انتہا تک پہنچ گئی ہے۔ آج صبح کے وقت مجھ کو یہ الہام ہوا۔

قادر ہے وہ بارگاہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے[1]

امید ہے کہ اپنے حالات خیریت سے اطلاع دیں گے۔ والسلام

۲۱ر دسمبر ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔

عنایت نامہ آنمکرم اور نیز مبلغ ایک سو روپیہ مجھ کو پہنچا **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء**۔ میں آپ کے لئے دعا میں مشغول ہوں۔ آپ کا ہر ایک خط جس میں تفرقہ خاطر اور خوف وخطر کا ذکر ہوتا ہے۔ پہلی دفعہ تو میرے پر ایک دردناک اثر ہوتا ہے مگر پھر بعد اس کے جب اللہ جلّشانہٗ کی طاقت اور قدرت اور اس کے وہ الطاف کریمانہ جو میرے پر ہیں، بلا توقف یاد آ جاتے ہیں تو وہ غم دور ہو کر نہایت یقینی امیدیں دل میں پیدا ہو جاتی ہیں۔ آپ کے لئے میرے دل میں عجب جوش تضرّع اور دعا ہے۔ اگر عمیق مصالح جس کا علم بشر کو نہیں ملتا، توقف کو نہ چاہتیں تو خدا تعالیٰ کے فضل وکرم

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۷۷، ۵۷۷۔ ایڈیشن چہارم

سے امید تھی کہ اس قدر توقف ظہور میں نہ آتا۔ بہر حال میں آپ کی بلاؤں کے دفع کے لئے ایسا کھڑا ہوں جیسا کوئی شخص لڑائی میں کھڑا ہوتا ہے۔ خدا داد قوت استقلال اور ثابت قدمی اور صدق و یقین (کے) ہتھیاروں سے اور عقد ہمت کی پیش قدمی سے اس میدان میں خدا تعالیٰ سے کامیابی چاہتا ہوں۔ وہ رحیم و کریم دعاؤں کو سننے والا مہربان خدا ہے اس کے فضل سے ہر ایک رحمت کی امید ہے۔ آپ کے ملنے کا اشتیاق ہے۔ قرنطینہ کی تکلیفات راہ میں نہ ہوں جن کی برداشت مشکل ہوتی ہے تو آپ ہر ایک وقت آ سکتے ہیں۔ مجھے دلی خواہش ہے کہ آپ تشریف لاویں۔ مگر یہ دریافت کر لینا چاہئے کہ قرنطینہ کی ایذا رسانی روکیں تو درمیان نہیں ہیں؟ اسی وجہ سے میں نے تار نہیں دیا کہ یہ امور صرف خط کے ذریعہ سے مفصل طور پر پیش ہو سکتے ہیں۔ امید کہ جس وقت تشریف لاویں تو مجھے تار دیں کہ فلاں وقت روانہ ہوئے۔ میں پہلے اس کے اطلاع دے چکا ہوں کہ میرے پر ایک فوجداری مقدمہ سرکار کی طرف سے دائر ہو گیا ہے۔ جس کا اصل محرک محمد حسین بٹالوی ہے۔ یہ مقدمہ بظاہر سخت خطرناک ہے کیونکہ پولیس کے معزز ملازم اس مقدمہ کے پیروکار ہیں جو مقدمہ کے بنانے کی سعی کر رہے ہیں اور محمد حسین بٹالوی بھی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح جھوٹے گواہ پیش کر کے مجھے زیر مواخذہ کرا دے چونکہ ان مخالفوں کی جماعت بڑی ہے، لاکھوں ہیں۔ اس لئے محمد حسین کے لئے چندے جمع ہو رہے ہیں۔ تا بیرسٹر اور کئی انگریز وکیل کر کے جعلی الزاموں کو میری نسبت ثابت کرا دے۔ ہماری جماعت غریبوں کی جماعت ہے لاہور، امرتسر، سیالکوٹ، راولپنڈی، پنجاب کے شہروں میں محمد حسین بٹالوی کے لئے ایک رقم کثیر جمع ہوتی جاتی ہے۔ غالباً دلّی میں بھی نذیر حسین کی معرفت یہ چندہ ہوگا۔ ہم اپنا کام خدا تعالیٰ کو سونپتے ہیں میں نے اوّل خیال کیا تھا کہ شاید آنمکرم کی تحریک سے مدراس میں کسی قدر چندہ ہو مگر پھر مجھے خیال آتا ہے کہ ہر ایک انسان اس ہمدردی کے لائق نہیں۔ جب تک انسان سلسلہ میں داخل ہو کر جاں نثار مرید نہ ہو۔ تب تک ایسے واقعات روح پر قوی اثر نہیں کرتے۔ دلوں کا خدا مالک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے باوجود اس تفرقہ کے اور ایسی حالت کے جو قریب قریب تباہی کے ہے آپ کو وہ اخلاص بخشا ہے کہ جو وفادار جان نثار

جوانمرد میں ہوتا ہے۔ میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب بھی لکھتا ہوں کہ بوجہ اس کے کہ آپ ہر وقت مالی امداد میں مشغول ہیں اس لئے ایسے چندہ سے آپ مستثنٰی ہیں۔ آپ کا بہت سا چندہ پہنچ چکا ہے۔

والسلام

۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر۶۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ دوسو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ وہ معاملہ رحمت اور فضل اور کرم کا کرے جو آپ اس کی راہ میں اور اس کے بندہ کی مدد میں کررہے ہیں۔ آمین ثم آمین۔ اس جگہ محمد حسین اور اس کے گروہ کی طرف سے مقدمہ میں فتح پانے کے لئے بڑی طیاری ہو رہی ہے اور وکیلوں کو دینے کے لئے شہروں میں اس کے لئے چندہ جمع ہو رہا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے دوسری قوموں سے بھی اتفاق کر لیا ہے بظاہر مقدمہ ایک خطرناک صورت میں ہو گیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے کام انسان کے کام سے الگ ہیں۔ اب ۵ جنوری ۱۸۹۹ء قریب آ گئی ہے۔ جو تاریخ پیشی ہے میں نے آنمکرم کے بلانے کے لئے ایک تو اس وجہ سے تار نہیں بھیجا کہ غالباً راہ میں دقتیں ہیں۔ جالندھر کے ضلع میں بھی طاعون ہے دوسرے یہ بھی خیال رہا ہے کہ اس مقدمہ میں معلوم نہیں کہ قادیان رہوں یا انتقال مقدمہ تک حاضر کچہری رہنا پڑے۔ یہ ایک آخری ابتلا ہے جو محمد حسین کی وجہ سے پیش آ گیا ہے ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے راضی ہیں اور ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ مخالفوں نے اپنی کوششوں کو انتہا تک پہنچا دیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام فکر اور عقل سے باہر ہیں زیادہ خیریت ہے۔ ☆

والسلام

۲؍جنوری ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد

☆ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۶۰

مکتوب نمبر۶۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

تار مدراس سے بخیر وعافیت میرے پاس پہنچ گئی ۔ الحمدللہ کہ اس نے اپنے فضل وکرم سے راہ کی آفات سے بچا کر سلامتی کے ساتھ گھر میں پہنچا دیا ۔ اسی طرح میں جناب الٰہی میں دعا کرتا ہوں کہ وہ آپ کو معاملات تشویشات سے بھی رہائی بخش کر ہمیشہ آپ کے ساتھ ہو اور اپنی مرضی کی راہوں پر چلاوے آمین ثم آمین ۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ ہمیشہ اپنے حالات سے مطلع فرماتے رہیں گے ۔ بخدمت دیگران سلام مسنون ۔

خاکسار

۱۵؍مئی ۱۸۹۹ء مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

ہر طرح پر اللہ جلّشانہ کے فضل پر امید رکھنا چاہیے ۔ اگر کوئی تاجر تباہ حالت میں ہو گیا ہے تو ہر ایک سے اللہ تعالیٰ کا معاملہ جُدا ہے ۔ کسی کی تباہی اور سرسبزی محض بداتفاقات سے نہیں ہوتی بلکہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے ہوتی ہے ۔ میں جیسا کہ آپ کے روبرو آپ کے لئے دعا میں مشغول تھا ۔ ویسا ہی آپ کے بعد بھی مشغول ہوں اور ہر طرح پر اللہ جلّشانہٗ کی ذات پر نیک امید رکھتے ہیں امید کہ حالات خیریت آیات سے اطلاع بخشتے رہیں گے اور اس جگہ پر تادم تحریر ہذا خیریت ہے ۔

والسلام

۲۶؍مئی ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

خط بند کرنے کے بعد مبلغ ایک سَو روپیہ بذریعہ منی آرڈر پہنچ گیا ۔ جزاکم اللّٰہ خیرًا ۔

مکتوب نمبر ٦٦

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمۂ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میں باوجود علالت طبع کے اور باوجود ایسی حالتوں کے کہ میں نے خیال کیا کہ شاید زندگی میں سے چند دم باقی ہیں، آپ کو دعا کرنے میں فراموش نہیں کیا بلکہ انہیں حالات میں نہایت درد دل سے دعا کی ہے اور اب تک میرے جوش میں کمی نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس خط کے پہنچنے تک کتنی دفعہ مجھ کو دعا کا موقع ملے گا۔ میں ہرگز باور نہیں کرتا کہ یہ دعائیں میری قبول نہ ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ جہاں تک انسان کے لئے ممکن ہوسکتا ہے آپ اس گھڑی کے یقین دل سے منتظر رہیں جبکہ دعاؤں کی قبولیت ظاہر ہو۔ ایک بڑے یقین کے ساتھ انتظار کرنا بڑا اثر رکھتا ہے۔ میں آپ کو نہیں بتلا سکتا کہ میں آپ کے لئے کس توجہ سے دعا کرتا ہوں۔ یہ حالت خدا تعالیٰ کو خوب معلوم ہے۔ ان دنوں میں میری طبیعت بہت بیمار ہوگئی تھی ایک دفعہ مرض کا خطرناک حملہ بھی ہوا تھا۔ مگر شکر باری ہے کہ اس وقت میں بھی میں نے بہت دعا کی ہے اور اب تک طبیعت بہت کمزور ہے اس لئے کتاب کی تالیف میں بھی حرج ہے۔ ایک نہایت ضروری امر کے لئے آپ کو لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں نے سنا ہے کہ مدراس میں ایک میلہ یوز آسف کا سال بسال ہوا کرتا ہے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ میلہ کرتے ہیں وہ یوز آسف کس کو کہتے ہیں اور کس مرتبہ کا انسان اس کو سمجھتے ہیں اور نیز ان کا کیا اعتقاد ہے کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کس قوم میں سے تھا۔ اور کیا مذہب رکھتا تھا اور نیز یہ کہ کیا اس جگہ کوئی یوز آسف کا کوئی مقام موجود ہے اور کیا ان لوگوں کے پاس...... کوئی ایسی تحریریں ہیں جن سے یوز آسف کے سوانح معلوم ہوسکیں اور ایسا ہی دوسرے حالات جہاں تک ممکن ہوسکے دریافت کرکے جلد تر مجھ کو اس سے اطلاع بخشیں کیونکہ اس وقت کہ جواب آوے یہ کتاب معرضِ التوا میں رہے گی۔ اور میں نے باوجود ضعف طبیعت کے نہایت ضروری سمجھ کر یہ خط لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ خیر وعافیت سے اس خط کو پہنچاوے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام ☆

۱۱؍جون ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد

☆ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۵۹، ۱۶۰

مکتوب نمبر ۶۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمۂ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا اب بفضلہٖ تعالیٰ میری طبیعت ٹھہر گئی ہے، دورہ مرض سے امن ہے۔حقیقت میں یہ عمر جب انسان ساٹھ پینسٹھ سال کا ہو جاتا ہے،مرنے کے لئے ایک بہانہ چاہتی ہے جیسا کہ ایک بوسیدہ دیوار۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس قدر سخت حملوں سے وہ بچا لیتا ہے۔کل کی تاریخ عنبر بھی پہنچ گیا۔میری طرف سے آپ اس مہربان دوست کی خدمت میں شکر یہ ادا کر دیں جنہوں نے میری بیماری کا حال سن کر اپنی عنایت اور ہمدردی محض للہ ظاہر کی ۔خدا تعالیٰ ان کو اس خدمت کا اجر بخشے اور ساتھ ہی آپ کو۔آمین ثم آمین ۔میرے گھر میں جو ایام امید تھے۔۱۴؍جون کو اوّل درد ِزِہ کے وقت ہولناک حالت پیدا ہو گئی یعنی تمام بدن سرد ہو گیا اور ضعف کمال کو پہنچا اور غشی کے آثار ظاہر ہونے لگے ۔اس وقت میں نے خیال کیا کہ شاید اب اس وقت یہ عاجزہ اس فانی دنیا کو الوداع کہتی ہے۔ بچوں کی سخت دردناک حالت تھی اور دوسری گھر میں رہنے والی عورتیں اور ان کی والدہ تمام مُردہ کی طرح اور نیم جان تھیں ۔کیونکہ ردّی علامتیں یک دفعہ پیدا ہو گئیں تھیں ۔اس حالت میں ان کا آخری دم خیال کر کے اور پھر خدا کی قدرت کو بھی مظہر العجائب یقین کر کے ان کی صحت کے لئے میں نے دعا کی ۔ یک دفعہ حالت بدل گئی اور الہام ہوا **تحویل الموت**[1] یعنی ہم نے موت کو ٹال دیا اور دوسرے وقت پر ڈال دیا اور بدن پھر گرم ہو گیا اور حواس قائم ہو گئے اور لڑکا پیدا ہوا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا۔اس تنگی اور گھبراہٹ کی حالت میں میں نے مناسب سمجھا کہ آپ کے لئے بھی ساتھ ہی دعا کروں ۔ چنانچہ کئی دفعہ دعا کی گئی ۔زیادہ خیریت ہے۔والسلام

جون ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

اس وقت میں خط لکھ چکا تھا کہ پھر سخت کمر میں درد اور تپ میرے گھر میں ہو گیا ہے سخت بیتاب ہو گئی ہیں ۔اللہ تعالیٰ رحم فرماوے۔☆

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۷۹۔ایڈیشن چہارم ☆ اخبار الحکم ۱۴؍جون ۱۹۱۸ء

مکتوب نمبر ۶۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ ایک سَو روپیہ مرسلہ بذریعہ ڈاک مجھ کو پہنچ گیا۔ **جزاکم اللّٰہ خیرا لجزاء آمین ثم آمین۔** میرے گھر میں پیدائش لڑکے کے وقت بہت طبیعت بگڑ گئی تھی۔ الحمدللہ اب ہر طرح سے خیریت ہے۔ عجیب بات ہے کہ قریباً چودہ برس کا عرصہ گزرا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میری اس بیوی کو چوتھا لڑکا پیدا ہوا ہے اور تین پہلے موجود ہیں اور یہ بھی خواب میں دیکھا تھا کہ اس پسر چہارم کا عقیقہ بروز دوشنبہ یعنی پیر ہوا ہے۔ اور جس وقت یہ خواب دیکھی تھی اس وقت ایک بھی لڑکا نہ تھا یعنی کوئی بھی نہیں تھا اور خواب میں دیکھا تھا کہ اس بیوی سے میرے چار لڑکے ہیں اور چاروں میری نظر کے سامنے موجود ہیں اور چھوٹے لڑکے کا عقیقہ پیر کو ہوا ہے۔ اب جبکہ یہ لڑکا یعنی مبارک احمد پیدا ہوا تو وہ خواب بھول گیا اور عقیقہ اتوار کے دن مقرر ہوا لیکن خدا کی قدرت کہ اس قدر بارش ہوئی کہ اتوار میں عقیقہ کا سامان نہ ہو سکا اور ہر طرف سے حارج پیش آئے۔ ناچار پیر کے دن عقیقہ قرار پایا پھر ساتھ یاد آیا کہ قریباً چودہ برس گزر گئے کہ خواب میں دیکھا تھا کہ ایک چوتھا لڑکا پیدا ہوگا اور اس کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا۔ تب وہ اضطراب ایک خوشی سے مبدل ہو گیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اپنی بات کو پورا کیا اور ہم سب زور لگا رہے تھے کہ عقیقہ اتوار کے دن ہو۔ مگر کچھ بھی پیش نہ گئی اور عقیقہ پیر کو ہوا۔ یہ پیشگوئی بڑی بھاری تھی کہ اس چودہ برس کے عرصہ میں یہ پیشگوئی کہ یہ چار لڑکے پیدا ہوں گے اور پھر چہارم کا عقیقہ پیر کے دن ہوگا۔ انسان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ اس مدت تک کہ چار لڑکے پیدا ہو سکیں، زندہ بھی رہیں۔ یہ خدا کے کام ہیں مگر افسوس کہ ہماری قوم دیکھتی ہے پھر آنکھ بند کر لیتی ہے۔ میں نے دو روز ہوئے کہ یا کم وبیش، آپ کو خواب میں دیکھا تھا۔ مگر مجھے اس کا سِرّ نامعلوم رہا اس لئے صرف بار بار دعا کی گئی۔ زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔

آنمکرم کی مشک مرسلہ بھی مجھ کو پہنچ گئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو ان متواتر خدمات کا بہت بہت اجر بخشے اور بہت سی برکتیں آپ پر نازل کرے۔ عنبر سفید درحقیقت بہت ہی نافع معلوم ہوا۔ تھوڑی خوراک سے دل کو قوت دیتا ہے اور دورانِ خون تیز کر دیتا ہے۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ایسی

بیماری دامن گیر ہے کہ ان چیزوں کی حاجت پڑتی ہے۔ مجھے دراصل دو۲ دائمی بیماریاں ہیں۔ایک یہ دل کی بیماری اور ایک کثرت بول۔ یہ اس لئے ہوا کہ تا وہ حدیث پوری ہو کہ وہ مسیح موعود دو زرد چادروں کے (ساتھ) نازل ہوگا۔اہل تعبیر لکھتے ہیں کہ دو زرد چادروں سے مراد دو بیماریاں ہیں۔ یہ بشریت کے لوازم ہیں۔

خاکسار ☆

مرزا غلام احمد

۲۷؍جون ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۶۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

الحمدللہ والمنت کہ اب میرے گھر میں ہر طرح سے خیریت ہے۔آپ کے حالات کی طرف نظر لگی ہوئی ہے۔خدا تعالیٰ ہماری عاجزانہ دعاؤں کا نیک نتیجہ ہم کو دکھاوے۔آمین ثم آمین۔دعا کا سلسلہ جناب باری میں جاری ہے اور وہ رحیم وکریم ہے۔زیادہ خیریت ہے۔والسلام

خاکسار ☆☆

مرزا غلام احمد عفی عنہ

از قادیان

۸؍جولائی ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۶۱، ۱۶۲ ☆☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱۳

مکتوب نمبر ۷۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ہمیشہ نماز اور خارج کے وقت آپ کی مہمات اور بہبودی دنیا وآخرت کے لئے دعا کرتا ہوں اور امیدوار ہوں کہ قبول حضرت عزت ہو۔کل سے میری طبیعت علیل ہوگئی ہے۔کل شام کے وقت مسجد میں اپنے تمام دوستوں کے رُوبرو، جو حاضر تھے، سخت درجہ کا عارضہ لاحق حال ہوا اور یک دفعہ تمام بدن سرد اور نبض کمزور اور طبیعت میں سخت گھبراہٹ شروع ہوگئی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا زندگی میں ایک دو دم باقی ہیں۔ بہت نازک حالت ہو کر پھر صحت کی طرف عود ہوا۔مگر اب تک کُلّی اطمینان نہیں۔ کچھ کچھ آثار عود مرض کے ہیں۔اللہ تعالیٰ فضل و رحم فرماوے۔ایسے وقتوں میں مجھے ہمیشہ مشک کام آتی ہے اس وقت مشک جو بمبئی سے آپ نے منگوا کر بھیجی تھی، گھر سے منگوائی گئی تھی لیکن طبیعت کی سخت سرگردانی اور دل کے اضطراب کی وجہ سے وہ مشک کھولنے کے وقت زمین پر متفرق ہو کر گر گئی اور گرمی کے سبب سے، خشک تھی اور ہوا چل رہی تھی، ضائع ہوگئی اس لئے مجھے دوبارہ آپ کو تکلیف دینی پڑی۔ یہ مشک بہت عمدہ تھی اس دوکان سے ایک تولہ مشک لے کر جہاں تک ممکن ہو جلد ارسال فرماویں کہ دورہ مرض کا سخت اندیشہ ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ ہے۔آپ نے یہ مشک بمبئی سے منگوائی تھی۔ باقی خیریت ہے۔اس وقت بھی طبیعت صحت پر نہیں۔ رجسٹری کرا کر یہ خط بھیجتا ہوں۔ میں انشاء اللہ القدیر آپ کے صاحبزادہ سیٹھ احمد صاحب کے لئے اور ان کی دنیا و عاقبت کی کامیابی کے لئے بہت دعا کروں گا میری طرف سے سلام علیکم ان کو پہنچے۔والسلام ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳

مکتوب نمبر۱۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آج آپ کی تار کے ذریعہ سے یک دفعہ ایک غم کی خبر یعنی واقعہ وفات عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی بیوی کا سن کر دل کو بہت غم اور صدمہ پہنچا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ۔ دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کا یہ نمونہ ہے کہ ابھی تھوڑے دن گزرے ہیں کہ عزیز موصوف کی اس شادی کا اہتمام ہوا تھا اور آج وہ مرحومہ قبر میں ہے جس قدر اس ناگہانی واقعہ سے آپ کو اور سب عزیزوں کو صدمہ پہنچا ہوگا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرماوے اور عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی عمر لمبی کرے آمین ثم آمین۔ اس خبر کے پہنچنے پر ظہر کی نماز میں جنازہ پڑھا گیا اور نماز میں مرحومہ کی مغفرت کے لئے بہت ہی دعا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے غم اور صدمہ کے عوض میں بہت سی خوشی پہنچاوے آمین۔ باقی تادم تحریر خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

میرزا غلام احمد

۱۳؍اگست ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰۹

مکتوب نمبر۲۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ عین انتظاری میں پہنچا۔ مجھے اس سے بہت خوشی ہوئی کہ اس مبارک کام کے لئے آپ کی سلسلہ جنبانی کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوئی ۔ مجھے آپ کے اس کام کی خبر تو نہ تھی مگر میں نے آپ کے اس سفر کے لئے بہت ہی دعا کی کہ جو جو مطالب اس سفر میں مدنظر ہیں خدا تعالیٰ ان کو انجام دے۔ مجھے امید ہے کہ وہ دعائیں قبول ہوگئی ہوں گی۔ امید کہ عقد نکاح کے بعد ضرور مسرورالوقت فرماویں۔ میرے نزدیک یہ کام نہ صرف مناسب بلکہ بہت ضروری تھا۔ اللہ تعالیٰ اُس میں برکت ڈالے اور بہت سی برکات کا موجب کرے۔ آمین ثم آمین۔ باقی ہر طرح سے خیریت ہے۔

والسلام ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰/اگست ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱۲

مکتوب نمبر ۳۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ ایک سو روپیہ مرسلہ آں مکرم اس سو روپیہ کے بعد جو پہلے آں مکرم بھیج چکے تھے مجھ کو پہنچا۔ اللہ جلّشانہٗ بہت بہت جزائے خیر دنیا وآخرت میں آپ کو دے اور اپنے فضل وکرم سے بلاؤں سے بچاوے آمین ثم آمین۔ اب جیسا کہ آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ آپ کی تشریف آوری کی انتظار ہے اللہ تعالیٰ تمام تر خیریت وعافیت کے ساتھ آپ کو لاوے۔ آمین ثم آمین۔ مُنجّمین اخباروں کے ذریعہ بہت شور مچا رہے ہیں کہ ۱۳؍نومبر ۱۸۹۹ء تک دنیا کا خاتمہ ہے یعنی اگر ستارہ کی زمین کے ساتھ ٹکر ہوگئی۔ لیکن مجھے اب تک کچھ معلوم نہیں ہوا۔ خدا تعالیٰ لوگوں کو توبہ کی توفیق دے۔ موسم کے حالات ردّی ہیں۔ پنجاب میں بارش نہیں ہوئی۔ خریف اور ربیع دونوں سے زمینداروں کو نا اُمیدی ہوگئی۔ کلکتہ میں طاعون شروع ہوگیا۔ اخبار میں لکھا ہے کہ جناب نواب وائسرائے بہادر نے طاعون کا ٹیکا لگوایا ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد

۲۵؍اگست ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳

مکتوب نمبر ۴۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

عنایت نامہ پہنچا ۔ مجھے سخت افسوس ہے جس کو میں بھول نہیں سکتا کہ مجھ کو قبل اس حادثہ وفات کے وقت اس کامل دعا کا موقعہ نہیں ملا جو اکثر کرشمۂ قدرت دکھلاتی ہے ۔ میں دعا تو کرتا رہا مگر وہ اضطراب جو سینہ میں ایک جلن پیدا کرتا ہے اور دل کو بے چین کرتا ہے وہ اس لئے کامل طور پر پیدا نہ ہوا کہ آپ کے عنایت نامجات میں جو حال میں آئے تھے یہ فقرہ بھی درج ہوتا رہا کہ اب کسی قدر آرام ہے اور آخری خط آپ کا جو نہایت اضطراب سے بھرا ہوا تھا اس تار کے بعد آیا جس میں وفات کی خبر تھی ۔ اس خانہ ویرانی سے جو دوبارہ وقوع میں آگئی رنج اور غم تو بہت ہے ۔ اور نہ معلوم آپ پر کیا کیا قلق اور رنج گزرا ہوگا لیکن خداوند کریم ورحیم کی اس میں کوئی بڑی حکمت ہوگی ۔ یہ بیماری طبیبوں کے نزدیک متعدی بھی ہوتی ہے اور اس گھر میں جو ایسی بیماری ہو سب کو خطرہ ہوتا ہے اور خاوند کے لئے سب سے زیادہ ۔ سوشاید ایک یہ بھی حکمت ہو خداوند تعالیٰ عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی عمر دراز کرے اور اس کے عوض میں بہتر صورت عطا فرمائے ۔ یہ ضروری ہے کہ آپ اس غم کو حد سے زیادہ اپنے دل پر نہ ڈالیں کہ ہر ایک مصیبت کا اجر ہے اور مناسب ہے کہ اب کی دفعہ ایسے خاندان سے رشتہ نہ کریں جن میں یہ بیماری ہے اور نیز جو آپ نے اپنے لئے تحریک کی تھی اس تحریک سے بھی سُست نہ ہوں ۔ خدا تعالیٰ پر توکّل کر کے ہر ایک کام درست ہو جاتا ہے ۔ باقی سب خیریت ہے ۔ کتاب تریاق القلوب چھپ رہی ہے انشاء اللہ القدیر دو تین ہفتہ تک چھپ جائے گی باقی خیریت ہے ۔

والسلام ☆

خاکسار

میرزا غلام احمد

۱۶؍ستمبر ۱۸۹۹ء

☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱

مکتوب نمبر ۵ ۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

عنایت نامہ پہنچا ۔ میں بباعث قدیمی بیماری کے جو آج کل ستمبر کے مہینہ میں اکثر مجھے ہوتی ہے بیمار رہا اور اب تک میری طبیعت صاف نہیں ہے اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یکم اکتوبر یعنی موسم کی تبدیلی کے وقت طبیعت صاف ہو گی اور میں نے آنمکرم کے اس مقدمہ کے لئے بھی دعا کرنی شروع کر دی ہے اور عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی بیوی کے لئے بھی دعا کرتا ہوں ۔ امید کہ طبیعت درست ہونے پر بہت توجہ سے دعا کروں گا ۔ میری طبیعت کچھ ایسی ضعیف اور کمزور ہو رہی ہے کہ بسا اوقات میں خیال کرتا ہوں کہ گویا چند دم ہی میری عمر میں سے باقی ہیں مگر بایں ہمہ آپ کے لئے میں دعا کرنے کو کبھی نہیں بھولتا ۔ میں انشاء اللہ اگر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے زندگی ہوئی تو آپ کے ہر ایک مقصد کے لئے دعا کروں گا اور مجھے امید یہی ہے کہ اگر مجھے دعا کرنے کے لئے وقت دیا گیا تو وہ دعا قبول ہو گی ۔ میں بباعث علالت طبع کے اس وقت زیادہ نہیں لکھ سکتا اس لئے اسی قدر پر چھوڑتا ہوں ۔

والسلام ☆

خاکسار

میرزا غلام احمد

از قادیان ضلع گورداسپور

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۰۹، ۱۱۰

مکتوب نمبر ۷۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

پرسوں کی ڈاک میں کل اور ایک سو روپیہ مرسلہ آنمکرم مجھ کو ملا۔ خدا تعالیٰ جزائے خیر بخشے۔ آمین ثم آمین۔ مجھے پھر معلوم نہیں ہوا کہ وہ کار خیر انجام پذیر ہو گیا ہے یا ابھی کوئی تاریخ مقرر ہے۔ امید ہے کہ اُس سے ضرور مطلع فرماویں گے۔ باقی اس جگہ ہر طرح خیریت ہے۔ کتاب **تریاق القلوب** ابھی چھپ رہی ہے اور رسالہ **''مسیح ہند میں''** بھی چھپ رہا ہے اور رسالہ **ستارہ قیصریہ** چھپ چکا ہے۔ امید کہ آں مکرم کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا۔ ۲۷/اگست ۱۸۹۹ء کو مجھ کو اپنی نسبت یہ الہام ہوا۔ **خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت ملائکہ نے تیری مدد کی۔**[1]

خاکسار ☆

میرزا غلام احمد

---

[1] تذکرہ صفحہ ۲۸۲۔ ایڈیشن چہارم ☆ تشحیذ الاذہان مارچ ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱

مکتوب نمبر ۷۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ایک سو روپیہ نقد مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گیا۔ خدا تعالیٰ متواتر خدمات کے عوض میں آپ کو متواتر اپنے فضل اور جزا سے خوش کرے، آمین ثم آمین۔ کتاب **تریاق القلوب** چھپ رہی ہے ابھی میں نہیں کہہ سکتا کہ کب ختم ہو شاید اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دو ہفتہ تک ختم ہو جائے یہ آپ کے حصہ میں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے کہ مشکلات کے وقت میں آپ کی طرف سے مدد پہنچتی ہے۔ اس ملک میں سخت قحط ہو گیا ہے اور اب تک بارش نہیں ہوئی۔ اب کی دفعہ ابتلا کا سخت اندیشہ ہے کیونکہ ہمارے سلسلہ کے اخراجات کا یہ حال ہے کہ علاوہ اور خرچوں کے دو سو روپیہ ماہوار کا آٹا ہی آتا تھا۔ اب میں خیال کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ کا آئے گا اور زیادہ سے زیادہ ایک ماہ تک چلے گا اور دوسرے اخراجات بھی اور مہمان داری کے ہوتے ہیں۔ وہ بھی اس کے قریب قریب ہیں۔ چنانچہ ایندھن یعنی جلانے کی لکڑی وغیرہ غلہ کی طرح کمیاب ہو گئی ہے اور ایسی کمیاب ہے کہ شاید اب کی دفعہ ڈیڑھ سو یا دو سو روپیہ ماہوار اسی کا خرچ ہو۔ میں ڈرتا ہوں کہ وہی وقت نہ آ گیا ہو جو کہ احادیث میں پایا جاتا ہے کہ ایک دفعہ مسیح موعود اور اس کی جماعت پر قحط کا سخت اثر ہوگا۔ سو حیرت ہے کہ کیا کہا جائے۔ اگر دعا کے لئے وقت ملے تو دعا کروں۔ ابھی تک ہماری جماعت میں سے اہلِ استطاعت میں سے ایک آپ ہیں جو حتی الوسع اپنی خدمات میں تعہد رکھتے ہیں اور دوسرے لوگ یا تو نادار ہیں یا سچا ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ لیکن ہمارے مرنے کے بعد بہت سے لوگ پیدا ہو جائیں گے کہ کہیں گے اگر وہ وقت پاتے تو تمام مال اور جان سے قربان ہو جاتے۔ مگر وہ بھی اس بیان میں جھوٹے ہوں گے کیونکہ اگر وہ بھی اس زمانہ کو پاتے تو وہ بھی ایسے ہی ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ دلوں میں سچا ایمان بخشے۔ **خدا کے مامور جو آسمان سے آتے ہیں وہ اپنی جماعت کے ساتھ خرید اور فروخت کا سا معاملہ رکھتے ہیں۔ لوگوں سے ان کا چند روزہ مال لیتے ہیں اور جاودانی مال کا ان کو وارث بناتے ہیں۔** میں چاہتا ہوں کہ ان مشکلات کے وقت میں ایک اشتہار شائع کروں تا ہر یک صادق کو ثواب کا موقع ملے اور اس میں کھلے کھلے طور پر آپ کا ذکر بھی کر دوں کیونکہ اب سخت ضرورت کا سامنا

ہے۔اور ہمارے سید و مولیٰ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی ضرورتوں کے وقت جب ایسا کرتے تھے تو صحابہ دل و جان سے اس راہ میں قربان تھے۔ جو کچھ گھروں میں ہوتا تھا تمام آگے رکھ دیتے تھے۔ غرض اسی طرح کا اشتہار ہوگا۔ والسلام

۲۶/ستمبر ۱۸۹۹ء　　　خاکسار

میرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

مبلغ سو روپیہ مرسلہ آنمکرم پہنچا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزا بخشے اور آفات دینی اور دنیوی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔ کشمیر سے خلیفہ نور دین صاحب تحقیقات کر کے آ گئے ہیں۔ پانسو چھپن آدمی کی گواہی سے ثابت ہوا کہ وہ قبر جس کا ذکر رسالہ میں کیا گیا ہے مختلف ناموں سے مشہور ہے بعض یوز آسف نبی کی قبر کہتے اور بعض شہزادہ نبی کی قبر اور بعض عیسیٰ صاحب کی قبر اور اب عنقریب تین آدمی سفر خرچ کے انتظام کے بعد نصیبین کی طرف روانہ ہوں گے اور اس سے پہلے جلسہ ہوگا جس کی تاریخ ۱۲/نومبر ۱۸۹۹ء قرار پائی ہے۔ اس جلسہ سے چند روز بعد یہ تینوں روانہ ہو جائیں گے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام ☆

۲/اکتوبر ۱۸۹۹ء　　　خاکسار

میرزا غلام احمد

از قادیان

☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۸

مکتوب نمبر ۷۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ اس بات کے سننے سے بہت خوشی ہوئی کہ آپ عنقریب تشریف لانا چاہتے ہیں۔ اس مسرت کا اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اس ناپائیدار دنیا میں بڑا ہی خدا تعالیٰ کا فضل سمجھنا چاہئے کہ جدائی کے بعد پھر ملاقات ہو۔ میں دن رات کوشش کر رہا ہوں کہ جلد تر کتاب **تریاق القلوب** کو ختم کروں۔ شاید ایک ماہ تک ختم ہو جائے۔ اشتہار ۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء آپ کی خدمت میں پہنچ گیا ہوگا۔ جس میں ضمیمہ جلسۃ الوداع بھی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنا فضل شامل حال رکھے اور جلد تر خیر و عافیت سے آپ کو ملا دے۔ نہایت خوشی بلکہ بے اندازہ خوشی ہوئی کہ آپ کے تشریف لانے کی بشارت سنی۔ **جزاکم اللّٰہ خیراً**۔ والسلام

۱۸؍اکتوبر ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد

مکتوب نمبر ۸۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا آپ بکلّی مطمئن رہیں۔ آپ کے لئے اس قدر دعا کی گئی ہے کہ جو دنیا میں ایک بڑے خوش نصیب کے لئے ہوسکتی ہے۔ خداوند عزّ وجل غفور رحیم ہے۔ اس کی درگاہ سے بڑی امیدیں ہیں لیکن ضرور ہے کہ درمیان میں کچھ تشویش لاحق حال ہو۔ جب تک خدا تعالیٰ کا وہ مقرر کردہ دن آ جاوے اس لئے بڑے استقلال اور قوت اور مردانگی سے ایسی تشویش کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ انسان دنیا طلبی کی حالت میں ضرور ہے کہ دل کا کمزور ہوتا ہے اور حقیقت میں جس قدر خدا تعالیٰ پر ایمان کمزور ہوتا ہے اسی قدر دل کو مصائب پیش آمدہ کے صدمہ پہنچتا ہے اور اسی قدر نا امیدی طاری ہوتی ہے۔ سو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ آپ کے لئے خدا تعالیٰ نے مبشر الہام صادر فرمایا

☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۶، ۳۷

ہے اور خدا کا کلام غلط نہیں جاتا۔ میرا یہ حال ہے کہ اگر دنیا کے تمام بادشاہ متفق ہوکر ایک وعدہ کریں تو میں اس وعدہ کو پھر یقینی نہیں سمجھتا کیونکہ ممکن ہے کہ قبل ایفائے وعدہ کے وہ لوگ مر جائیں اور اس کے ایفا پر قادر نہ ہوسکیں۔ وہ مجبور ہیں مگر خدا تعالیٰ ان تمام باتوں سے پاک ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ خدا تعالیٰ کس راہ سے اور کس طور سے ان غموم سے آپ کو نجات دے گا اور نہ ابھی تک یہ معلوم ہے کہ وہ وقت کب ہے لیکن کسی قدر مدت کی بات ہے۔ خداوند قادر کی طرف سے یہ وعدہ ہے۔ **وَالْکَرِیْمُ اِذَا وَعَدَوَفَا** اس لئے آپ جوانمردی سے اس ذوالجلال کے وعدے کے منتظر رہیں اور کسی کی بے التفاتی پر کچھ بھی پرواہ نہ کریں جس طرح بارش نا معلوم آتی ہے۔ نہیں معلوم ہوتا کہ کب بادل ہوگا اور کب مینہ برسے گا۔ اسی طرح خدا کا فضل بھی چور کی طرح آتا ہے۔ پورے استقلال اور استقامت سے منتظر رہنا چاہئے بلکہ بہت خوش رہنا چاہئے کہ خدا کا وعدہ ہے نہ انسان کا۔ اگر آپ دیکھیں کہ میں آگ میں پڑ گیا ہوں یا پڑتا ہوں تب بھی آپ خوش رہیں کیونکہ جس نے یہ آگ پیدا کی ہے وہ ایک دم میں اس کو بجھا سکتا ہے۔ دنیا میں میں اس بات کو خوب سمجھتا ہوں کہ کیونکر وہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر ہے اس لئے میں آگ میں بھی پڑ کر اس کو بہشت تصور کرتا ہوں۔ تمام دکھ اس بات سے ہوتے ہیں جب انسان نہیں جانتا کہ یہ تکلیفیں کیوں آتی ہیں؟ اور کیونکر دور ہوسکتی ہیں؟ مگر جب خدا تعالیٰ کی آوازیں خبر دیتی ہیں کہ یہ تکلیفیں اس کی طرف سے ہیں اور اس کے ارادے کے ساتھ معاً نیست و نابود ہو جاتی ہیں تو کیوں غم کیا جائے۔ باقی خیریت ہے۔ اس وقت قادیان کے چاروں طرف طاعون ہے قریباً دو کوس کے فاصلہ پر اور قادیان اس وقت ایک کشتی کی طرح ہے جس کے اِردگرد سخت طوفان ہے اور وہ دریا میں چل رہی ہو۔ ہر ایک ہفتہ میں شاید بیس ہزار کے قریب آدمی مر جاتا ہے خدا نے ان شکوک کو دور کر دیا کہ اس وقت عام طاعون پھیلے گی۔ ☆

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۳؍اپریل ۱۹۰۲ء

☆ اخبار الحکم ۲؍فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۴

مکتوب نمبر ۸۱

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مدت ہوئی آنمکرم کا کوئی خط میرے پاس نہیں پہنچا۔ نہایت تردّد اور تفکر ہے۔ خدا تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے۔ اس طرف طاعون کا اس قدر زور ہے کہ نمونہ قیامت ہے۔ گرمی کے ایام میں بھی زور چلا جاتا ہے۔ میں آپ کے لئے برابر دعا کر رہا ہوں۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آخرکار یہ پریشانی دور کرے گا۔ مناسب ہے کہ آپ ارسال خطوط میں سستی نہ کریں کہ اس سے تفکر پیدا ہوتا ہے۔ خدا حافظ ہو چند روز سے میری طبیعت بعارضہ زحیر علیل ہے۔ انشاء اللہ القدیر شفا ہو جائے گی۔

والسلام ☆

خاکسار

۲۰؍مئی ۱۹۰۲ء

میرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ میں کئی ہفتہ سے بیمار ہوں۔ ابھی پوری صحت نہیں اس لئے اپنے ہاتھ سے جواب نہیں لکھ سکا۔ آپ کی ملاقات کا بڑا اشتیاق تھا مگر ہر ایک امر اپنے وقت پر موقوف ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو تمام تفکرات سے رہائی بخشے۔ آمین۔ دعا برابر نماز میں کی جاتی ہے۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔

والسلام ☆☆

خاکسار

میرزا غلام احمد

☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۶ ☆☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۵

مکتوب نمبر ۸۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ موجودہ حالات سے آپ دلگیر نہ ہوں اور نہ کسی گھبراہٹ کو اپنے دل تک آنے دیں۔ میں اپنی دعاؤں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ہرگز خطا نہیں جائیں گی۔ اگر ایک پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائے تو میں اس کو ممکن مانتا ہوں مگر وہ دعائیں جو آپ کے لئے کی گئی ہیں وہ ٹلنے والی نہیں۔ ہاں میرے خدائے کریم وقدیر کی یہ عادت ہے کہ وہ اپنے ارادوں کو جو دعاؤں کی قبولیت کے بعد ظاہر کرنا چاہتا ہے اکثر دیر اور آہستگی سے ظاہر کرتا ہے تا جو بدبخت اور شتاب کار ہیں وہ بھاگ جائیں اور اس خاص طور کے فیض کا انہیں کو حصہ ملے جو خدا تعالیٰ عزّوجل کے دفتر میں سعید لکھے گئے ہیں۔ اس لئے میں آپ کو کہتا ہوں کہ صبر سے انتظار کریں ایسا نہ ہو کہ آپ تھک جائیں اور وہ جو آپ کے لئے تخم بویا گیا ہے وہ سب برباد ہو جائے۔ دنیا جلد تر آسمانی سلسلہ سے منہ پھیر لیتی ہے کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ ایک خدا ہے جو ایک خاک کی مٹھی کو سرسبز کر سکتا ہے۔ اگر خدائے عزّوجل کا آپ کے حق میں کوئی نیک ارادہ نہ ہوتا تو مجھے آپ کے لئے اس قدر جوش نہ بخشتا۔ یہ مت خیال کرو کہ بربادی درپیش ہے یا بکلّی ہو چکی ہے بلکہ اس خدا پر ایمان لاؤ جو ایک مُردہ نطفہ سے انسان کو پیدا کر دیتا ہے۔ اور یہ باتیں محض قیاسی نہیں بلکہ ہم اس خدا کی قدرتوں اور معجزوں کے نمونے دیکھ چکے ہیں جس کے ہاتھ میں سب کچھ ہے۔ اور انسان میں خامی اور بیدلی صرف اسی وقت تک رہتی ہے جب تک اس قادر کریم کا کوئی نمونہ نہیں دیکھا ہے لیکن نمونہ دیکھنے کے بعد وہ قادر خدا اس شے سے زیادہ پیارا ہو جاتا ہے جس کو طلب کیا گیا تھا۔ اس وقت یہ خدا کو تمام چیزوں پر مقدم رکھ لیتا ہے اور پھر عمر بھر دوسری چیز کے ہونے یا نہ ہونے پر کبھی غم کرتا ہی نہیں کیونکہ اب وہ اپنے خدا کو ایک خزانہ جانتا ہے جن میں تمام جواہرات ہیں۔ اسی کے موافق مثنوی رومی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک عاشق تھا جو اپنے عشق میں نہایت بیتاب تھا۔ آخر ایک باخدا آیا اور اس نے اس کو مراد تک پہنچایا اور خدا کی طرف آنکھیں کھول دیں تب وہ اپنے اس جھوٹے معشوق سے برگشتہ ہو گیا اور اس مرد خدا کا دامن پکڑ لیا اور یہ کہا

گفت معشوقم تو بودستی نہ آن
لیک کار از کارخیزد در جہان

سو خلاصہ تمام نصیحتوں کا یہی ہے کہ آپ وہ قوت ایمانی دکھلاویں کہ اگر اس قدر انقلاب اور انصاب مصائب ہو کہ سر رکھنے کی جگہ باقی نہ رہے تب بھی افسردہ نہ ہوں۔

زکارِ بستہ میندیش و دل شکستہ مدار
کہ آبِ چشمہ حیواں درونِ تاریکی ست

☆ والسلام

۲۲؍مئی ۱۹۰۲ء خاکسار

مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۸۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس جگہ سب خیریت ہے۔ دعا کا سلسلہ اسی طرح جاری ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل پر امیدیں ہیں

چو از راہ حکمت بہ بندد درے
کشاید بفضل و کرم دیگرے

کل کا نظارہ دیکھ کر میں خوش ہوا۔ میرے مکان میں چار بلیاں رہتی ہیں، ایک والدہ ہے اور تین اس کی بیٹیاں وہ بھی جوان اور مضبوط ہیں۔ کل کی دوپہر کے وقت میں میں اکیلا ادھر کے دالان میں بیٹھا تھا کہ میرے دروازے کے آگے ایک چڑیا آکر بیٹھ گئی، فی الفور بڑی بلّی نے حملہ کیا اور اس چڑیا کا سر منہ میں پکڑ لیا۔ پھر دوسری بلی آئی اس نے وہ چڑیا پہلی بلّی سے لے کر اپنے قبضہ میں کر لی اور اس کا سر منہ میں پکڑ لیا اور زمین پر ایسا رگڑا کہ میں وہ حالت مارے رحم کے دیکھ نہ سکا اور دوسری طرف

☆ اخبار الحکم ۱۴؍اپریل ۱۹۱۸ء صفحہ ۴

میں نے منہ کرلیا اور پھر جو میں نے دیکھا تو تیسری بلی نے اس چڑیا کا سر اپنے منہ میں لیا اور اس وقت مجھے خیال آیا کہ غالباً سر کھایا گیا۔ اتنے میں چوتھی بلی نے اس چڑیا کو لیا اور زمین میں اسے رگڑا تب میں نے یقین کیا کہ چڑیا مر چکی اور سر کھا لیا گیا اور رگڑنے میں کئی دفعہ چڑیا زمین پر گر پڑی پھر ایک بلی نے چاہا کہ اس چڑیا کے گوشت میں کچھ حصہ لے۔ اس نے اس چڑیا کو کھانے کے لئے اپنی طرف کھینچا شاید اس غرض سے کہ نصف پہلی بلی کے منہ میں رہے اور نصف آپ کھائے لیکن کسی سبب سے وہ چڑیا دونوں کے منہ سے نکل کر زمین پر جا پڑی اور گرتے ہی پھڑ کر کے اڑ گئی۔ چاروں بلیاں پیچھے دوڑیں مگر پھر کیا ہوسکتا تھا وہ کسی درخت پر جا بیٹھی اور بلیاں خائب و خاسر واپس آئیں۔ اس واقعہ کو دیکھ کر میرے دل کو بہت جوش آیا کہ اس طرح خدا تعالیٰ دشمنوں کے ہاتھ سے چُھڑاتا ہے۔ تب میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ وقت بہت مقبول ہے، آپ کے لئے بہت دیر تک دعا کی کہ اے خدائے قادر! جس طرح تو نے اس عاجز چڑیا کو چار خونی دشمنوں سے چُھڑایا اسی طرح اپنے عاجز بندہ عبدالرحمٰن کی جان بھی چُھڑا۔ آمین۔ امید رکھتا ہوں کہ وہ دعا بھی خالی نہیں جائے گی۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۳۰ / جون ۱۹۰۲ء

☆......☆......☆

☆ تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۲

مکتوب نمبر ۸۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ سچ ہے کہ بنا ہوا کام بگڑنے سے اور وسائل معاش کے کم یا معدوم ہونے کی حالت میں بے شک انسان کو صدمہ پہنچتا ہے مگر وہ جو بگاڑتا ہے وہی بنانے پر بھی قادر ہے۔ پس دنیا میں شکستہ دلوں کے اور تباہ شدہ لوگوں کے خوش ہونے کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اس خدائے ذوالجلال کو ایمانی یقین کے ساتھ یاد کریں کہ جیسا کہ وہ ایک دم میں تخت پر سے خاکِ مذلّت میں ڈالتا ہے، ایسا ہی وہ خاک پر سے ایک لحظہ میں پھر تخت پر بٹھا تا ہے۔ اس جگہ یہ کہنا کفر ہے کہ کیونکر اور کس طرح؟ اور ایسے اوہام کا جواب یہی ہے کہ جس طرح ایک قطرہ نطفہ سے انسان کو پیدا کیا۔ اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ[۱] نابینائی اور شک اور بدظنی کی وجہ سے تمام دکھ پیدا ہوتے ہیں ورنہ وہ ہمارا خدا عجیب قادر بادشاہ ہے، جو چاہے کرے کوئی بات اس کے آگے اَن ہونی نہیں **اگر یقین کی لذت پیدا ہو جائے تو شاید انسان دنیا طلبی کے ارادوں کو خود ترک کردے کیونکہ اس سے بڑھ کر کوئی لذت نہیں کہ اس بات کو آزما لیا جائے کہ درحقیقت خدا موجود ہے اور درحقیقت وہ قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ وہ کریم ورحیم ہے ان لوگوں کو ضائع نہیں کرتا جو اس کے آستانہ پر گرتے ہیں۔**

والسلام ☆

۷؍جولائی ۱۹۰۲ء خاکسار

میرزا غلام احمد

---

[۱] البقرۃ: ۱۰۷

☆☆ تشحیذ الاذہان اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴۱، ۴۲

مکتوب نمبر ۸۶

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ یہ بھی خدا تعالیٰ کی آپ پر ایک رحمت ہے کہ آپ نے میری اس نصیحت میں غفلت نہیں کی کہ خط برابر بھیجا جاوے اور میں جس قدر خدا تعالیٰ کے عجیب اور خارقِ عادت فضلوں پر یقین رکھتا ہوں، کاش اگر کوئی ایسا طریق ہوتا کہ میں آپ کے دل میں بھی ڈال سکتا۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت اور قدرت کا تجربہ اگر ہو تو وہ اس حالت میں بھی انسان کو نا امید نہیں کر سکتا کہ جب انسان پا بہ زنجیر زندان میں ہو۔ دیکھتا ہوں کہ دنیا کے اور اسباب سے سب امیدیں ہماری ٹوٹ چکی ہیں لیکن جب تک ہم قبر میں داخل ہو جائیں یہ امید ہماری ٹوٹنے کے قابل نہیں ہے کہ **ہمارا خدا وہ خدا ہے جو ہر ایک بات پر قادر ہے۔** انسان کی طبیعت کچھ ایسی واقع ہوئی ہے کہ دو چار تجربہ سے خواص اشیاء پر یقین کر لیتا ہے مثلاً ہم دیکھتے ہیں کہ پانی ہمیشہ پیاس کو بجھاتا ہے اور روٹی ایک بھوکے انسان کو سیر کرتی ہے، کسٹر آئل دست لاتا ہے، سمُّ الفار پوری خوراک پر ہلاک کر دیتا ہے۔ تو پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم پر کیوں یقین نہ کریں جس کو ہم اپنی زندگی میں صدہا مرتبہ آزما چکے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ گھبراہٹ ضعف ایمان کے باعث ہوتی ہے۔ اگر کسی کو یہ یقین ہو کہ میرا ایک خدا ہے جو مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا تو ممکن ہی نہیں کہ وہ غمگین ہو اور کیونکر غمگین ہو سکے۔ انسان تو آدمی سے بھی تسلی پا کر غمگین نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر کسی کو لاکھ دو لاکھ روپیہ کی ضرورت پیش آ جائے اور اس کے پاس ایک پیسہ نہیں اور وہ فکر ادائیگی میں مر رہا ہے اور کوئی رفیق نہیں تو غم سے ہلاک ہو جائے گا۔ جس طرح سر سیّد احمد خان ایک لاکھ روپیہ کے غم سے دنیا سے کوچ کر گئے۔ لیکن اگر ایسے مضطرب آدمی کو کوئی دوست مل جائے جو ذات کا چوہڑا یعنی بھنگی ہے یا چمار ہے اور وہ بہت دولت مند ہو اور وہ اس کو تسلی دے کہ تو غم نہ کر کچھ دیر کے بعد یہ تمام روپیہ تیرا ادا کر دوں گا اور اس کو یقین آ جائے کہ اب بلا شبہ اپنے وعدہ پر یہ شخص تمام روپیہ ادا کر دے گا تو قبل پہنچنے روپیہ کے جس قدر اس کو کشاکش ہو رہی ہے وہ اس کی نظر میں ایک معمولی ہو جائے گا اور چہرہ پر افسردگی نہیں رہے

گی ۔ایسا ہی وہ شخص جو یقین رکھتا ہے کہ **خدا تعالیٰ مجھے ضائع نہیں کرے گا وہ بلاشبہ ضائع نہیں ہوگا۔غم تب آتا ہے جب ایمان جاتا ہے**۔ایک تو بشریت کا غم ہے اس میں تو ایک حد تک انسان معذور ہوتا ہے جب کہ کسی کی موت پر غم آتا ہے اس میں تو انبیاء بھی شریک ہوتے ہیں جب کہ حضرت یعقوبؑ، یوسفؑ کی جدائی میں چالیس برس تک روتے رہے۔ وہ بشریت کا غم تھا۔مگر ایک ضعف ایمان کا غم ہوتا ہے جیسا کہ کوئی نادان یہ غم کرے کہ اب میرا کیا حال ہوگا، کیونکر مجھے روٹی اور کپڑا ملے گا۔عیال کا کیا حال ہوگا۔اس غم سے اگر انسان توبہ نہ کرے تو کافر ہو جاتا ہے کیونکہ اپنے رازق کا منکر ہے۔

دعا کا سلسلہ خوب سرگرمی سے جاری ہے۔ ہر ایک ساعت خدا تعالیٰ کے فضل کی امید ہے۔

والسلام ☆

خاکسار

۱۷/جولائی ۱۹۰۲ء

میرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۷

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔مجھ کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ برخلاف طبیعت کچے دنیا داروں کے جو ایک رنگ میں دہریہ ہوتے ہیں۔خدا تعالیٰ نے آپ کو استقامت بخشی۔ یہ بڑی نعمت ہے بشرطیکہ دوسرے لوازم اطاعت بھی ساتھ ہوں۔ مجھے بہت کم اتفاق ہوا ہوگا کہ آپ کے امر میں میں نے کبھی قسم کھائی ہو لیکن میں اس خدائے حیّ و قیوم کی قسم کھاتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں نے اس قدر آپ کے لئے دعائیں کی ہیں کہ اگر وہ ایک درخت خشک کے لئے کی جائیں تو وہ بھی سبز ہو جائے اور ابھی میں تھکا نہیں، جب تک وہ فرشتہ ظاہر نہ ہو کہ جو قضا و قدر کے امر کو ظاہر ہوتا ہوا دکھلائی دیتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی میرے ساتھ یہ عادت ہے کہ جب دعا انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو آخر

☆ الحکم ۷/مئی ۱۹۱۸ء صفحہ ۲

ایک فرشتہ نازل ہوتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے اس روک کو توڑتا ہے تب بعد اس کے بلا توقف رحمتِ الٰہی ظاہر ہو جاتی بلکہ قبل اس کے جو صبح ہو آثار رحمت نمودار ہونے لگتے ہیں۔ سو میں اسی غرض سے دعا میں مشغول ہوں۔ آپ پر بھی لازم ہے کہ آپ دعاؤں پر دل سے ایمان لاکر ایسے خوش رہیں جیسا کہ ایک شراب پینے والا عین نشہ کی حالت میں خوش ہوتا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ اور جو دہریہ کے رنگ کے لوگ ہیں ان کی باتوں کے سننے سے پرہیز کریں کیونکہ وہ لوگ خدا تعالیٰ کے غضب کے نیچے ہیں مومن پر ضرور ابتلا آتا ہے اور کبھی کبھی ابتلا لمبا بھی ہو جاتا ہے مگر آخر کار رحمت الٰہی کی صبح نکلتی ہے اور تمام غم کی تاریکی کو دور کر دیتی ہے لیکن جب فاسق یا کافر پر ابتلا آتا ہے تو وہ اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس کو خدا تعالیٰ پر ایمان نہیں، صرف اسباب پر بھروسہ ہوتا ہے جب اسباب نابود ہو گئے تب وہ بھی نابود ہونے کو تیار ہو جاتا ہے۔ سو آپ کے لئے جو تخم ریزی ہے یہ ایسی نہیں کہ خالی جائے صرف صبر درکار ہے۔ اور سوءِ ظن زہر قاتل ہے۔ اگر زمین مدراس کی آپ کو تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ مع جمیع قبایل قادیان میں آجائیں۔ غرض اب آپ سے صبر اور استقامت کا مطالبہ ہے۔ جب پھر آپ کیلئے دن پھریں گے تو آپ ان دنوں کو یاد رکھیں گے اور ضرور دل میں حسرت کریں گے کہ کاش میں نے جس قدر مصیبت پیش آمدہ پر صبر کیا اس سے زیادہ کرتا تب آپ کی معرفت بڑھ جائے گی اور جس طرح دنیا دار کی جان صرف جمعیت ہوتی ہے یہ بات نہیں رہے گی بلکہ آپ کے اندر ایک نئی روح آجائے گی کیونکہ میری دعاؤں کے لئے یہ بھی ایک چیز ہے۔ زیادہ خیریت۔

والسلام ☆

خاکسار

مرزا غلام احمد

۱۶/اگست ۱۹۰۲ء

☆ الحکم ۱۷/اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲

مکتوب نمبر۸۸

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔غم واندوہ کی کثرت اور بارگران قرضہ اگرچہ (لفظ پڑھے نہیں جا سکے) ایسی حالت میں جبکہ انسان اپنی کمزوری اور بے سامانی اورعدم موجودگی اسباب کا مطالعہ کر رہا ہو، بہت آزاردہ چیز ہے لیکن پھر اگر دوسرے پہلو میں کہ ’’خدا داری چہ غم داری‘‘ سوچا جائے تو ایسے غم گو بہت مجبوریوں کے ساتھ لاحق ہوں تاہم ایک غفلت کا شعبہ ثابت ہوں گے یعنی قادر حقیقی کی عجائب درعجائب قدرتوں پر ایمان نہیں ہوتا، جو ہونا چاہئے ۔ یہ خیال درحقیقت ایک تسلی اور شکر اور ہزار ہا امیدوں کے سلسلہ کا موجب ہے کہ ہمارا خدا قادر خدا ہے اور مجیب الدعوات ہے۔اس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ۔ یہ ایسی باتیں نہیں ہیں کہ محض طفل تسلی کے طور پر دل خوش کن باتیں ہوں بلکہ اگر **دنیا میں نجات کے لئے یہ راہ کشادہ نہ ہوتی تو بیکسی کی زندگی سے مرنا بہتر تھا**۔ یہ سچا نسخہ کیمیا کا ہے جو ہمارا ایک خدا ہے جو تمام باتوں پر قادر ہے۔خدا تعالیٰ آپ کو اس قادر خدا کے دونوں قسموں کے فیضوں سے پورے طور پر متمتع فرماوے۔آمین ۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔خدا آپ کا حافظ ہو۔ زیادہ خیریت۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۳۱ /اگست ۱۹۰۲ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۸۹

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ جناب الٰہی میں آپ کے لئے سلسلہ دعا کا شروع ہے ۔ وَمَنْ دَقَّ بَابَ الْكَرِيْمِ يُفْتَحُ ۔ چندروز ہوئے کہ مدراس سے ایک شیشی خورد مشک کی آئی ۔ وہ پرچہ جس پر فریسندہ کا نام تھا ڈاکخانہ سے گم ہوگیا ۔ وہ زبانی شکی طور پر کہتے ہیں کہ شاید یہ مدراس سے آئی ۔ اس سے پہلے ایک عجیب واقعہ گزرا کہ ایک شخص نے مجھ کو پوچھا کہ جو انبیاء علیہم السلام بعض کھانے کی چیزوں کو برکت دیا کرتے تھے اور کھانا ختم نہیں ہوتا تھا وہ برکت کیا چیز تھی؟ میں نے جواب دیا کہ جس چیز پر ایک مقبول آدمی دعا کرے اس کا سلسلہ لمبا کیا جاتا ہے ۔ جلدی ختم نہیں ہوتا خواہ کسی طرح لمبا کیا جائے ۔ اتفاقاً اس وقت میرے پاس ایک شیشی مشک کی تھی ۔ جو اس میں بہت تھوڑی سی مشک تھی میں نے کہا کہ دیکھو ہم اس کو برکت دیتے ہیں تا یہ مشک آج یا کل ختم نہ ہو جائے تب میں نے اس پر دعائے برکت پھونک دی اور اسی روز تیسرے پہر یہ مشک آ گئی جو کہتے ہیں غالباً مدراس سے آئی ۔ جنہوں نے یہ معاملہ دیکھا ان کے ایمان میں ترقی کا موجب ہوا ۔ مجھے آپ اطلاع دیں کہ کس تاریخ تک آپ کا ارادہ ہے کہ آپ قادیان میں تشریف لاویں ۔ دس روز پہلے اطلاع دیں ۔

والسلام

خاکسار

میرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۰؍ستمبر ۱۹۰۲ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۰

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ الحمدللہ کہ آثار بہبودی ظاہر ہونے لگے۔ سلسلہ دعا کا برابر جاری ہے۔ سیٹھ دال جی صاحب نے جو مشک بھیجی ہے۔ خدا ان کو جزائے خیر دے۔ اصل بات یہ ہے کہ عمدہ مشک ملتی ہی نہیں۔ کبھی کبھی ہاتھ آتی ہے۔ سو یہ مشک بھی درمیانی درجہ کی ہے بہرحال خدا تعالیٰ اس خدمت کا نیک پاداش ان کو عطا کرے آمین۔ میں آپ کی طرف خط نہیں لکھ سکا کہ معلوم ہوا کہ وہ مدراس میں نہیں ہیں۔ آپ میری طرف سے السلام علیکم کہہ دیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

۲۸؍ستمبر۱۹۰۲ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آج عنایت نامہ جس میں کچھ پریشانی حال اور ایک خواب درج تھی، پہنچا۔ خواب گویا اس پریشانی کا جواب تھا۔ تعجب کہ اس قدر عمدہ خوابیں آپ کو ہوتی ہیں اور پھر بھی تفکّرات دامن گیر ہوتے ہیں۔ یہ خواب آپ کے لئے بڑی ایک بشارت ہے کہ خدا تعالیٰ پھر آپ کو عزت اور مرتبت کی سواری پر بٹھانے والا ہے اور از روئے تعبیر کے جو اَب مال ہے جو دشمن کے دست برد سے بچایا جائے یا کوئی خزانہ جو مل جائے یا وفادار عورت۔ اور میرے گھر میں سے جو آپ کو جواب دیا تھا تو اس کی تعبیر دو ہوسکتی ہے۔ ایک یہ کہ ان کا نام نصرت جہاں بیگم اور یہ خدا کی نصرت کی طرف اشارہ ہے

اور دوسرے یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ میری دعائیں آپ کو نصرت کا کام دیں گی۔ ایسا ہی آپ کو میر ناصر نواب صاحب نظر آئے اس میں بھی نصرت کا لفظ ہے اور میرا بیٹا بھی آپ کو نظر آنا بشارت ہے کیونکہ دعا بجائے بیٹے کے ہوتی ہے گویا وہ دعا اوّل ایک ہندو کے پاس محبوس تھی یعنی اس کے ظہور کا وقت نہیں آیا تھا اور اب وقت قریب ہے۔ غرض ہر ایک جز اس خواب کی بہت مبارک ہے۔ آپ کو چاہئے کہ مردِ میدان اور پہلوان بن کر اب چند روز کی ابتلاؤں کو برداشت کر لیں۔ انشاء اللہ آسمان پر سے آپ کے لئے کوئی راہ نکل آئے گی اور حلوا پہنچ گیا ہے خدا تعالیٰ آپ کو بہت بہت جزائے خیر دے کہ مدراس کا رزق قادیان پہنچا دیا۔ حلوا بظاہر بباعث شدت موسم گرما خراب ہو گیا اور اس پر وہ زنگ جیسا شیرینی پر چڑھ جاتا ہے ایسا چڑھ گیا تھا کہ شیرینی پھینکنے کے لائق معلوم ہوتی ہے۔ بعض نے کہا اب قابل استعمال نہیں لیکن ایک خادمہ نے کہا کہ میں اس کو نئے سرے سے بنا دیتی ہوں۔ پھر خبر نہیں کہ اس نے کیا کیا، ایسی عمدہ شیرینی بطور قرص بنا لائی کہ نہایت لذیذ تھی۔ اسی وقت تمام اہل وعیال میں تقسیم کی گئی۔ چونکہ بھیجنے والوں نے محبت اور ارادت سے بھیجی تھی اس لئے خدا نے شیرینی کو بگڑنے اور بیکار ہونے سے محفوظ رکھا۔ خدا اُن کو جزائے خیر بخشے اور آپ کو جزائے خیر بخشے آمین۔ باقی سب طرح خیریت ہے۔ طاعون کا اس علاقہ میں پھر زور ہوتا جاتا ہے۔ کوہ کسولی پر طاعون زور سے شروع ہو گئی۔ بعض سرکاری خبروں سے معلوم ہوا کہ احاطہ بمبئی میں ہماری جماعت دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے اور پنجاب میں اُونچاس ہزار ہماری جماعت ہے۔ ابھی سرکاری کاغذات ہم کو نہیں ملے۔ کوشش کی جاتی ہے کہ ان کی نقل مل جائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۲

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ علالت طبع عزیزی سیٹھ احمد صاحب کی خبرسن کر تفکّر ہوا۔ اللہ تعالیٰ جلد تر شفا کلّی عطا فرماوے آمین ۔ اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ تادم تحریر سب خیریت ہے۔ برابر دعا کی جاتی ہے۔ اس نواح میں طاعون تو ہے لیکن بفضلہٖ تعالیٰ ابھی کچھ زور نہیں اکثر بیمار اچھے بھی ہو جاتے ہیں۔ سنا گیا ہے کہ امرتسر میں طاعون دن بدن چمکتی جاتی ہے۔ معلوم نہیں کہ طاعون سے خدمت مفوضہ لینا کس مدت تک حضرت احدیت کا ارادہ ہے۔ باقی سب خیریت۔ امید ہے کہ آپ جلد تر وہاں سے روانہ ہوں گے یا شاید یہ خط وہاں نہ مل سکے قادیان واپس آکر ملے۔ والسلام

۲۶/ اکتوبر ۱۹۰۲ء خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۹۳

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ مجھ کو ملا۔ آپ بہت مضبوطی سے اپنی استقامت پر قائم ہیں کیونکہ جو آپ کے لئے کوشش کی گئی ہے وہ ضائع نہیں جائے گی، ضرور ہے کہ اوّل یہ ابتلا انتہاء تک پہنچ جائے، عُسر کے ساتھ یُسر ہوتی ہے اور غم کے بعد خوشی۔ ایسا نہ ہو کہ آپ بشریت کے وہم سے مغلوب ہو کر سلسلہ امید کو ہاتھ سے چھوڑ دیں کہ ایسا کرنا دعا کی برکت کو کم کر دیتا ہے۔ میں بڑی سرگرمی سے آپ کے لئے مشغول ہوں مگر قریباً پندرہ روز سے ریزش کی شدت سے بیمار ہوں اور ضعف بہت ہے اس لئے میں خط لکھنے سے مجبور و معذور رہتا ہوں۔ اکثر بباعث ضعف میرے دل پر ایسے عوارض کا ہجوم ہوتا ہے کہ میں بہت کمزور ہو جاتا ہوں مگر بہر حال آپ کو بھولتا نہیں۔ مومن کی بڑی قسمت یہ ہے کہ وہ خدا پر ایمان لاتا ہے اور اس کے فضل پر بھروسہ رکھتا ہے جو شخص خدا سے ناامید ہوتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔

دنیا تو خود روزے چند اور بے اعتبار ہے۔ ایک خدا ہی ہے جس سے خوشی ہے۔ وہ قادر ہے اور بلاشبہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ آج میں نے خواب دیکھا کہ بعض آفات تین بھینسوں کی شکل پر میرے مارنے کے لئے آئیں اور میں ایک کوچہ سربستہ میں کھڑا ہوں۔ ایک بھینس کو میں نے مار کر ہٹا دیا اور دوسری کو بھی ہٹایا۔ لیکن تیسرا بھینسا ایک نہایت خبیث اور شریر اور مست معلوم ہوتا ہے۔ اب وہ کوچہ سربستہ میں بفاصلہ قریباً دو بالشت کے کھڑا ہے اور سخت حملہ کے لیے تیار ہے اور بھاگنے کی راہ بند کر دی۔ اس وقت موت کا سامنا معلوم ہوتا تھا کہ کسی طرح مخلصی نہیں، ہلاکت ہے۔ تب خدا کی قدرت سے دوسری طرف اس کا منہ ہوا مگر وہیں کھڑا رہا۔ میں غنیمت سمجھ کر اس کے حلقے میں سے نکل آیا اور وہ پیچھے دوڑا۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ کلام پڑھ اس سے نجات پائے گا اور وہ کلام یہ ہے۔ **رَبِّ کُلُّ شَیئٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ** ۔ترجمہ۔ اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے، اور تیرے حکم میں ہے مجھے ہر ایک بلا سے نگہ رکھ اور مدد دے اور رحم کر۔ میں یہ دعا پڑھتا جاتا تھا اور دوڑتا تھا۔ تب میرے دل میں ڈالا گیا کہ بلا دفع ہو گئی اور نیز میرے دل میں ڈالا گیا کہ **یہ خدا کا اسم اعظم ہے جو شخص صدق دل سے اس کو پڑھے گا وہ نجات پائے گا۔**[1] اس لئے میں لکھتا ہوں کہ آپ بھی ہر نماز میں، رکوع میں، سجود میں اور بعد فاتحہ اور دوسری سورہ کے بعد اگر دوسری سورت بھی .... فاتحہ کے ساتھ ہو ضرور پڑھیں اور تذلّل اور عجز سے پڑھیں اور خدا تعالیٰ کے فضل پر پوری امید رکھیں۔ وہ قوی و قادر خدا ہے، ایک دم میں جو چاہے کر دے۔ انسان کو اس رحیم و کریم اور قادر سے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ جو شخص ناامید ہوا وہ جہنم میں گیا۔ اگر ہماری جلد ہمارے بدن پر سے الگ کر دی جائے اور ایک آہنی تنور میں ڈال دیا جائے تب بھی ہم اس خدا سے ناامید نہیں ہو سکتے۔ ہمارے لئے ابراہیم کا نمونہ کافی ہے جس نے خدا کی مرضی حاصل کرنے کے لئے اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی اور آنکھیں بند کر کے اپنی دانست میں ذبح کر دیا مگر آج اسی ذبح کردہ کی اس قدر اولاد کہ ہم ان کو گن نہیں سکتے۔ خدا بے وفا نہیں، انسان خود بے وفا بنتا ہے۔ خدا غدار نہیں، انسان خود غدر کرتا ہے۔ خدا ہرگز اپنے وفادار کو نہیں چھوڑتا مگر بد بخت انسان خود چھوڑتا ہے۔ تب دنیا اور دین دونوں اس کے تباہ ہو جاتے ہیں۔

---

[1] تذکرہ صفحہ ۳۶۳ ایڈیشن چہارم

خدا آپ کو استقامت بخشے اور آپ کے دل میں صبر ڈالے۔ صبر وہ کیمیا ہے جس کا سونا کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا۔ خدا ابتلا کے طور پر آگ میں ڈالتا ہے مگر صابر اور وفادار کو پھر محبت سے پکڑ لیتا ہے اور دوسری حالت اس کی پہلی سے اچھی ہوتی ہے۔ والسلام ☆

خاکسار

۶۔ دسمبر ۱۹۰۲ء میرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۹۴

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ بدریافت خیر و عافیت خوشی ہوئی۔ الحمد للہ اس جگہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ سب طرح سے خیریت ہے۔ میں اس وقت تک معہ اپنی تمام جماعت کے باغ میں ہوں۔ اگرچہ اب قادیان میں طاعون نہیں ہے لیکن میں اس خیال سے کہ جو زلزلہ کی نسبت مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی نسبت میں توجہ کر رہا ہوں اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ جلد تر آنے والا ہے تو اس واقعہ کے ظہور کے بعد قادیان میں جاؤں۔ اگر معلوم ہو کہ وہ واقعہ کچھ دیر کے بعد آنے والا ہے تو پھر قادیان میں چلے جائیں۔ بہرحال دس یا پندرہ جون تک انشاء اللہ میں اسی جگہ باغ میں ہوں۔ آپ تشریف لے آویں اِنْ شَاءَ للّٰه تَعَالٰی اس جگہ کوئی تکلیف نہ ہوگی اور آنے سے پہلے مجھے اطلاع دیں۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔

والسلام ☆☆

۱۲؍مئی ۱۹۰۵ء خاکسار

میرزا غلام احمد

☆ بحوالہ تذکرہ صفحہ ۳۶۳ ایڈیشن چہارم ☆☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۶

مکتوب نمبر ۹۵

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں آپ کے لئے بہت دعا کی جاتی ہے اوریقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ آپ کو ضائع ہونے سے بچالے گا۔ وہ کریم رحیم ہے۔ آپ کا اپنی جماعت کے ساتھ اختلاط اور مصالحت یہ آپ کی رائے پر موقوف ہے۔ اگر ایسی مصالحت میں کوئی امر معصیت اور گناہ کا درمیان نہ ہوتو کچھ مضائقہ نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فِی الصُّلْحِ خَیْرٌ ورنہ اس وقت تک صبر کرنا چاہئے جب تک خدا تعالیٰ خود آسمان سے کوئی صورت بہبودی پیدا کردے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ انسان اپنی کمزوری اور بے صبری سے آنے والی رحمت سے منہ پھیر لیتا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے وعدے سچے ہوتے ہیں۔ وہ ضرور وقت پر اپنی تمام باتیں پوری کر دیتا ہے، قادر ہے اور کریم ہے۔ صبر سے ایک حد تک تلخی اٹھانا موجب برکات ہے۔ مگر یہ کام بڑے خوش قسمت انسانوں کا ہے جن کو خدا تعالیٰ پر بہت بھروسہ ہوتا ہے۔ جو کبھی تھکتے نہیں۔ آخر خدا تعالیٰ ان کی مدد کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں ایک جگہ فرماتا ہے وَظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ قَدْ کُذِبُوْا[1] یعنی ہم نے نبیوں کو وعدہ مدد اور فتح کا دیا، پھر مدت تک اس وعدہ کو التوا میں ڈال دیا یہاں تک کہ مومنوں نے خیال کیا کہ خدا نے جھوٹ بولا اور جھوٹا وعدہ دیا اور اس کے کچھ آثار بھی ظاہر نہ ہوئے مگر آخر وقت پر وہ وعدہ پورا ہوا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر یہ خوف کا مقام ہے کہ کچی طبیعت والوں پر یہ حالت بھی آجاتی ہے کہ وہ تھک کر خدا کے وعدہ کو بدظنی سے دیکھنے لگتے ہیں اور جھوٹ خیال کرتے ہیں۔ نہایت خوش قسمت وہ شخص ہیں جن میں تھکنے کا مادہ نہیں، گویا ان میں پیغمبروں کی روح ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کو قسم دے کر گواہوں کے ساتھ یہ یقین دلایا گیا تھا کہ یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا مگر خدا کے وعدے میں وہ شک نہ لائے اور چوبیس برس کے قریب مدت گزر گئی، خدا کے وعدے نے کچھ بھی ظہور نہ کیا یہاں تک کہ گھر کے لوگ بھی حضرت یعقوبؑ کو دیوانہ کہنے لگے۔ لیکن آخر کار وہ سچا نکلا۔ غرض سب کچھ انسان کرسکتا ہے لیکن صادق مومنوں کی طرح صبر کرنا

[1] یوسف: ۱۱۱

مشکل ہوتا ہے خاص کر بے ایمانی ہوا جو ہر طرف سے چل رہی ہے جس نے خدا کی طرف کو بے عزت کر دیا ہے، وہ اکثر دلوں پر زہریلا اثر دکھاتی ہے۔ آخر کمزور انسان تھک کر ان میں سے ایک ہو جاتا ہے اور خدا سے جدا ہو جاتا ہے **لیکن مومن کے لئے عہد شکنی سے مرنا بہتر ہے۔** مومن کا خدا کے ساتھ ایمانی عہد ہوتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کا بھروسہ چھوڑ دیا تو وہ عہد قائم نہیں رہتا۔ **پس صبر جیسی کوئی بھی چیز نہیں جس کی برکت سے بگڑے ہوئے کام درست ہو جاتے ہیں** اور خدا تعالیٰ راضی ہو جاتا ہے۔ سو خدا تعالیٰ آپ کو ایسی توفیق دے کہ ان ہدایتوں پر آپ پابند رہیں۔ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ قادیان آنے کا اس وقت آپ ارادہ کریں جب کہ مدراس میں کچھ اطمینان اور تسلی کی صورت نکل آوے۔ میں آپ کے لئے دعا میں سرگرمی سے مشغول ہوں، صرف اس وقت کی دیر ہے جو آسمان پر مقرر ہے۔ بے صبری سے اس پودے کو ضائع نہ کریں۔ خدا مہربان ہو تو آخر ہر ایک مہربان ہو جاتا ہے ورنہ دنیاداروں کی مہربانی بھی ایک مکر ہوتا ہے۔ والسلام ☆

۶؍جولائی ۱۹۰۵ء خاکسار

میرزا غلام احمد

مکتوب نمبر ۹۶

مخدومی مکرمی اخویم سیٹھ صاحب سلّمہٗ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کل کی ڈاک میں آپ کا عنایت نامہ پہنچا اس جگہ اس قدر کم بارشیں ہیں کہ گویا نہیں تادم تحریر راہ یعنی سڑک کے جو بٹالہ سے قادیان آتی ہے صاف ہے اس لئے میں آپ کو اجازت دیتا ہوں کہ توکلاً علی اللہ بلا توقف سفر اس طرف کا کریں۔ خدا تعالیٰ خیر و عافیت سے آپ کو پہنچائے آمین۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ والسلام

۵؍اگست ۱۹۰۵ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆ تشحیذ الاذہان اگست ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۴، ۳۵

آپ بیتی

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدارسی

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ کے نام کے مکتوبات کے بعد میں اس مضمون کو درج کر دینا ضروری سمجھتا ہوں جو سیٹھ صاحب نے حضرت حجتہ اللہ علی الارض مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد عالی کے ماتحت لکھا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اسے الحکم میں چھاپ دوں چنانچہ وہ الحکم میں چھپ گیا تھا۔ حضرت سیٹھ صاحب کی اس یادگار کے ساتھ اس کا اندراج بہت ضروری ہے۔ (عرفانی)

حضور اقدس امام ہمام علیہ السلام!

اس ناچیز ...... کی ابتدائی عمر ہی سے قسم قسم کے لوگوں سے ملاقات رہی ہے۔ مگر جس گروہ کے ساتھ جب ملاقات ہوتی ابتداً تو ایک دلی جوش سے ہوا کرتی تھی اور اس ناچیز کو بڑی محبت اس سے رہا کرتی۔ لیکن جب کبھی کسی قسم کی کوئی منافقانہ حرکت ایسے ملاقاتی سے مشاہدہ میں آتی تو میرا دل رنج وغم سے بھر جاتا اور سخت صدمہ پہنچتا۔ میری صحبت اور ملاقات زیادہ تر اور خصوصیت کے ساتھ علماء اور صلحاء سے رہتی اور بجائے خود میں تقویٰ اور طہارت کو بھی فی الجملہ پسند کرتا تھا۔ چنانچہ میری ابتدائی عمر کی ایک کیفیت یہ ہے کہ ایک بزرگ غالباً وہ خراسانی تھے۔ بنگلور کے قریب ایک مقام میں جس کو لاگر کہتے ہیں سکونت رکھتے تھے اور ان کا نام ودود میاں تھا۔ چونکہ خراسانی گھوڑوں کے سوداگر وہاں قیام کرتے تھے اور سرکاری گھوڑوں کی خریداری بھی وہاں ہی ہوا کرتی تھی اس لئے ان کا قیام اسی جگہ رہتا تھا اور کبھی کبھی بنگلور بھی آجایا کرتے تھے۔ ایک نوجوان خوش رُو اور دوسرے تقویٰ اور پرہیزگاری میں بھی کامل تھے اور اس وقت ان کا سن بھی کوئی پچاس کے قریب ہوگا مگر قرأت بہت ہی اچھی پڑھتے تھے اور بڑے ہی خوش الحان تھے۔ جب کبھی ان کا آنا بنگلور میں ہوتا تھا تو جامع مسجد میں آکر فروکش ہوا کرتے تھے اور اس ناچیز کے وقت کا ایک حصہ اسی مسجد میں گزرتا تھا۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ مولوی ودود میاں صاحب نے نماز عشاء پڑھوائی اور یہ گویا ان کی

قرأت اور خوش الحانی پر مطلع ہونے کا پہلا اتفاق ہوا۔ جوں جوں نماز پڑھتا تھا اور ساتھ ساتھ طبیعت کو ان کی طرف میلان ہوتا گیا اور پھر تو میرے وقت کا کچھ کچھ حصہ ان کی صحبت میں بھی گزرتا رہا۔ چونکہ وہ بزرگ، نہایت درجہ کے متقی، پارسا، تہجد گزار اور منکسر المزاج تھے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنے میں ایک لذت بھی محسوس ہوتی تھی بایں سبب ان پر میرا احسن ظن بڑھتا گیا اور اکثر وہ ہمارے ہاں بھی مہمان رہتے جب تک ان کا قیام ہوتا۔ چونکہ اس ناچیز کے والدین، خدا ان کو مغفرت کرے، اس بات کو نہایت عزیز رکھتے تھے تو میرے لئے یہ بات بہت آسان ہو جاتی تھی کہ جب کبھی کوئی اور عالم یا کوئی اور اعلیٰ درجہ کے آدمی وہاں آجاتے تو ہرگز ہمارے مہمان ہوئے بغیر رخصت نہ ہوتے تھے۔ اور یہ اس زمانہ کا ذکر ہے کہ اس ناچیز کو کاروبار دنیا سے کچھ معلوم نہ تھا۔ مسجد اور مدرسہ اور کبھی کبھی اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ کھیل تماشہ سیر کرنے میں بھی وقت گزرتا تھا۔ غرض جیسا کہ والدین کی عادت ہوا کرتی تھی بڑے دنوں یعنی مشہور تہواروں میں لڑکوں کو کچھ دے دیا کرتے ہیں جیسا کہ عیدین وغیرہ کو اور ایسا ہی بعض دوسرے موقعوں پر اور ہمارے ہاں عموماً یہ بھی عادت ہے کہ دوسرے رشتہ دار بھی ایسے موقعوں پر کچھ نہ کچھ نقدی بطور عیدی دے دیا کرتے ہیں تو اس ناچیز کے پاس ایسی تقریبوں کے جمع کئے ہوئے کوئی دس بارہ روپے تھے اور اس کو بڑی احتیاط سے اپنے پاس رکھتا تھا یعنی کسی کو اس کی خبر نہ تھی۔ میں خاص اپنے صندوق میں رکھا کرتا تھا۔ غرض ایک وقت مولوی صاحب مذکور حسب عادت تشریف لائے اور میں ان کو کھانا کھلانے کے واسطے مکان پر لے گیا۔ چونکہ وہ کوئی وقت کھانے کا نہ تھا تاہم میری والدہ نے جھٹ پٹ تھوڑی روٹی اور سالن تیار کر لیا اور بہت جلد مولوی صاحب کے روبرو پیش کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے اس وقت ان کو اشتہا بھی زیادہ تھی یعنی کھانا کھانے کے بعد۔ دعائے خیر معمول سے زیادہ ان سے صادر ہوئی اور ان کی حالت ظاہری سے کچھ ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ ان کو کچھ اور بھی احتیاج ہے اور میں نے وہ مبلغ جو اس عمر تک جمع کیا ہوا تھا تمام وکمال مولوی صاحب کے نذر کر دیا اور شاید آج تک اس کی کسی کو خبر نہیں ہے اور مجھے یہ واقعہ اب تک اچھی طرح سے یاد ہے۔

اس کے بعد مولوی صاحب بہت ہی محبت اور شفقت فرماتے رہے اور چونکہ ایک صوفی منش بھی تھے کچھ کچھ ذکر اور اَوْرَاد مجھے سکھلانے لگے اور میں بھی ان کی ہدایت بموجب کرتا رہا۔ چنانچہ ان

کی لکھوائی ہوئی اَدعیہ میں سے ایک ابھی تک میرا دستور العمل ہے لیکن بعد اس کے بہت جلد میری شادی ہوئی۔ میری عمر کا شاید چودھواں سال ہوگا جو میری یہ تقریب ہوئی۔ اور میری حالت اس وقت تک یہ تھی کہ میں اس کی غرض وغیرہ سے بالکل ناآشنا تھا۔ یعنی کچھ بھی خبر نہ تھی کہ شادی سے غرض کیا ہوتی ہے۔ غرض بعد شادی کے بھی مجھے زیادہ اُنس مسجد اور اچھے لوگوں کی صحبت سے رہی۔ اگرچہ ایک حد تک دوکانداری بعد شادی کے ضروری امر ہوگیا مگر میں اس کے واسطے کچھ پرواہ نہیں کرتا تھا۔ میری بیوی اس وقت کبھی میرے پاس رہتی تھی کبھی میکے میں گزارتی تھی۔ اکثر عادت ایسی تھی کہ ایک ہفتہ یہاں اور ایک ہفتہ وہاں ان کا گزرتا تھا۔ مگر میری یہ حالت رہتی تھی کہ جب وہ میکے میں ہوتی تھیں تو میں بڑا خوش رہتا تھا۔ چونکہ کمرہ خالی ہوتا اور میں مصلّے ہی پر صبح کرتا تھا اس لئے مجھے اس تنہائی میں ایک خاص لطف معلوم ہوتا تھا۔ میرے سسرال کو چند روز کے لئے سفر درپیش آیا اور انہوں نے میری بی بی کو ساتھ لے جانا چاہا اور میرے والدین سے اس امر کی درخواست کی اور ان کو یہ بات ناپسند تھی مگر میری یہ خواہش تھی کہ اگر یہ اجازت دے دیں تو مجھے ایک عرصہ تک تنہائی میسر رہے گی۔ غرض ایسا ہی ہوا اور مجھے تنہائی میسر ہوگئی اور میں اس تنہائی میں اپنے شغل میں لگا رہتا تھا اور کچھ کچھ باطنی صفائی بھی مجھے محسوس ہوتی تھی اور اچھے اچھے خواب بھی آتے تھے۔ دیوان حافظ وغیرہ ایسی کتابوں کے ساتھ مجھے خاص رغبت رہتی تھی اور میں وہ دن بڑی خوشی اور ذوق کے ساتھ گزارتا تھا۔ غرض جیسا کہ میں اوپر لکھ آیا ہوں یعنی دو تین سال میرے اسی طرح گزرے اور اس کے بعد میرے چھوٹے بھائی زکریا مرحوم کی شادی ٹھہری اور میرے والد اس سے بہت محبت کیا کرتے تھے اور اس کو بہت ہی چاہتے تھے کیونکہ جیسے وہ کمال درجہ کے شکیل تھے ویسے ہی ذکی الطبع بھی تھے۔ پس ان کی شادی اس وقت کے رسم و رواج کے موافق بڑی دھوم دھام سے ہوئی۔ جب اس شادی سے فراغت پاچکے تو انہوں نے حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا اور اس اثنا میں ہماری دوکان مدراس میں الگ شروع ہوگئی جو اس سے پیشتر چند شرکاؤں میں چلتی تھی۔ اب سب شرکاء نے اپنی اپنی جدا جدا دوکانیں کھول کر مشترکہ دوکان کو بند کردیا۔ اس مشترکہ دوکان میں چار شریک تھے جن کی اب چار دوکانیں ہوگئیں۔ والد مرحوم نے مجھ کو اور زکریا مرحوم کو یہاں چھوڑا اور باقی سب کو ہمراہ لے کر بیت اللہ شریف کو راہی ہوگئے اور یہاں دو بھائی ہم اور ہمارے دو چچازاد بھائی تھے جو بڑی عمر کے

تھے اور معاملہ فہم تھے مگر ہم دونوں بھائی کم سن اور نو آموز ۔غرض والد صاحب کے تشریف فرما ہونے کے بعد چھوٹا بھائی زکریا مدراس کو اپنی خاص دوکان پر روانہ ہوگیا۔ چونکہ وہ میرے سے زیادہ معاملہ فہم اور طبیعت کا ہرایک طرح سے تیز تھا اس لئے میرے بڑے بھائی نے ان کو وہاں روانہ کر دیا اور میرے دوسرے چچا زاد بھائی کو الگ دوکان پر بٹھایا اور اپنے تئیں مجھے بڑی دوکان کے لئے تجویز فرمایا۔ اور بعد اس کے خود بھی جلد کسی کام کے پیش آ جانے سے مدراس روانہ ہوگئے اور میں اکیلا یہاں دوکان پر رہ گیا اور اس وقت تک میں گویا ایک آزاد زندگی بسر کرتا تھا اور اب پابند ہوگیا اس لئے اب کچھ کچھ بوجھ معاملہ کا اور خانہ داری کا محسوس ہونے لگا۔ چونکہ ابتدا سے ہمارے چچا زاد بھائیوں کا کھانا پینا الگ ہی تھا صرف معاملہ شرکت کا تھا۔غرض ہر ایک قسم کی آزمائش ہونے لگی اور بہت جلد طبیعت آئندہ کے لئے ہوشیار ہو چلی ۔تجارت پیشہ میں بھی ایک شمار ہونے لگا اور کچھ عزت اور وقار کی نظر سے ابنائے جنس میں دیکھا جانے لگا اور بمصداق ع

تکیہ برجائے بزرگان نتواں زد بگزاف
مگر اسباب بزرگی ہمہ آمادہ کنی

ہر ایک موقعہ اور محل کا فہم گویا خدا سے ہی ملنے لگ گیا اور کوئی ایک برس کے بعد مدراس جانے کی نوبت پیش آ گئی ۔ والد مرحوم کا بعد حج شاید دوسرے یا تیسرے دن مکہ معظّمہ میں انتقال ہوگیا اور بڑا سخت صدمہ اس حادثہ سے دل کو پہنچا جس کو یہ عاجز اب تک نہیں بھولا ۔غرض اس حادثہ جانکاہ کے بعد میرا بھائی بنگلور آ گیا اور مجھے وہاں جانا پڑا۔ بعد پہنچنے کے میرے چچا زاد بڑے بھائی جو وہاں موجود تھے صرف دو یا تین دن رہے اور بنگلور کو روانہ ہوگئے ۔ان کی اس حرکت سے سخت حیرانی ہوگئی یعنی ایک تو میں بالکل نیا اور پھر ہر ایک طرح سے نو آموز ۔ دفتر وغیرہ لکھنے کی بالکل تمیز نہ تھی اور نہ کسی اہل معاملہ سے شناسائی کروائی اور نہ کچھ زبان سے کہا اور کیا تو یہ کیا کہ چلنے پر آمادہ ہوگئے اور یہاں مجھے گویا قیامت کا سامنا ہوگیا۔ ہزاروں کا لین دین اور کچھ بھی خبر ندارد ۔مگر کیا ہوسکتا تھا بجز اس کے کہ قہر درویش بر جان درویش ۔کبھی تو گھبرا کر رو پڑتا تھا اور کبھی دفتروں کو پاس رکھ کر ساری ساری رات غور کیا کرتا تھا ۔اس وقت ایک مدراسی مسلمان ہمارے کام میں تھے جن کو کام وکاج کا کچھ تجربہ تھا ان سے مجھے مدد ملتی رہی ۔غرض یہ کہ ان سب باتوں پر میں بہت جلد حاوی ہوگیا اور پھر معاملہ کے

متعلق بھی شوق ہو چلا۔

یا امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام! میرا اس قدر طوالت کے ساتھ اس مضمون کو بیان کرنے سے مدعا یہ ہے کہ یہ گویا میری ابتدائی عمر کا ایک ثلث ہے جس کو آج بھی میں یاد کرتا ہوں تو میرے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ وہ کیا ہی مبارک حصہ زندگی کا تھا جس میں ہر ایک قسم کی خیر و خوبی جمع تھی۔ تجارت ایک محدود دائرہ کے اندر چلتی تھی۔ اکثر اسباب بمبئی سے آیا کرتا تھا بمبئی سے بنگلور شاید اڑھائی اور تین مہینے کے اندر اسباب پہنچتا تھا اور جب پہنچتا تھا تو ایک دم ہی تیس چالیس گاڑیوں میں کئی تاجروں کا مال آجاتا تھا گویا ایک قافلہ کی حیثیت ہوتی تھی اور پھر اس اسباب کے آنے سے جو رونق بازار کی ہوتی تھی اس کا نقشہ ابھی تک میری آنکھوں کے سامنے ہے غرض بیس سے لے کر چالیس فیصدی کے قریب نفع پر وہاں کے چھوٹے چھوٹے بیوپاری مال خرید لیتے تھے اور چار سے چھ قسط میں روپیہ ادا کرنے کی شرط ہوتی تھی اور اس طرح پر سال میں بیس ہزار کے قریب قریب ہماری تجارت چلتی تھی۔ اور سال میں آٹھ مہینے راستہ کھلا رہتا تھا اور چار مہینے بند۔ یعنی موسم کے مخالف ہونے کی وجہ سے جہاز رانی موقوف رہتی تھی۔ یہ گویا معاش کا ذریعہ اور اس وقت کی تجارت کی حالت تھی۔ اب رہا دوسرا پہلو یعنی خانہ داری کا سو ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارے والد اور چچا نے زندگی تک رفاقت کی۔ رہائش اور تجارت میں اس وقت شاید پچیس کے قریب آدمی ہمارے کنبے میں ہوں گے جو ایک ہی مکان میں رہتے تھے۔ کوئی تین روپیہ کرایہ ماہوار کا مکان تھا جس میں اچھی طرح سے اوقات بسری ہوتی تھی۔ میرے چچا شاید تیس روپیہ اور میرے والد پندرہ روپیہ ماہوار خرچ کے لئے اُٹھایا کرتے تھے۔ ہر ایک چیز ارزاں تھی۔ گھی کی شاید دوسوا دو روپیہ فی من قیمت تھی اور عمدہ سے عمدہ چاول کی قیمت پونے دو سے دو روپیہ تک فی بستہ تھی۔ علی ہٰذا القیاس ہر ایک خوردنی چیز کا یہ حال تھا اور اس زمانہ میں جو لذیذ اور لطیف غذاؤں کا استعمال ہوا کرتا تھا آج اس کا نام و نشان بھی نظر نہیں آتا۔ ہمدردی اپنے اور بیگانے سے ایسی تھی کہ شادی اور غمی دونوں پہلوؤں کا اثر صاحب خانہ کے برابر دوسروں پر ہوتا تھا۔ خیراتی کاموں کی نگرانی صدق اور اخلاص اور محبت سے ہوا کرتی تھی۔ بدستور فقراء اور علماء میں سیر چشمی نظر آتی تھی اور طالب ضرور ایک حد تک مستفیض ہو جاتے تھے۔ ادنیٰ درجہ کا آدمی یعنی ایک دو روپیہ کا معاش رکھنے والا بھی خورم و خنداں نظر آتا تھا۔ مروّت۔ محبت۔ صدق۔

اخلاص ۔ حیا۔ شرم ۔ حفظ مراتب ۔ ہمدردی ہر ایک قسم کے لوگوں میں پائی جاتی تھی ۔ گویا آسمان سے خیر و برکت کی بارش برس رہی تھی علی العموم جمعیتِ خاطر کے آثار نظر آتے تھے اور ابھی تک گویا وہ منظر آنکھوں کے سامنے ہے ۔

اس کے بعد عمر کا دوسرا ثلث ہے جس کی نسبت جی نہیں چاہتا کہ کچھ لکھوں صرف اس قدر اشارہ کافی سمجھتا ہوں کہ بتدریج اس ابتدائی حصہ کی خوبیاں جن کو میں نمونے کے طور پر لکھ آیا ہوں رُو بہ کمی ہوتی گئیں اور آخر حصہ میں وہ سب کی سب کافور ہوگئیں اور ان کی جگہ ناگفتہ بہ باتوں کا مجموعہ اپنے اندر جمع ہو گیا اور صحبت اور مجلس بھی ویسی ہی رہتی تھی ۔ غرض جب تیسرے حصہ کا آغاز ہونے لگا۔ شاید عمر بھی چالیس سے متجاوز ہوگئی تو کچھ کچھ آنکھ کھلنے لگی گو کسی قدر حالات وہی دوسرے حصہ کے باقی اور قائم رہ گئے صرف اتنا فرق پیدا ہوا کہ اپنی حالت کو غور سے دیکھنے لگ گیا اور اچھے اور بُرے میں تمیز ہونے لگ گئی ۔ والدین وغیرہ تو گویا سر پر سے اُٹھ گئے تھے ۔ اب نوبت اپنے ہمنشینوں کی آئی جو کسی قدر معمر تھے وہ بھی باری باری اٹھنے لگے اور عبرت ناک حالات بھی پیش ہونے لگے ۔ کچھ تو اپنی نالائق زندگی کا غم اور کچھ تغیرات زمانہ کا رنگ دل کو پکڑتا گیا مروّت محبت اپنے بیگانے سے اُٹھنے لگی ، دوست دشمن سے بدتر نظر آنے لگے ، گھر کی بات بگڑنے لگی ۔ ہم آٹھ بھائی تھے چھ حقیقی اور دو چچازاد اور پھر سب باعیال و اطفال بلکہ بھتیجے تک صاحب عیال و اطفال ، سب مل ملا کر کوئی پچاس آدمی کا مجموعہ تھا مگر سب کے سب مل کر اچھی طرح سے گزارتے تھے ۔ کوئی کسی کا بار خاطر نہ تھا اور کسی کو کسی کے لئے خرچ کرنا گراں نہیں گزرتا تھا ۔ چچازاد گویا حقیقی بھائیوں سے زیادہ عزیز تھے مگر اب اس میں بھی فرق آنے لگا اور ایک دوسرے کے درپے ہو گیا ۔ اتفاق کی صورت میں فرق آتا گیا گو چندے بات سنبھلی رہی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس عاجز کا رعب سب گھر والوں پر تھا ، کسی کو کسی قسم کی سبقت کی جرأت نہ ہوسکتی تھی ۔ مگر چونکہ صورت اتفاق میں فرق آ گیا تھا اس لئے زندگی بے لطف سی ہو گئی اور پھر علیحدہ ہونے کی نوبت آ پہنچی اور سب کے سب یکے بعد دیگرے الگ ہو گئے ۔ صرف ایک میرا بھائی زکریا میرے ساتھ رہا ۔ اور کارخانہ بھی ہمارے ہی سر پڑا ۔ کوئی دس برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ میں قسم قسم کے ابتلاؤں میں پڑا اور کوئی پہلو زمانہ کا ایسا نہ رہا جس سے مجھ کو سابقہ نہ پڑا ہو ۔ اور ہر ایک پہلو پر تغیرات کلّی کا اثر محسوس ہونے لگا اور ساتھ اس کے میری زبان پر اس کا شکوہ اور گلہ بھی رہا

یہاں تک کہ میں نے اپنے بعض دوستوں کو بعض کاموں سے روکا جو بظاہر اس وقت ان کے لئے مفید تھے مگر درحقیقت میری نظر میں جو اس حالت سے گزر کر خوفناک اور مضر ہو گئے تھے۔ غرض انہوں نے میری بات نہ سنی اور خرابیوں میں مبتلا ہو گئے اور اکثر اب تک میں ایسا ہی دیکھتا آیا ہوں یعنی جس پہلو کو کچھ مدت پہلے جیسا میں نے تصور کیا تھا آخر وقت پر وہ ویسا ہی ثابت ہوا۔ اور اس سے یہ امر میری طبیعت میں پیدا ہو گیا کہ ایک چھوٹی سی بات پر بھی زیادہ غور کرتا اور ایک ادنیٰ کام کو بھی بے سوچے کرنا میری طبیعت کے خلاف ہو گیا اور ہر ایک پہلو سے زمانہ کو نازک سمجھنے لگ گیا۔ اسی عرصہ میں کچھ خسارہ بھی اُٹھایا اور کچھ لوگوں کے حالات کا تجربہ بھی ہو گیا۔ غرض یہ کہ جیسا کہ میں نے کسی قدر تفصیل کے ساتھ ابتدائی عمر کے حصہ کو خیر و خوبی کا مجموعہ بتایا ہے اس سے دہ چند زیادہ شر و فساد کا مجموعہ اپنی عمر کے اس آخری حصہ کے زمانہ کو میں نے پایا اور اگر اس کی تفصیل لکھنے بیٹھوں تو شاید میرے ذاتی تجارب کی ایک بڑی کتاب بن جاوے۔ اور میں نے ہر ایک پہلو کو نہ فقط اپنے ہی تجربے اور مشاہدہ پر چھوڑا۔ بلکہ ہر ایک پہلو کے پختہ کار لوگوں کی شہادت بھی میں نے لی اور ہمیشہ ایک خوفناک حالت زمانہ میں زندگی بسر کرتا رہا اور خاص کر تجارت کی حالت گذشتہ دس سال سے ایسی نازک ہوتی چلی آئی ہے کہ ہمیشہ زوال عزت و ناموس عزت کا دھڑکا دل کو لگا رہا اور شاید ۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء میں دو لاکھ روپے کا خسارہ مجھے ایک ایکسچینج میں بھگتنا پڑا۔ مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ٹھوکر سے بچا لیا **الحمد للّٰہ علی ذٰلک۔**

غرض اس کے بعد میں ہمیشہ تفکرات کے دریا میں ڈوبا رہا اور زندگی گویا تلخ معلوم ہوتی تھی۔ ایک طرف تو معاملہ کی کچھ ایسی حالت دوسری طرف کچھ اپنی سیہ کاریاں اور تیسرا یہ کہ جس پہلو کو ایک راحت کا موجب سمجھ کر اختیار کیا جاتا تو وہاں سے بجز نفاق اور بداندیشی کے کچھ نظر نہ آیا۔ وہ راحت جس کو حاصل کرنا مقصود کرتا وہ تو رہی ایک طرف، باقی رنج پہلے سے دِہ چند ہو گیا۔ غرض میں سچ سچ عرض کرتا ہوں کہ ایسی حالت دیکھ کر میں موت کو زندگی پر ترجیح دیتا تھا اور کسی کسی وقت میں اپنی سیہ کاریوں کے تصور میں رو پڑتا تھا اور اپنے آپ کو بدترین مخلوق سمجھتا تھا اور باقی میری طبیعت میں غیر کا لحاظ ابتدائے عمر سے چلا آیا ہے وہ اخیر تک رہا، کسی کو بھی کسی قسم کا آزار پہنچانا میں خطرناک، برا سمجھتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے اکثر اس امر کی توفیق طلب کرتا رہتا تھا کہ وہ مجھے کسی کے آزار کا موجب

نہ بناوے۔غرض اسی حالت میں میرے بھائی حاجی ایوب فوت ہو گئے جن کا مجھے بہت رنج ہوا اور عبرت بھی ہوئی۔ان کے بعد میرا چھوٹا بھائی زکریا بیمار ہوا۔ دو بڑے بھائی تو گویا الگ ہو چکے تھے۔مگر زکریا میرے ساتھ تھے۔بمبئی میں ان کی عزت ہر ایک طرح سے اچھی تھی۔تجارتی کاروبار میں مالی تائید ان سے ہی ملتی تھی۔اب ان کا بیمار ہونا دو طرح کے رنج کا باعث ہو گیا جس کے سبب سے بڑی پریشانی رہا کرتی تھی اور یہ قریب قریب وہی زمانہ ہے جس میں میں نے دو لاکھ روپے کے خسارہ کا ذکر کیا ہے۔غرض جب ان کی علالت زیادہ ہو گئی تو میں نے بنگلور میں ایک مکان خریدا اور تبدیل آب و ہوا کے لئے ان کو یہاں لے آیا۔ ہر ہفتہ میں دو دن میں ان کے پاس رہتا اور باقی دن مدراس میں۔

دوسرے افکار کا بوجھ جو اس وقت میرے سر تھا اس کا ذکر میں کچھ نہیں کرتا۔بس اتنا ہی کافی سمجھتا ہوں کہ میں کہہ دوں ع

دل من داند و من دانم و داند دل من

غرض ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں جمعہ کی شام کو مدراس سے چل کر ہفتہ کی صبح کو بنگلور پہنچا اور بھائی کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ایک منشی صاحب بھی اس وقت پاس بیٹھے تھے۔اِدھر اُدھر کی بات چیت ہو رہی تھی اور موجودہ زمانہ کی حالت زار کا ذکر ہو رہا تھا۔اور اسی اثنا میں میرا چھوٹا بھائی محمد صالح جو ایک روز پہلے سے بنگلور آیا ہوا تھا، وہاں آ گیا اور ایک کتاب بھی ساتھ لایا اور وہ یوں کہنے لگا کہ یہ کتاب مجھے سیالکوٹ (پنجاب) سے منشی غلام قادر فصیح نے بھیجی ہے اور قابل پڑھنے اور سننے کے ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔اور وہ کتاب حضور اقدس کی پہلی کتاب دعویٰ مسیحیت اور مہدویت کے بعد کی تھی۔جس کا مبارک نام **فتح اسلام** ہے۔غرض اس کتاب کے کوئی دو ورق پڑھنے کے بعد میرے دل پر کس قسم کا اثر ہوا، میں اس کو بیان نہیں کر سکتا۔مگر میرے بیمار بھائی زکریا مرحوم نے اسی وقت ایک جوش کے ساتھ بآواز بلند کہہ دیا کہ **خدا کی قسم! یہ بے شک وہی ہیں اور ان کا کلام اس کی پوری پوری شہادت دے رہا ہے۔**غرض ان کے اس کہنے پر میں اور وہ منشی صاحب بھی میرے ساتھ ہم آواز ہو گئے کہ بے شک یہ کلام کوئی نرالا اثر دل پر کر رہا ہے اور پھر دیر تک اس کو سنتے رہے یہاں تک کہ اوّل سے آخر تک اس کو پورا سن لیا اور مجھے حضور کی طرف پورا پورا یقین ہو گیا۔مگر

مسیحیت کے دعویٰ پر کچھ تعجب سا رہا اور اس کے ساتھ یہ خیال بھی رہا کہ مسیح کے لئے تو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ زندہ آسمان پر موجود ہے اور پھر اپنے وقت پر وہاں سے زندہ نزول فرماویں گے۔ اور کسی طرح کا اس میں اختلاف نہیں۔ غرض اس وقت یہ فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہی ہو مگر کتابیں تو سب منگوا کر دیکھنی چاہئیں اور اس طرف مرحوم بھائی کا بار بار یہ کہنا کہ یہ بے شک اپنے قول میں صادق ہیں اور بہت جلد لوگوں پر یہ امر کھل جاوے گا۔ حالانکہ ان کی بہت ہی کم استعداد تھی مگر جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے، بڑے ہی ذکی الطبع تھے اور ان کی طبیعت ملانوں اور پیرزادوں سے ہمیشہ متنفر رہا کرتی تھی یہاں تک کہ اگر کبھی مجھے کسی سے ملتے ہوئے دیکھ لیتے تھے تو صاف کہہ دیتے تھے کہ آپ کو ان مکاروں سے ہمیشہ دور رہنا چاہیے۔ ان کی صحبت میں کبھی خیر نہیں۔ لیکن حضور اقدس کی کتاب کو سنتے ہی ان کا یقیناً قبول کر لینا ان کی کمال فراست کی پوری دلیل تھی۔ غرض میں دوسرے دن مدراس کو روانہ ہوا۔ اور یہاں پہنچ کر سب کتابوں کے لئے خط لکھوایا اور جس کسی سے ملاقات ہوتی ان سے یہ تذکرہ کرتا اور پھر ساتھ ہی موجودہ وقت کی ہر قسم کی برائیوں کی طرف ان کی توجہ دلاتا اور اس وقت تک میری نظر صرف مسلمانوں ہی تک محدود تھی۔ یعنی ہر طبقہ کے مسلمانوں کی ہی حالت پر میری نظر تھی جس کے مشاہدہ سے ہمیشہ دل کو درد پہنچتا تھا۔

جب کبھی کوئی عام مفید کام کے لئے جلسہ ہو جاتا تو پھر جو چند حضرات موجود ہو جاتے تھے ان کی صورت اور سیرت، طرز گفتگو اور پھر ایک دوسرے کو باہم دیکھا جاتا۔ اس کی بابت ذکر کروں تو شاید طول ہوتا ہے مگر مختصر الفاظ اس کے یہ ہیں کہ پوری پوری یہودیت ثابت ہو جاتی تھی۔ یعنی جس غرض کے لئے جلسہ کیا وہ تو ناتمام، اور تمام ہو بھی کس طرح۔ جب ایک دوسرے کی رائے کے تابع ہونے کو ایک سُبکی اور ذلت کا موجب سمجھا جاتا ہو۔ آخری جو کچھ کہ اس جلسہ سے نتیجہ حاصل ہوتا وہ یہی کہ دو چار صاحبوں میں تو ضرور ہمیشہ کے لئے نفاق پڑ جاتا اور باقی بھی ایک دوسرے پر ضرور کچھ نہ کچھ الزام لگائے بغیر خالی نہ رہتے۔ غرض جو صاحب یا صاحبان اس جلسہ کے بانی ہوتے ان کو بجز خفت کے کچھ حاصل نہ ہوتا اور پھر ہمیشہ کے لئے شاید دل میں عہد کر لیں کہ آئندہ کبھی ایسی بے جا حرکت نہ کریں گے۔ غرض یہ اس قسم کی مجلسیں تھیں جن میں ہر قسم کے اور طائفہ کے لوگ جمع ہو جاتے تھے۔ عالم، مولوی، خاندانی بیوپاری، نوکری پیشہ، زمیندار وغیرہ وغیرہ گویا سب قسم کے لوگوں کا مجموعہ ہوتا

تھا اور ہر ایک قسم کی طبیعتوں کا اور اخلاق کا خوب پتہ مل جاتا تھا۔ یہ تو عام مفید کاموں کے جلسہ کا حال ہوا۔ اب خاص خاص قسم کے لوگوں کے جلسے اور تقریبات کا حال، جس کا مجھے تجربہ ہوا ہے، لکھنے بیٹھوں تو بہت طول ہوتا ہے اس لئے صرف ہمارے تجارت پیشہ لوگوں کا ہی مختصر حال لکھتا ہوں کہ مجھے ہمیشہ سے یہ آرزو رہی کہ زیادہ نہیں صرف دو مسلمان تاجروں کے کسی تجارت کے کام میں اتفاق اور یک دلی سے کام کرتے دیکھوں جس سے وہ نتیجہ جو اتفاق کے لئے لازمی ہے ان کو حاصل ہوا ہو لیکن یہ میری آرزو ناتمام ہی رہی۔ یوں تو بہتوں کو اتفاق کرتے دیکھا مگر انجام اس کا ایک تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بد نظر آیا۔ کہیں تو کورٹ کچہری میں خراب ہوتے دیکھا اور کہیں ہمیشہ کے لئے عداوت اور کہیں ہمیشہ کے لئے آپس میں کمپٹیشن پڑ گیا اور دونوں کو خراب کر دیا۔ غرض اس طرح کے بہت تجربے اور مشاہدے کے بعد میرا یہ دستور ہو گیا تھا کہ جہاں کہیں کسی امر کے متعلق بھی ہو، مسلمانوں کی مجلس ہوتی تو پہلے اس مجلس میں یہ دعوٰے سے میں کہہ دیتا تھا کہ مجھے ایک مدت دراز سے یہ آرزو ہے کہ مسلمان اپنی مجلس میں کامیاب ہوتے ہوئے دیکھوں مگر میری یہ آرزو پوری نہ ہوئی اور میری یہ عادت مدراس تک ہی محدود نہ تھی، جہاں کہیں جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔ یعنی بمبئی۔ بنگلور۔ مدراس۔ نیلگری۔ تو موقعہ پر ضرور یہ میں کہہ دیتا تھا اور پھر مخاطب بھی (قائل) ہو جاتے تھے۔ غرض مسلمانوں کے حالات اور عادات پر ہمیشہ رنج ہوتا ہی رہتا تھا۔ یورپ کے تو اتحاد اور اتفاق کا کہنا ہی کیا ہے۔ اکثر کام ان کے اتفاق اور شرکت اور یک دلی کی بدولت ترقی کے انتہائی نقطہ تک پہنچے ہوئے ہیں مگر اس صورت میں بھی مسلمانوں کے سوائے دوسری قوموں میں پھر بھی کچھ نظر میں آجاتا ہے۔ چوہڑے چمار بھی اپنی بساط کے موافق کبھی نہ کبھی کسی کام میں متفق ہو جاتے ہیں مگر مسلمانوں میں اس کے برخلاف، کیا عام کاموں میں اور کیا خاص میں، پھر وہ دینی ہو یا دنیوی اور کسی ملک میں بھی یعنی عرب، عجم، ہند اور سند، دکھن اور کوکن جہاں تک مجھے علم ہے، ایک نمونہ بھی نظر نہیں آتا۔ غرض ہر ایک موقعہ پر مسلمان بہت ہی کم نظر آتے ہیں اور اگر کسی جگہ اتفاق سے کوئی مسلمان سرکاری کام وکاج میں کوئی اعلیٰ مرتبہ پر آجاتا ہے تو گویا اس کے لئے یہ مثال موزوں ہو جاتی ہے کہ مور ہماں بہ کہ نباشد پرش۔ **الا ماشاء اللّٰہ** ۔غرض یہ میرے خیالات اور مشاہدے مجھے پریشان ہی نہیں بلکہ استعجاب میں بھی ڈال دیتے تھے کہ یا اللہ! اسلام تو تیرا ہے مگر مسلمانوں کی حالت ایسی زار

اور قابل عبرت کیوں ہوگئی ہے؟ کوئی ایک پہلوان کا یعنی کیا عبادات اور کیا معاملات سیدھا اور حق پر نظر نہیں آتا اور حالت ایسی ہوگئی ہے بجز تیرے فضل کے یعنی **مردے از غیب بروں آید و کارے بکند** کے اور کوئی رستگاری کی صورت نظر نہیں آتی ۔ غرض اسی حالت میں حضور کی کتاب **فتح اسلام** کو میں نے سنا اور اندر کا اندر ہی میں باغ باغ ہو گیا کہ آخر خدا نے ایک کو کھڑا ہی کر دیا اور پھر اسی کو جس کا زمانۂ رسول کے بعد وقتاً فوقتاً انتظار ہوتا رہا اور کئی جھوٹے مدعی بھی اس نام کے زمانۂ قرب زمانۂ رسول سے ہوتے آئے مگر اب تو گویا عین وقت پر اور وہ بھی اشد ضرورت کے وقت ہی آواز آئی ہے ۔ سو یا اللہ ! تُو اس آواز کو سچی اور مسلمانوں کے لئے مبارک ثابت فرما آمین ۔ یہ میری اندرونی حالت تھی اور میرے مرحوم بھائی نے تو گویا بآوازِ بلند شہادت بھی دے دی اور الحمدللہ والمنتہ کہ خدا تعالیٰ نے ویسا ہی ثابت کر دکھایا اور باغِ اسلام میں دوبارہ گئی ہوئی بہار اور رونق آتی چلی ہے ۔ غرض اس موقع کے بعد کتابیں بھی آ گئیں اور ان کے پڑھنے سے کچھ کچھ فہم بھی پڑتا گیا اور مدراس میں چرچا بھی ہوتا چلا ۔ جو یک بیک ایک اخبار آزاد نام جو لکھنو سے شائع ہوتا تھا ۔ اس میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ میرزا قادیانی ...... اپنے دعوئے مسیحیت سے دست بردار ہو گئے اس لئے اب پھر ان کی عزت وہی قائم رہ گئی جو اس دعویٰ کے قبل تھی ۔ یہ مضمون تھا عبارت میں کچھ فرق ہوگا مگر اس کے پڑھنے سے میرے پر جو صدمہ گزرا اور رنج ہوا اس کو خدا ہی جانتا ہے اور ابھی تک میں اس کو بھولا نہیں ۔ غرض اس کے بعد میں نے جب حضور کی کتابیں ایک طرف ڈال دیں اور ایسی چالوں سے اَور اُداسی میرے پر چھا گئی کہ کچھ نہیں لکھ سکتا ۔ باوجود اس کے بھی ہونے سے صدہا لوگوں کو میں نے گویا یہ خوشخبری پہنچائی تھی اور اب گویا اس کے خلاف اخباروں میں شائع ہو گیا ہے ۔ غرض اس مضمون کے دیکھنے کے بعد دوسرے یا تیسرے دن بمبئی سے میرے بھائی کا تار آیا اور میں روانہ ہو گیا اور وہاں اپنے ایک دوست سے افسوس ناک دل سے میں نے یہ تذکرہ کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ تو اپنے دعویٰ پر قائم ہیں چنانچہ ان کے ایک خاص مرید یہاں آئے ہوئے ہیں اور ان کی زبانی مجھے یہ سب کچھ معلوم ہوا ہے ۔ اب اس موقع پر مجھے جو خوشی ہوئی گویا اس رنج سے دہ چند زیادہ تھی اور وہ مرید گویا ہمارے شیخ رحمت اللہ صاحب تھے جن سے دوسرے روز میری ملاقات ہوگئی اور مفصل حالات بھی معلوم ہوئے اور کتاب **آئینہ کمالات اسلام** کی خبر پا کے انہیں کو میں نے جلد وی پی مدراس

کے پتہ پر روانہ کرنے کے لئے فرمائش دی اور میں مدراس واپس گیا۔ اس وقت یہ کتابیں پہنچ گئی تھیں۔ غرض پھر اسی طرح سے میں اس کا چرچا کرتا رہا اور سلطان محمود صاحب اور ان کے برادرزادے اپنی جگہ پر باہم اس بارے میں بحث کرتے تھے اور آخر وفاتِ عیسیٰ پر دونوں کا اتفاق ہو گیا اور سلطان محمود صاحب نے مجھے خط لکھا اور حضور کی کتابوں کی خواہش ظاہر کی۔ اس خط کی طرز تحریر سے یہ پتہ لگ گیا کہ حضور کی جانب ان کا حسن ظن ہے۔ غرض میرے پاس جو کتابیں موجود تھیں وہ تو بھیج دیں اور آئینہ کمالاتِ اسلام ایک مولوی کو دی تھی ان سے لینے کو لکھ دیا اور پھر میں نے ملاقات کی اور میرے سے زیادہ ان کا میلان حضور کی طرف پایا۔ اور اس وقت تک وفات عیسیٰ پر مجھے کامل یقین نہ ہوا تھا مگر ان کے دوستوں مولویوں سے۔ غرض ان کا حضور کی طرف رجوع کرنا بڑی تقویت کا باعث ہو گیا اور ایک قلیل عرصہ میں ایک چھوٹی سی جماعت تیار ہو گئی ہے اور شہر میں زور شور کے ساتھ اس کی شہرت ہونے لگی۔ یہ وہ وقت تھا کہ ان مولویوں اور ملانوں کی اچھی طرح سے قلعی کھلنے لگی اور ان کی اندرونی حالت کا پورا اظہار ہونے لگا جس کی وجہ سے حضور کی طرف کمال درجہ کا یقین بڑھتا گیا یہاں تک کہ حضور کی خدمت میں خط لکھا گیا اور جس قدر لوگ اس وقت تک اس سلسلہ میں شریک ہوئے تھے ان سب کے دستخط لئے گئے۔ بعد اس کے جو کچھ ان ملانوں کا حال دیکھا وہ احادیث کے موافق تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں پہلے سے بطور پیشگوئی بتا رکھی تھیں۔ عوام میں ایک خطرناک جوش ان کے دجل اور کذب سے پھیل گیا اور اب یہاں کے مسلمانوں کے اسلام کا حال ایک نئے رنگ میں ظاہر ہونے لگا۔ جس سے **ضرورتِ امام** پر میرا یقین بڑھتا گیا اور حضور کی زیارت کا شوق دن بدن بڑھنے لگا اور اس فکر میں ہوا کہ کوئی اچھا رفیق مل جائے تو روانہ ہو آؤں۔ وہاں کے ایک مولوی جن سے زیادہ تعلق تھا اور جو بظاہر منافقانہ طریق پر ملتے جلتے بھی تھے مگر باطن میں پورا دشمن تھا جس سے میں اب تک ناواقف تھا۔ ان کو ساتھ لانے کی صلاح ہوئی۔ وہ ترملکھڑی کی جامع میں رہتے تھے جہاں میں گاڑی پر سوار ہو کر گیا اور حاجی بادشاہ صاحب کے مکان پر جو وہ بھی اندرونی احاطہ مسجد ہی میں واقعہ ہے ملاقات ہو گئی اور مذکور بادشاہ صاحب وہاں کے ایک مشہور اور نامی تاجر ہیں۔ ان مولوی صاحب نے ہماری مخالفت اختیار کرنے کے بعد وہاں اپنے قدم جمانے شروع کر دیئے۔ یہ بادشاہ صاحب بھی اگرچہ سخت مخالف تھے لیکن

چونکہ قدیم سے ان کے بزرگوں کے ساتھ میرا کمال درجہ کا ارتباط تھا۔ اس لئے بظاہر ان سے وہی سلوک قائم تھا اور اب تک بھی باقی ہے۔ غرض وہاں ان مولوی صاحب سے میں نے کہا کہ سب سے بہتر یہی بات ہے کہ تم میرا ساتھ دو اور میں آپ کے ہر قسم کے اخراجات کا کفیل اور ذمہ دار ہوں۔ جو کچھ امتحان کرنا ہے وہاں جا کر کیا جاوے۔ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں روبرو جا کر جو چاہیں پوچھ سکتے ہیں۔ اس سے خلق خدا کو بھی فائدہ پہنچے گا۔ کیونکہ آجکل جو طوفان بے تمیزی پھیل رہا ہے۔ اسی سے خلق اللہ کو نجات ہوگی اور میں نے آپ کو اس لئے تجویز کیا ہے کہ بظاہر آپ کے مزاج میں حق پسندی ہے اور تمہارے طالب علمی کے زمانہ سے میرا یہ حسن ظن ہے۔ پس آپ تیار ہو جائیں۔ جمعہ کے دن یہاں سے روانہ ہو جائیں گے مگر ان کو یہ کب منظور تھا۔ ان کو مخالفت میں اس وقت صریح فائدہ نظر آ رہا تھا۔ غرض انہوں نے انکار کر دیا اور میں واپس چلا آیا اور اسی خیال میں تھا کہ مولوی حسن علی صاحب مرحوم یاد آ گئے اور وہ ان دنوں مدراس آنے والے بھی تھے کیونکہ انجمن کی طرف سے سالانہ جلسہ کی دعوت ان کو ہوئی تھی اور اس انجمن کے دراصل بانی وہی تھے۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ بھاگلپور سے مولوی صاحب نکل چکے تھے اور یہاں دو مہینے کے لئے جلسہ ملتوی ہو گیا۔ اس لئے مجھے یہ موقع خوب ہاتھ آیا اور فی الفور میں نے بمبئی کی اپنی دوکان پر تار دی کہ مولوی صاحب کو ٹھہراؤ اور میں آتا ہوں۔ یہ تار دے کے میں بنگلور گیا اور رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میں ارادہ کر چکا ہوں اب تُو عالم الغیب اور بہتر جانتا ہے۔ میرے لئے جو بہتر ہے وہ مہیا کر۔ صبح کو میں حسبِ معمول ناشتہ کر کے گھر سے باہر چبوترہ پر آ کر بیٹھا کہ اسی وقت ڈاک والا آ گیا اور اس نے ایک چھٹی اور اس کے ساتھ ایک **رسالہ الحق** دیا۔ میں نے اس رسالہ کو کھولا تو میری نظر سب سے پہلے اس ہیڈنگ پر پڑی جو ایک ''بھاری بشارت'' سے موسوم تھا اور مضمون اس کا جھنڈے والے پیر صاحب کا واقعہ اور خلیفہ عبداللطیف اور عبداللہ عرب کا حضور اقدس میں حاضر ہونے کا تھا۔

غرض اس کے بعد میرا عزم مصمم ہو گیا اور اسی روز شام کو مدراس اور دوسرے روز مدراس سے بمبئی روانہ ہو گیا اور مولوی حسن علی صاحب مرحوم سے ملاقات ہوئی اور چلنے کی بابت گفتگو ہوئی۔ مولوی صاحب مرحوم نے، حق مغفرت کرے، جواب میں یہ فرمایا کہ میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تو تیار ہوں مگر ایک شرط سے۔ میں نے کہا وہ شرط فرمایئے۔ انہوں نے کہا کہ اس سفر میں جب تک

آپ کا اور ہمارا ساتھ ہے آپ نماز کی پابندی ملحوظ خاطر رکھیں۔ بس یہی پہلی شرط ہے جس کو میں نے شکریئے کے ساتھ قبول کیا۔ دوسرے روز علی گڑھ روانہ ہو گئے اور وہاں کے حالات پر غور کیا گیا تو یہ ایک دوسری دلیل **ضرورت امام** کے لئے ہاتھ آ گئی یعنی دو نمونے دیکھے۔ ایک تو اسٹر یچی ہال جس میں یورپین انداز وضع کا نقشہ تھا جو زبان حال سے کہہ رہا تھا کہ جو یہاں داخل ہوگا وہ ضرور ایک نہ ایک دن یورپین انداز کا جنٹلمین ہو جائے گا اور دوسرا نمونہ مسجد کا دیکھا جس کی ظاہری صورت یہ تھی کہ ایک دو پھٹے پُرانے بوریئے اور دو چار ٹوٹے پھوٹے لوٹے۔ گویا زبان حال (سے) اس کا یہ مضمون ادا ہو رہا تھا کہ جو میری طرف رکوع وسجود کے لئے مائل ہوگا اس کی بساط پھٹے بوریئے اور پھوٹے ہوئے لوٹے کے سوا آگے وہی یعنی اللہ اللہ خیر صلّا۔ غرض یہ دونوں نظارے بھی ایک عبرت لینے کے باعث میرے لئے ہوئے۔ پھر وہاں سے سیدھا قادیان شریف کا ارادہ ہوا۔ ہمارے مولوی صاحب نے بہت کچھ فال قرآن میں دیکھے اور استخارے بھی کئے۔ غرض ہر ایک پہلو پر بھی ان کو جواب ملا کہ چلے چلیئے۔ غرض روانہ تو ہو گئے مگر مولوی صاحب کا شروع سے اخیر تک یہی بیان رہا کہ مرزا صاحب بڑے نیک آدمی ہیں مگر ان کا یہ دعویٰ ان کی ظاہری وجاہت سے بہت کچھ بڑھا ہوا ہے۔

میں اس کے جواب میں کہتا تھا کہ اب جو کچھ ہے وہاں پہنچ کر ہی ہوگا۔ جب امرتسر پہنچے تو وہاں مولوی محمد حسین صاحب کا کوئی چیلا ہم کو مل گیا اور اس نے مولوی صاحب کو بہت کچھ روکا اور بابو محکم الدین صاحب کی کوٹھی تک ہمارا پیچھا نہ چھوڑا اور بلائے بد کی طرح لگا رہا اور وہاں پہنچ کر بھی مولوی صاحب تو ان کو نرم نرم جواب دیتے رہے اور وہ زیادہ گستاخ ہوتا چلا۔ یہاں تک کہ آخر مولوی صاحب نے میرے پر حوالہ دے کر اپنی جان چھڑائی۔ جب وہ میری طرف ہوا تو میری دو ہی جھڑکیوں سے گھبرا گیا اور پھر بیٹھ نہ سکا یعنی دفعہ ہو گیا۔ غرض شب ہم نے وہاں گزاری اور صبح کو بٹالہ کی راہ لی اور جب وہاں پہنچے تو وہاں بھی ایک سدِ راہ ہوا مگر زیادہ جرأت نہ کر سکا اور ہم وہاں سے یکوں میں بیٹھ کر روانہ ہوئے اور جوں جوں دار الامان سے نزدیک ہوتے گئے ویسے ہی دل پر ایک نیک اثر ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ دار الامان کا نظارہ نظر آنے لگا اور جامع مسجد مجھے تو ایک بقعۂ نور نظر آتی تھی۔ اس سال بارش کثرت سے ہوئی تھی اس لئے پہنچنے میں دیر ہوئی۔ جب یہاں پہنچے تو میری اپنی یہ

حالت تھی کہ ذوق اور محبت سے بھر گیا تھا اور عجیب وغریب لذت اپنے اندر محسوس کر رہا تھا۔ غرض ہم قادیان پہنچے اور مولانا مولوی نورالدین صاحب کے مدرسہ اور مطب کے پاس یکے کھڑے ہو گئے اور ہم دونوں اُتر پڑے غروب آفتاب کا وقت تھا۔ مولوی حسن علی صاحب نے مولوی نورالدین صاحب سے مجھے تعارف کرایا اور میں ان سے مصافحہ کر کے پاس بیٹھ گیا۔ اتنے میں کسی نے آ کر خبر دی کہ وہ نیا مکان جو تیار ہوا ہے اس میں ان مسافروں کا اسباب بھیج دو۔ مولوی حسن علی صاحب اسباب کے ہمراہ اس مکان کو تشریف لے گئے اور میں نماز عصر پڑھ کر مولوی نورالدین صاحب کی خدمت میں بیٹھا ہی تھا کہ ایک شخص نے آ کر خبر دی کہ حضرت اس نئے مکان میں آ کر تشریف فرما ہوئے ہیں۔ تو میں یہاں سے اُٹھا اور جلد اس مکان میں داخل ہوا اور **میری نظر حضور کے چہرہ مبارک پر پڑی۔ میں حلفاً گزارش کرتا ہوں کہ حضور کا سراپا اس وقت ایک نور مجسم مجھے نظر آیا** اور میں آنکھ بند کر کے حضور کی دست بوسی کرنے لگا اور جوش محبت کے ساتھ میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اور حضور اس کے بعد کمال مہربانی اور شفقت سے احوال پُرسی فرماتے رہے اور میرا حال یہ تھا کہ اندر ہی اندر مولوی حسن علی صاحب کو ملامت کرتا تھا کہ انہوں نے حضور کی ظاہری وجاہت کیا بتلائی تھی اور یہاں کیا کچھ نظر آ رہا ہے اور منتظر تھا کہ حضور یہاں سے تشریف لے جائیں تو ان کی خبر پورے طور سے لوں۔ یہ میرا خیال ہو چکا اور حضور اقدس و اشرف بھی اسی وقت اندر تشریف لے گئے اور جونہی میں مولوی حسن علی صاحب کی طرف متوجہ ہوا۔ **انہوں نے بلند آواز سے اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ خدا کی قسم یہ وہ مرزا نہیں جن کو کچھ برس پہلے میں نے دیکھا تھا یہ تو کوئی اور ہی وجود نظر آ رہا ہے۔** غرض کہ ظاہری وجاہت میں بھی حضور کی بہت کچھ ترقی انہوں نے بیان فرمائی اور اسی وقت کہہ دیا کہ بے شک اب یہ وہی نظر آ رہے ہیں جس کا ان کو دعویٰ ہے اور مجھے کہا کہ بے شک تم بیعت کر لو۔ چونکہ میں نے اپنی بھی ان سے غرض بتائی تھی کہ فقط اس لئے آپ کو ساتھ لیتا ہوں کہ موقع پر آپ مجھے نیک اور میرے مناسب مشورہ دیں۔ پس اسی طرح انہوں نے مجھے فی الفور کہہ دیا اور میری اندرونی حالت یہ تھی کہ اگر ایک نہیں ہزار دفعہ بھی اس کے خلاف اگر وہ مشورہ دیتے تو میں حلقہ بگوش ہوئے بغیر اس مبارک آستانہ سے جدا نہ ہوتا۔ مگر الحمد للہ کہ فی الفور مولوی صاحب نے مجھے میری دلی آرزو کے مطابق کہہ دیا۔ لیکن ان کا خاص ارادہ بالکل اس امر پر نہ تھا۔ ان کے لئے

سب ہمارے مدراسی بھائیوں کی یہ رائے تھی۔ اگر مولوی صاحب کی مرضی بھی آجائے پھر بھی مصلحت کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ چونکہ اس وقت کی مخالفت بڑی سخت تھی اور مولوی صاحب سے ابھی وہاں بہت کچھ ہونا باقی تھا۔ اس لئے میں خود اس وقت اس امر کے مخالف تھا مگر مولوی صاحب پہلے ہی نظارہ میں زخمی ہو گئے تھے اس لئے وہ بجائے خود بڑی تشویش میں پڑ گئے اور استخاروں پر استخارہ کرنے لگے اور یہی فرماتے تھے کہ مجھے کچھ پتہ نہیں لگتا کہ میں کیا کروں تو اس کے جواب میں میں ان کو وہی کہتا تھا جو تمام احباب کی رائے تھی جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے مگر وہ ان کے خلاف مرضی ہوتی تھی اور پھر استخاروں کی طرف جھک جاتے تھے اور مجھے بھی روک رکھا تھا۔ غرض چار شنبہ کے دن بعد نماز صبح اپنی عادت کے موافق چادر اوڑھ کر سو گئے اور چند منٹوں کے بعد جیسا کہ ان کی عادت تھی اُٹھے اور فرمایا کہ مجھے یہی جواب ملا ہے کہ مولوی نورالدین صاحب کے مشورہ پر عمل کرو۔ غرض اسی وقت حضرت مولانا مولوی صاحب کو تشریف آوری کے لئے پیغام بھیجا اور حضرت مولٰنا کے اظہار کے بعد میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ تو شاید بیعت کر چکے۔ جواباً میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب نے مجھے روک رکھا ہے اس کو سن کر مولانا نے فرمایا۔ کاش! تم نے معاً کر لی ہوتی تو اب تک اس کا کچھ نہ کچھ اثر بھی محسوس کر لیتے اور پھر مولوی صاحب سے کہا کہ پوچھتے کیا ہو؟

در چہ باشی زود باش۔ غرض مولوی صاحب کے مشورہ کے بعد یہ صلاح ٹھہری کہ کل شب جمعہ ہے اور ہم دونوں بیعت ہو جائیں گے اور جمعہ پڑھ کر شنبہ کو روانہ ہو جائیں گے کیونکہ حضور نے وہی دن روانگی کا مقرر فرمایا تھا۔ اس کے بعد مولوی حسن علی صاحب کا یہ حال تھا کہ بار بار فرماتے تھے کہ شب جمعہ تو کل ہے۔ اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ ابھی اس میں دیر ہے اور یہاں اتنی دیر کرنے کی برداشت نہیں ہے۔ غرض اسی روز شام کو یہ عاجز اور مولوی صاحب بیعت سے مشرف ہو گئے۔ **الحمدللّٰہ علی ذٰلک۔**

اس کے بعد کوئی دو دن ہی ٹھہرنا ہوا اور حضور سے جدا ہو گئے۔ پھرتے پھراتے کوئی ایک مہینے کے بعد مدراس پہنچے اور وہاں حضرت مولوی سلطان محمود صاحب نے بڑا ہی اہتمام فرمایا تھا۔ اسٹیشن سے سیدھا میلا پور لے گئے اور پُرتکلف دعوت دی اور ساتھ ہی اس ناچیز کو ایک ایڈریس بھی دیا۔ صدہا مخالف بھی اس وقت جمع تھے۔ میں نے اس ایڈریس کے جواب میں کچھ نہ کہا۔ صرف اتنا ہی کہا

کہ مولوی حسن علی صاحب تشریف لاویں گے اور مجھ سے بدرجہا افضل بھی ہیں جو کچھ ہم نے وہاں دیکھا اور پایا اس کو وہ خوب ادا کریں گے اور بعد جلسہ برخاست ہوگیا۔ اس کے بعد مخالفت کی آگ بہت تیز ہوگئی۔ یہاں اب اسی سے غرض نہیں مگر یہ ظاہر کرنا ضروری تھا کہ قبل از بیعت میری حالت کیا ہوئی اور ضرورت امام کس حد تک محسوس ہونے لگی اور پھر حضرت امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے جن پر توجہ نہ کرنے سے کیا نتائج پیدا ہو رہے ہیں۔ غرض ان باتوں کا مختصر طور پر ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سب سے اوّل اس امام الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت کرنے کے بعد اپنے اندر جو تبدیلی ہوئی اس کو مختصر الفاظ میں لکھ دینا کافی ہے۔ ابتدائی عمر کے زمانہ کے بعد زمانہ اوسط اور اس کے بعد لگاتار (تا) زمانہ بیعت جو کچھ اپنی عملی حالت میں نے بتائی ہے اس کا ازالہ ہوتا چلا اور کوئی بیس اور پچیس برس کی ناگفتنی علّتیں اور عادتیں جو اپنے اندر تھیں اور جن کی بابت کبھی کبھی خیال کر کے میں رو دیا کرتا تھا کہ اے ربّ! ان برائیوں سے نجات کس طرح ہوگی، اور مجھے یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا اور فی الحقیقت اگر میں ہزار کوشش کر کے بھی جان چھڑاتا تو پھر یہ امر ناممکن معلوم ہوتا تھا کہ میری صحت وغیرہ میں کچھ فتور پیدا نہ ہوتا۔ مگر حلفاً لکھتا ہوں کہ بعد بیعت وہ سب باتیں یکے بعد دیگرے ایسی دور ہوگئیں جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے اور مجھے تکلیف بھی محسوس نہیں ہوئی اور صحت کا یہ حال ہوگیا کہ گویا ان ارتکابوں کے وقت میں بیمار تھا اور ان کے ترک کے بعد تندرست ہوگیا اور یہ صرف حضرت حجت اللہ امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انفاس طیّبات کے طفیل نصیب ہوا اور اب اپنے اندر وہ باتیں دیکھتا ہوں کہ بے اختیار ہو کر ربّ کریم ورحیم کا شکر کرتا ہوں اور ابتدائی زمانہ کو بھی اس کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا ہوں۔ **فالحمد للّٰہ علی ذٰلک**۔ اگرچہ میں اب تک اپنے آپ کو گندہ بشر سمجھتا ہوں اور اپنے اندر بہت سے عیوب محسوس کرتا ہوں مگر اس مولا کریم کی جناب میں قوی امید رکھتا ہوں کہ وہ اپنے حبیب کی جوتیوں کے صدقے میری مغفرت کر دے گا۔

اب دوسری بات یہ کہ ضرورت امام کس حد تک محسوس ہونے لگی۔ سو اس کے بارے میں صرف اتنا لکھ دینا کافی ہے کہ اگرچہ اس کا وجود باجود کوئی بیس برس سے قائم ہے، وہ نہ ہوتا گویا دنیا غارت ہی ہو جاتی۔ اور میرا کامل یقین یہ ہے کہ اسی کے مبارک وجود کے طفیل جو سراسر رحمتِ الٰہی کا مظہر

ہے، یہ دنیا قائم ہے اور بہت کچھ برکات اور فیوض آئندہ اس کے وجود باجود سے اس کو نصیب ہونے والے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب وہ تمام باتیں عام طور پر ظاہر ہو جائیں گی۔ اگر چہ خاص طور پر اس کا مشاہدہ کرنے والے مشاہدہ بھی کر چکے ہیں۔ **والحمد للّٰہ علی ذٰلک۔**

اب تیسری بات یہ ہے کہ اس عالی جناب امام کی صداقت پر زمینی اور آسمانی نشان کیا کیا ظاہر ہوئے؟ سو اس کا جواب یہی ہے کہ اکثر وہ سب ظاہر ہو گئے جن کا حدیثوں میں ذکر ہوا ہے اور اکثر اکابرانِ دین کا بھی اسی چودھویں صدی پر اس کے ظہور فرمانے کا زمانہ کشفاً اور الہاماً ظاہر ہو گیا ہے اور وہ اپنی اپنی تصنیفات میں اس کا ذکر بھی کر چکے ہیں اور ان سب باتوں کے مفصل مذکور کے لئے ہمارے امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں بھری پڑی تھیں۔ خدا تعالیٰ دنیا کو ان کتابوں کے دیکھنے کی توفیق نصیب کرے تو پھر کسی قسم کا شک باقی نہ رہے گا۔

اب رہی چوتھی بات کہ امام وقت کی طرف رجوع نہ کرنے کا باعث کس قسم کے آثار وقوع پذیر ہوتے ہیں تو جواب میں یہ گزارش کافی ہوگی کہ عیاں را چہ بیان۔ آج کامل تین سال ہوئے جو قہر الٰہی کے آثار کل دنیا میں آشکار ہو گئے ہیں مگر خاص کر کے ہند کا حال تو پوچھو ہی نہیں۔ ابتدا تو طاعون سے ہوئی ہے مگر بعد اس کے قہر الٰہی کے نمونے جو وقتاً فوقتاً مخالف مغضوب قوموں کے لئے ہوئے جن کا ذکر خود اللہ جلّشانہ کی کتاب پاک میں موجود ہے، ظاہر ہو گئے ہیں۔ اور پھر یہ نہیں کہ ایک وقت دیکھو طاعون کا حملہ باری باری سے کس طرح ہوتا ہے اور پھر یہ گو ہنوز روزِ اوّل ہے اور بعد اس کے قحط کو دیکھو پچھلے سال اس قدر شدت نہ تھی جتنی اس سال میں ہے۔ اخبار بینوں پر مخفی نہیں۔ اس کے بعد زلزلہ آیا۔ پہلی مرتبہ تو چند ایک پُر خطر منظر پر تھا۔ جو خیر گزری اور بنگالہ ضلع رین کلکتہ سے لے کے دارجلنگ پر ایک وقت شدت سے ہوا اور کچھ خفیف سا نقصان بھی ہوا۔ مگر جانوں کی خیر گزری اور بعد اس کے خفیف طور پر مختلف مقاموں پر کچھ کچھ حرکتیں اس کی ہوتی آئیں۔ مگر پچھلی دفعہ جو اس کا حادثہ ہوا جس کو ابھی چند مہینے گزرے، کس قیامت کا ہوا۔ کتنی جانیں تلف ہوئیں اور کتنے مقامات زمین کے اندر دھنس گئے۔ علی ہذا القیاس۔ سیلاب کی بابت دیکھئے پہلے تو جب یہ چٹگام اور اس کے اطراف میں آیا تو کچھ کم نقصان ہوا مگر بار ثانی جو پٹنہ ضلع بھاگلپور اس کی نوبت پہنچی تو کیا کچھ خرابی نہ ہوئی۔ صدہا گاؤں غرقاب ہو گئے اور بے حساب بندگان خدا اور چارپائے ہلاک ہو گئے جس کا صحیح

اندازہ اب تک نہیں ہوا اور کوئی شہر پر پانچ میل کے اندر پانی دس سے بارہ فیٹ چڑھ آیا تھا۔ غرض اندازہ ہوسکتا ہے کہ کیا کچھ نہ ہوا ہوگا۔ آتشزدگی کا حال تو کچھ پوچھو ہی نہیں۔ کوئی ہفتہ شاید خالی نہیں جاتا اور جان و مال کی خرابی نہیں ہوتی اور یہ مسلسل تین سال سے میں تجربہ کر رہا ہوں۔ اب اخیر سال جو اکثر لوگوں میں یہ بھی مشہور تھا کہ قیامت آجائے گی اور پھر ان میں بعض قوموں کا تو یہ حال تھا کہ اس امر کو بالکل یقینی سمجھے ہوئے تھے جس سے ایک عجیب طرح کا خوف ان پر مستولی تھا جس کا میں نے خود نظارہ کیا ہے لیکن علی العموم یہ خوف تھا کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہو کے رہے گا۔ اِلَّامَاشَآءَ اللّٰہ۔ غرض اس ایک بات کو بھی ذرا عمیق نظر سے دیکھو تو یہ کتنا بڑا نمونہ قہر الٰہی کا ثابت ہوتا ہے۔ غرض آخر الامر اسی تاریخ کے قریب قریب بعض مقاموں پر ایسا ہوا کا سخت طوفان آیا کہ مکانوں کے اڑ جانے کا خوف ہو گیا اور اکثر مکانوں کی چھت اُڑ بھی گئی۔ یہ واقعہ مدراس کے قریب ناگبشن میں ہوا جو ایک بڑا بندر ہے اور سب اخباروں میں اس کا ذکر ہوا تھا۔ اور بعض لوگوں کی زبانی میں نے یہ بھی سنا جو وہاں سے آئے تھے کہ جب یہ حادثہ شروع ہوا اور شدت ہوتی چلی تو ہم کو یہ یقین ہوتا گیا کہ بے شک قیامت ہی کے آثار ہیں اور حضرت اسرافیل علیہ السلام کی صور ہے، کسی کو باہر نکلنے کی طاقت نہ تھی اور صدہا بلکہ ہزارہا بڑے بڑے تناور درخت بیخ و بُن سے اُکھڑ کر گر گئے اور پختہ مکانات اور چھتیں گر گئے اور ہم کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ اس قیامت خیز حادثہ سے ضرور ہم ہلاک ہو جاویں گے اور فی الحقیقت اور کچھ تھوڑے سے وقت اگر یہ حادثہ اسی طرح قائم رہتا تو سارا ناگبشن نابود ہو جاتا۔ مگر اللہ کا فضل کہ جلد وہ رفع ہو گیا اور ہم نے گویہ نئی زندگی پائی۔ غرض یہ تو ان واقعات کا ذکر ہے جو اضطراری صورت رکھتے ہیں یعنی انسانی دخل کسی طرح کا ان میں نہیں اور اگر ان امور کی طرف خیال کرتے ہیں جن میں فی الجملہ انسانی دخل ہوتا ہے اور جن کو اختیاری کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں تو ان کی حالت زیادہ وحشت خیز نظر آتی ہے بالخصوص تجارتی امور کو دیکھئے۔ اس کو بتلانے کے آگے ہی یہ امر ظاہر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس برٹش حکومت میں اس کی ترقی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے اور اگر سچ پوچھو تو برٹش حکومت کی ترقی کا یہی زبردست اصول ہے اور گو یہ زمینی استحکام بھی ہے مگر اس کی حالت اس قدر ابتر ہو گئی ہے اور ہوتی جاتی ہے جس کو مفصل بتلانے کے بہت کچھ لکھنا پڑتا ہے اس لئے مختصر کیفیت یہ ہے کہ بہت سے بیچارے تو گو کہ مقابلہ سے دست بردار ہو بیٹھے ہیں

اور گو یہ وقت کا انتظار کر رہے ہیں اور بہت سے نا تجربہ کاری کے باعث خراب ہو گئے اور جو کچھ حصہ کام کر رہا ہے اس کی یہ حالت ہے کہ گویا ''**اگر مانم شبے مانم شبِ دیگر نمی مانم**''۔ ایسی خوفناک تجارت کی حالت ہے۔ یہ تو میں نے ایک بات بتلائی جس کا بہت بڑا اثر ہے لیکن ساتھ اس کے اگر زراعت اور مزارعین کو دیکھتے ہیں تو تاجروں سے بھی بدتر ان کو پایا جاتا ہے اور ساتھ ہی حکومتوں اور سلطنتوں کے حالات پر غور کرتے ہیں تو سب سے زیادہ پریشان اور افکاروں کے سمندر عمیق غرق بھنور نظر آتے ہیں۔ غرض علی العموم زمانہ کی حالت بدلی ہوئی نظر آتی ہے اور کیا چھوٹا اور کیا بڑا اپنی اپنی حد پر متفکر اور پریشان ہی نظر آتا ہے گویا جمعیت اور طمانیت مفقود ہو گئی ہے اور ساتھ ہی اس کے گویا مروّت، محبت، وفا۔ یہ باتیں بھی اُٹھ گئیں ہیں۔ جب وہ نہیں تو یہ کہاں۔ غرض وہ مولیٰ کریم اپنا فضل فرماوے اور اپنے بندوں کو نیک توفیق دے کہ تا وقتوں کو پہچانیں اور سلامتی کی راہ جس کو صراط مستقیم کہتے ہیں اور جس کے دکھلانے کیلئے حضرت امام آخر الزمان، جن کا مبارک لقب مسیح و مہدی علیہ السلام ہے، موجود ہو گئے ہیں اور بڑے درد دل سے منادی کر رہے ہیں۔ ان کی پیروی نصیب کرے۔ آمین۔

۸؍رمضان المبارک ۱۳۱۸ھ خاکسار ☆

عبدالرحمٰن

☆ الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۳ء تا ۱۷؍دسمبر ۱۹۰۳ء

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحبؓ کے متعلق
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رائے

حضرت سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب کی خودنوشت مختصر سی سوانح عمری کے بعد میں ان کلمات کا اندراج بھی ضروری سمجھتا ہوں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت سیٹھ صاحب کے متعلق ایک موقعہ پر شائع فرمائے۔ایڈیٹر

''اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبار تجارت میں مشغول ہے ان میں سے ایک حبی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اورانہوں نے بہت سے موقع ثواب کے حاصل کئے ہیں۔وہ اس قدر پُر جوش محبّ ہیں کہ اتنی دوررہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگر خانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جومحبت اور اعتقاد اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لئے ایک نمونہ ہیں۔ کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔وہ ایک سَو روپیہ ماہواری بلاناغہ بھیجتے ہیں اور آج تک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے ہیں اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے''۔

(اشتہار الانصار۔۴/اکتوبر ۱۸۹۹ء مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ ۳۰۹)

ایک ضروری یادداشت

حضرت سیٹھ صاحب صدر انجمن احمدیہ کے ٹرسٹی تھے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو نامزد فرمایا تھا۔صدر انجمن کے ان ممبروں کے ساتھ بھی (جو بعد میں خارج ہوئے اور جنہوں نے خلافتِ حقّہ سے غدر کیا) اپنے اخلاص اور حسن ظن کی وجہ سے محبت رکھتے تھے۔لیکن جب حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی وفات پر انہوں نے خلافت کے خلاف آواز اٹھائی اور سلسلہ حقہ میں تفرقہ پیدا کرنا چاہا تو حضرت سیٹھ صاحب نے ان سے قطع تعلق کر لینا ضروری سمجھا۔بذریعہ تارا

نہوں نے حضرت خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی بیعت کی اور آخر دم تک اسی پر قائم رہے۔ اسی محبت و وفا میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ ان پر بڑے بڑے فضل اور رحم کرے۔ انہیں اپنی رضا کے مقام پر اُٹھائے۔ آمین۔

سیٹھ صاحب کی ایک مختصر سی سوانح عمری انشاء اللہ بعد میں شائع ہو سکے گی۔ وباللّٰہ التوفیق۔

خاکسار

یعقوب علی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کی تحریر میں

حضرت سیٹھ صاحب کی زندگی کا ایک واقعہ

حضرت سیٹھ صاحب کی زندگی کے ایک واقعہ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب **تحفہ گولڑویہ** میں کیا ہے۔ میں اسے بھی یہاں درج کر دیتا ہوں۔ یہ واقعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے صادق کی شناخت اور اپنے صادق ہونے کے ثبوت میں بیان کیا ہے چنانچہ فرمایا:۔

’’سو متوجہ ہو کر سننا چاہئے کہ خواص کے علوم اور کشوف اور عوام کی خوابوں اور کشفی نظاروں میں فرق یہ ہے کہ خواص کا دل تو مظہر تجلیاتِ الٰہیہ ہو جاتا ہے اور جیسا کہ آفتاب روشنی سے بھرا ہوا ہے وہ علوم اور اَسرارِ غیبیہ سے بھر جاتے ہیں اور جس طرح سمندر اپنے پانیوں کی کثرت کی وجہ سے ناپیدا کنار ہے۔ اسی طرح وہ بھی ناپیدا کنار ہوتے ہیں اور جس طرح جائز نہیں کہ ایک گندے سڑے ہوئے چھپڑ کو محض تھوڑے سے پانی کے اجتماع کی وجہ سے سمندر کے نام سے موسوم کر دیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو شاذ و نادر کے طور پر کوئی سچی خواب دیکھ لیتے ہیں۔ ان کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ وہ نعوذ باللہ، ان بحار علوم ربّانی سے کچھ نسبت رکھتے ہیں اور ایسا خیال کرنا اسی قسم کا لغو اور بیہودہ ہے کہ جیسے کوئی شخص صرف منہ اور آنکھ اور ناک اور دانت دیکھ کر سؤر کو انسان سمجھ لے یا بندر کو بنی آدم

کی طرح شمار کرے۔ تمام مدار کثرتِ علومِ غیب اور استجابت دعا اور باہمی محبت و وفا اور قبولیت اور محبوبیت پر ہے ورنہ کثرت قلت کا فرق درمیان سے اُٹھا کر ایک کرم شب تاب کو بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ بھی سورج کے برابر ہے۔ کیونکہ روشنی اس میں بھی ہے۔ دنیا کی جتنی چیزیں ہیں وہ کسی قدر آپس میں مشابہت ضرور رکھتی ہیں۔ بعض سفید پتھر تبتکے پہاڑوں سے ملتے ہیں اور غزنی کے حدود کی طرف سے بھی لاتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بھی ایسے پتھر دیکھے ہیں۔ وہ ہیرے سے سخت مشابہت رکھتے اور اسی طرح چمکتے ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ تھوڑا عرصہ گزرا ہے کہ ایک شخص کابل کی طرف کا رہنے والا چند ٹکڑے پتھر کے قادیان میں لایا اور ظاہر کیا کہ وہ ہیرے کے ٹکڑے ہیں کیونکہ وہ پتھر بہت چمکیلے اور آبدار تھے اور ان دنوں میں مدراس سے ایک دوست جو نہایت درجہ اخلاص رکھتے ہیں یعنی اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس قادیان میں میرے پاس تھے، ان کو وہ پسند آ گئے اور ان کی قیمت میں پانسو روپیہ دینے کو تیار ہو گئے اور پچیس روپیہ یا کچھ کم وبیش ان کو دے بھی دیئے اور پھر اتفاقاً مجھ سے مشورہ طلب کیا کہ میں نے یہ سودا کیا ہے۔ آپ کی کیا رائے ہے؟ میں اگرچہ ان ہیروں کی اصلیت اور شناخت سے ناواقف تھا۔ لیکن روحانی ہیرے جو دنیا میں کمیاب ہوتے ہیں یعنی پاک حالت کے اہل اللہ، جن کے نام پر کئی جھوٹے پتھر یعنی مزوِّر لوگ اپنی چمک دمک دکھلا کر لوگوں کو تباہ کرتے ہیں۔ اس جوہر شناسی میں مجھے دخل تھا اس لئے میں نے اس ہنر کو اس جگہ برتا اور اس دوست کو کہا کہ جو کچھ آپ نے دیا وہ تو واپس لینا مشکل ہے۔ لیکن میری رائے یہ ہے کہ قبل دینے پانسو روپیہ کے کسی اچھے جوہری کو یہ پتھر دکھلا لیں۔ اگر درحقیقت ہیرے ہوئے تو یہ روپیہ دے دیں۔ چنانچہ وہ پتھر مدراس میں ایک جوہری کے شناخت کرنے کے لئے بھیجے گئے اور دریافت کیا گیا کہ ان کی قیمت کیا ہے۔ پھر شاید دو ہفتہ کے اندر ہی وہاں سے جواب آ گیا کہ ان کی قیمت ہے چند پیسے۔ یعنی یہ پتھر ہیں۔ ہیرے نہیں ہیں۔ غرض جس طرح اس ظاہری دنیا میں ایک ادنیٰ کو کسی جزئی امر میں اعلیٰ سے مشابہت ہوتی ہے۔ ایسا ہی روحانی امور میں بھی ہو جایا کرتا ہے اور روحانی جوہری ہوں یا ظاہری جوہری، وہ جھوٹے پتھروں کو اس طرح پر شناخت کر لیتے ہیں کہ جو سچے جواہرات کی بہت سی صفات ہیں ان کی رُو سے ان پتھروں کا امتحان کرتے ہیں۔ آخر جھوٹ کھل جاتا ہے اور سچ ظاہر ہو جاتا ہے۔''

(تحفہ گولڑویہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۱۶۸ تا ۱۷۰)

حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے

نام خطوط

سابقہ جلد پنجم حصہ سوم

مرتبہ

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی

صفحہ ۴۴۳ تا ۶۵۶

فہرست مکتوبات بنام

حضرت چوہدری رستم علی صاحبؓ

نمبر	تاریخ	صفحہ
۶۷	۱۱ مئی ۱۸۸۷ء	۴۹۷
۶۸	۲۹ شعبان	۴۹۸
۶۹	۲۹ مئی ۱۸۸۷ء	۵۰۰
۷۰	۲۹ مئی ۱۸۸۷ء	۵۰۱
۷۱	۳۰ مئی ۱۸۸۷ء	۵۰۲
۷۲	۱۹ جون ۱۸۸۷ء	۵۰۳
۷۳	۱۲ جولائی ۱۸۸۷ء	۵۰۳
۷۴	۱۱ جولائی ۱۸۸۷ء	۵۰۴
۷۵	۱۹ جولائی ۱۸۸۷ء	۵۰۵
۷۶	۲۱ جولائی ۱۸۸۷ء	۵۰۶
۷۷	۷ اگست ۱۸۸۷ء	۵۰۶
[illegible]	[illegible] ۱۸۸[illegible]ء	۵۰۷
[illegible]	[illegible]ت ۱۸۸۷ء	۵۰۸
۸۰	اگست ۱۸۸۷ء	۵۰۸
۸۱	۱۰ اگست ۱۸۸۷ء	۵۰۹
۸۲	بلاتاریخ	۵۱۰
۸۳	۹ اگست ۱۸۸۷ء	۵۱۱
۸۴	۲۱ اگست ۱۸۸۷ء	۵۱۲
۸۵	۲۲ اگست ۱۸۸۷ء	۵۱۲
۸۶	۲۴ اگست ۱۸۸۷ء	۵۱۳
۸۷	۲۵ اگست ۱۸۸۷ء	۵۱۴
۸۸	۳۰ اگست ۱۸۸۷ء	۵۱۴
۸۹	۲ ستمبر ۱۸۸۷ء	۵۱۵
۹۰	۵ ستمبر ۱۸۸۷ء	۵۱۵
۹۱	۶ ستمبر ۱۸۸۷ء	۵۱۶
۹۲	۷ ستمبر ۱۸۸۷ء	۵۱۶
۹۳	۱۱ ستمبر ۱۸۸۷ء	۵۱۷
۹۴	۱۱ ستمبر ۱۸۸۷ء	۵۱۸
		۵۱۹

مکتوب نمبر۱۹۰ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کارڈ پہنچا۔تھان گبرون حامد علی کو پہنچ گیا اور آپ کا چوغہ بنات میاں حافظ معین الدین کو دیا گیا جس کو دینے کے لئے آپ نے کہا تھا۔اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ توجہ سے سلطان احمد سے فیصلہ کرلیں۔تا اس کے موافق عملدرآمد ہوجاوے کیونکہ میرا قیام قادیان میں زیادہ تر التزام سے اسی غرض سے ہے کہ تا یہ انتظام ہوجاوے۔زیادہ خیریت ہے

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۸؍دسمبر۱۸۹۱ء

نوٹ: چودھری رستم علی اس وقت لاہور متعین تھے اور مرزا سلطان احمد صاحب سے بعض امور متعلقہ اراضیات وباغ کا تصفیہ حضرت چاہتے تھے (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۱۹۱ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مشفقی مکرمی ۔اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چونکہ ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو قادیان میں علماء مکذبین کے فیصلہ کے لئے ایک جلسہ ہوگا۔ انشاء اللہ القدیر۔کثیر احباب اس جلسہ میں حاضر ہونگے ۔لہٰذا مکلّف ہوں کہ آپ بھی براہِ عنایت ضرور تشریف لاویں ۔آتے ہوئے چار آنے کے پان ضرور لیتے آویں ۔زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ : اس خط پر از بندہ محمد اسماعیل السلام علیکم بھی درج ہے۔ یہ مرزا محمد اسماعیل کی طرف سے ہے۔ اس پر کوئی تاریخ درج نہیں ۔مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ ۲۲؍دسمبر ۱۸۹۱ء کو ڈاک میں ڈالا گیا اور لاہور کی مہر ۲۳؍دسمبر ۱۸۹۱ء کی ہے۔ یہ سب سے پہلے جلسہ کی اطلاع ہے اور اب جیسا کہ حضرت اقدس نے اس جلسہ کے اعلان میں ظاہر فرمایا تھا۔ وہی جلسہ برابر انہی تاریخوں پر ہوتا چلا آرہا ہے ۔گویا اب تک ۳۷ سالانہ جلسہ ہو چکے ہیں ۔سلسلہ کی ابتدائی تاریخ اور حضرت اقدس کی اس وقت کی مصروفیت کا اندازہ ہوسکتا ہے کہ آپ ہی سب کام اپنے ہاتھ سے کرتے تھے۔(عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۹۲ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ضرور دو بڑی شطرنجی اور ایک قالین ساتھ لاویں ۔۲۵ ؍دسمبر۱۸۹۱ءتک ضرور آجاویں ۔

والسلام

۲۳ ؍دسمبر۱۸۹۱ء   خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر۱۹۳ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔خواب نہایت عجیب ہے۔ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ۔نتیجہ امتحان سے اطلاع بخشیں اور براہ مہربانی میر ناصر نواب صاحب کا اسباب پٹیالہ پہنچادیں ۔ وہ بہت تاکید کرتے ہیں ۔ پتہ یہ ہے۔ دفتر نہر میر ناصر نواب صاحب نقشہ نویس ۔

راقم خاکسار

۹ ؍جنوری۱۸۹۲ء   غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۱۹۴ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابھی اس وقت آپ کے لئے تضرع اور ابتہال سے دعا کی گئی۔ بفضلہٖ تعالیٰ ضائع نہ جائے گی اوراس کا اثر ہوگا۔ آپ صبر سے منتظر رہیں۔ ہرگز ہرگز بے صبری نہ کریں۔ اپنے کام کو پوری توجہ اور ہوشیاری سے کریں۔

والسلام

۲۶؍جنوری۱۸۹۲ء

خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر۱۹۵ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِيۡمِ

مکرمی محبی اخویم سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ عاجز قادیان میں آ گیا ہے اور ایک رسالہ دافع الشبہات تالیف کرنے کی فکر میں ہے۔ براہ مہربانی وہ کتاب جو آپ نے مولوی غلام حسین صاحب سے لی ہے یعنی تاویل الاحادیث شاہ ولی اللہ صاحب ضرور مجھ کو بھیج دیں۔ ہرگز توقف نہ فرماویں کہ اس کا دیکھنا ضروری ہے۔

والسلام

۱۹؍مئی۱۸۹۲ء

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ اس خط میں بھی از جانب محمد اسماعیل اور محمد سعید السلام علیکم درج ہے۔ سیّد محمد سعید دہلوی حضرت میر صاحب قبلہ رضی اللہ عنہ کے عزیزوں میں سے تھے۔ وہ یہاں قادیان آئے اور حضرت نے انہیں مہتمم کتب خانہ بنا دیا تھا۔ پھر ان کی شامت اعمال انہیں یہاں سے لے گئی اور گمنامی میں رخصت ہوئے۔ (عرفانی)

☆ الحکم ۱۷؍اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۳

مکتوب نمبر۱۹۶ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی مکرمی اخویم منشی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ رخصت لیں۔ تو ضرور مجھ کو بھی ملیں۔ کیونکہ آپ کی ملاقات کو ایک مدت ہوگئی ہے۔ عرب صاحب کے لئے بہت خیال ہے اور نواب محمد علی خان صاحب کو اشارہ کے طور پر اور نیز تصریح سے میں نے کہا بھی تھا۔ اس سے زیادہ اور کیا کہا جاوے۔ حیدر آباد سے کوئی خط نہیں آیا۔ معلوم نہیں وہ لوگ کس حال میں ہیں۔ آج کل ایسی ہوا چل رہی ہے کہ ہر ایک نئے روز کا خطرہ ہوتا ہے کہ دلوں پر کیا اثر ڈالے۔ جسمانی وبا بھی ہیں اور روحانی بھی۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۵؍جون ۱۸۹۲ء

نوٹ:۔ حامد علی السلام علیکم و سید محمد سعید السلام علیکم درج ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۱۹۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی محبی منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ربّہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ ۔

محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی دلی ہمدردی اور محبت اور اخلاص فی الواقعہ ایسا ہی ہے کہ کسی قسم کا فرق باقی نہیں رکھا۔ **جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء واحسن الیکم فی الدنیا والعقبٰی** ۔ رسالہ آسمانی نشان کے شروع ہونے میں یہ دیر ہے کہ میاں نور احمد مہتمم مطبع کی لڑکی جوان فوت ہوگئی ہے۔ اس غم کے سبب سے چند روز اس کو توقف ہوگئی۔ اب وہ قادیان آ کر اوّل قرار داد اجرت باہم کر کے ضلع گورداسپور کے ڈپٹی کمشنر سے اجازت لیں گے کہ قادیان میں مطبع لاویں۔ بعد ازاں مطبع لے آویں گے۔ شاید اس عرصہ میں ہفتہ عشرہ اور دیر لگ جاوے۔ اسماعیل کو سمجھا دیا گیا۔ اس کا بھائی لاہور کسی جگہ نوکر ہے۔ وہ کہتا ہے۔ دو تین روز میں وہاں سے الگ ہو کر امرتسر پہنچ جائے گا۔ آپ کی دس تاریخ جولائی تک انتظار رہے گی۔ کتابیں ابھی امرتسر سے آئی نہیں۔ امید کہ چھ سات روز تک آ جائیں گی اور شاید آپ کے پہنچنے تک آ جائیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۶ ؍ جولائی ۱۸۹۲ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۱۹۸ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کے چندہ دس روپے ماہوار کی حضرت مولوی محمد احسن صاحب کو اطلاع دی گئی۔ خدا تعالیٰ آپ کو اجر بخشے اور کتاب رسالہ نشانِ آسمانی کسی قدر امرتسر میں باقی ہے۔ جس وقت کتابیں آتی ہیں روانہ کروں گا۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۷؍جولائی ۱۸۹۲ء

مکتوب نمبر ۱۹۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ بیس روپے مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گئے۔ جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء۔ رسالہ عربی سیالکوٹ میں چھپ رہا ہے۔ شاید بیس روز تک تیار ہو جائے۔ اس رسالہ کی تالیف کے دو مقصد ہیں۔ اوّل یہ کہ عربوں کے معلومات وسیع کئے جاویں اور اپنے حقائق و معارف کی ان کو اطلاع دی جائے۔ دوسرے یہ کہ میاں محمد حسین اور ان کے ساتھ دوسرے علماء جو اپنی عربی دانی اور علم دین پر ناز کرتے ہیں۔ ان کا یہ کبر توڑا جائے۔ چنانچہ اس رسالہ کے ساتھ اسی غرض سے ہزار روپیہ کا اشتہار بھی شامل ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۶؍جولائی ۱۸۹۲ء

مکتوب نمبر۲۰۰ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔عزیزی غلام مصطفیٰ کے لئے دعا کی گئی ۔خدا تعالیٰ اس کو کامیاب کرے۔آمین ۔انشاء اللہ القدیر پھر بھی دعا کروں گا۔امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مطلع ومسرور الوقت فرماتے رہیں گے۔ نیا رسالہ ابھی طبع ہو کر نہیں آیا۔باقی سب خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۰؍جولائی ۱۸۹۲ء

مکتوب نمبر۲۰۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔آپ جانتے ہیں کہ آپ کا اس عاجز سے محض للہ دلی تعلق اور محبت ہے اور یہ عاجز آپ کے ہر ایک تردد کے ساتھ متردد اور ہر ایک غم کے ساتھ غمگین ہوتا ہے۔ پھر کیونکر آپ کی دعا میں غفلت ہو۔اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے اور آپ کے مدعا کے موافق کام کر دیوے۔ آمین ثم آمین ۔انشاء اللہ القدیر توجہ سے آپ کے لئے دعا کروں گا۔ بلکہ شروع کر دی ہے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۵؍جولائی ۱۸۹۲ء

مکتوب نمبر۲۰۲ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی تبدیلی سے خوشی ہوئی، مبارکباد۔ اور آپ نے جو مبلغ بیس روپیہ عربی رسالہ کے لئے کہا تھا۔ اس وقت عربی رسالہ دو چھپ رہے ہیں۔ ایک کا نام **تحفۃ بغداد کرامات الصادقین** اور دوسرے کا نام کرامات الصادقین ہے۔ اگر آپ اسی وقت میں اگر گنجائش ہو مبلغ بیس روپیہ سیالکوٹ میں بھیج دیں تو بہتر ہو۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۷؍اگست ۱۸۹۲ء

نوٹ: اس وقت چوہدری رستم علی صاحب تھانہ ولٹوہا ضلع لاہور میں ڈپٹی انسپکٹر تھے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۰۳ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ تفکر سے آپ کو نجات بخشے۔ آپ کی انتظار بہت لگی ہوئی ہے۔ کتاب **آئینہ کمالاتِ اسلام** ۵ جز و تک چھپ چکی ہے۔ اگر آپ دو ماہ کا چندہ مولوی سیّد محمد احسن صاحب کو بلاتوقف بھوپال بھیج دیں تو موجب ثواب ہوگا۔ پتہ بھوپال۔ دارالریاست محلّہ چوبدار پورہ۔ آپ کے اس تفکر کے لئے بھی دعا کی گئی ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب اور عرب صاحب آپ کے انتظار میں قادیان میں ہیں۔

راقم

خاکسار

غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ

۱۶؍ستمبر۱۸۹۲ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۰۴ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آپ کے برادر زادہ کی خبر وفات سن کر بہت رنج واندوہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ اس کے تمام عزیزوں کو صبر عطا فرماوے اور اس مرحوم کو غریق رحمت کرے۔ اب تاریخ جلسہ ۲۷؍دسمبر۱۸۹۲ء بہت نزدیک آ گئی ہے۔ آپ کا شامل ہونا بہت ضروری ہے۔ ماسوا اس کے انتظام دو تین شطرنجی اور قالین کا اگر ہو سکے تو ضرور کر لیں۔ یہ تو پہلے آ جانی چاہئیں۔ اگر آپ دو روز پہلے ہی تشریف لاویں تو مناسب ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب

۱۶؍دسمبر۱۸۹۲ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۰۵ ملفوف

افسوس ہے کہ یہ خط پھٹ چکا ہے۔ اس میں سے صرف مندرجہ ذیل حصہ باقی ہے۔(عرفانی)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آپ کی بار بار کی تکلیفات کی ....

معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی جلسہ کے لئے ضروری سامان وغیرہ لانے کے متعلق تاکیدی خط تھا اور اس میں حضرت نے عذر کیا ہے کہ آپ کو بار بار ضروریات سلسلہ کے متعلق تکلیف دی جاتی ہے۔ اس سے حضرت اقدس کی پاکیزہ سیرۃ کے بہت سے پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے کہ آپ بالطبع اپنے احباب کو کسی قسم کی تکلیف دینا نہ چاہتے تھے اور اگر خدا تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ مخلوق کی روحانی ترقی اور اخلاقی اصلاح کا یہ ذریعہ قرار نہ دیا ہوتا تو آپ کو بالطبع اس سے نفرت تھی۔ لیکن سنت اللہ یہی ہے اور اسی طرح منازل سلوک طے ہو سکتے تھے۔ چوہدری صاحب کی یہ خوش قسمتی تھی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بے تکلفی سے انہیں نوازتے تھے اور یہ سعادت قابل رشک ہے۔ ابتداً ہر قسم کے جلسوں کی ابتدائی ضروریات کا انصرام چوہدری صاحب ہی کے حصہ میں آیا تھا اور وہ خود بھی ہر موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ رضی اللہ عنہ۔(عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۰۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ مطمئن رہیں۔ آپ کے لئے انشاء اللہ القدیر یہ عاجز بہت دعا کرے گا۔ اللہ جلّشانہٗ پہلے اس سے ہر ایک دعا آپ کے لئے قبول فرماتا رہا ہے۔ امید کہ اب بھی قبول فرمائے گا مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ جلد یا کسی قدر دیر سے۔ اس کے ہر ایک کام میں خیر اور خوبی ہے۔ اپنے حالات سے مجھ کو بدستور مطلع فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ:۔ تاریخ مٹ گئی ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۰۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ تعجب کہ کس قدر آپ کے پاس کسی نے جھوٹ بولا اور دوسرا تعجب کہ آپ کو بھی حقیقت واقعہ سے اطلاع نہیں ہوئی۔ بات یہ ہے کہ جب یہ عاجز امرتسر گیا اور جاتے ہی عاجز نے ایک خط رجسٹری کرا کر عبدالحق کو مباہلہ کے لئے بھیجا کہ تم اس وقت مجھ سے مباہلہ کر لو۔ لیکن اس نے بدست منشی محمد یعقوب صاحب ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اس وقت تم عیسائیوں سے مباحثہ کرتے ہو۔ اس وقت میں مباہلہ مناسب نہیں دیکھتا۔ جس وقت لاہور میں مولوی غلام دستگیر سے بحث ہوگی۔ اس وقت مباہلہ کروں گا۔ لیکن اس کے جواب میں لکھا گیا کہ جو شخص ہم میں سے مباہلہ

سے اعراض کرے اور تاریخ مقررہ پر مقام مباہلہ میں حاضر نہ آوے۔ اس پر خدا تعالیٰ کی لعنت ہو۔ چنانچہ وہ اس سخت خط کو دیکھ کر بہرحال مباہلہ کے لئے تیار ہو گیا اور ایسا ہی ایک محمد حسین بٹالوی کو بھی لکھا گیا تھا۔ مگر تاریخ مقررہ پر عبدالحق مباہلہ پر آ گیا اور امرتسر میں جو بیرون دروازہ رام باغ عیدگاہ متصل مسجد ہے۔ اس میں مباہلہ ہوا اور کئی سو آدمی جمع ہوئے۔ یہاں تک کہ بعض انگریز پادری بھی آئے اور ہماری جماعت کے احباب شاید چالیس کے قریب تھے اور عبدالحق بھی آیا اور بہت سی بددعائیں دیں۔ لیکن محمد حسین بٹالوی چارو ناچار مباہلہ کے میدان میں آیا۔ مگر مباہلہ نہیں کیا اور سب لوگ معلوم کر گئے کہ وہ گریز کر گیا۔ یہ سچی حقیقت ہے۔ جس کا شاید دس ہزار کے قریب باشندہ امرتسر گواہ ہوگا۔ اب جب تک پہلے مباہلہ کا فیصلہ نہ ہو دوسرا مباہلہ کیونکر ہو۔ علاوہ اس کے اسی مباہلہ کی تاریخ پر میاں محی الدین لکھو کے والے اور ایسا ہی مولوی محمد جبار کو (عبدالجبار مراد ہے۔ عرفانی) کو رجسٹری کرا کر خط بھیجا گیا کہ اس تاریخ پر تم بھی آ کر مباہلہ کر لو۔ اگر تاریخ مقررہ پر نہ آئے تو پھر کاذب ٹھہرو گے۔ مگر بحالیکہ ان کی رسیدیں بھی آ گئیں اور کافی مہلت بھی دی گئی۔ لیکن وہ نہ آئے۔ رسیدیں موجود ہیں۔ ایسا ہی لودھیانہ میں بھی رجسٹری شدہ خط بھیجے گئے تھے اور دہلی اور پٹیالہ میں بھی۔

غلام احمد عفی عنہ

۱۹/ اگست ۱۸۹۳

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۰۸ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ اس جگہ سے آپ کے خط کے جواب میں حتی الوسع توقف نہیں ہوتا۔ شاید کسی وجہ سے خط نہ پہنچ سکا ہو۔ دو رسالہ عربی چھپ رہے ہیں اور ایک رسالہ نہایت عمدہ اُردو میں چھپا ہے۔ شاید یہ کام ایک ماہ تک ختم ہو۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مجھ کو مطلع فرماتے رہیں گے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۵؍ستمبر ۱۸۹۳ء

نوٹ:۔ اس وقت چوہدری صاحب کورٹ انسپکٹر تبدیل ہو کر منٹگمری تبدیل ہو چکے تھے اور محکمہ ریلوے سے دوسری طرف منتقل ہو گئے تھے۔ اب لفافہ پر حضرت اقدس لکھتے تھے۔

بمقام منٹگمری۔ کچہری صدر۔ بخدمت مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر پولیس۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۰۹ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ دس روپیہ مرسلہ آپ کے پہنچ گئے ۔ جزاکم اللّٰہ خیراً ۔ کتابیں ابھی چھپ رہی ہیں ۔ جس وقت آئیں گی ۔ آپ کی خدمت میں ارسال ہوں گی ۔ باقی خیریت ہے ۔ امید کہ اپنے حالات سے ہمیشہ مطلع فرماتے رہیں ۔

والسلام

نوٹ: اس خط پر آپ نے دستخط نہیں کئے اور تاریخ بھی درج نہیں فرمائی ۔ قادیان کی مہر ۱۸؍اکتوبر ۱۸۹۳ء کی ہے ۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر۲۱۰ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

مبلغ پچیس روپیہ مرسلہ آنمکرم پہنچ گئے ۔ جزاکم اللّٰہ خیرا لجزاء ۔ رسالہ حمامۃ البشریٰ جو مکہ معظّمہ میں بھیجا جاوے گا اور تفسیر سورۃ فاتحہ چھپ رہے ہیں ۔ اب کچھ چھپنا باقی ہے ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۱؍نومبر ۱۸۹۳ء

مکتوب نمبر ۲۱۱ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میری طبیعت چند روز سے بعارضہ تپ بیمار ہے اور دردسر اور ضعف بہت ہے۔ اس لئے میں زیادہ نہیں لکھ سکتا۔ آپ کے دریافت طلب امور کا جواب لکھ سکتا ہوں اور کسی اور وقت پر چھوڑتا ہوں۔

والسلام

۱۷؍نومبر ۱۸۹۳ء خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر ۲۱۲ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

میں اس وقت فیروزپور چھاؤنی میں ہوں ۔ اتوار کو واپس قادیان جاؤں گا۔ آپ اپنے حالات خیریت سے بواپسی ڈاک مجھ کو اطلاع دیں ۔ خدا تعالیٰ آپ کو کلّی صحت بخشے ۔ آمین ثم آمین ۔

۲۸؍نومبر ۱۸۹۳ء خاکسار

غلام احمد

از فیروزپور چھاؤنی

نوٹ: اس کارڈ پر مندرجہ ذیل السلام علیکم بھی لکھے ہوئے ہیں ۔ از عاجز سید محمد سعید السلام علیکم و نیز غلام محمد کاتب ۔ حامد علی السلام علیکم ۔‘‘ (عرفانی)

مکتوب نمبر۲۱۳ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں کل ایک ماہ کے قریب سفر پر رہ کر آیا ہوں۔ امید کہ اپنی طبیعت کے حالات سے اطلاع بخشیں۔

والسلام

۱۵؍دسمبر۱۸۹۳ء خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر۲۱۴ پوسٹ کارڈ

السلام علیکم۔ اوّل بشیر ومحمود کی والدہ بغرض ملاقات اپنے والد ماجد کے فیروز پور گئے۔ پھر سنا کہ بشیر بہت بیمار ہو گیا۔ اس لئے ہم فیروز پور گئے اور وہاں پچیس روز کے قریب رہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی رضامندی اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں خورم وخورسند رکھے۔

والسلام

۱۶؍دسمبر۱۸۹۳ء خاکسار

میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

نوٹ:۔ یہ خط حضرت اقدس کے ارشاد سے حضرت حکیم الامتہ نے لکھا ہے اور حضرت کے دستخط بھی خود انہوں نے ہی کئے ہیں۔ اس وقت گویا حضرت حکیم الامتہ رضی اللہ عنہ حضرت کی ڈاک بھی لکھا کرتے تھے اور یہ پہلا خط ہے۔ جس پر میرزا کا لفظ بھی لکھا گیا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر۲۱۵ پوسٹ کارڈ

بس

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

آپ نے جو کوٹ کپڑا بنوانے کے لئے لکھا تھا۔ میرے خیال میں سب سے بہتر یہ ہے کہ آپ ایک لحاف مہمانوں کی نیت سے بنوادیں کہ مہمانوں کے لئے اکثر لحافوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام
خاکسار
غلام احمد
از قادیان

نوٹ :۔ اس خط پر تاریخ نہیں ۔ مگر قادیان کی مہر ۲۲/دسمبر ۱۸۹۳ء کی ہے۔ دوسری بات اس خط پر یہ ہے کہ آپ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پورا نہیں لکھا بلکہ صرف ''بس'' لکھ دیا ہے۔ تیسری بات یہ خط آپ کے ایثار اور اکرام ضیف کے حسنات کو آپ کی سیرت میں دکھاتا ہے۔ چودھری رستم علی صاحب آپ کے لئے ایک کوٹ تیار کرانا چاہتے ہیں مگر آپ اپنے نفس اور آرام کو ترک کر کے انہیں مہمانوں کے لئے ایک لحاف بنوادینے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے خدام کی تربیت کس طرح فرماتے تھے اور منازل سلوک کس طرح طے کرا رہے تھے۔ چودھری صاحب کے اخلاص ومحبت کا تو کیا کہنا ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۱۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

محبت نامہ پہنچا۔ امید کہ انشاء اللہ القدیر آپ کی معافی سواری کے لئے دعا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس تکلیف سے بھی نجات بخشے۔ مگر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو مبلغ بیس روپے آپ نے بھیجے ہیں۔ کیا یہ عرب صاحب کے چندہ میں ہیں۔ یا میرے کاروبار کے لئے۔ کیونکہ میں نے سنا تھا کہ آپ نے بیس روپیہ چندہ کے لئے تجویز کئے ہیں۔ اس سے اطلاع بخشیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۱۰؍ مارچ ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر۲۱۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

محبت نامہ پہنچا۔ میں انشاء اللہ القدیر آپ کے لئے رمضان میں دعا کرتا رہوں گا۔ آپ کی تو ہر مراد اللہ تعالیٰ پوری کر دیتا ہے، آپ کیوں مضطرب ہوتے ہیں؟ رسالہ **نورالحق** بڑی شان کا رسالہ ہو گیا ہے اور پانچ ہزار روپیہ اس کے ساتھ اشتہار دیا گیا ہے اور ہزار لعنت بھی۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۰؍ مارچ ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲۱۸ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

محبت نامہ پہنچا۔ یہ عاجز بباعث کثرت کار بیشک سخت معذور ہے۔ اب چند روز تک بالکل فرصت ہونے والی ہے۔ کتابیں چھپ گئیں ہیں۔ اب جز بندی باقی ہے۔ امید کہ ہفتہ عشرہ تک جز بندی ہوکر میرے پاس پہنچ جائیں گی۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۱۶؍جون ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲۱۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپ کے پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ صاحبزادہ صاحب کتابیں روانہ کریں گے۔ بہت کم فرصتی میں یہ چند سطریں لکھی گئی ہیں۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۶؍جولائی ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲۲۰ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس جگہ بباعث نہ پیدا ہونے روغن کے نہایت تکلیف ہورہی ہے۔ چربی دار اور خراب روغن ملتے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی اگر آپ ایک من پختہ روغن بذریعہ ریل بھیج دیں۔ باقی ابھی تک کوئی تازہ خبر نہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲؍اگست ۱۸۹۴ء

یہ روغن آپ کے چندہ میں جو آپ آئندہ دیں گے۔ محسوب ہوجائے گا۔

مکتوب نمبر ۲۲۱ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ معہ کارڈ پہنچا۔ اب تو صرف چند روز پیشگوئی میں رہ گئے ہیں۔ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو امتحان سے بچاوے۔ شخص معلوم فیروز پور میں ہے اور تندرست اور فربہ ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے ضعیف بندوں کو ابتلا سے بچاوے۔ آمین ثم آمین۔ باقی خیریت ہے۔ مولوی صاحب کو بھی لکھیں کہ اس دعا میں شریک رہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۲؍اگست ۱۸۹۴ء

نوٹ:۔ یہ آتھم کی پیشگوئی کے متعلق ہے۔ حضرت اقدس کا ایمان خدا تعالیٰ کی بے نیازی اور استغناءِ ذاتی پر قابلِ رشک ہے۔ آپ کو مخلوق کے ابتلا کا خیال ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۲۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آتھم کی نسبت جو فیصلہ الٰہی ہے۔ حقیقت میں فتح اسلام ہے۔ جب اشتہار پہنچے گا تو آپ معلوم کریں گے کہ کیا حقیقت ہے۔ مگر آپ کی استقامت اور استقلالی پر نہایت خوشی ہوئی۔ خدا تعالیٰ بہت بہت جزائے خیر بخشے۔ انشاء اللہ تجدید بیعت کا آپ کو دوہرا ثواب ہوگا اور خدا تعالیٰ گناہ بخشے گا اور آپ پر خاص فضل کرے گا۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۶ رستمبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲۲۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

خط آپ کا جو بنام صاحبزادہ سراج الحق صاحب تھا، پہنچا۔ جس کے دیکھنے پر بہت ہی تعجب ہوتا ہے کہ آپ ایسی خوشی کے موقع پر کیوں اس قدر اظہار اور ملال اور حزن کر رہے ہیں اور نہ یہ افسوس صرف مجھ کو ہے بلکہ جس قدر ہماری جماعت کے احباب اس جگہ موجود ہیں وہ سب افسوس کرتے ہیں۔ اگر آپ کو حقیقت حال معلوم ہو تو آپ کا ایسا غم خوشی کے ساتھ تبدیل ہو جائے۔ آپ ضرور دو چار روز کے لئے رخصت ملنے پر تشریف لاویں۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۶ رستمبر ۱۸۹۴ء

نوٹ:۔ یہ مکتوب حضرت نے مخدومی حضرت سید حامد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے اشتہار بہ عنوان ''این مدد ہاست در اسلام چو خورشید عیاں ۔ کہ بہر دور مسیحا نفسے مے آید۔'' پر ہی لکھ دیا ہے۔ یہ اشتہار حضرت شاہ صاحب نے سعد اللہ لودھانوی کے جواب میں شائع کیا تھا (عرفانی)

مکتوب نمبر۲۲۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ آتھم کی نسبت جو خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا۔ اس کی آپ کو کچھ بھی خبر نہیں۔ میں نے پانچ ہزار اشتہار چھپوایا ہے۔ تین چار دن تک آپ کی خدمت میں پہنچے گا۔ اس وقت بجائے غم کے آپ کے دل میں خوشی پیدا ہو جائے گی کہ اسلام کی فتح ہوئی۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۸ر ستمبر ۱۸۹۴ء

میاں نور احمد صاحب کو السلام علیکم

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۲۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کے تردد کا حال معلوم ہوا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنی طرف سے اطمینان بخشے۔ آمین۔ رسالہ انوارالاسلام تین دن تک یا چار دن تک چھپ کر آ جائے گا۔ امید کہ وہ آپ کے اطمینان کا موجب ہو۔ تاہم بہتر ہے کہ آپ ایک ہفتہ کی رخصت لے کر ضرور ہمارے پاس آ جائیں۔ میں بباعث کثرت مہمانان پہلے اس سے خط نہیں لکھ سکا۔ بخدمت اخویم میاں نور احمد صاحب السلام علیکم۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۶ ستمبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲۲۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ پچیس روپے مرسلہ آں محبّ مجھ کو ملے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ امید کہ ’’اشتہار چار ہزار روپیہ‘‘ پہنچ گیا ہوگا۔ میری صلاح ہے کہ کل اشتہار دونوں پیشگوئیوں کے متعلق رسالہ انوارالاسلام کے ساتھ شامل کر کے اپنے مخلص دوستوں کے نام بھیجے جاویں اور وہ ایک جلد میں ان کو مجلد کرالیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۲ نومبر ۱۸۹۴ء

مجبی اخویم میاں نور احمد صاحب ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔آپ کا پہلا خط مجھے معلوم نہیں کہ کب پہنچا۔ شاید سہو سے نظر انداز ہوگیا۔ اگر کوئی خاص مطلب ہے تو اس سے اطلاع بخشیں تا اس کا جواب لکھا جاوے۔ اس وقت وقت تنگ ہے۔ اس لئے زیادہ نہیں لکھا گیا۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

۲؍نومبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر ۲۲۷ پوسٹ کارڈ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آپ کا محبت نامہ مجھ کو ملا۔ بہت خوب ہے کہ آپ **انوار الاسلام** معہ جملہ اشتہارات کے مجلد کرالیں۔ اگر ایسا ہی ہر ایک صاحب کریں تو بہت ہی بہتر ہوگا۔ امید کہ **انوار الاسلام** آپ کی خدمت میں پہنچ گئی ہوگی۔ باقی خیریت ہے۔

خاکسار

نوٹ:۔ اس مکتوب پر خاکسار لکھ کر آگے اپنا نام حضرت نہیں لکھ سکے۔ اور نہ تاریخ درج کی ہے۔ مگر مہر سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۸؍نومبر ۱۸۹۴ء کو قادیان سے پوسٹ کیا گیا ہے۔ مکتوب نمبر عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۲۸ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مقاصد کو پورا کرے۔ اگر طبیعت ایسی ہی علیل رہتی ہے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ آپ اپنے آرام کے لئے کوشش کریں جو منافی احکام شرع نہ ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ پر توکّل رکھیں۔ اگر معمولی طور پر سرٹیفکیٹ مل جائے تو بہتر ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

۲۲رنومبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر۲۲۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ خدا تعالیٰ آپ کو اپنی مرادات میں کامیاب کرے۔ آمین ثم آمین۔ نہایت خوشی ہوگی اگر آپ کورٹ انسپکٹری پر گورداسپور تشریف لے آویں۔ جلسہ ۲۷ردسمبر ۱۸۹۳ء نزدیک آ گیا۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ ضرور اس موقع پر خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے تشریف لاویں گے۔ اس جلسہ احباب میں آپ کا آنا نہایت ضروری ہے ابھی سے اس کا بندوبست کر رکھیں۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

۳ردسمبر ۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر۲۳۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ بیس روپے مرسلہ آنمکرم مجھ کو مل گئے ۔ جزاکم اللہ خیراً۔ چونکہ اب عنقریب تعطیلیں آنے والی ہیں ۔مجھ کو معلوم نہیں کہ آپ کو فرصت ملے گی یا نہیں ۔ بہت خوشی ہوگی اگر آپ کو تعطیلوں میں اس جگہ آنے کا موقع ملے۔ خدا تعالیٰ آپ کو تردّدات سے نجات بخشے اور اپنی محبت میں ترقی عطا فرماوے۔آمین۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی اللہ عنہ

۷؍دسمبر۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر۲۳۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔حضرت مولوی نورالدین صاحب معہ چند دیگر مہمانان تشریف لے آئے ہیں ۔امید کہ آپ بھی ضرور جلد تشریف لے آویں اور آتے وقت کسی سے بطور عاریت دو قالین اور دو شطرنجی لے آویں کہ نہایت ضرورت ہے اور چار آنے کے پان لے آویں۔ قالین اور شطرنجی والے سے کہہ دیں کہ صرف تین چار روز تک ان چیزوں کی ضرورت ہوگی اور پھر ساتھ واپس لے آویں گے۔زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپور

۱۹؍دسمبر۱۸۹۴ء

مکتوب نمبر۲۳۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ میری دانست میں بغیر متواتر نماز استخارہ کے تبدیلی کے لئے پوری کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ میں سنتا ہوں کہ گورداسپورہ میں کام بہت ہے اور طرح طرح کے پیچیدہ مقدمات ہوتے ہیں۔ اس صورت میں تعجب نہیں کہ کوئی دقت پیش آوے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک آفت سے محفوظ رکھے۔ امید کہ اپنے حالات خیریت آیات سے مسرور الوقت فرماتے رہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۶؍جنوری ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر۲۳۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اس وقت باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ مہمانوں کی آمد و رفت زیادہ ہے اور اس وقت روغن زرد کا اس جگہ اس قدر قحط ہے کہ بازار میں کہیں روغن، نہ اچھا نہ بُرا، دستیاب نہیں ہوا اور آج لاچار سرسوں کا تیل ہنڈیا میں ڈال دیا گیا۔ آپ ہمیشہ بیس روپیہ ماہوار چندہ ارسال کرتے ہیں۔ بہتر ہوگا کہ آپ اس ماہ کی بابت بیس روپیہ کا عمدہ روغن زرد خرید کر کے ارسال فرما دیں۔ مگر ریل میں روانہ کر کے بلٹی اس کی بھیج دیں تا جلدی پہنچ جاوے اور تبدیلی کے بارہ میں اوّل استخارہ کرنا چاہئے۔ گورداسپور میں اکثر حاسد اور شریر طبع لوگ ہیں۔

خاکسار

غلام احمد

۹؍جنوری ۱۸۹۵ء

نوٹ:۔تبدیلی کے متعلق چوہدری رستم علی صاحب اپنے اخلاص اور محبت کے اقتضا سے چاہتے تھے کہ گورداسپور آ جاویں اور حضرت اقدس بھی قرب کو پسند فرماتے تھے۔مگر لوگوں کی سازشوں اور شرارتوں کو مدنظر رکھ کر آپ جلد بازی کا مشورہ نہیں دیتے تھے۔بلکہ ہر ایک کام کے لئے استخارہ کی ہدایت دیتے ہیں۔اس سے آپ کا توکّل علی اللہ ظاہر ہے اور آپ کبھی پسند نہ کرتے کہ کوئی کام اپنی ذاتی خواہش اور خیال سے کریں۔بلکہ ہر امر کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اسی کے سپرد کرنا اَنسب قرار دیتے۔(عرفانی)

مکتوب نمبر۲۳۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل روغن کے لئے آدمی بھیج دیا گیا ہے۔شاید آج یا کل آ جاوے۔جزاک اللہ خیراً۔رات تہجد میں آپ کے لئے دعا کی تھی اور کوئی خواب بھی دیکھی تھی۔جو یاد نہیں رہی۔خدا تعالیٰ جو کچھ کرے گا بہتر کرے گا۔انشاء اللہ پھر بھی توجہ سے دعا کروں گا۔آپ سلسلہ ظاہر کے محرک رہیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲رفروری ۱۸۹۵ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۳۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا اور روغن زرد اس سے پہلے پہنچ گیا تھا۔ جزاکم اللہ خیراً۔ آپ کے لئے جناب الٰہی میں کئی دفعہ اخلاص اور توجہ سے دعا کی گئی۔ اب انشاء اللہ وہی ہوگا جو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے بہتر جانتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کے ہمّ وغم کو دور کرے۔ آمین۔

۱۶رفروری ۱۸۹۵ء خاکسار

غلام احمد عفی اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۳۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ میں نے آپ کے لئے بہت دعا کی ہے کہ اگر گورداسپور کی تبدیلی آپ کے لئے بہتر ہو اور اس میں کوئی شر نہ ہو تو خدا تعالیٰ میسر کرے۔ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ جو آپ کے لئے بہتر ہے وہی کرے گا اور منشی امام الدین منصف کو میرے نزدیک کچھ ذرہ علم نہیں۔ سمجھ پر شیطانی پردہ ہے۔ اس کے ساتھ بحث وقت ضائع کرنا ہے۔ لیکن بہرحال اگر آپ اس کی تحریریں بھیج دیں۔ تو شاید کسی موقعہ پر ان کا رد کیا جائے گا۔ مگر وہ اپنی سخت ناسمجھی سے ناپاک غلطیوں میں گرفتار ہے۔

والسلام

۷رمارچ ۱۸۹۵ء خاکسار

غلام احمد

نوٹ:۔ جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ آیا ہوں۔ چوہدری صاحب گورداسپورہ کی تبدیلی کے لئے کوشاں تھے اور حضرت اقدس ان کے لئے یہ دعا فرماتے تھے کہ جو اُن کے

لئے بہتر ہو وہ میسر آوے اور یہ بصیرت افزا یقین حضرت اقدس کا تھا کہ جو کچھ ہوگا بہتر ہو گا۔ یہ دعا چوہدری صاحب کے حق میں گورداسپور ہی کی تبدیلی کی صورت میں قبول ہوئی اور وہ یہاں نہایت عزت واحترام سے رہے اور انہیں سلسلہ کی خدمت کا قریب سے موقع ملتا رہا۔

امام الدین منصف جس کا اس مکتوب میں ذکر ہے۔ یہ شخص اپنے آپ کو فاتح الکتب المبین کہتا تھا اور اس کا عقیدہ یہ تھا کہ قرآن مجید کو بائبل کے ساتھ ایک جلد میں رکھنا چاہئے اور بھی بعض عجیب وغریب عقائد وہ رکھتا تھا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۳۷ پوسٹ کارڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

گورداسپور آنے سے بہت خوشی ہوئی۔ امید کہ اب وقتاً فوقتاً ملاقات ہوتی رہے گی۔ اطلاع بخشیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور میں ہیں یا نہیں؟ اور اگر نہیں تو کب تک آئیں گے؟ کیونکہ ایک اخبار جاری کرنے کے لئے منظوری حاصل کرنی ہے؟

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۶؍اپریل ۱۸۹۵ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۳۸ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

اس جگہ بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے ۔ دوسرے رسالہ **نور القرآن** کی تیاری ہے اور **منن الرحمٰن** چھپ رہی ہے ۔ آپ کی ملاقات پر مدت گزر گئی ہے ۔ ضرور دو چار روز کی تعطیل پر ملاقات کے لئے تشریف لاویں ۔

والسلام

۱۷/اگست ۱۸۹۵ء

خاکسار

غلام احمد

مکتوب نمبر۲۳۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

چونکہ اخراجات پریس وغیرہ اس قدر ہیں کہ جس قدر معمولی آمدنی ہوتی ہے ۔ اس کے لئے کافی نہیں ۔ اس لئے بعض دوستوں کو تکلیف دینا اس کارروائی کے لئے ضروری سمجھا گیا ۔ آنمکرم اس کارخانہ کیلئے بیس روپیہ ماہواری چندہ دیتے ہیں ۔ سو اگر بندوبست ہو سکے اور فوق الطاقت تکلیف نہ ہو ۔ تو اڑھائی مہینہ کا چندہ ۵۰ روپیہ بھیج دیں ۔ جب تک یہ اڑھائی مہینہ گزر جائیں ۔ یہ چندہ محسوب ہوتا رہے گا ۔ اس طور سے ایسے ضروری وقت میں مدد پہنچ جائے گی ۔ ورنہ پریسوں کے توقف میں خدا جانے کس وقت کتابیں نکلیں کیونکہ تاخیر میں بہرحال آفات ہیں ۔ رسالہ **نور القرآن نمبر۲** چھپ رہا ہے اور **ست بچن** اور **آریہ دھرم** بعض بیرونی شہادتوں کے انتظار میں معرضِ تعویق میں ہے ۔

والسلام

۱۷/اکتوبر ۱۸۹۵ء

خاکسار

غلام احمد از قادیان

مکتوب نمبر۲۴۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مبلغ پچاس روپیہ مرسلہ آپ کے معہ ۵ شیشی عطر کے مجھ کو پہنچ گئے۔ جزاکم اللہ خیراً۔ باقی سب طرح سے خیریت ہے۔ تینوں رسالے چھپ رہے ہیں۔ آپ کا ڈاک کا خط مجھ کو پہنچ گیا تھا۔ والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۵؍نومبر ۱۸۹۵ء

مکتوب نمبر۲۴۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وحی کئی قسم کی ہوتی ہے اور وحی میں ضروری نہیں ہوتا کہ الفاظ بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوں۔ بلکہ بعض وحیوں میں صرف نبی کے دل میں معانی ڈالے جاتے ہیں اور الفاظ نبی کے ہوتے ہیں اور تمام پہلی وحیوں اسی طور کی ہوئی ہیں۔ **مگر قرآن کریم کے الفاظ اور معانی دونوں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں** اور اس میں شک نہیں کہ پہلی وحیوں کے معانی بھی معجزہ کے حکم میں تھے۔ **مگر قرآن شریف معانی اور الفاظ دونوں کی رُو سے معجزہ ہے** اور توراۃ میں یہ خبر دی گئی تھی کہ وہ دونوں کی رُو سے خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ تفصیل اس کی انشاء اللہ القدیر بروقت ملاقات سمجھا دوں گا۔ نقل خط امام الدین بھیج دیں۔ وہ نیم مرتد کی طرح ہے۔

خاکسار

غلام احمد

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ درج نہیں اور افسوس ہے کہ لفافہ محفوظ نہیں۔ مگر سلسلہ مکتوبات ظاہر کرتا ہے کہ یہ نومبر ۱۸۹۵ء کا مکتوب ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر۲۴۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجی مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

افسوس کہ مجھ کو سوائے دو متواتر خط کے اور کوئی خط نہیں پہنچا ۔ چونکہ دنیا سخت ناپائدار اور اس چند روزہ زندگی پر کچھ بھی بھروسہ نہیں ۔ مناسب کہ آپ التزام توبہ اور استغفار میں بہت مشغول رہیں اور تدبّر سے تلاوت قرآن کریم کریں اور نماز تہجد کی عادت ڈالیں ۔ اللہ تعالیٰ آپ کو قوت بخشے ۔ آمین ۔

اشتہار چار ہزار چھپ گیا ہے ۔ امید کہ آپ کو پہنچ گیا ہوگا ۔ باقی سب خیریت ہے ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

میاں نور احمد صاحب کو السلام علیکم ۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۴۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

ضروری کام یہ ہے کہ جو (باوا) نانک (صاحب) نے کمالیہ ضلع ملتان میں چلّہ کھینچا تھا۔ اس کے بارے میں منشی داراب صاحب سے دریافت ہو کہ کس بزرگ کے مزار پر چلّہ کھینچا تھا اور وہ مزار کمالیہ گاؤں کے اندر ہے یا باہر ہے اور اس بزرگ کا نام کیا ہے اور کس سلسلہ میں وہ بزرگ داخل تھے اور کتنے برس ان کو فوت ہوئے گزر گئے ۔

دوسرے یہ کہ کمالیہ میں کوئی مقام چلّہ نانک کا بنا ہوا موجود ہے یا نہیں؟ اور اس مقام کا نقشہ کیا ہے اور اس مقام کے پاس کوئی مسجد بھی ہے یا نہیں ۔ اور وہ مقام روبقبلہ ہے یا نہیں؟

تیسرے یہ کہ اگر منشی داراب صاحب کو کسی قسم کے (باوا) نانک (صاحب) کے سفر یاد ہوں ۔ جو گرنتھ میں موجود ہوں ۔ جو ہمارے مفید ہوں اور ان کا حوالہ یاد ہو تو وہ بھی لکھ دیں ۔

چوتھے یہ کہ کیا یہ ثابت ہوسکتا ہے کہ (باوا) نانک (صاحب) کسی مسلمان بزرگ کا مرید ہوا تھا۔

اور آپ کی خدمت میں ایک نوٹس بھیجا جاتا ہے۔ اس کے متعلق جہاں تک ممکن ہو دستخط کرا کر بھیج دیں اور ایسے دستخط بھی بھیج دیں اور جو گورنمنٹ کی طرف درخواست جائے گی۔ اس پر دستخط کرائے جاویں ۔

پیچھے سے نقل درخواست اور نقشہ گواہوں کے لئے بھیج دوں گا۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد از قادیان

نوٹ :۔ اس خط پر بھی تاریخ درج نہیں اور لفافہ محفوظ نہیں یہ ۱۸۹۵ء کا مکتوب ہے۔ جب کہ ست بچن زیر تالیف تھا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۴۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

رسالہ عربی طبع ہورہا ہے اور جو آپ نے اس کی مدد کے لئے ارادہ فرمایا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جزائے خیر بخشے۔ لیکن چونکہ مطبع کے لئے اس وقت روپیہ کی ضرورت ہے۔ یعنی کاغذ وغیرہ کے لئے سو بہتر ہے کہ وہ بیس روپیہ جو آپ نے وعدہ فرمایا ہے وہ مطبع سیالکوٹ میں یعنی پنجاب پریس سیالکوٹ میں بنام منشی غلام قادر صاحب فصیح مالک مطبع ارسال فرمادیں۔ تا اس کام میں لگ جاوے۔ کتابیں تو اکثر مفت تقسیم ہوں گی۔ مگر خرچ کی اب ضرورت ہے اور روپیہ میرے پاس نہیں بھیجنا چاہئے۔ فصیح صاحب کے پاس جانا چاہئے اور اس میں لکھ دیں۔ میرے نزدیک اس قدر لمبی رخصت ابھی لینی قابل مشورہ ہے۔

نوٹ:۔ یہ مکتوب اسی قدر ہے۔ حضرت اقدس اپنا نام تاریخ وغیرہ کچھ نہیں لکھ سکے۔ یہ کمال استغراق کا نتیجہ ہے۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۴۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا محبت نامہ پہنچا۔ امید کہ میرا کارڈ بھی پہنچا ہوگا۔ تینوں رسالے سیالکوٹ میں چھپ رہے ہیں۔ درمیان میں بباعث بیماری پریس مین کے توقف ہوگئی ہے۔ لیکن اب برابر کام ہوتا ہے۔ امید کہ انشاء اللہ القدیر جلد چھپ جائیں گے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب گجرات نے ان رسائل کی امداد کے لئے ایک سو روپیہ سیالکوٹ میں بھیج دیا ہے۔ وہ بمبئی گئے ہیں۔ وہیں انشاء اللہ دربارہ تقسیم کے بلاد عرب میں بندوبست کریں گے۔ باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ از قادیان

ضلع گورداسپور

مکتوب نمبر ۲۴۶ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

انشاء اللہ میں آپ کے صبر کے لئے کئی دفعہ دعا کروں گا۔ خدا تعالیٰ آپ کو صبر بخشے اور اس لڑکے کو جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ کسی تعطیل میں اپنے ساتھ لے آویں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۵ رفروری ۱۸۹۶ء

مکتوب نمبر ۲۴۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کو بار بار تکلیف دیتے شرم آتی ہے۔ **تمام جماعت میں ایک آپ ہی ہیں جو اپنی محنت اور کوشش کی تنخواہ کا ایک ربع ہمارے سلسلہ کی امداد میں خرچ کرتے ہیں۔** آپ کو اس صدق وثبات کا خدا تعالیٰ بدلہ دیوے۔ آمین۔

اس وقت ایک شدید ضرورت کے لئے چند دوستوں کو لکھا گیا ہے اور اسی ضرورت کے لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ اگر آپ مبلغ بیس روپیہ بطور پیشگی اپنے چندہ میں سے بھیج دیں۔ تو پھر جب تک کل حساب پیشگی چندہ طے نہ ہولے آیندہ کچھ نہ بھیجیں۔ یہ روپیہ جہاں تک ممکن ہو، روانہ فرماویں۔ جزاکم اللہ خیراً۔

والسلام

یکم مئی ۱۸۹۶ء　　　خاکسار

غلام احمد

آپ نے پہلے چالیس روپے پیشگی چندہ روانہ کیا تھا اور اب ۲۰ روپیہ آپ سے طلب کیا گیا ہے۔ پس جب تک یہ ساٹھ روپیہ چندہ کے ایام ختم نہیں ہوں گے۔ تب تک آپ سے طلب نہ کیا جائے گا۔

والسلام

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۴۸ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

اس وقت میں نے تاکیداً میاں منظور محمد صاحب کو کہہ دیا ہے کہ ایک نقل اس خط کی جو امیر کابل کی طرف لکھا گیا ہے ۔ آپ کی طرف بھیج دیں ۔ امید کہ کل یا پرسوں تک وہ نقل آپ کی خدمت میں پہنچ جائے گی ۔ باقی خیریت ہے ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۱۱؍جون ۱۸۹۶ء

اور میں انشاء اللہ القدیر اب دلی توجہ سے آپ کی اولاد کے لئے دعا کروں گا ، تسلی رکھیں ۔ میں ارادہ رکھتا ہوں ۔ اگر خدا تعالیٰ چاہے اور کثرت مصارف نہ ہو ۔ مع عیال کے دو تین ماہ تک ڈلہوزی میں چلا جاؤں ۔ کیا آپ کا کوئی ایسا شخص وہاں دوست ہے جو اس کی معرفت مکان کا بندوبست ہو سکے ۔ معہ عیال کس سواری پر جا سکتے ہیں اور کرایہ کیا خرچ آئے گا ۔ تحریر فرماویں ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۴۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

خط پہنچا۔ پڑھ کر چاک کر دیا گیا۔ ڈلہوزی جانے کی تجویز ہنوز ملتوی ہے۔ کیونکہ میرا چھوٹا لڑکا زحیر کی بیماری سے سخت بیمار ہو گیا۔ کئی دن تو خطرناک حالت میں رہا۔ اب ذرا سا افاقہ معلوم ہوتا ہے مگر ہنوز قابل اعتبار نہیں۔ اس حالت میں کسی طرح یہ سفر نہیں ہو سکتا۔ اگر خدا چاہتا تو یہ عوارض اور موانع پیش نہ آتے۔ ان میں کچھ حکمت ہو گی۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۴؍جون ۱۸۹۶ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۵۰ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ مولوی صاحب کوٹلہ مالیر کی طرف تشریف لے گئے ہیں ۔ نواب صاحب نے چھ ماہ کے لئے مولوی صاحب کو بلایا ہے ۔ مگر شاید مولوی صاحب ایک ماہ یا دو ماہ تک رہیں یا کچھ زیادہ رہیں ۔ حامد علی نے پختہ عزم کر لیا ہے ۔ اب وہ شاید باز نہیں آئے گا ۔ جب تک اخیر نہ دیکھ لے ۔ دراصل دنیا طلبی ایک بلا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ میں اپنے غم کو موت کے برابر دیکھ رہا ہوں ۔ کاش یہ غم لوگوں کو ایمان کا ہو ۔

والسلام
خاکسار
غلام احمد

نوٹ :۔ اس خط پر کوئی تاریخ نہیں ۔ مگر قادیان کی مہر ۳؍ جولائی ۱۸۹۶ء کی ہے ۔ چوہدری صاحب ان ایام میں گورداسپور میں تھے ۔ حافظ حامد علی مرحوم نے اس وقت افریقہ جانے کا ارادہ کیا تھا ۔ وہ اپنی بعض خانگی ضرورتوں اور مشکلات کی وجہ سے بہت تکلیف میں تھے ۔ حضرت اقدس کا یہ منشا نہ تھا ۔ لیکن حافظ صاحب کا اصرار دیکھ کر آپ نے اجازت دے دی تھی گو بالطبع آپ کو پسند نہ تھا ۔ نتیجہ یہی ہوا کہ حافظ صاحب وہاں سے ناکام واپس آئے اور پھر کہیں جانے کا نام نہ لیا ۔ (عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۵۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمۂ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

صاحبزادہ ظہور الحسن از شرارت ہائے برادر عم زادہ خود ظہور الحسین نابینا بسیار مظلوم است۔ مناسب کہ حتی الوسع برحال اوشان نظر ہمدردی کردہ درمواسات اوشان دریغ نفرمایند۔ کہ ایں ہمدردی از قبیل اعانت مظلوماں است۔ ومبلغ چہل روپیہ رسید وانجام آتھم فرستادہ مے شود۔☆

والسلام

خاکسار

غلام احمد

☆ (ترجمہ از مرتب) صاحبزادہ ظہور الحسن اپنے چچا زاد بھائی ظہور الحسین نابینا کی شرارتوں کی وجہ سے بہت مظلوم ہے۔ مناسب ہے کہ حتی الوسع اس پر ہمدردی کی نظر رکھی جائے کہ ان کی دلداری میں کوئی دریغ نہ فرمائی کہ یہ ہمدردی مظلوموں کی مدد کے مترادف ہے۔ چالیس روپے پہنچ گئے ہیں اور کتاب انجام آتھم بھیج دی جائے گی۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۵۲ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

اب عورت کی بالفعل ضرورت نہیں اور میاں غلام☆ محی الدین کے لئے جناب الٰہی میں دعا کی گئی تھی ۔ خدا تعالیٰ اس کو اس سخت مشکل سے مخلصی عنایت فرماوے ۔ آمین ثم آمین ۔ اور آتھم کی نسبت اب جلد اشتہار نکلنے والا ہے ۔ نکلنے کے بعد ارسال خدمت ہوگا ۔

والسلام

۸؍اگست ۱۸۹۶ء خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

☆ یہ میاں غلام محی الدین صاحب محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔اور بالآخر مخلص احمدی تھے رضی اللہ عنہ۔(عرفانی)

مکتوب نمبر۲۵۳ پوسٹ کارڈ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ بابو غلام محی الدین کے لئے دعا کی گئی ۔ اگر یاد دلاتے رہیں گے تو کئی مرتبہ دعا کی جائے گی اور برص کا نسخہ مجھ کو زبانی یاد نہیں اور نہ کوئی نسخہ مجرب ہے ۔ یوں تو قرابا دین میں بہت سے نسخے لکھے ہوئے ہیں مگر میرا تجربہ نہیں ۔ اگر کوئی عمدہ نسخہ ملا تو انشاء اللہ لکھ کر بھیج دوں گا ۔

والسلام

۳؍ستمبر ۱۸۹۶ء خاکسار

غلام احمد

مکتوب نمبر ۲۵۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میری طبیعت علیل رہی ہے اور اب بھی علیل ہے۔ اس لئے زیادہ تحریر کی طاقت نہیں رہی۔ میں نے اس مہمان خانہ کے لئے ضرورت اشد کی وجہ سے ایک کنواں لگوانا شروع کیا تھا۔ چند دوستوں کو چندہ کے لئے تکلیف بھی دی گئی۔ مگر وہ چندہ ناکافی رہا۔ اب کنوئیں کا کام شروع ہے۔ مگر روپیہ کی صورت ندارد۔ چاہتا ہوں اگر آپ دو ماہ کا چندہ چالیس روپیہ بھیج دیں۔ تو شاید اس سے کچھ مدد مل سکے۔ ابھی کام بہت ہے۔ بلکہ عمارت بھی شروع نہیں ہوئی۔ بوجہ ضعف کے زیادہ لکھ نہیں سکتا۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۲۷؍ستمبر ۱۸۹۶ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۵۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی مجبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی خدمات متواترہ سے مجھے شرمندگی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر بخشے۔ اس وقت بباعث قحط اور کثرت مہمانوں کے ضرورتیں ہیں۔ اخراجات کا کچھ ٹھکانہ نہیں۔ اب آٹے کی قیمت کے لئے ضرورت ہے۔ اس لئے مکلّف ہوں کہ اگر ممکن ہو سکے تو پھر آپ مبلغ چالیس روپیہ بطور پیشگی بھیج دیں کہ بہت ضرورت درپیش ہے اور مجھ کو اطلاع دیں کہ یہ روپیہ کس میعاد تک آپ

کے وعدہ چندہ کا متکفّل رہے گا تا اس وقت تک آئندہ تکلیف دینے سے خاموشی رہے۔ یہ امر ضرور تحریر فرماویں کہ یہ روپیہ فلاں انگریزی مہینہ تک بطور پیشگی پہنچ گیا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ امید کہ دسمبر کی تعطیلات میں آپ تشریف لاویں گے۔

والسلام

خاکسار

۴؍نومبر ۱۸۹۶ء

غلام احمد عفی عنہ

یہ خط آپ کی خدمت میں ضرورت کے وقت لکھا گیا ہے۔ ورنہ بے وقت آپ کو تکلیف دینا مناسب نہ تھا اور نیز اس حالت میں کہ اس وقت آپ کو گنجائش نہیں۔

والسلام

مکتوب نمبر ۲۵۶ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّىۡ عَلٰى رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡمِ

مجی مکرمی اخویم منشی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اب تو آپ کی ملاقات پر مدت گزر گئی۔ باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ اگر اپنے چندہ کو دو ماہہ بھیج دیں یعنی چالیس روپیہ تو اس وقت خرچ کی ضرورت پر کام آوے۔

والسلام

خاکسار

۹؍دسمبر ۱۸۹۶ء

غلام احمد

جس وقت تک آپ کا یہ روپیہ ہوگا۔ اس سے اطلاع بخشیں۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۵۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ بباعث عذر مرض کچھ مضائقہ نہیں کہ آپ روزہ رمضان نہ رکھیں۔ کسی اور وقت پر ڈال دیں۔ کتابوں کی روانگی کے لئے کہہ دیا ہے۔ میں بھی بدستور بیمار چلا جاتا ہوں۔ ہر ایک امر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

فروری ۱۸۹۷ء

نوٹ:۔ یہ پہلا خط ہے جس پر آپ نے مرزا کا لفظ اپنے نام کے ساتھ تحریر فرمایا ہے۔ (خاکسار۔عرفانی)

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۲۵۸ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

نقل حکم نوٹس اور اظہار نور الدین عیسائی پہنچ گیا۔ مگر چٹھی انگریزی ہے اور نیز روبکار فارسی جس کی رُو سے بریت ہوئی وہ کاغذات نہیں پہنچے۔ امید آتے وقت ضرور ساتھ لے آویں اور ضرور آجائیں۔ اُجرت کا حال معلوم نہیں ہوا۔ آپ جس وقت آویں گے۔ آپ کے ہاتھ تمام اُجرت بھیجی جاوے گی۔

والسلام

۲۷؍اگست ۱۸۹۷ء

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

اور جو صاحب آنا چاہتے ہیں۔ ابھی تک ان کے لئے کوئی مکان مجھ کو نہیں ملا۔ بہتر ہے کہ جس وقت مکان ملے اس وقت آویں۔

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۵۹ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ شاید ہفتہ سے زیادہ ہوگیا کہ دوا مطلوبہ آپ کی طرف آہنی ڈبیا میں بھیج دی گئی ہے۔ جو آپ نے بھیجی تھی۔ تعجب ہے کہ اب تک آپ کو نہیں پہنچی۔ جس کو آپ نے ڈبیا دی تھی۔ اس کے ہاتھ میں دوا بھیجی گئی ہے۔ باقی خیریت ہے۔

۱۲رستمبر۱۸۹۷ء خاکسار

غلام احمد عفی اللہ عنہ

اشتہار جب چھپے گا۔ بھیج دیا جاوے گا۔

دینانگر میں ایک قسم کا سفید اور شفاف شہد آیا کرتا ہے۔ آپ تلاش کرا کرا یک بوتل سفید اور تازہ شہد کی ضرور ارسال فرماویں۔

غلام احمد

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۶۰ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آج آنمکرم کا کارڈ پہنچا۔ مجھے تعجب ہے کہ بیس روپیہ کی رسید کے بارے میں میں نے ایک کارڈ اپنے ہاتھ سے لکھا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو وہ کارڈ اسی سے گم ہوگیا جس کو ڈاک میں ڈالنے کے لئے دیا گیا تھا اور یا ڈاک میں گم ہوگیا۔ خدا تعالیٰ نے دعا کا کچھ تو اثر ظاہر کیا کہ اس انگریز نے آپ کے گھوڑے کے بارے میں کچھ سوال نہیں کیا اور پھر اس کے فضل پر امید رکھنی چاہئے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

۱۲؍مئی ۱۸۹۸ء خاکسار

غلام احمد

مکتوب نمبر۲۶۱ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا عنایت نامہ پہنچا اور بعد پہنچنے خط کے جناب الٰہی میں آپ کے لئے دعا کی گئی اور انشاء اللہ رات کو دعا کروں گا۔ معلوم نہیں کہ سرکاری انتظام کے موافق اب آپ کتنے روز اور گورداسپور میں ٹھہریں گے۔ باقی تا دم حال بفضلہٖ تعالیٰ سب خیریت ہے۔ والسلام

۱۹؍جنوری ۱۸۹۸ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ تاریخ ۱۹؍جنوری ۱۸۹۸ء درج ہے۔ جو غالباً ۱۸۹۹ء ہے۔ مکتوب نمبر عرفانی)

مکتوب نمبر۲۶۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ میں بہت ضروری سمجھتا ہوں کہ اس مقدمہ کی نقل جو محمد حسین پر ہوا تھا ۲۷؍جنوری ۱۸۹۹ء سے پہلے جو تاریخ پیشی مقرر ہے۔ مجھ کو پہنچ جاوے کیونکہ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر نے محمد حسین کی صفائی کرتے ہوئے اپنے اظہار میں بیان کیا ہے کہ یہ بہت نیک چلن آدمی ہے۔ کوئی مقدمہ اس کی طرف سے یا اس پر نہیں ہوا۔ مگر اس جگہ سے آدمی آنا البتہ مشکل ہے۔ اسی جگہ سے خواہ اخویم بابو محمد صاحب کے ذریعہ سے کسی کو مقرر کر کے درخواست دلا دینا چاہئے اور پھر جہاں تک ممکن ہو وہ درخواست جلد بذریعہ رجسٹری پہنچا دینی چاہئے۔ محمد بخش نے نہایت ناپاک اور جھوٹا اظہار دیا ہے اور صاف لکھوا دیا ہے کہ یہ اور ان کی تمام جماعت بدچلن ہیں۔ اوّل کسی کے مارنے کی پیشگوئی کر دیتے ہیں۔ پھر پوشیدہ ناجائز کوششوں کے ذریعہ سے اس پیشگوئی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اور میں قادیان میں اسی خیال سے دوسرے تیسرے روز ضرور جاتا ہوں۔ اسی وجہ سے مجھے سب کچھ معلوم ہے اور ان کا چلن اچھا نہیں۔ خراب اور خطرناک آدمی ہیں۔ مگر محمد حسین نیک بخت اور اچھے چلن کا آدمی ہے۔ کوئی بُری بات اس کی کبھی سنی نہیں گئی۔ ایسے گندہ اظہار کی وجہ سے کل میں نے گواہوں کی طلبی اور خرچہ کے لئے چار سو روپیہ کے قریب روپیہ عدالت میں داخل کیا ہے، تین سو روپیہ میں نے دیا تھا اور ایک سو گورداسپور سے قرضہ لیا گیا اور وکیلوں کو جو کچھ ۲۷؍جنوری کی پیشی میں دینا ہے۔ وہ ابھی باقی ہے۔ شاید پانچ سو روپیہ کے قریب دینا پڑے گا اور یقیناً اس کے بعد ایک یا دو پیشیاں ہوں گی۔ تب مقدمہ فیصلہ پائے گا۔ میں نے سنا ہے کہ پوشیدہ طور پر اس مقدمہ کے لئے ایک جماعت کوشش کر رہی ہے اور چندے بھی بہت ہو گئے ہیں۔ آپ اگر ملاقات ہو تو اخویم بابو محمد صاحب کو لکھ دیں کہ میں نے انتظام کیا ہے کہ اس خطرناک مقدمہ میں جو تمام جماعت پر بداثر ڈالتا ہے۔ جماعت کے لوگوں سے چندہ لیا جاوے گا۔ سو اس چندہ میں جہاں تک گنجائش ہو۔ وہ بھی شریک ہو جائیں۔ لیکن ۲۷؍جنوری ۱۸۹۹ء سے پہلے اپنی للّٰہی مدد سے ثواب آخرت حاصل کریں

اور اخویم سید عبدالہادی صاحب کو بھی اس سے اطلاع دے دیں۔ اب کی دفعہ مخالفوں کی طرف سے نہایت سخت حملہ ہے اب صحابہ رضی اللہ عنہم کی سنت پر دیندار اور مخلص دوستوں کو مالی مدد سے جلد اپنا صدق دکھلانا چاہئے۔ آپ کی طرف سے اسّی روپیہ عین وقت پر پہنچ گئے۔ وہ آپ کے چندہ میں داخل ہیں۔ اب انبالہ میں بابو محمد صاحب اور سید عبدالہادی باقی ہیں۔ اگر ملاقات ہو تو بجنسہٖ یہ خط ان کے پاس بھیج دیں اور تاکید کر دیں کہ ۲۷؍جنوری ۱۸۹۹ء سے پہلے ہر ایک مالی امداد پہنچنی چاہئے تاکہ وکیلوں کو دینے کے لئے کام آوے۔ چند پیشیاں محض شیخ رحمت اللہ صاحب کے مال سے ہوئی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے تین وکیلوں کے مقرر کرنے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب خرچ کر دیا ہے۔ جواب تک پیشیوں میں دیتے رہے ہیں۔، خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ اب کی پیشی میں چار ہزار روپیہ ضمانت کے لئے لائے تھے۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

مجھے فرصت نہیں ہوئی کہ بابو صاحب کی طرف علیحدہ خط لکھوں۔ یہ آپ کے ذمہ ہوگا کہ دونوں صاحبوں کو پیغام پہنچا دیں اور خط دکھلا دیں۔

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۶۳ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آج کی ڈاک میں غلام محی الدین صاحب نے آپ کی طرف سے مبلغ پچاس روپیہ اور بھیجے ہیں ۔**جزاکم اللّٰہ خیرا لجزاء** ۔ابھی وہ دس روپیہ نہیں آئے ۔اس نازک وقت میں آپ کی طرف سے مجھے وہ مدد پہنچی ہے کہ میں بجز دعا کے اور کچھ بیان نہیں کرسکتا۔ مجھے بباعث شدت رمد اور دردچشم اور پانی جاری ہونے کے طاقت نہ تھی کہ کاغذ کی طرف نظر بھی کرسکوں ۔مگر بہرصورت اپنے پر جبر کرکے یہ چند سطریں لکھی ہیں ۔کل کا اندیشہ ہے ۔خاص کر کچہری کے دن کا کہ اللہ تعالیٰ آنکھوں کا درد اور بند رہنے سے بچاوے ۔نہایت خوف ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

۲۵؍جنوری ۱۸۹۹ء

اس سے پہلے آج ہی ایک خط صبح روانہ کرچکا ہوں ۔

مکتوب نمبر۲۶۴ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی صاحب سلّمہٗ ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

کل کی ڈاک میں مبلغ ننانوے روپیہ مرسلہ آپ کے بذریعہ منی آرڈر پہنچے تھے ۔**جزاکم اللّٰہ خیرالجزاء** ۔آپ ہر ایک موقعہ پر اپنی مخلصانہ خدمات کا رضامندی اللہ جلّشانہٗ کے لئے ثبوت دیتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر بخشے ۔آمین ۔

کل میں مقدمہ پر جاؤں گا ۔میری آنکھ اس وقت اس قدر دکھتی ہے کہ اللہ تعالیٰ رحم فرماوے ۔ اسی دردناک حالت میں میں نے یہ خط لکھا ہے ۔تا آپ کو اطلاع دے دوں ۔ بباعث شدت درد

آنکھ زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں۔

والسلام

۲۵؍جنوری ۱۸۹۹ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۶۵ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

عنایت نامہ پہنچا۔ آپ کو خبر پہنچ گئی ہوگی کہ پہلی سب کارروائی کالعدم ہو چکی ہے اور اب نئے سرے نوٹس جاری ہوگا۔ تاریخ مقدمہ ۱۴؍فروری ۱۸۹۹ء قرار پائی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ دفتر انگریزی کے کلارک پیشگوئی بابت آتھم اور پیشگوئی بابت لیکھرام اور پیشگوئی حال کا ترجمہ کر کے پیش کریں۔ معلوم ہوتا ہے کہ نیت بخیر نہیں ہے۔ محمد حسین کو غالباً بری کر دیا ہے اور اس گروہ کے لوگ یہی مشہور کرتے ہیں اور اس کی نسبت نوٹس بھیجنے کی کچھ بھی تیاری نہیں۔ وہ لوگ بہت خوش ہیں۔ اس حاکم نے ایک ٹیڑھی لکیر اختیار کی ہے کہ قانون سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔ محمد بخش ڈپٹی انسپکٹر بڑی شوخی اور بدزبانی سے ظاہر کر رہا ہے اور علانیہ ہر ایک کے پاس کہتا ہے کہ میں ضمانت کراؤں گا۔ سزا دلاؤں گا اور ظاہراً یہ بات سچ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ مجسٹریٹ اس کی بڑی عزت کرتا ہے اور بڑا کچھ اعتبار رہے۔ ہر ایک دفعہ میں دیکھتا رہا ہوں کہ میری نسبت اس کی نیت نیک نہیں ہے۔ لیمار چنڈ بھی بگڑا ہوا ہے۔

جمعہ کی رات میں نے خواب دیکھا ہے کہ ایک شخص کی درخواست پر میں نے دعا کر کے ایک پتھر یا لکڑی کی ایک بھینس بنا دی ہے۔ اس بھینس کی بڑی بڑی آنکھیں ہیں[1]۔ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس مقدمہ کے متعلق یہ خواب ہے کیونکہ پتھر یا لکڑی سے وہ منافق حاکم مراد ہے۔ جس کا ارادہ یہ ہے کہ بدی پہنچاوے اور جس کی آنکھیں بند ہیں اور پھر بھینس بن جانا اور بڑی بڑی آنکھیں ہو جانا۔

---

[1] تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ ۲۷۵

اس کی یہ تعبیر معلوم ہوتی ہے کہ یک دفعہ کوئی ایسے امور پیدا ہو جائیں۔ جن سے حاکم کی آنکھیں کھل جائیں۔ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بھینس بنائی ہے تو اس نشان کے ظاہر ہونے سے کہ خدا تعالیٰ نے ایک لکڑی یا ایک پتھر کو ایک مفید حیوان بنا دیا جو دودھ دیتا ہے مجھے بہت خوشی ہوئی ہے اور یکدفعہ سجدہ میں گرا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں، ربی الاعلیٰ ربی الاعلیٰ۔ اور سجدہ میں گرنے کی بھی یہی تعبیر ہے کہ دشمن پر فتح ہے۔ اس کی تائید میں کئی الہامات ہوئے ہیں ایک یہ الہام ہے:۔

اِنَّا تَجَا لَدْنَا فَانْقَطَعَ الْعَدُوُّ وَاَسْبَابُہٗ ۔[1] یعنی ہم نے دشمن کے ساتھ تلوار سے لڑائی کی۔ پس دشمن ٹکرے ٹکڑے ہو گیا اور اس کے اسباب بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ آئندہ خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور اس خواب اور الہام کا مصداق کونسا امر ہے؟ کیا آپ کو معلوم ہے کہ محمد بخش کے کہاں گھر ہیں؟ اور ذات کا کون ہے۔ مجھے سرسری طور پر معلوم ہوا ہے کہ ذات کا ہے اور گوجرانوالہ میں اس کے گھر ہیں اور معلوم ہوا ہے کہ نظام الدین اس کے ایک شادی پر گوجرانوالہ میں گیا تھا اور تنبول دیا تھا۔ اگر اس کا کچھ پتہ آپ کو معلوم ہو تو ضرور مطلع فرماویں۔

والسلام

۵؍فروری ۱۸۹۹ء قادیان

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۶۶ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

کل میں پٹھان کوٹ سے واپس آ گیا۔ ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء میرے بیان کے لئے اور فیصلہ کے لئے مقرر ہوئی ہے۔ حالات بظاہر ابتر اور خراب معلوم ہوتے ہیں۔ محمد حسین اور محمد بخش کے اظہارات تعلیم سے کامل کئے گئے ہیں۔ مجھ پر محمد حسین نے بغاوت سرکار انگریزی اور قتل لیکھرام کا اپنے بیان میں الزام لگایا ہے۔ محمد بخش نے لکھوایا ہے۔ ان کی حالت بہت خطرناک ہے۔ سرحدی

[1] تذکرہ صفحہ ۲۷۵۔ ایڈیشن چہارم

لوگ آتے ہیں، اب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی ہوتا ہے۔ دشمنوں نے افتراء میں کچھ فرق نہیں کیا۔ میں نے آتے وقت حکیم فضل الدین صاحب کو ایک درخواست لکھ دی تھی اور مبلغ باون روپیہ چار گواہوں کے طلب کرانے کے لئے دے دیئے تھے مگر نہایت خراب حالت ہے۔ کچھ امید نہیں کہ طلب کئے جاویں۔ منجملہ ان گواہوں کے ایک رانا جلال الدین خاں ہیں۔ دوسرے شیخ ملک یار اور تیسرے منشی غلام حیدر تحصیلدار۔ چوتھے محمد علی شاہ صاحب ساکن قادیان۔ لوگ کہتے ہیں کہ رانا جلال الدین خان صاحب اگر طلب بھی ہوئے تو محمد بخش اور دوسرے لوگ کوشش کریں گے کہ اس کا اظہار اپنی مرضی کے موافق دلا دیں۔

ہرچہ مرضی مولیٰ ہماں اولیٰ

اوّل تو مجھے امید نہیں کہ طلب کئے جاویں۔ مجسٹریٹ خواہ نخواہ درپے توہین اور سخت بدظن معلوم ہوتا ہے۔ میرے وکیلوں نے یہ حالات دریافت کر کے یہی چاہا تھا کہ چیف کورٹ میں مثل کو منتقل کرا دیں۔ لیکن یہ بات بھی نہیں ہوسکی۔ اگر آپ کو رانا جلال الدین خاں کی نسبت کچھ مشورہ دینا ہو تو اطلاع بخشیں۔ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اول تو مجسٹریٹ گواہ بلانے منظور نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ پہلے بھی ایسا کر چکا ہے اور کرے بھی تو غالباً بند سوال بھیجے گا۔ رانا جلال الدین خان کا مقام گوجرانوالہ لکھایا گیا ہے۔ شاید وہیں ہیں یا اور جگہ ہیں۔

والسلام

۱۶؍فروری ۱۸۹۹ء　　　　خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

☆......☆......☆

مکتوب نمبر۲۶۷ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ میری گواہی کے لئے رانا جلال الدین خان صاحب عدالت میں طلب کئے گئے ہیں اور ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء تاریخ پیشی مقرر ہے اور چونکہ محمد حسین نے صاف طور پر لکھوا دیا ہے کہ ظن غالب ہے کہ لیکھرام کے قاتل یہی ہیں۔ اس لئے لیکھرام کی مسل بھی طلب ہوئی ہے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ اس خط پر تاریخ کوئی نہیں۔ مگر تسلسل خط وکتابت سے واضح ہے کہ یہ ۱۶؍فروری ۱۸۹۹ء کے بعد کا ہے۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر۲۶۸ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء کو مقدمہ پیش ہو کر بغیر لینے گواہوں کے مجھے بری کیا گیا۔ استغاثہ کی طرف سے گواہی گذر چکی تھی۔ اور فریقین کے لئے دو نوٹس لکھے گئے اور ان پر دستخط کرائے گئے۔ جن کا یہ مضمون تھا کہ نہ کسی کی موت کی پیشگوئی کریں گے اور نہ دجّال، کذّاب، کافر کہیں گے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور نہ بٹالہ کو طاء کے ساتھ اور گالیاں نہیں دیں گے اور ہدایت کی گئی کہ یہ نوٹس عدالت کی طرف سے نہیں ہے اور نہ اس کو مجسٹریٹ کا حکم سمجھنا چاہیے۔ صرف خدا کے سامنے اپنا اپنا اقرار سمجھو۔ قانون کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ ہمارا کچھ دخل نہیں۔ مجھے کہا گیا کہ آپ کو ان کی

گندی گالیوں سے تکلیف پہنچی ہے۔آپ اختیار رکھتے ہیں کہ بذریعہ عدالت اپنا انصاف لیں اور مثل خارج ہوکر داخل دفتر کی گئی۔

والسلام

۷رفروری ۱۸۹۹ء

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

نوٹ:۔ میرا خیال ہے کہ ۲۷رفروری ۱۸۹۹ء ہے۔ جلدی سے ۷رفروری ۱۸۹۹ء لکھا گیا ہے۔(عرفانی)

مکتوب نمبر ۲۶۹ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

بلٹی آم پہنچ کر آج دونوں چیزیں آم اور بسکٹ میرے پاس پہنچے۔ **جزاکم اللّٰہ خیرًا** ۔ افسوس کہ آم کل کے کل گندے اور خراب نکلے۔اسی خیال سے میں نے رجسٹری شدہ خط آپ کی خدمت میں بھیجا تھا۔تا ناحق آپ کا نقصان نہ ہو۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ آم اس خط کے پہنچنے سے پہلے روانہ ہو چکے تھے۔افسوس کہ اس قدر خرچ آپ کی طرف سے ہوا۔خیر **انما الا عمال بالنیات** ۔کل میرے نام ایک پروانہ تحصیل سے آیا تھا۔اس میں لکھا تھا کہ پتہ بتاؤ کہ عبدالواحد اور عبدالغفور اور عبدالجبار کہاں ہیں۔خدا جانے اس میں کیا بھید ہے۔باقی خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ ۔

آم مرسلہ آنمکرم پہنچے ۔ جزاکم اللّٰہ خیر الجزاء ۔ اگر ممکن ہو سکے تو اسی قدر اور آم بھیج دینا ۔ کیونکہ مہمان عزیز بہت ہیں ۔ بہت شرمندگی ہوتی ہے ۔ اگر کوئی چیز آوے اور بعض محروم رہیں ۔ افسوس کہ آپ کو عقیقہ پر رخصت نہ مل سکی ۔ خیر دوسرے موقعہ پر سہی ۔ مسمی عبدالحمید گرفتار ہو کر گورداسپور میں آ گیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ پھر مقدمہ بنایا جاوے گا ۔ خدا تعالیٰ ہر ایک بہتان سے بچاوے ۔ مسل سے کسی قدر صفائی سے ظاہر ہے کہ پہلا اظہار عبدالحمید کا جھوٹا تھا ۔ جو پادریوں کی تحریک سے لکھا گیا ہے ۔ مگر پھر تفتیش ہو گی کہ کون سا اظہار جھوٹا ہے ۔ شاید اب پادریوں کو پھر کسی جعلسازی کا موقعہ ملے اور پھر اس کو طمع دے کر یہ بیان لکھوا دیں کہ پہلا اظہار ہی سچا ہے اور دوسرا جھوٹا ۔

کچھ معلوم نہیں کہ ایسا صاف مقدمہ فیصل شدہ پھر کیوں دائر کیا گیا ہے ۔ سزا اگر عبدالحمید کو دینا ہے تو پہلا حاکم دے سکتا تھا اور سزا دینے کے لئے بہت سی تحقیقات کی ضرورت نہیں ۔ عبدالحمید خود اقرار لکھاتا ہے ۔ یعنی کپتان ڈگلس صاحب کے روبرو کا پہلا اظہار میرا جھوٹا ہے ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۳۰ ؍ جون ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

مکتوب نمبر ۱۷۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔

پہلا خط میں نے آم پہنچنے سے پہلے لکھا تھا۔ اب اس وقت جو وقت عصر ہے۔ آم آئے اور کھولے گئے تو سب کے سب گندے اور سڑے ہوئے نکلے اور جو چند بصورت بیداغ معلوم ہوئے ان کا مزہ بھی تلخ رسوت کی طرح ہو گیا تھا۔ غرض سب پھینک دینے کے لائق ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ نے اس قدر تکلیف اٹھائی اور خرچ کیا اور ضائع ہوا۔ مگر پھر بھی ضائع نہیں ہوا۔ کیونکہ آپ کو بہرحال ثواب ہو گیا۔ اب یہ خط اس لئے دوبارہ لکھتا ہوں کہ آپ دوبارہ خرچ سے بچے رہیں۔ اگر آپ کا دوبارہ بھیجنے کا ارادہ ہو تو سرولی کا آم جو سبز اور نیم خام اور سخت ہو بھیجیں۔ یہ آم ہرگز نہ بھیجیں۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

یکم جولائی ۱۸۹۹ء

خط اس غرض سے رجسٹری کرا کر بھیجا گیا ہے کہ تا تسلی ہو کہ پہنچ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ایسے ہی آم بھیج دیں اور ناحق اسراف ہو۔ بجز اس قسم کے جس کو سرولی کہتے ہیں اور کوئی قسم روانہ نہ فرماویں اور وہ بھی اس شرط سے کہ آم سبز اور نیم خام ہوں۔ تا کسی طرح ایسی شدت گرمی میں پہنچ سکیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر۲۷۲ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید کہ اشتہار ۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء جس کے ساتھ جلسۃ الوداع کا بھی ایک پرچہ ہے۔ آپ کے پاس پہنچ گیا ہوگا۔ اب باعث تکلیف دہی یہ ہے کہ اخویم مولوی محمد علی صاحب کی نسبت جو گورداسپور میں تحریک کی گئی تھی۔ اس کو حد سے زیادہ عرصہ گزر گیا ہے اور درحقیقت اس طرح پر مولوی صاحب کا بڑا حرج ہو گیا ہے۔ کہ اگر آخر کار لوگ کسی رشتہ سے انکار کریں تو کتنے اور عمدہ رشتے اسی انتظار میں ان کے ہاتھ سے چلے گئے۔ یہ ایسا طریق ہے کہ خواہ مخواہ ایک شخص پر ظلم ہو جاتا ہے۔ جب اسی انتظار میں دوسرے لوگ بھی ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ چنانچہ بعض ہاتھ سے چلے گئے ہیں۔ تو کس قدر یہ امر باعث تکلیف ہے۔ لڑکی والے بعض اوقات دس روز بھی توقف ڈالنا نہیں چاہتے۔ بلکہ توقف سے وہ لاپروائی سمجھتے ہیں۔ اس لئے ناحق نقصان ہو جاتا ہے۔ مناسب ہے کہ آپ رجسٹری کرا کر ایک مفصل خط ان کو لکھ دیں کہ وہ ایک شریف اور مہذب ہیں۔ آپ کے لئے انہوں نے دوسرے کئی رشتوں کو ہاتھ سے دیا ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اب آپ اپنے جواب باصواب سے جلد ان کو مسرورالوقت کریں اور پھر اگر وہ کسی ملازمت کے شغل میں لگ گئے تو فرصت نہیں ہو گی۔ یہی دن ہیں کہ جن میں وہ اپنی شادی کرنا چاہتے ہیں۔ اگر کسی پہلی شادی کا ذکر درمیان میں آوے تو آپ کہہ دیں کہ پہلی شادی تھی۔ وہ رشتہ طلاق کے حکم میں ہے۔ اس سے وہ کچھ تعلق نہیں رکھنا چاہتے اور شاید طلاق بھی دے دیا ہے۔ غرض اس کا جواب آپ دوسری طرف سے بہت جلد لے کر جہاں تک جلد ممکن ہو سکے بھیج دیں۔ میں ڈرتا ہوں کہ یہ توقف ان کی اس طرف کے لئے بہت حرج کا باعث نہ ہو جاوے۔ زیادہ خیریت ہے۔

والسلام

مکتوب نمبر۳۷ ۲ ملفوف

حضرت اقدس نے یہ مکتوب چوہدری صاحب کے مرسلہ خط کی پشت پر ہی لکھ دیا ہے اور اس طرح پر وہ اصلی خط بھی محفوظ ہے۔

میں نے پسند کیا کہ پہلے اس خط کو درج کر دوں۔ پھر حضرت کا اصل مکتوب جو اس کے جواب میں ہے۔ (عرفانی)

(چوہدری رستم علی صاحب کا خط)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بحضور پُرنور جنابنا و ہادینا حضرت مرزا صاحب سلّمہٗ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سرفراز نامہ حضور کا صادر ہوا۔ باعث افتخار ہوا۔ آج تک اشتہار کوئی بھی اس عاجز کے پاس قادیان سے صادر نہیں ہوا۔ امیدوار کہ براہ نوازش دو دو چار چار کاپیاں مرحمت فرمائی جاویں۔ مولوی محمد علی صاحب کی بابت گورداسپور سے جو جواب آیا۔ اس کی بابت پہلے نیاز نامہ میں عرض کر چکا ہوں۔ یعنی اس میں جواب سمجھنا چاہیئے۔

اب رہا یہاں پر جو ہمارے سر دفتر صاحب خواہشمند ہیں۔ ان کی دو لڑکیاں ہیں اگر ان میں سے کوئی پسند آ جاوے تو بابو مذکور بہت خوش ہوسکتا ہے۔ مگر اس کی متلون مزاجی پر مجھے پورا اعتماد نہیں ہے۔ یہ لشکری لوگ ہیں۔ گو شریعت کی پابندی کا دعویٰ ہے مگر وقت پر آ کر ایسی ایسی شرائط پیش کرتے ہیں کہ جو مشکل ہوں مثلاً مہر کی تعداد بہت زیادہ۔ مگر اس کی لڑکیوں میں سے کوئی پسند آ جاوے تو پھر ایسی شرائط پہلے ہی طے کر لی جاویں۔

میری حالت بہت خراب ہے۔ گناہوں میں گرفتار ہوں۔ کیا کروں کوئی صورت رہائی کی نظر نہیں آتی۔ سوائے اس کے کہ خداوند کریم اپنا فضل شامل حال کرے۔ حضور سے التجاء ہے کہ میرے واسطے ضرور بالضرور دعا فرمائی جاوے کہ نفس امارہ کی غلامی سے رہائی پاؤں۔ مجھے اپنی حالت پر بہت افسوس رہتا ہے اور ڈرتا بھی ہوں۔

آج کل خان صاحب علی گوہر خاں صاحب میرے پاس ہیں۔ وہ بیمار ہیں۔ بخار آتا ہے اور دیر سے بخار آتا ہے۔ ان کی درخواست ہے کہ ان کی صحت جسمانی و روحانی کے واسطے دعا فرمائی جاوے اور وہ السلام علیکم عرض کرتے ہیں۔ مولوی صاحبان و میر صاحب و پیر صاحب و دیگر احباب سے السلام علیکم کہہ دیا جاوے۔

عاجز رستم علی از انبالہ
۲۲؍اکتوبر ۱۸۹۹ء

☆......☆......☆

ج

(مکتوب حضرت اقدس)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جلدی سے بہت ضروری سمجھ کر آپ کے خط کی پشت پر ہی میں یہ خط لکھتا ہوں کہ اخویم مولوی محمد علی صاحب کا گورداسپور کا معاملہ بہت حرج پہنچا چکا ہے۔ کچھ روپیہ دے کر اور یکہ کرا کر ایک عورت اور ایک مرد حجام کو گورداسپورہ میں بھیجا تھا اور پھر انتظار میں اسقدر توقف کیا۔ آخر ان لوگوں نے اوّل آپ ہی کہا اور پھر آپ ہی جواب دے دیا۔ اب اپنے سر دفتر صاحب کی نسبت جو آپ تحریر فرماتے ہیں۔ اس کی نسبت اگر میں ایک کچی بات میں کوئی عورت اور مرد یہاں سے بھیجوں تو مناسب نہیں ہے۔ اول آپ براہ مہربانی جہاں تک جلد ممکن ہو لڑکیوں کی شکل اور حلیہ وغیرہ سے مجھے اطلاع دیں اور پھر میں کوئی خادمہ مزید تفتیش کے لئے بھیج دوں گا میں اس وقت اس لئے یہ خط اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں۔ کہ آپ بلا توقف کوئی عورت بھیج کر شکل اور خلق اور تعلیم سے مجھ کو اطلاع دے دیں اور پھر بعد میں اگر ایسی کوئی عورت آپ کے پاس بھیجی جا سکے اور نیز اس کے پختہ ارادہ سے بھی اطلاع بخشیں۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

از قادیان

۲۴؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۴۲۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ آپ کی تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ وہ سر دفتر صاحب جن کی لڑکی سے رشتہ کی درخواست ہے کچھ متلون مزاج اور تیز مزاج ہے۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ خاص طور پر پہلے ان سے کھلے کھلے طور پر تذکرہ کر لیں۔ کہ چھوٹی لڑکی سے ناطہ ہوگا اور نیز یہ کہ شریعت کی پابندی سے نکاح ہوگا۔ کوئی اسراف کا نام نہیں ہوگا۔ شریفانہ رسموں میں سے جو کپڑے زیور کی ان کے خاندان میں رسم ہو۔ اس سے وہ خود اطلاع دے دیں۔ تا وہ تیار کیا جاوے اور ان سے پختہ اقرار لے لیں کہ وہ اس پر قائم رہیں اور نیز یہ قابل گذارش ہے کہ اگر میں اس جگہ سے کوئی عورت بھیجوں تو وہ حجام عورت ہوگی اور وہ اکیلی نہیں آ سکتی۔ کیونکہ جوان عورت ہوگی۔ اس کے ساتھ اس کا خاوند جاوے گا اور اس اُجرت میں سات معہ آٹھ روپیہ اس کو دینے پڑیں گے اور دو آدمیوں کے آنے جانے کا دو روپیہ یکہ کا کرایہ ہوگا۔ اور چھ سات روپیہ ریل کا کرایہ دو آدمیوں کی آمد و رفت کا ہوگا۔ غرض اس طرح ہمیں قریباً بیس روپے خرچ کرنے پڑیں گے۔ لیکن اگر آپ انبالہ سے کسی عورت کو میری طرف سے تین چار روپیہ دے دیں تا وہ لڑکی کو دیکھ کر دیانت سے بیان کر دے۔ تو خرچ کی کفایت رہے گی۔ ہم تو اس قدر خرچ کرنے کو تیار ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ گورداسپورہ کے معاملہ کی طرح سب کچھ خرچ ہو کر پھر ان کی طرف سے جواب ہو جاوے۔ آپ مہربانی فرما کر یہ کوشش کریں کہ کوئی حجام عورت جو دیانت دار معلوم ہو۔ اسے کچھ دے کر بھیج دیں۔ وہ کل حلیہ بیان کر دے کہ آنکھیں کیسی ہیں۔ ناک کیسا ہے۔ گردن کیسی ہے۔ یعنی لمبی ہے یا کوتہ۔ اور بدن کیسا ہے۔ فربہ یا لاغر۔ منہ کتابی چہرہ ہے۔ یا گول۔ سر چھوٹا ہے یا بڑا۔ قد لمبا ہے یا کوتہ۔ آنکھیں کپری ہیں یا سیاہ۔ رنگ گورہ ہے یا گندمی یا سیاہ۔ منہ پر داغ چیچک ہیں یا نہیں یا صاف۔ غرض تمام مراتب جن کے لئے یہاں سے کسی عورت کو بھیجنا تھا بیان کر دے اور دیانت سے بیان کرے اس سے ہمیں فائدہ ہوگا چونکہ اس کا مجھے زیادہ فکر ہے۔ میری طرف سے یہ خرچ دیا جاوے۔ میں تو اب

بھی روپیہ خرچ کر کے کسی عورت کو اس کے خاوند کے ساتھ بھیج سکتا تھا۔ مگر اندیشہ ہوا کہ کچی بات میں گورداسپور کی طرح صورت پیش نہ آ جائے۔ اگر آپ توجہ فرمائیں گے تو آپ کو انبالہ شہر سے بھی کوئی دانا اور حسن و قبح کی پرکھنے والی اور دیانت دار کوئی عورت میسر آ جائے گی۔ آپ کسی سے مشورہ کر کے ایسی عورت تلاش کر لیں اور یہ غلط ہے کہ اخویم مولوی محمد علی صاحب کی پہلی عورت موجود ہے۔ مدت ہوئی کہ وہ اس پہلی کو طلاق دے چکے ہیں۔ اب کوئی عورت نہیں۔ پوری تفتیش کے بعد آپ جلد جواب دیں۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد عفی عنہ

۳۱/ اکتوبر ۱۸۹۹ء

مکتوب نمبر ۲۷۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

نہایت ضروری کام کے لئے آپ کو تکلیف دیتا ہوں کہ اس جگہ تین ایسے عمدہ اور مضبوط پلنگ کی ضرورت ہے۔ جس کے سیرو اور پائے اور پٹیاں درخت سال یا اور مضبوط لکڑی کے ہوں۔ اسی غرض سے امرتسر آدمی بھیجا گیا۔ معلوم ہوا کہ ایسے سیروا اور پٹیاں اور پائے نہ امرتسر میں ملتے ہیں اور نہ لاہور میں مل سکتے ہیں اور انبالہ میں اس قسم کے پلنگ مل سکتے ہیں۔ اس لئے مکلّف ہوں کہ آپ تمام تر کوشش سے ایسے تین پلنگ تیار کروا کر بھیج دیں۔ لیکن چاہیئے کہ ہر ایک پلنگ اس قدر بڑا ہو کہ دو آدمی اور ایک بچہ بآسانی اس پر سو سکیں اور جہاں تک ہو سکے۔ پلنگ بہت بوجھل نہ ہوں۔ گھر میں امید بھی ہے اور کئی وجوہ سے یہ ضرورت پیش آئی ہے اور روپیہ کے خرچ کا کچھ صرفہ نہ کریں۔ جس قدر روپیہ خرچ آئے گا۔ انشاء اللہ بلاتوقف بھیج دیا جائے گا۔ بہرحال پٹیاں اور سیرو اور پائے مضبوط لکڑی کے ہوں اور عمدہ طور سے بنے جائیں۔ یہ یاد رہے کہ یہ ضروری ہے کہ ہر ایک پلنگ اس قدر بڑا ہو کہ دو پورے آدمی اور بچہ ان پر سو سکے اور جہاں تک ممکن ہو، دو ہفتہ تک آپ تیار کروا کر

بذریعہ ریل بھیج دیں اور ریل کے کرایہ کو دیکھ لیں کہ زیادہ نہ ہو۔ کیونکہ ایک مرتبہ دہلی سے ایک پالکی منگوائی گئی تھی اور غلطی سے خیال نہ کیا گیا۔ آخر ریل والوں نے پچاس روپیہ اس کا کرایہ لیا۔ باقی سب خیریت ہے۔ طاعون سے اس طرف شور قیامت بپا ہے۔ دن کو آدمی اچھا ہوتا ہے اور رات کو موت کی خبر آتی ہے۔

والسلام

۲۹؍اپریل ۱۹۰۲ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۷۶ ملفوف

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

مجی اخویم منشی رستم علی صاحب سلّمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ چونکہ اس جگہ بُنائی کا کام مشکل ہے۔ ہر طرف طاعون کی بیماری ہے۔ کوئی آدمی ہاتھ نہیں آئے گا۔ اس لئے بہتر ہے کہ اگرچہ سات روپیہ تک کرایہ کی زیادتی ہو۔ تو کچھ مضائقہ نہیں۔ وہیں سے تیار ہو کر آنی چاہئیں۔ لیکن اگر کرایہ زیادہ مثلاً بیس پچیس روپیہ ہو تو پھر صرف سامان پلنگوں کا بھیج دیا جاوے۔ ایک پلنگ نواڑ کا ہو اور دو عمدہ باریک سن کی سوتری کے۔ غرض اس جگہ پلنگوں کے بننے کی بڑی دقت پیش آئے گی۔ ایک طرف زراعت کاٹنے کے دن ہیں اور ایک طرف طاعون سے قیامت برپا ہے۔ لوگوں کو مردے دفن کرنے کے لئے آدمی نہیں ملتے۔ عجیب حیرانی میں لوگ گرفتار ہیں۔ جہاں تک جلد ممکن ہو جلد تر روانہ فرماویں۔

والسلام

۶؍مئی ۱۹۰۲ء خاکسار

مرزا غلام احمد عفی عنہ

مکتوب نمبر ۲۷ ملفوف

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجبی اخویم منشی رستم علی صاحب سلمہ تعالیٰ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کا عنایت نامہ پہنچا۔ حال یہ ہے کہ اب کی دفعہ میں نے پچاس روپیہ کا مشک منگوایا تھا۔ اتفاقاً وہ سب کا سب ردّی اور مغشوش نکلا۔ اس قدر روپیہ ضائع ہو گیا۔ اس لئے میں نے آپ کی تحریر کے موافق مبلغ بارہ روپیہ قیمت چھ ماشہ مشک مولوی صاحب کے حوالہ کر دی ہے۔ اگر یہ قیمت کم ہوگی۔ باقی دے دوں گا اور عنبر بھی۔ مدت ہوئی کہ میں نے افریقہ سے منگوایا تھا۔ وہ وقتاً فوقتاً خرچ ہو گیا۔ میں نے اس قدر استعمال سے ایک ذرہ بھی اس کا فائدہ نہ دیکھا۔ وہ اس ملک میں فی تولہ ایک سو روپیہ کی قیمت سے آتا ہے اور پھر بھی اچھا نہیں ملے گا۔ ولایت میں عنبر کو محض ایک ردّی چیز سمجھتے ہیں اور صرف خوشبوؤں میں استعمال کرتے ہیں۔ میرے تجربہ میں ہے کہ اس میں کوئی مفید خوبی نہیں۔ اگر آپ نے دوا میں عنبر ڈالنا ہو۔ تو بواپسی ڈاک مجھے اطلاع دیں۔ تو عنبر ہی کے خرید کے لئے مبلغ پچاس روپیہ مولوی صاحب کے حوالہ کئے جائیں گے۔ مگر جواب بواپسی ڈاک بھیج دیں۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

مکتوب نمبر ۲۷۸ ملفوف

ایک غیر معمولی خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مکرمی چودھری صاحب۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

آپ کا نوازش نامہ پہنچا۔حضرت اقدس کی خدمت میں سنایا۔فرمایا:۔لکھ دو خط بھی نصف ملاقات ہوتی ہے اگر وہ خط لکھ دیا کریں اور دعا کے لئے یاد دلا دیا کریں تو میں دعا کرتا رہوں گا۔ بہت پرانے مخلص ہیں۔فرمایا ان پر کچھ قرضہ کا بوجھ بھی ہے، جب تک اس سے فراغت نہیں ہوتی ملازمت کرتے رہیں بعد میں پنشن لے لیویں۔

آج پھر فرمایا کہ رات کو پھر وہی الہام پھر ہوا۔

قرب اجلک المقدر ولا نبقی لک من المخزیات ذکرًا ۔ قل میعاد ربک ولا نبقی لک من المخزیات شیئا۔[۱]

فرمایا:۔ان فقرات کے ساتھ لگانے سے صاف منشاء الٰہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب پیغام رحلت دیا جاوے گا تو دل میں یہ خیال پیدا ہوگا کہ ابھی ہمارے فلاں فلاں مقاصد باقی ہیں اس کے لئے فرمایا کہ ہم سب کی تکمیل کریں گے۔فرمایا:۔لوگ اکثر غلطی کھاتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ سب امور کی تکمیل مامور ہی کر جائے۔وہ بڑی بڑی امیدیں باندھ رکھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ سب کچھ مامور اپنی زندگی میں ہی کر کے اُٹھا ہے۔صحابہ میں بھی ایسا خیال پیدا ہو گیا تھا کہ ابھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کا وقت نہیں آیا۔کیونکہ دعویٰ تو تھا کہ کل دنیا کی طرف رسول ہوئے اور ابھی عرب کا بھی بہت سا حصہ یونہی پڑا تھا۔مگر اللہ تعالیٰ ان سب امور کی تکمیل آہستہ آہستہ کرتا رہتا ہے۔تا کہ جانشینوں کو بھی خدمت دین کا ثواب ملتا رہے۔

اسی ذکر میں فرمایا کہ ہماری جماعت میں سے اچھے اچھے لوگ مرتے جاتے ہیں چنانچہ مولوی

---

[۱] تذکرہ صفحہ ۵۶۲،۵۶۳۔ایڈیشن چہارم

عبدالکریم صاحب جو ایک عجیب مخلص انسان تھے اور ایسا ہی اب مولوی برہان الدین صاحب جہلم میں فوت ہو گئے اور بھی بہت سے مولوی صاحبان اس جماعت میں سے فوت ہو گئے۔ **مگر افسوس ہے کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔** پھر فرمایا:۔ **مجھے مدرسہ کی طرف دیکھ کر بھی رنج ہی پہنچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی۔ اگر یہاں سے بھی طالب علم نکل کر دنیا کے طالب ہی بننے تھے تو ہمیں اس کے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔** ہم تو چاہتے تھے کہ دین کے لئے خادم پیدا ہوں۔ چنانچہ پھر بہت سے احباب کو بلا کر ان کے سامنے یہ امر پیش کیا کہ مدرسہ میں ایسی اصلاح ہونی چاہئے کہ یہاں سے واعظ اور مولوی پیدا ہوں جو آئندہ ان لوگوں کے قائم مقام ہوتے رہیں جو گزرتے چلے جاتے ہیں۔ کیسا افسوس کا مقام ہے کہ آریہ سماج میں وہ لوگ پیدا ہوں جو ایک باطل کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں **مگر ہماری قوم سچے خدا کو پا کر پھر دنیا کی طرف جھک رہی ہے** اور دین کے لئے زندگی وقف کرنا محال ہو رہا ہے۔

فرمایا: سب سوچو کہ اس مدرسہ کو ایسے رنگ میں رکھا جاوے کہ یہاں سے قرآن دان واعظ مولوی لوگ پیدا ہوں۔ جو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ہوں۔

والسلام

خاکسار محمد علی

۶ رستمبر ۱۹۰۵ء

یہ مکتوب اگرچہ براہ راست حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے بلکہ مکرمی مولوی محمد علی صاحب (جو خلافت ثانیہ کے ساتھ ہی قادیان سے انکار خلافت کر کے خروج کر چکے ہیں اور لاہور جا بسے ہیں۔ عرفانی) نے حضرت اقدس کے حکم سے لکھا ہے۔ خطوط کی سال وار ترتیب کے لحاظ سے بھی یہ خط یہاں نہیں آنا چاہئے تھا مگر اس کے لئے میں دوسری جگہ بھی نہیں نکال سکا۔

یہ خط بہت سے ضروری اور اہم مضامین پر مشتمل ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پاک خواہشوں اور مقاصد کا مظہر ہے۔ تاریخ سلسلہ میں یہ ایک مفید اور دلچسپ ورق ہے۔ مناسب موقعہ پر میں اس سے ضروری امور پر روشنی ڈالنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔ آمین۔

ایک امر خصوصیت سے قابل ذکر ہے کہ اس مکتوب میں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم وارشاد سے لکھا ہوا ہے خدا کے مامور کے جانشینوں کا ذکر کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود مولوی صاحب کے ہاتھ سے ان پر اتمام حجت کرا دیا ہے۔ ہر ایک شخص اپنی انفرادی حیثیت میں جانشین نہیں ہوتا بلکہ خلیفہ موعود و منصوص کے ساتھ تعلق رکھ کر اور اس میں ہو کر کل جماعت ایک وجود بن جاتی ہے۔

غرض یہ خط بہت دلچسپ اور قابل غور ہے۔ حضرت چوہدری رستم علی صاحب (کے) اخلاص اور فنافی السلسلہ کا اظہار یوں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہر ایک خط سے ہوتا ہے مگر اس میں بھی اس کی تائید ہے۔ چوہدری صاحب سلسلہ کی ضروریات ہی کے لئے آخری وقت جبکہ وہ ملازمت کا زمانہ ختم کر رہے تھے، مقروض تھے اور حضرت نے ان کو کچھ عرصہ اور ملازمت کرنے کا ارشاد فرمایا اور نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ فارغ ہوئے تو خدا کے فضل اور رحم سے ہر قسم کی زیر باری سے سبکدوش ہو چکے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے قادیان میں آکر سلسلہ کی عملی خدمت شروع کی اور وہ سلسلہ میں سب سے پہلے بزرگ تھے جنہوں نے پنشن لے کر سلسلہ کا کام مفت کیا حتی کہ کھانا لینا بھی پسند نہ کیا۔

خدا تعالیٰ یہ روح دوسرے بزرگوں میں بھی پیدا کرے اور ان کے نقش قدم پر چلنے والی ایک جماعت ہوتا کہ سلسلہ کے مرکزی اخراجات میں ایسے کارکنوں کے وجود سے بہت کمی ہو سکے جو مفت کام کریں۔ (عرفانی)

مکتوبات کے متعلق مرتب کا نوٹ

جس قدر مجھے مکتوبات مل سکتے تھے۔ وہ میں نے جمع کر دیئے ہیں والحمدللّٰہ علی ذالک ۔ ایک مکتوب کو میں نے عمداً ترک کیا ہے اور حضرت حکیم الامۃ کے مکتوبات میں بھی اسے چھوڑا ہے اور یہ وہ مکتوب ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بشیر اوّل کی وفات پر لکھا تھا۔ وہ خط دراصل حضرت حکیم الامۃ کے نام تھا۔ مگر اس کی نقول آپ نے متعدد احباب کے نام بھجوائی تھیں ۔ میں اس مکتوب کو متفرق خطوط کی جلد میں انشاء اللہ العزیز شائع کروں گا اور اس میں ان دوستوں کے اسماء گرامی بھی لکھ دوں گا۔ (انشاء اللہ) جن کی خدمت میں ان کی نقول بھیجی گئی تھیں۔ [1]

میں ان تمام احباب کو جنہیں حضرت چوہدری صاحب مرحوم سے تعلق رہا ہے۔ توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں میرے معین و مددگار رہوں اور اگر کسی کے پاس چوہدری صاحب کا کوئی خط یا نظم ہو یا کوئی واقعہ ان کے سوانح حیات سے متعلق انہیں معلوم ہو تو وہ لکھ کر مجھے ضرور بھیج دیں ۔ یہ کام قلمی اور مالی تعاون کا ہے اور میں اپنے دوستوں سے بجا توقع رکھتا ہوں اور انہیں کہتا ہوں

نام نیک رفتگان ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

میرے لئے دعا بھی کریں کہ میں اس کام کو سرانجام دے سکوں ۔ وباللّٰہ التوفیق ۔

(عرفانی)

---

[1] یہ مکتوب حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کے نام مکتوبات میں شامل کر دیا گیا ہے۔ مرتب

حضرت چوہدری رستم علی صاحب رضی اللہ عنہ کا کلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بعض مکتوبات میں چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کے اشعار کا ذکر فرمایا ہے اور اسے بہت پسند کیا ہے۔ بلکہ ایک موقع پر آپ نے فرمایا۔ کہ ان کو جمع کرتے جاویں۔ چوہدری صاحب مرحوم کے کلام کو جمع کرنا آسان کام نہیں۔ بیس برس کے قریب ان کی وفات پر گزرتا ہے۔ تاہم میں اپنی کوششوں کو زندگی بھر چھوڑ نہ دوں گا۔ محض اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ خواہش پوری ہو جاوے جو آپ نے اس وقت ظاہر فرمائی تھی۔ میں اگر کامیاب نہ ہوا تب بھی اس نیت کے لئے یقیناً ماجور ہوں گا۔

اب جبکہ مکتوبات کے اس مجموعہ کو میں ختم کر چکا ہوں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ حضرت چوہدری صاحب مرحوم کے کلام کا کچھ نمونہ یہاں دے دوں۔ جو میں اس وقت تک جمع کر چکا ہوں۔ آپ کے کلام کے اندراج کے لئے بہترین موقعہ اور مقام آپ کے سوانح حیات کا ایک باب ہے۔ مگر میں نہیں جانتا کہ یہ توفیق کسے ملے گی۔ میں نے پسند کیا کہ اسے کسی غیر معلوم وقت تک ملتوی کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ کچھ نمونہ حضرت چوہدری صاحب مرحوم کے کلام کا یہاں دے دوں اور اس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کی کسی قدر تک تعمیل کر دوں۔ جو آپ نے چوہدری صاحب کو اس کے جمع رکھنے اور طبع کرا دینے کے متعلق فرمایا تھا۔

حضرت چوہدری صاحب مرحوم کے کلام پر میں کسی شاعرانہ تنقید کی نہ قابلیت رکھتا ہوں اور نہ اس کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ بلکہ میں تو اسے **کلام المحبوب محبوب الکلام** سمجھتا ہوں۔ مجھ کو ان سے خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں ہو کر محبت تھی اور ان کی ادا پسند تھی۔ ان کے کلام کی داد جب خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام دے چکے ہیں تو اس سے بڑھ کر ان کی سعادت کیا ہو گی۔ میں چوہدری صاحب مرحوم کے کلام کے انتخاب میں اپنے نقطۂ خیال کو مدِّ نظر رکھتا ہوں اور یہ بطور نمونہ ہے۔

خطاب بہ اقبال

ڈاکٹر سر اقبال آج علمی دنیا میں معروف ہیں۔ کسی زمانہ میں وہ سلسلہ عالیہ سے محبت واخلاص کا تعلق رکھتے تھے۔ بلکہ جب ایف۔اے میں پڑھتے تھے۔تو سلسلہ کے بعض معاندین کا جواب بھی نظم میں آپ نے دیا تھا۔ آپ کے خاندان کے بعض ممبر اسی سلسلہ میں شامل ہونے کی عزت وسعادت حاصل کر چکے ہیں۔ مخزن نمبر۲ جلد۳ بابت ماہ مئی ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۴۸ پر سر اقبال نے جو اس وقت اقبال تھے۔ ایک نظم پیغامِ بیعت کے جواب میں شائع کی تھی۔ ڈاکٹر اقبال کے کسی شفیق ناصح نے انہیں بیعت کی تحریک کی تھی۔ اس کا جواب انہوں نے نظم میں مخزن کے ذریعہ شائع کیا۔ سلسلہ کے گراں قدر بزرگ میرے اور ڈاکٹر اقبال کے مکرم حضرت میر حامد شاہ صاحبؓ نے بھی انہیں ایام میں اس کا جواب منظوم نہایت لطیف شائع فرمایا اور ڈاکٹر اقبال کو ان کی ایک رویا کی یاد دلائی۔ حضرت چودھری رستم علی صاحب مغفور نے بھی اس کا ایک جواب لکھا اور یہ جواب گویا حضرت اقدس کی زبان سے دیا ہے اور دنیا اس سے غافل رہی۔ مگر میں آج ۲۷ برس کے بعد اس کے بعض اشعار کو پبلک کرتا ہوں کہ یہ اسی کی امانت ہے۔ (عرفانی)

اقبال	چوہدری رستم علی
خضر سے چھپ کے کہہ رہا ہوں میں	تشنہ کام مئے فنا ہوں میں
یہی ہر اک سے کہہ رہا ہوں میں	حق سے خضر رہ خدا ہوں میں
وہ مرے گا چھٹے گا جو مجھ سے	فانیوں کے لئے بقا ہوں میں
ہم کلامی ہے غیریت کی دلیل	خاموشی پر مٹا ہوا ہوں میں
میں تو خاموش تھا اور اب بھی ہوں	ہاں مولیٰ سے بولتا ہوں میں
ہم کلامی جو غیریت ہے تو ہو	پیروِ احمد خدا ہوں میں
کانپ اٹھتا ہوں ذکر مرہم پر	وہ دلِ درد آشنا ہوں میں
آشنا اور درد جھوٹی بات	آ تیرے درد کی دوا ہوں میں
تنکے چن چن کے باغ الفت کے	آشیانہ بنا رہا ہوں میں

تنکے تنکے ہوا آشیاں تیرا　　ایک جھونکے میں آ آ پناہ ہوں میں
گل پژمردہ چمن ہوں مگر　　رونق خانہ صبا ہوں میں
گل شاداب باغ احمد ہوں　　رونق خانہ خدا ہوں میں
کارواں سے نکل گیا آگے　　مثل آوازۂ درا ہوں میں
مارا جائے گا توجو کہتا ہے ترا　　کارواں سے نکل گیا ہوں میں
تاکہ بے خوف موت سے ہوں　　مجھ میں آ کارواں سرا ہوں میں
دست واعظ سے آج بن کے نماز　　کس ادا سے قضاء ہوا ہوں میں
یہ اور ہے کوئی قضاء کی نماز　　اس کو ہرگز نہ مانتا ہوں میں
نہ قضاء ہو کبھی کسی سے ہرروز　　اس غرض سے کھڑا ہوا ہوں میں
مجھ سے بیزار ہے دل زاہد　　دیدۂ حور کی حیا ہوں میں
مومنوں نے ہے مجھ کو پہچانا　　رِند کی آنکھ سے چھپا ہوں میں
پاس میرے کب آسکے اوباش　　دیدۂ حور کی حیا ہوں میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال پر آپ نے درد دل کا اظہار کیا اور حوالہ قلم و کاغذ کر دیا یا کاغذ پر کلیجہ نکال کر رکھ دیا۔ ان اشعار میں سے چند کا انتخاب ذیل میں کرتا ہوں۔ اس سے چودھری صاحب مرحوم و مغفور کا لاہور کے متعلق بھی خیال ظاہر ہو جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ جو عشق و محبت انہیں تھی۔ اس نے زیادہ دیر تک آپ سے جدا نہ رہنے دیا اور ایک سال کے اندر ہی آقا کے قدموں میں پہنچا دیا۔ (عرفانی)

اے حضرت اقدس اب کہاں ہو　　آنکھوں سے میری کہاں نہاں ہو
اوجھل ہو نظر سے جب کہ خورشید　　تاریک نہ کس طرح جہاں ہو
گم تجھ میں ہوا وہ رہبر خلق　　لاہور! تیرا بھلا کہاں ہو
بے چین ہیں دور رہنے والے　　کس حال میں اہل قادیان ہو

....

یا ربّ ہے کہاں مسیح موعود　　اب قادیان میں نہیں ہے موجود
یہ مخدوم جہاں غلام احمد　　مہدی دوران مسیح معہود
کس دیس میں لے گئے ہیں یوسف　　بتلاؤ میاں بشیر و محمود
اس مصلح گمرہاں کو کھو کر　　لاہور رکھے امید بہبود